باب العقائد

باب اعتقاد ۲ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

حرف موسوعہ مکون کونیات کون؟

دلائل وبراہین عقلی قرآنی سے مستند مکون کورد کرے کون؟

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا 'اللہ' کے نام سے شروع کریں ﴿بسم الله الرّحمٰن الرّحیم﴾ ہماری نعمتوں کے آغاز واختتام پر الحمدللہ پڑھیں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمینَ﴾ اللہ کی طرف سے عطا کی جانے والی سب سے بڑی نعمت قرآن ہے جسے اللہ نے کوثر کہا ہے ''انا اعطینک الکوثر'' جو نہ ختم ہونے والی نعمت ہے اس کا بھی شکر کریں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذی أَنْزَلَ عَلی عَبْدِہِ الْکِتاب﴾ کورچشم باطنیہ و ناتھا کا کہنا ہے ''قرآن سمجھنا مشکل ہے'' جبکہ اللہ نے فرمایا ہے ﴿ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَہُ عِوَجا۔کہف۔۱﴾ اس کے بیان میں کج بیانی نہیں ہے یہ کتاب ہدایت ہے ﴿الم ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین .بقرہ۲﴾ صراط مستقیم ہے، صراط مستقیم میں محمد ہے۔ محمد ''انک علی صراط مستقیم'' ہیں قرآن ومحمد انفکاک ناپذیر ہیں۔قرآن کی جگہ حدیث، محمد کی جگہ اہلبیت واصحاب تفکیک بین قرآن اور محمد خیانت عظیم ہے۔قرآن میں آیا ہے مرتے وقت مسلمان مرو '' ﴿ ولا تموتن الا و انتم مسلمون "بقرہ ۱۳۲ ﴾ ﴿ توفنی مسلما. یوسف ۱۰۱ ﴾ ﴿ الحمد لله العزیز الوهاب مالک الملوک و رب الارباب اللهم انک تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسک انّی ارید ان اتوب الیک و ارید لقائک مع الجسم والروح وماحویامن خطیاتی وسیاتی فتب علیٰ انک انت التواب الرحیم ،فا ن توبتک توجب لی توبة بعد توبة حتیٰ اتوب ثانیا و ثالثا انّ توبتی بین توبیتی ربی کلما اتوب الیک فتز یدنی توبه و توفنی حتیٰ اتوب ثانیا ثالثاحتیٰ اخلص من ذنوبی و اطهرمن سیآتی حتی تر ضاک حین القاک الهم منک الستعین ایاک نستعین منک ان تختتم کتابنا مکون کونیات به فنائک کائنات التی تکرر ذکرها فی کتاب ام الکتاب العظیم تارة بیوم القیامة وتارة بذکر لا اقسم بیوم القیامسة ولا اقسم بنفس اللوامة ایحسب الانسان الّن نجمع

باب اعتقاد ۳ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

عظامه بلیٰ قٰدرین علیٰ ان نسوی بنانه بیوم ترجف الراجفة تتبعها الرادفة تارة بیوم القارعة وما ادراک ما القارعة وتارة یوم یکون الناس کلفراش المبثوث یوم لاینفع ماله ولا بنون ﴿یَوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوهٌ وَ تَسۡوَدُّ وُجُوهٌ ..آلعمران ١٠٦ ﴾ ﴿رَبَّنَا اغۡفِرۡ لی وَ لِوالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِینَ ولمن غاو ننی فی تکوینی هذه الصفحات یَوۡمَ یَقُومُ الۡحِسابُ ﴾ ﴿اعطنی کتابی. اسراء ١۴ ﴾ ﴿اقۡرَأۡ کِتابَکَ کَفی بِنَفۡسِکَ الۡیَوۡمَ عَلَیۡکَ حَسیباً ﴾ الهم ثقنی و رجائی غفرانک ثقتی وعلیه توکلی وبک اعتصامی عن شر الناس و من شرور الحساد وهو ملجاتی عند اضطراری و مأوای“

حمد وستائش اس ذات کے لئے مخصوص ہے جس نے ہمیں نوید دی ہے فصلت ۵۳۔ وہ ہمیشہ اپنی نشانیاں دکھائے گا اور صاحبان علم کو جلدی پتہ چلے گا کہ یہ آیات رب کریم کی طرف سے ہیں، اے معبود برحق! میری طرف سے حمد وثنا اتنی ہوسکتی ہے جتنی تو نے استطاعت وتوفیق دی ہے۔ میں محدود تو لامحدود ہے تیری الطاف وعنایات لانہایت ہیں۔ مجھے اس کا احاطہ واحساس بھی نہیں کہ میرے اُوپر تیرے کتنے الطاف وعنایات ہیں۔

حمد وثنائے لانہایت خالق ارض وسماء بر وبحر، شمس وقمر، نجم وشجر، ذرہ ومجرہ، قطرہ وبحور، جن و بشر کے خالق ومدبر ورازق کے لئے سزاوار ہے۔ حمد وستائش وشکر بے نہایت اس ذات کے لئے مخصوص ہے جس نے آسمان وزمین میں اپنے وجود کی واضح اشکار روشن تابناک نشانیاں رکھی ہیں فصلت ۵۳، غاشیہ :۱۷ سے ۲۰ ﴿أَ فَلا یَنۡظُرُونَ إِلَی الۡإِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ ﴾ ﴿وَ إِلَی السَّماءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ﴾ ﴿وَ إِلَی الۡجِبالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ﴾ ﴿وَ إِلَی الۡأَرۡضِ کَیۡفَ سُطِحَتۡ ﴾ حمد وثناء اس ذات کے لیے مخصوص ہے جس نے آسمان میں تاریک راتوں میں وحشت ودہشت میدانوں میں راہی سفر کرنے والوں کے لئے اپنے چراغ ہدایت سے روشن کیا۔ نہایت سے بھی ذوات العقول کو آگاہ کیا یہ پہلے سے نہیں تھے اور ہمیشہ نہیں رہیں گے ایک ان پر ملبس

پڑے ہونگے آسمان وزمین کو ہم آٹھ یوم میں خلق کیا ایک آئے گا سب ریزہ ریزہ ہوگا کائنات میں آسمان زمین نہ ذرہ رہیں گے نہ کہکشان نہ ٹیلہ رہے گا نہ حشرات رہیں گے نہ انسان صرف مالک ملک واحد قہار رہے گا۔ منزہ ہے وہ ذات جس کے لئے مثل ومثال نہیں ہے، منزہ ہے وہ ذات کہ ہر چیز میں بے مثال ہے اس کے علم قدرت کی نشانی میں آیت نہیں آیات ہیں۔ حمد وثناء اس ذات کیلئے سزاوار ہے جس نے اپنے آخری نبیؐ پر آخری کتاب قرآن پر نازل کی تاکہ قیامت میں اس کے حکم کی قضا اصل کا انذار کریں۔

حمد وستائش اس ذات کے لئے مخصوص ہے جس نے اپنی مخلوقات کو اپنی الوہیت وربوبیت کے ان گنت دلائل وبراہین کی طرف توجہ دلائی بلا ابتداء اور آخر بلا انتہاء ہے، حمد وستائش اس ذات کیلئے جس نے ہمیں قرآن دے کر آئین بشری سے بے نیاز کیا، ہمیں وہ کتاب دی جو دیگران کو نہیں دی ہے۔

سلام ودرود بے نہایت اس ذات منزل قرآن پر جسے تو نے امین کہا ''بشریت من لدن'' نزول قرآن سے الی یومنا ھذا تک اس پر بلا اختلاف اتفاق ہے کہ یہ کتاب ﴿ كِتابٍ مُبينٍ ﴾ سورہ انعام آیت ۵۹ یہ کتاب ﴿ تَنْزيلُ الْكِتابِ لا رَيْبَ فيهِ مِنْ رَبِّ الْعالَمينَ ﴾ یہ کتاب ﴿ بَيانٌ لِلنَّاسِ وَ هُدىً وَ مَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقين ﴾ سورہ آل عمران آیت ۱۳۸ یہ کتاب ﴿ لا يَأْتيهِ الْباطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لا مِنْ خَلْفِهِ ﴾ سورہ سجدہ ایت۲ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے لایا ہے اس کا اخلاق جس کی وصیت قرآن ہے۔ ہم یقین کامل اور بغیر شک وتردد کے گواہی دیتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ ذات وحدہ لاشریک ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ موت بعثت جنت ونار حق ہیں، گواہی دیتے ہیں اسلام اللہ کا آخری دین ہے اس کے علاوہ کوئی اللہ کے قبول نہیں ہے ہم گواہی دیتے ہیں یہ مذہب اہلبیت ومذہب صحابہ اسلام کے خلاف اسلام پر الحاق والصاق ہے۔ جو محمدؐ بن عبداللہ نے بتوسط جبرئیل امین وحی رب عالمین سے لیا ہے دنیا بتائے کیا وہ کسی ایسے عاقل کو جانتی ہے جس نے ایک ایسی

باب اعتقاد ۵ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

کتاب لکھی اور وہ یہ کہیں یہ کتاب میں نہیں لکھا ہے، اس جیسی کتاب جن و بشر و ملک بھی نہیں لکھ سکتے ہیں۔ اس کتاب میں اللہ کے سوا کسی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے کوئی اس میں تبدیلی و تغیّر کا مجاز نہیں ہوسکتا، یہ کتاب خالق کائنات کی کتاب ہے۔ تاریخ بشریت قرآن کے علاوہ کسی ایسی کتاب کو نہیں جانتے من لدن نزل من عندک محفوظ من حفطک اللہ سبحانہ نے خود ضمانت دی ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں گا سورہ حجر ۹۔ قرآن پر ناطقین کو برتری دینے والے احادیث کو قرآن پر قاضی و حاکم کہنے والے، میدان قضاوت اور حکومت و سیاست سے قرآن کو دور رکھنے والے اگر اس کی تلاوت کا اہتمام کرنا بند کریں تو پتہ چلے گا کہ وہ کتنے دن زندہ رہ سکتے ہیں۔ بیوقوف ہے وہ انسان جو اس کنز فنا ناپذیر سے فائدہ اخذ نہیں کرتا ہے؛ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں ان خوش قسمت ذوات کو جو اپنی بساط و استطاعت کے مطابق اس کتاب عظیم سے حب و شغف کثیر رکھتے ہیں نیز اس کتاب کی لطافت و برکات و عنایات کو فقراء و مساکین دین مبین اور طالبان ہدایت کو انفاق کرنے کے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں، دعا گو ہوں اللہ ان پاک نیات والوں کو اپنی الطاف و عنایات عامہ و خاصہ سے نوازے رب رحمٰن و رحیم و کریم اس ''فانی فی القرآن'' کو مرنے سے پہلے اپنی کل مایملک کو کتاب اللہ العزیز کو بلند کرنے اور اس کے احکامات کو انسانوں کے تمام شعبہ ہائے حیات میں نفاذ و تطبیق کرنے کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق کا متمنی ہوں۔ حاضر صفحات ''موسوعۃ مکون کو نیات کون'' کے بارے میں وارد آیات سے ایک اقتباس ہے، رب غفور الرحیم نے انہی کو جمع کرنے اور انہی کے معارف سے استنباط اور اقتباسات کرنے کی توفیق مداوم عنایت فرمائی میں اس کام کو تشریف آوری قابض ارواح شرف لقاء تک جاری رکھنے کا عزم و ارادہ راسخ کر چکا ہوں رب العزت سے قرآن ہاتھوں میں زبان سے تلاوت عقل و فہم و ادراک کی حالت میں یہاں سے اٹھانے کی التجا کرتا ہوں گرچہ ابتدائی صفحات میں بعض سطور و کلمات سے یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ اقوال و نظریات فلاسفہ و متکلمین سے نقل تمراز ہجر کیا ہے یہ ایک قسم کی روایت ہے۔ لیکن میں نے عقل فلسفی عقل معتزلی عقل اشعری عقل مارکسی عقل ذخیرہ اندوزی عقل حوزہ استعمال کرنے سے پرہیز کرتے ہوئے عقل بدُ و استعمال کی ہے کیونکہ مکون کو نیات

نے عقل بدُ و سے خطاب کیا ہے۔

اے اللہ میں تیری تمام نعمتوں کا شکرادا کروں اور تیری عطا کردہ نعمتوں کا کفران نہ کروں۔

جہاں تونے فرمایا ہے﴿ فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُما تُكَذِّبانِ سورہ الرحمٰن آیت ١٣ ﴾ تیری نعمتوں میں سے ایک نعمت اخوان واخوات صفاء کوہم سے دور کرنا ہے جو میرے لئے ممکن نہیں تھا، اسی طرح بعض نعمتوں کا ابھی تک مجھے پتہ ہی نہیں ہے جن سے تونے میرے ایام حصار میں مجھے نوازا ہے۔ بہت سے مواقع پر فریاد واستغاثہ بلند کی کسی طرف سے [ھا انا] کہنے والا نہیں دیکھا سب سراب نکلے جس پر تونے اپنا انعام نہیں کیا اس کا کوئی مرسل نہیں جسے تونے نوازا اس کا کوئی ممسک نہیں، سورہ ملک آیت ۲۱، ان نعمتوں میں سے ایک قبل از عقاب کلیسائی خمس مجھول الحال کے حصول سے روکا اسی طرح قبل از طعن وتحقیر لباس مجھولہ کا اتارنا بھی تیرا ایک فضل تھا۔

جہاں آئندہ آنے والے بحوث کا عناوین اس ترتیب سے ہوگا۔

ا۔مکون کونیات فلاسفہ و متکلمین کی نظر میں ۲۔مکون کونیات عالم آفاقی، سماوی، ارضی

۳۔ بحث مکون نفوس کون ۴۔مکون نبات ۵۔مکون حیات

کتاب حاضر مکون کونیات حسب ہدایت وارشاد قرآنی فصلت ۵۳ دو حصّوں میں تقسیم کی ہے جہاں اللہ سبحان نے اپنی ذات کی نشانیوں کو آفاق اور انفس میں تلاش کرنے کا کہا ہے۔کلمہ آفاق میں آسمان وزمین و مافیھما آتے ہیں۔آفاق انفس کو دیکھنے سمجھنے کے لیے دونوں کتابوں کو پڑھنا ضروری ہے کیونکہ دونوں کتابیں ذات باری تعالیٰ سے صادر ہیں کسی اور نے دعوی نہیں کیا ہے۔کتاب تکوینی حروف تکوین سے لکھی ہے جبکہ دوسری کتاب تدوینی ہے جو حروف تہجی سے لکھی گئی ہے۔کتاب تدوین کلام سے بنتی ہے، کلام حروف سے بنتے ہیں ہر علاقے کی ایک زبان ہوتی ہے جو اس زبان کے حروف سے بنتی ہے، ایک علاقے کے حروف دوسرے علاقے کے حروف کی تعداد میں فرق ہوتے ہیں۔عربی زبان ۲۹ حروف پر مشتمل ہے۔قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے لہٰذا کئی سوروں کی

باب اعتقاد ۷ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

ابتداء میں اللہ سبحانہ نے آغاز سورہ ان حروف سے ابتداء کیا ہے جیسے سورہ بقرہ کی ابتداء الم سے کی ہے ان حروف کو حروف مقطعات کہتے ہیں علماء علوم نے حروف کی دو قسم بتائی ہیں حروف بتائی ہیں جس سے کلمات کلام آیات بنی ہیں یہاں ان حروف سے ابتدا اس لیے کی کہ یہ کتاب تمھاری زبان کے حروف تہجی سے بنائی ہے دوسرا حروف حروف معانی ہوتے ہیں حروف مقطعات سے ابتداء کرنے کے مقصد کے حوالے سے فرماتے ہیں یہ کتاب تمہارے روزمرہ استعمال ہونے والے حروف سے بنی ہے ,تمہارے کلام سے مراد یہی حروف ہیں، ہماری کتاب بھی انہی حروف سے ترکیب پائی ہے اگر تم اس کو ہماری طرف سے نازل کتاب نہیں سمجھتے اور اسے محمدؐ کی وضع سمجھتے ہو تو تم بھی ایسی کتاب لاؤ۔ جس طرح کتاب تدوین کی تعدی کی اسی طرح اپنی کتاب تکوین کی بھی تعدی کی ہے۔

باب العقائد:

عنوان ھذا دو کلمہ ہے باب مضاف عقائد مضاف الیہ معنی مفہوم معلوم ہے ہر ذی قیمت چیزوں کو ممکنہ خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے چاروں طرف دیوار بناتے ہیں اوپر سے لاحق خطرات کے لئے بنائی گئی دیوار کو سقف کہتے ہیں چاروں طرف سے لاحق خطرات کو روکنے کو دیوار کہتے ہیں اندر سے باہر جانے اور باہر والے کو اندر آنے روکنے کے لئے ایک متحرک دیوار بناتے ہیں جس کو ضرورت پر کھولتے ہیں اور بند رکھتے ہیں اس کو باب کہتے ہیں سابق زمانے میں پورے شہر کو ایسا بنایا کرتے تھے جس وقت دنیا علاقے آبادی محدود ہوتے تھے باہر سے حملہ اور ان سے لاحق خطرات روکنے کے لئے دیوار بناتے تھے یہ احتیاطات خطورات کے مطابق ہوتا تھا یہ تصور انسان نے خود اپنی فطرت تخلیق سے اخذ کئے ہیں انسان کی وجود خود ایک مملکت ہے۔ آنکھ کان ناک تینوں داخل و خارج ہونے کا باب ہے اس لئے ناک، کان اور آنکھ کھلا رکھا ہے اس کو حسب ضرورت کھولتا ہے ورنہ بند رکھتا ہے، اس نظام بدنی سے انسان عاقل ج ءفکر و سوچ میں یہ آنا چاہیئے انسان کو اپنی روح کی غذا اور جسم کی غذا میں کس طرح توازن و عدالت قائم رکھنا چاہیئے ۔جسم کی غذا داخل ہونے کے دروازے کو

بندر کھاہے جبکہ روح کی غذا داخل ہونے والے دروازے آنکھ، کان، ناک کھلا رکھا ہے۔ پانی غذا کی بنسبت ہوا کے تحت بتایا ہے۔ بعض انسان یا اکثر انسان اس حکمت تخلیق سے غافل بلکہ کبھی کبھی المعاکس چلتے ہیں گویا اس کی اصل فضیلت انسانیت میں نہیں مرموز کہتے ہیں عمر ضائع کرتے ہیں، غرض یہاں مادیات آفاقی انفس مظاہر سازی سے استناد کرتے ہوئے انسانی روح فکر ایمانیات کے بارے بھی ایک بعد دیوار بنایا ہے کہ انسان کے اندر کس افکار ونظریات کو داخل ہونے دینا چاہیئے کس کو روکنا چاہیئے اس سلسلے کیلئے بھی ایک باب بنایا ہے، باب بنانا کافی نہیں بلکہ باب کی نگہبانی ونگرانی بھی ہونی چاہیئے لیکن سازش کاروں نے غیر متعلقہ چیزوں کو بھی داخل کرنے کیلئے سازگار باب بنایا ہے جس سے چاہے۔۔۔۔۔ داخل کریں۔ جب باطنیہ نے ایمانیات قرآن کے خلاف عقائد کی بھرمار کی تو غیر ایمانیات کو بھی داخل کیا یہاں سے ضرورت پڑی کہ ایک ایسا ایک ایسا باب بنائیں جس سے شرورہ جعلی خودساختہ عقائد کی نشاندہی کریں۔ لیکن روح کیلئے حصار نہیں بنائے لہٰذا انسان شکارگاہ شیاطین جن وانس بنے ہیں جہاں خالق انسان نے اس کے سر پر تاج کرامت رکھ کر جمادات، نباتات، حیوانات حتیٰ جنوں پر بھی انسان کو فضیلت وبرتری دی شیطانوں کے شکار کی زد میں آنے کی وجہ سے وہ ذلیل خسیس حیوانات جنگلات درندوں سے بھی شقی وقسی بنے حیوانات میں سے اکثر وبیشتر دوسرے حیوانوں کو اپنے لیے مسخر نہیں کیے ہیں انسانوں نے انسانوں کو تسخیر کرنا شروع کیا چنانچہ اللہ نے قرآن میں ایسے انسانوں کو حیوانات سے بھی بدتر کہا ہے یہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کو شیطان صفت درندہ صفات والے انسانوں سے محفوظ کرنے کیلئے دین وشریعت بھیجی تو ان شیطان صفت انسانوں نے دین وشریعت پر بھی ڈاکہ لگایا چور دروازے سے داخل ہوکر دین میں تخریب و تمزیق تفریق کرنا شروع کی۔ ملک گھروں کو ہمیشہ باہر والوں کی مداخلت سے ویرانی بربادی نابودی کا سامنا رہا ہے الغرض دین وشریعت کا بھی ایک باب ہوتا ہے دین میں داخل ہونے دین سے خارج ہونے کا بھی باب ہوتا ہے داخل ہونے کی باب کو قرآن نے ایمان کہا ہے خارج ہونے کی باب کو قرآن نے کفر کہا ہے تو کافرین نے مسلمانوں کو فرق ومذاہب میں بانٹا تو نہیں باب ایمان کی جگہ

عقائد بنایا تا کہ آسانی سے لوگوں کو ایمان سے خارج کریں کفریات ان کے اندر داخل کریں چنانچہ اس وقت ایمانیات کا نام ہی نہیں لیتے اب عقائد کا رٹہ لگایا ہوا ہے کفریات شرکیات بدعات کو عقائد کے نام سے بھر دیا ہے لہذا کلمہ عقائد جعل چوری ڈاکہ والی باب ہے۔

اسلام کے ایمانیات کو عقائد کا نام رکھا ہے۔ یہ نام مناسب تھے یا خیانت پر مبنی ہے اس کے بارے میں بحث مصطلحات عقائد میں بیان کریں گے ابھی ہم اس غلط کلمہ کو بطور استعارہ استعمال کرتے ہیں سب سے پہلے مصادر عقائد بیان کریں گے۔

دنیا میں موجود ادیان وضعی ہو یا سماوی یہود و نصاریٰ ہوں یا مسلمان وہ پہلے مرحلے میں اپنی دعوت کا تعارف پیش کرتے وقت اسے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ادیان وضعی اور ادیان سماوی کے درمیان تنازعات متشاجرات الی یومنا ھذا جاری ہیں اور ادیان سماوی والوں کے درمیان جنگ بلا اماں جاری و ناگفتہ بہ حالات ہیں اس وقت دنیا کفر والحاد اشتراکیت کیمونزم یہود و ہنود و صلیب اور ان کے ابورغال سمیت نے اسلام کے خلاف متحدہ محاذ بنا کر مسلمانوں کو اندرون خانہ لاک ڈاون کیا ہے۔ ایک طرف سے باطنیہ نے سنت ثابتہ احادیث مرویۃ میں آیا ہے کہ ایمانیات میں عقائد کے نام سے نت نئے اعتقادات شامل کر رہے عقائد تین پانچ تک محدود نہیں رہے پھلتے پھولتے جا رہے ہیں جیسے غرر الحکم، صحیفہ سجادیہ، ثواب اعمال وغیرہ عقائد بھی پھل پھول رہے ہیں دوسری طرف ہر آئے دن اپنے ہی ملک میں اقلیتوں کو مسلمانوں کے اوپر سوار کرنے پر تلے ہیں مسلمان بے بس ہیں کچھ نہیں کر سکتے لیکن مسلمانوں کا اللہ بے بس نہیں ہے وہ مرصاد میں ہوتا ہے اللہ نے نظام اجتماعی میں غلبہ طاقت وقدرت مند کیلئے رکھا ہے لیکن دین اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ دلائل و براہین کے میدان میں ہمیشہ اپنے حریف کے مقابل غلبہ پائیں گے لیکن بدقسمتی سے یہ اسلحہ بھی مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا ہے اب ان کے ہاتھوں میں خرافات تھامے ہیں ۲۲ رجب پندرہ شعبان کہہ کر قبرستانوں کی چراغاں کو عقائد کے نام سے چلایا ہے نام نہاد اسلامی درسگاہوں میں عقائد نصاب درس میں نہیں رکھتے ہیں مگر کوئی بطور مخفی اس کا ارتکاب کریں اب وہ خرافات کا دفاع کرتے ہیں چونکہ خرافات کا

باب اعتقاد ۱۰ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

دفاع نہیں ہوتا ہے اس لئے عقائد میں بھی نظام تقلید نافذ کیا ہوا ہے جس طرح کلیسا کو تفسیر اقانیم تقلید نافذ کرنا پڑا تھا ہم یہاں عقائد کے نام سے مسیحیوں جیسے اقانیم خمسہ کا سامنا ہے جس کو سمجھنے کی راہ میں بچھائی گئی بارودی سرنگوں کی بھی نشاندھی کریں گے۔

باب اعتقاد میں جن موضوعات کو عنوان بنانا ہے جو اصل اعتقادات سے خارج اور داخل اعتقاد سے متعلق توضیحات وتشریحات ہوں گے کیونکہ باب کا مفہوم معنی ہے وہ ایک حوالے سے باہر ایک حوالے سے اندر ہوتا ہے، اس کا ایک رخ باہر ہوتا ہے دوسرا اندر کا ہوتا ہے اندر والے باہر آسانی سے نہیں جاسکتا ہے اور باہر والے بھی آسانی سے داخل نہیں ہو سکتے ہیں جب تک وجہ نہ ہٹائی جائے لہٰذا دونوں کے موضوعات بھی مختلف ہونگے۔ دونوں ہوں یا غلط نہیں ہونا چاہیئے، باب کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ دین اللہ کو اپنی افادیت یا حاکمیت سے باز رکھنے کیلئے مشرکیات، کفریات، منافی ایمانیات داخل درایمانیات کئے ہیں ان سب کو چور دروازے سے داخل کئے ہیں جیسا کہ ہمارے ملک میں انتخابات نہ لڑ سکنے والی شخصیات یا دین سے جنگ کرنے والے لشکر کو بھی ایوان میں لانے کیلئے چور دروازے بنائے۔

جو اصل اعتقاد سے منصرف کرنے یا مشکل بنانے یا اوقات تضیع کرنے یا آسان وسہل بنانے میں معاون اور مددگار تھی فی الحال یہیں پر ختم کرتے ہیں، اب اصل بحث ایمانیات میں داخل ہوتے ہیں۔

عقائد کے مصادر عام عمارات بناتے وقت زمین کھود کے نیچے لگانے والی اینٹوں سریوں پر اٹھانے والی دیوار کی مانند ہے جتنا یہ گہرائی میں ہوگا محکم وغیر متزلزل ہوگا اتنی اوپر عمارت بنانا ممکن ہوگا ورنہ یہ عمارت زمین بوس ہوجائے گی لہٰذا محکم پائیدار غیر متزلزل عقائد کی مثال وہ کاروباری لوگ ایک دوسرے کو دینے والی بینک کے چیک کی مانند ہے جو رقم اس میں لکھی ہے اتنی اس کے اکاؤنٹ میں ہے یا نہیں۔ دین کا ڈھانچہ عقائد پر کھڑا کیا جاتا ہے جتنے عقائد پختہ ہونگے اتنی اسپر کھڑی ہونے والی عمارت عقائد کی پختگی اسکے مصادر سے پتہ چلتی ہے اہل تحقیق سب سے پہلے اسکی پختگی کا اندازہ اس

کے مصادر سے کرتے ہیں جس طرح عالمی مالیاتی ادارے بیلنس پوچھنے سے پہلے نوٹ کے نام سے اندازہ لگاتے ہیں کہ اس نوٹ کو لیا جائے یا نہ لیا جائے کیونکہ ملکوں کی کرنسی میں بھی اعتماد وعدم اعتماد چلتے ہیں۔

جس کی وضاحت آگے مصطلحات میں وضاحت کریں گے اللہ نے دائرہ شریعت میں توسیع کی یکے بعد دیگر نسخ تبدیل کئے ہر نئی شریعت میں سابق نقص کو پورا کیا اس سلسلے میں دین یہود ایک مفصل شریعت تھی جسے اسرئیل درندہ صفت انسانوں نے تحریف کی۔ عیسیٰ آئے انجیل نازل ہوئی رفع عیسیٰ کے بعد دین عیسیٰ کے دشمنوں نے ہی شریعت عیسیٰ کو مسخ کیا یہاں تک کہ ۳۲۵م کو دین نصاریٰ کے انہدام کی بنیاد ڈالی اٹھارہ صدی گزرنے کے بعد دین عیسی والوں نے ہی کلیسا کو اندر بند کیا ہر آئے دن یورپ کفرستان الحادستان بنے ہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ کیا اہل یورپ نے اسلام کے مقابلے میں دین انسانیت بنایا وہی حشر جو دین یہود ونصاریٰ کو لاحق ہوا ہے وہی حشر آج دین اسلام کو تہدید کر رہے ہیں اعلان کفر تو ہے لیکن دین کو بالکل مسخ کرنے ،تبدیل کرنے اور کمی بیشی کرنے کا سلسلہ ایک عرصے سے شروع ہے لیکن دین کے حصار نہ ہونے کی وجہ سے یہاں تمام ضد دین آسانی سے داخل کئے جارہے ہیں اور آسانی سے تحریف کرنے لگے ہیں دین اسلام وہ آخری دین ہے جو اللہ نے انسانوں کی شرافت فضیلت کی حفاظت کیلئے جو حصار اللہ نے بنائے وہ چند منزلہ ہیں

۱۔ایمانیات ۲۔شرعیات ۳۔دیگر انسان سے سلوک ۴۔دشمنان اسلام یہود مجوس نصاری زنادقہ مانوذی مزدکی سب کے مقدمۃ الجیش باطنیہ کے دائیں بائیں والے میں آ کر بم یا گولی لگائیں تو فریاد کرتے ہیں مسلمانوں نے مسلمانوں کو مارنا شروع کیا باطنیہ تشکیل دی یہ پس پشت رہیں گے میدان کارزار میں سرگرم رہنے کے لیے مختلف متعدد گروہ بنائے بعض کو سنی بعض کو شیعہ پر موقع و محل برائیاں زیادہ منظر عام کے آنے کے بعد تبدیل نام کر کے کام کریں اس طرح ملت کو مختلف ناموں سے دین کا تجزیہ تقسیم کیا۔۔لیکن خود مسلمانوں نفس امارہ کی خاطر دشمنان دین سے دین نفرت دین کی بنیاد پر ایک ہمہ جہتی چاروں اطراف او پر نیچے اس دین پر حملہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے کلمہ دین میں

تبدیلیاں لائی، دین کی ہر شق کو مسخ کیا خاص کر ایمانیات کا دھجیے اڑائے جو حشر ۳۲۵م میں روم کے شہر میں دین نصاریٰ کے ساتھ کیا تھا حضرت عیسی جس کو اللہ نے اپنی الوہیت کی طرف دعوت دینے کے لیے مبعوث کیا تھا اسی عیسیٰ کو اللہ بنایا، قیامت کے دن اللہ عیسیٰ سے سوال کریں گے کیا آپ نے اس امت کو اپنی اور اپنی ماں کی پرستش کرنے کو کہا تھا؟ ہو بہو یہی عمل اسلام کے ساتھ کیا لیکن کانفرنس کب اور کہاں منعقد ہوئی تھی وہ ابھی تک صیغہ راز میں ہے۔ مؤرخین کا کہنا ہے دوسری صدی کے آخر میں بغداد کی جیل میں محبوس چند افراد کے درمیان ہوئی تھی۔ انہیں بھی بدل دیا تا کہ غیر ایمانیات کو ایمانیات میں شامل کرنا آسان ہو جائے

اس عنوان کے دو مفہوم بنتے ہیں ایک نے کتاب فقہ لکھی اور اس کے ابواب بنائے اور ان ابواب میں سے پہلے باب کا نام باب العقائد رکھا ہے اس سلسلے کتاب باب حادی عشر مثال بنتے ہیں شیخ طوسی نے کتاب مصباح المتھجد کے نام سے کتاب دعا لکھی ہے ہم نے دیکھی نہیں لیکن جتنی بھی کتب دعا پر لکھی ہے وہ شرکیات سے بھری ہوئی ہے اس کا نمونہ دیکھیں تو مفاتیح الجنان دیکھیں دوسرا مفہوم کسی نے کتاب عقائد ہی لکھی ہے لیکن اصل عقائد سے پہلے عقائد کی تعریف اور اس پر وارد اعتراضات و اشکالات رفع دفع کرتے ہیں جسے تعریف جامع افراد مانع اغیار ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں اس حوالے سے ہم یہاں یہ ثابت کریں گے کلمہ عقائد جامع افراد مانع اغیار تنہا نہیں بلکہ غیر ایمانیات کو ایمانیات میں داخل کرنے کیلئے انتخاب کیا ہے جیسے سوال منکر ونکیر در قبر، زیارت قبور و شفاعت اولیاء وغیرہ یہاں پہلے کلمہ عقائد کا لغوی معنی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں کلمہ عقائد کی جمع عقود بھی آتی ہے جیسے عقد نکاح عقد معاملات عقد مساقات تمام عقود فقہی قانون معاشرتی سب شامل ہے بعض دیگر نے عقاید کی جگہ اصول دین استعمال کیا ہے یہ عنوان بھی موضوع بحث قرار دیں گے یہ عنوان اپنی جگہ تدلیسی تغریری تزویری غشیانی ہے۔ یہاں ہم پہلے اس اساس وستون کے لئے زبان عربی میں کونسا کلمہ مناسب وسزاوار ہے دیکھنا ہوگا۔ کلمہ عقائد میں کیا خرابیاں ہیں۔ بعض نے اسلامی آئیڈیالوجی بعض نے اسلامی تصور کائنات بعض نے اصول الدین عنوان کیا ہے خود عنوان کے لیے

سند چاہیے اسکی سند کہاں سے لینا چاہیے؟ آیئے دیکھتے ہیں عقائد سے مراد ماوراء مادہ کا اعتراف کہا ہے لیکن یہ معنی کلمہ عقائد جو کہ عقد سے بنی ہے نہیں نکلتے ہیں یہ عام گرہ کو کہتے ہیں یہاں سوال آتا ہے ماورا آمادہ خالق مادہ ہے اس کی دلیل کون دے گا عام انسان تو دلیل نہیں دے سکتا ہے لہذا کشفیات کے بعد نیا کشفیات آتا ہے چنانچہ ابھی تک اس بارے میں دلائل مختلف آئی ہے اس انسان کی استطاعت میں نہیں کہ وہ دلیل دیں۔غرض اللہ سبحانہ کا منتخب کلمہ ایمانیات کی جگہ کوئی اور کلمہ جاگزیں کرنا اپنے بحوث علمی میں بحث تحریفات عناوین جامع افراد مانع اغیار پر چیخ وپکار، چیخ وجیغ کرنے والے یہاں ایمان کی جگہ اعتقاد واصول دین رکھنے کے بارے میں کسی نے بھی اعتراض واشکال نہیں اٹھایا لمحہ فکریہ ہے۔ بلکہ غاشیہ ہے ذحیلہ ہے اس کی کیا توجیہ کریں گے؟ غور وخوض نہیں کیا یا نہیں کر سکے؟ احتمالات ہیں اکثر وبیشتر اپنے دور کے نوابغ فصحا بلغاء بعض فلسفی ماہرین لغت ہوتے ہوئے اس نقص کو نہ اٹھانے سے محسوس ہوتا ہے اندر کوئی لکیر مانع ہے یہ علم ہے نہ دین بلکہ تنظیمی قرارداد ہے کیونکہ مادہ لغت اور قرآن دونوں میں کلمہ عقد عام انسانوں کے درمیان مادیات، اجتماعیات، سیاسیات، مالیات سب میں استعمال ہوتا ہے، اتفاقیات والی گرہ بندیوں اور معاہدوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں جس کی تفصیل آگے بحث مصطلحات عقائد میں بیان کریں گے، جس کلمہ کو اللہ سبحانہ نے انتخاب کیا اسے بدل کر اس کی جگہ اپنی طرف سے کوئی اصطلاح جاگزیں کرنا باعث تشویش اور عزائم سوء کا حامل نظر آتا ہے۔علماء نے اپنی کتب علمی فقہی اصولی کی ابتداء میں کہا ہے کہ تعاریف جامع افراد مانع اغیار ہونی چاہیے اس اصول کے تحت جب ہم عقائد اسلامی پر لکھی کتابوں کو دیکھتے ہیں یہاں عجائب گھر جیسا نظر آتا ہے، گویا جعلیات خرافات کو شامل کرنے کے لیے ایمانیات کا متبادل کلمہ انتخاب کیا ہے، جس کسی نے یہ کیا ہے اس نے تدلیس کیا ہے بلکہ یہاں سے اندازہ ہوتا ہے عقائد اسلامی نہیں لکھی ہیں بلکہ اپنے فرقے کی قراردادوں کے لئے کلمہ اسلام استعارہ کیا ہے تاکہ اپنے فرقہ کی بدعات کو عقائد میں شامل کر کے اپنے لئے حصار بنائیں۔کوئی یہ نہ کہیں بڑے بڑے اکابر علماء اسلام میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا ہے بلکہ خود انہوں نے یہ کلمہ استعمال کیا ہے لیکن مجھے بتائیں قرآنی اصطلاح میں کون

سی خرابی تھی جوانہیں اس کے استعمال گریز کیا یہ تمام علماء کسی نہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے تھے فرقے کی چھاؤں سے باہر ہمیں کوئی ایسا عالم نظر نہیں ولو نوابغ دھرہی کیوں نہ ہو یہ ملا صدرا، نصیر الدین طوسی، محمد حسین طباطبائی، ابن تیمیہ، سعد تفتازنی مذہبی تھے دینی نہیں۔ ایمان کا معنی تسلیم ہو جاؤ میرے تحفظ و پناہ میں آجاؤ سوال ہے یہ تحفظ کون دے سکتا ہے، پناہ میں نہ گئے تو وہ اس کے ساتھ کیا کردے گا کلمہ ''آمنوا'' کا معنی مرکب ہے یعنی اقرار کرو اعتراف کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، اس ایک کلمے میں دو مطلب ہیں، ایک قلم کون دے سکتے ہیں اور دوسرا یہ حکم صرف وہ ذات کہہ سکتی ہے جو قدرت مطلقہ رکھتی ہو کوئی اس کے دائرہ حکومت سے فرار نہیں کرسکتا ہو۔ نبی کریم کسی کو پناہ نہیں دے سکتے وہ خود محتاج پناہندہ ہیں نبی کریم خود کو غیر محفوظ پایا تو طائف مجیر کی تلاش میں گئے اہل مکہ کی طرف سے قتل کی سازش سننے کے بعد مکہ سے باہر نکلے وہی ذات ہے جو اپنے بندے کو دشمنوں کے بیچ سے نکال سکتی ہے، دشمن کو اس کے کنارے سے واپس کرسکتی ہے جبکہ نبیؐ کے پاس کوئی ایسی طاقت وقدرت نہیں نبیؐ پر ایمان لانے والوں کی جانیں خود خطرے میں تھیں وہ ان کو نہیں بچا سکے چنانچہ نبی پر ایمان لانے والوں کو نبی نے امن کے لئے حبشہ بھیجا۔ لہٰذا واضح ہوا نبی عقائد نہیں بنا سکتے لہٰذا سنت مصادر میں نہیں آتی۔ کلمہ ایمان کی جگہ عقائد کیوں انتخاب کیا ہے، جواب واضح ہے تا کہ دین میں'' **ادخال مالیس فیه**'' کے لئے توسیع وگنجائش بنائی ہے، چنانچہ ان کی کتب عقائد بغیر کسی اصول وضابطہ ومقیاس کے علی اساس باطل پر قائم ہے۔

مصطلحات جدید اور ان کی تاریخ اجراء:۔

ایمان باللہ کی جگہ کوئی بھی کلمہ اس کی جاگزیں نہیں ہوسکتا ہے، جس کسی نے بھی کئے ہیں وہ بدنیتی پر کئے ہیں ان عزائم میں سے ایک بڑا عزم اس میں مزید توسیع کرنے تحریف کرنے سے توحید نبوت ایمان بہ آخرت کو متزلزل کرنے کے لئے کیا ہے جب کس نے یہاں پے کیا ہے ابھی تک واضح نہیں ہے شاید اس کا آغاز معتزلہ نے کیا ہو۔ اس بارے میں کتاب مدخل الدراسۃ عقیدۃ لاسلامیہ

باب اعتقاد ۱۵ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

تألیف عثمان جمعہ نے اپنی کتاب کے ص ۳۷ پر لکھا ہے اس سلسلے میں کوئی موثق مصدر نہیں ملا ہے اس کا مطلب یا نتیجہ مجہول الفاعل ہے کون ہے معلوم نہیں تاکہ اس سے باز پرس نہ ہو جائے لیکن استقراء تاریخ سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ تمام علوم دینی کی تدوین منصور دوانیقی متوفی ۱۳۵ھ کے دور میں ہوئی۔

قرن دوم ہجری کے پہلے پچاس سے شروع ہوئی ہے اس وقت عقائد کے بارے میں کس نوع کی عبارات استعمال کرتے تھے علی الترتیب پیش کرتے ہیں۔

اس کتاب کے مندرجات میں جاری عقائد کو لکھنے کا مقصد قابض ومقبوض کی نشاندھی کرنے کی خاطر ہے، یہ مصطلحات ایمان کی جگہ رکھی گئی ہیں اس کی مثال آج کل گھروں کے چوکیدار جیسی ہے جو چوری وڈاکہ کے وقت موجود نہیں ہوتا یا بیت الخلاء میں چلا جاتا ہے۔

دین اسلام کے خلاف کھولے جانے والے محاذوں میں سے ایک محاذ مصطلحات ہیں۔ دنیا مانتی ہے افہام وتفہیم صحیح لغات اور مصطلحات سے ہوتی ہے۔ قانونی ادارے ''کلمہ'' پر بحث کرتے ہیں یہ کلمہ درست ہے یا غلط یہاں تک کہ اکثر علماء علوم عربی نے عربی زبان میں کلمات مترادفات ہونے سے انکار کیا ہے، کلمات مترادف فلسفہ وضع لغت کے خلاف ہیں دیکھو اگر کسی کو اپنے علم ودانش پر افتخار ہے اپنے ادیب ہونے کا اعتراف ہے تو ذومعنی کلمات استعمال نہ کرے۔ ہمیں معاشرے میں جاری چلتے کلمات کی تاریخ بھی دیکھنی چاہیے لغات کی بھی تاریخ ولادت ہوتی ہے۔ جو کلمات صدر اسلام میں رائج نہیں تھے بعد میں پیدا ہوئے بعد میں پیدا ہونے والے کلمات کو مولد کہتے ہیں، اپنے علم ودانش پر افتخار کرنے والے حضرات کو چاہیئے ان دو کلمات ''رضی اللہ عنہ'' اور ''علیہ السلام'' کا مخترع کون ہے؟ آپ درک کر سکتے ہیں ان کا مخترع باطنیہ ہے، باطنیہ کا بانی خطابی قداحی ہے، اسماعیلیہ کا نسب مشکوک ومخدوش ہونے کی وجہ سے ان سے وابستہ افراد کو بار بار اس سوال کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ آپ کا نسب کس خاندان اہلبیت سے ملتا ہے؟ اس سوال سے روکنے کیلئے انہوں نے یاجوج ماجوج بنائی ان میں سے علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ ہیں عام طور پر یہ دو کلمات مشکوک ومخدوش گروہوں سے

شروع ہوئے اور نیچے والوں کوتحفظ دینے کیلئے اوپر والوں کے ساتھ ملایا۔مصر میں لغت عرب میں داخل کلمات غلط پرایک کتاب ''اخطآت لغت'' کے نام سے چھپی ہے جس طرح مصر میں اس کیلئے ایک ادارہ ''مجمع اللغة العربیه'' وجود میں لائے کہ علماء اور دانشوران مذہبی کو یہ بھی جانیں کہ جس طرح احادیث موضوعات وخودساختہ کلمات کی بھر مار سے محفوظ نہیں ہیں اس طرح لغت عرب بھی جعل ووضع سے نہیں بچی ہے یہ کام انجام دینے والے گروہ کا نام شعوبین ہے۔فرقہ باطنیہ نے اصطلاحات مذموم عزائم کے ساتھ اسلام میں داخل کی ہیں کوئی مصطلح اسلامی خدشات وتشویشات سے مصون نہیں ہے کیونکہ اس کی اصل بنیاد خیانت کاری پر ہے۔ان اصطلاحات کا مقصد دین اسلام کو فسطائزم تک لے جانا اور امت کو اندھیرے میں چھوڑنا ہے۔بعض اصطلاحات کا کسی بھی حوالے سے معنی نہیں بنتا ہے یہاں ہم سردست فی زمانہ جاری کلمات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

دین اسلام دو چیزوں سے مرکب ہے:

ایمانیات اوراحکام شرعیہ دونوں میں انفکاک ناپذیر ہے یہ ایک دوسرے کوتغذیہ تقویت پہنچاتے ہیں ان دونوں میں انفکاک کے بعد اثرات مرتب ہونا ناممکن ہے،ایمان بغیر عمل بے جان اور عام تصورات جیسا بنے گا اور عمل بدون ایمان عام سرگرمیوں کھیل کود جیسا ہوگا ان دونوں میں لزومیت انجام صرف کلمہ ایمان سے ہی ممکن ہے۔اصول دین اوراحکام شرعیہ کوایک دوسرے سے الگ کرنے کیلئے معیار کی ضرورت ہے لیکن وہ معیار کیا ہوگا جہاں اس کی ضرورت پر دلیل صرف عقل ہو وہ اصول دین ہوگا جہاں دلیل صرف نقل ہو وہ فروع دین ہوگا معیار میں ضرورت کومقیاس بنا کر اصول دین بنایا ہے جہاں عقل حاکم ہو وہ اصول دین ہے جہاں نقل ہو وہ فروع دین ہیں کبھی نقل کے تحت انھوں نے بہت غیر ایمانی چیزیں اصول دین میں شامل کی ہیں جیسے امامت،عدل،تولی اور عزاداری وغیرہ۔

عقیدہ صحیح محرک عمل ہوتا ہے عقیدہ صحیح حائل رکاوٹ کونہیں مانتا ہے عقیدہ صحیح فوائد ومنافع دنیوی کی زد میں نہیں ہوتا ہے لیکن عمل کا فقدان اس وقت ہوتا ہے جب انسان شہوات وخواہشات

،احباب واعزاء کے نرغے میں ہوتا ہے وہ عمل میں استمرار اور ایمان پر گامزن رہنے نہیں دیتے ،عقیدہ وہ نہیں جو سامنے نظر آتا ہے محسوسات پر نہیں ہوتا ہے اس کو تسلیم کہتے ہیں عقیدہ ہمیشہ غیبی ہوتا ہے نامرئی ہوتا ہے عمل نتائج محسوس اور عمل نتائج غیبی میں فرق ہے نتائج حسی میں تجارت منافع کا رجحان رہتا ہے نقدی ہوتی ہے غیبی میں اطاعت وبندگی ہے۔

۲۔اس کتاب میں ان تمام مصطلحات کا حتی الامکان حسب استطاعت استقصاء کیا جائے گا جو ملحدین ومؤمنین یا مذاھب وفرق نے اس باب میں شامل کی ہیں۔

مصادر عقائد:

یہ دو کلمہ مصادر اور عقائد کے بارے میں حرف ''م،ص'' اور ''ع،ق'' میں تفصیل سے بیان کریں گے یہاں صرف یہ بتانا ہے ایمانیات کی جگہ کلمہ عقائد حسن نیت پر نہیں بدنیتی پر مبنی ہے مناسب کلمہ کی جگہ غیر مشکوک مخدوش مفقوش کلمہ رکھنا بتاتے ہیں یہ کلمہ درست نہیں؟ بلکہ غلط ہے درست کی جگہ غلط کلمہ استعمال سے برے نتائج نکلیں گے۔

یہ کلمہ ایمان باالله کی جگہ استعمال نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ ایمان غیر محسوس چیز کی تصدیق کرنے کو کہتے ہیں لیکن ماوراء مادہ تک رسائی کا وسیلہ وذریعہ مشاہدہ اور محسوسات نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ میں نے اللہ کو دیکھا ہے تو مسلمان فوراً بغیر کسی تردد کے کہیں گے کہ جھوٹ بول رہا ہے،غلط گوئی دھوکہ دہی کررہا ہے، آنکھوں کی وہاں رسائی نہیں ہے بطور مثال آپ نے کسی جگہ جانا ہے تو پہلی بار چورا ہے پر کھڑے پولیس والے سے پوچھتے ہیں اگر نہیں ہے تو دیکھتے ہیں آپ کی منزل کس طرف ہے دائیں یا بائیں پل کے اوپر سے یا پل کے نیچے سے دیکھتے ہیں، اگر کوئی علامت ونشانی ہے یا بورڈ پر لکھا ہوا ہے تو آپ محسوس نشانی کی طرف جائیں گے۔

جب متکلم خطیب مولف ومصنف اور مقالہ نگار داعی اپنے مقولات ومکتوبات کے مصادر پیش کرتے ہیں تو وہ اس موضوع کو مدنظر رکھ کر مصادر انتخاب کرتا ہے دین اسلام ایک عالمی انسانی دین

ہے تمام روئے زمین کے بسنے والوں کا دین ہے اس دین کی طرف دعوت دیتے وقت ہر ایک اس کی فکر کے حامل انسان کے نزدیک تسلیم شدہ اصول کے تناظر میں دعوت دیں فے، دین اسلام انسانی عالمی ہونے کے ناطے سے دعوت دیتے وقت دنیا بھر میں کوئی ایسی انسانی عاقل نہیں ہونی چاہیئے کہ آپ اس کو دعوت دینے کا کوئی قابل اصول نہیں پاتے ہوں پھر تو یہ دین ناقص و نارسا ہوگا۔

یکے از امتیازات ایمانیات اسلامی عقائد تنوع مصادر ہے وہ ایک یا دو مصادر پر ختم نہیں ہوتی ہے لہٰذا اسلام کے معارض ومنکر ایمانیات جہاں کہیں جس رنگ شکل ومنطق کا بول بولتا ہوا سے دینے کا وسیلہ ہونا چاہیئے تو بات کر سکتے ہیں

ا۔ محسوسات وتجربات۔ غیر محسوسات کو نہ ماننے والوں کو محسوسات سے ہی دعوت دینا پڑ گا۔

ب۔ عقلیات۔ صرف عقلیات تک ماننے والے کو عقل میں ہی سے جواب دینا ہوگا اسکے علاوہ اور کوئی چارہ جوئی نہیں ہے۔

پ۔ نقلیات۔ ادیان وضعی اور سماوی دونوں کو انہی کے نقلیات مسلمات سے جواب دینا۔

یہاں وضاحت طلب یہ ہے کہ عقائد ماوراء محسوسات پر ایمان کے لیے کافی نہیں کیونکہ اسکی حدود حوذات تک محدود ہے تو آپ کیسے عقائد قرار دے سکتے ہیں؟ جواب واضح ہے کہ محسوسات میں آسمان وزمین آتے ہیں چنانچہ انہی پر تجربات کرتے ہیں۔ اگر کوئی ان چیزوں سے انکار کرے کہ آسمان ہے نہ زمین نہ ہم نہ تم پھر تو خالق وصانع کا سوال ہی نہیں آتا ہے جبکہ اس طرح محسوسات سے واقعیت کائنات کا اقرار لینے کے بعد نتیجہ بناتے نہیں ہیں۔ تفصیل بحث مصطلحات میں ہر عنوان سے پہلے حرف میں ملاحظہ کریں محسوسات کا حرف عقلیات کا حرف ع فطریات حرف ف نقلیات حرف ن میں دیکھیں۔

ایمان یا اعتقاد پر جتنی بھی کتابیں موجود ہیں ان سب میں ایمان کی جگہ کلمہ اعتقاد لکھا گیا ہے ایمانیات کے عنوان سے شاید کسی نے بھی لکھا ہو نہیں دیکھا ہے۔

علماء اعتقاد نے مصادر عقائد میں وہی مصادر پیش کیا ہے جو دیگر ابواب میں پیش کرتے آئے ہیں قرآن اور سنت اجماع دروغ گو یان کا حافظ نہین ہوتا ایمانیات اور احکامات کی ایک مصادر ایک جیسا نہیں ہوسکتی ہے حتی خود ایمانیات سب ایک جیسا نہیں ایمان بہ انبیاء گذشتہ کتب گذشتہ ایمان بہ آخرت کی مصادر میں فرق ہے خود الوہیت میں پہلا مصدر وجود حقائق کونیہ ہے دوسرے مرحلے میں عقل ہے ہر اثر کو موثر چاہتے ہین لیکن الوہیت کے دیگر عقل اتنی وضاحت نہیں بتاسکتی انہوں نے دبا کے چلایا ہے ورنہ ایمانیات مصصادر احادیث ہو ہی نہیں سکتی ہے بتائیں احادیث چاہے احادی ہو یا تواتر مذعوم ہو کیونکہ جو تواتر ان لوگوں نے پیش کیا ہے وہ قرار داد خود مذہب ہے اللہ ہم یہاں احادیث ایمانیات کے علاوہ دیگر مداور احکامات اخلاقیات تاریخات میں چلتی ہے اس حوالے سے نبی کریم سے منوب احادیث دو قسم کے بتائے ہیں جو کہ اپنی جگہ تدلیس مغالطہ ہیں احدیث نبوی ہے احادیچ قدسی ہے پہلے احادیث قدسی پر بحث کرتے ہین کیونکہ انہوں نے احادیث قدسی کے نام سے ایمانیات کو تہ و بالا کیا ہے یہاں سے واضح ہوتا ہے یہ حدیث دو گروہوں کی نوراکشی کی ایک ساخت لگتی ہے۔حدیث کو حجت بنانے والوں اور عترت کو حجت بنانے والوں کی ساخت لگتی ہے۔

مصادر عقائد :

کلمہ عقائد اس باب میں مولدہ ہے بعد میں داخل کیا گیا ہے یعنی نسب عقائد کہاں سے ملتا ہے وہ نسب جو قابل تشکیک و تردید نہ ہو تسلی بخش واطمینان بخش ہو۔عقائد کی کیا کسوٹی ہے کیا مقیاس و معیار ہے کس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اعتقادات بنائے۔یہ نکات پہلے مرحلے میں واضح اور طے ہونے ضروری ہیں اس میں ابا قر و نو ابغ عالم ان پڑھ و جاہل سب آتے ہیں لہٰذا عقائد میں پیچیدہ و مشکل اور نا قابل فہم عبارات نہیں ہونی چاہییں عام سادہ الفاظ ہوں عقائد کو قرآن میں ایمان کہا گیا ہے۔ایمانیات کی عبارات کے حروف لاطینی سنسکرت جاپانی اردو چینی فارسی زبان میں نہیں بلکہ ایمانیات کی عبارات طبیعات میں لکھی گئی ہیں، یہ حواس خمسہ سے محسوس کرکے پڑھائے جاتے ہیں کہ

کائنات کا کوئی خالق ہونا چاہئے۔ چنانچہ عرب بدو نے کہا کہ عقل سے ثابت ہے کہ اللہ میرا خالق و رازق ہے وہ علیم وقدیر وحکیم ہے عقل اثبات خالق کائنات اور توحید تک کی رسائی رکھتی ہے لیکن وہ کون ہے، اور ضرورت بعثت انبیاء باقی عقائد یا احکامات متعادم متضاد متناقض عقل نہ ہو کس طرح ارتباط ہوتا ہے یہاں سے عقل کا دور یہیں پر ختم ہوتا ہے، عقل ابتدائی عقائد کے علاوہ اور کچھ نہیں بتا سکتی ہے۔عقائد کا دوسرا مصدر نقل ہے لیکن نقل سے مراد کونسی نقل ہے، علمائے حاضر سلفیین متقدمین تابعین اصحاب حتیٰ رسول اللہ سے منسوب نقل ہے۔ اثبات عقائد کر سکتی ہے نہیں ہر نقل نہیں بلکہ نقل عن اللہ سبحانہ وحی کے ذریعے ہی اللہ نے ہمیں اپنے بارے میں، کائنات کے بارے میں اور عمل کے بارے میں کیا ہے کیا اور ہدایات دیں ہیں، وحی سے مراد جو اپنی جگہ تسلیم شدہ غیر متنازع اور نا قابل تر دید ہو اسے نا قابل شک وتر دید ہونا چاہیے جو اس کے برگزیدہ نمائندہ کے توسط سے ملی ہو یہ روایات جیسی نہ ہو اس کو نقلیات کہتے ہیں۔

اللہ نے ہمارے لئے پہلے دعوت آمنوا دی ہے آمنوا کا مطلب جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں میری پناہ میں آجاؤ اور میری پناہ میں آنے سے تمام خطرات ٹل جائیں گے، مال وناموس محفوظ رہیں گے۔ آمنا باللہ کافی ہے لیکن اسے عقیدۂ قلبی نہیں کہتے ہیں بلکہ اقرار لسان اعتراف کہتے ہیں اس سے انسان کو زندگی پرسکون سے گزارنے کو موقع ملتا ہے جو خطرہ کسی قوم یا انسانوں سے ہو یہ خطرہ ختم ہوتا ہے حکم اللہ سے وہ محفوظ رہتا ہے، یہ عقیدہ اصطلاحی نہیں ہے، دل میں باندھا ہوا نہیں ہے لہٰذا جن لوگوں نے ظاہری تحفظ کے لئے آمنا پڑھا تھا وہ اب تمام خصوصیات امتیازات جو مسلمانوں کو حاصل ہیں چاہتے ہیں جس طرح آج ہمارے پاکستان میں غیر مسلموں کو جو تحفوضات دیئے جا رہے ہیں وہ اپنوں کیلئے نہیں ہیں وہ تمام امتیازات جو مسلمانوں کو حاصل ہیں ان کے بھی طلب گار ہیں اور ان کے لئے سیکولر کالم نگار کوششیں کر رہے ہیں، اللہ نے ان کو متوجہ کیا تم ایمان دل سے نہیں لائے بلکہ زبان کی حد تک لائے ہو تو زبان کی حد تک والا تحفظ ہے ﴿قالَتِ الْأَعْرابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَ لكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمانُ في‏ قُلُوبِكُمْ﴾ (حجرات۔۱۴) اس کا معنی انسان کی

زندگی دنیا تک محدود نہیں بلکہ اس نے ایک اور حیات ایک اور عالم میں جانا ہے جہاں یہاں کے سرکش یہاں کے طاغی یہاں کے عاصی کو وہاں عذاب بھگتنا ہوگا وہ وہاں بھی اس کا نیاز مند ہے چنانچہ سورہ نساء آیت ۱۳۶ میں آیا ہے ﴿يا أَيُّها الَّذينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ الْكِتابِ الَّذي نَزَّلَ عَلى رَسُولِهِ وَ الْكِتابِ الَّذي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَ مَلائِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً بَعيداً﴾ (نساء۔۱۳۶) زبان سے ایمان لانے والودل سے ایمان لاؤ اور دل سے ایمان لانے کا ثبوت اپنے عمل سے پیش کرو۔ یہاں تک کہ ایمان پہلے مرحلہ عقل خالص میں تھا اور دوسرا مرحلہ وحی خالص ہے جس طرح حضرت محمدﷺ اللہ کی طرف سے مبعوث رسولؐ ہیں، قیامت آ کے رہے گی یہ بھی خالص وحی سے ہے چنانچہ آپ نے فرمایا میں تم جیسا بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی ہوتی ہے لہٰذا اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے سورہ کہف آیت ۱۱۰ ﴿قُلْ إِنَّما أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحى إِلَيَّ أَنَّما إِلهُكُمْ إِلهٌ واحِدٌ﴾ ایمان وعقل اور قرآن کے بعد تیسرا مصدر سنت پیغمبر کو گردانتے ہیں یہاں سے تحریف کا دور اپنی جوانی کو پونچتا ہے کیونکہ بار بار خطرے کی گھنٹی بجانے والی عقل کو یہ مصدر مار مار کر زخمی کر کے کونے پر لگا کر عقل کے بارے میں کہتا ہے اسے تو کوئی پوچھتا ہی نہیں اس کی حیثیت ہی نہیں، اسی طرح قرآن کے بارے میں جس طرح عدالت کے رجسٹرار دفعات پر دفعات لگا کر واپس کرتا ہے قرآن پر بھی متعدد دفعات لگایا ہے بعد میں سنت ائمہ و اصحاب کو بھی اس مصدر میں شامل کیا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ ایمان کس چیز سے دل باندھنے کو کہتے ہیں چاہے اللہ کا وجود ہو یا پیغمبرؐ کی نبوت ہو یا قیامت ہو یہ تینوں پیغمبرؐ وضع نہیں کر سکتے، پیغمبرؐ خود محفوظ نہیں کسی اور کو کیسے تحفظ دیں گے لہٰذا جن لوگوں نے احادیث سے عقائد بنائے ہیں انہیں اس طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ عقائد تو پیغمبرؐ نہیں بنا سکتے لہٰذا جدید سائنسی عقائد و مصادر کی طرز پر محسوسات سے صوفیوں کے عقائد کی طرح عقائد نہیں بن سکتے۔

عقائد تصورات و خطورات کا نام ہے جو ہر انسان مؤمن و کافر و منافق و ملحد کو عارض ہیں اس حوالے سے کوئی بھی کسی نہ کسی عقیدہ سے خالی نہیں اس کی مثال ایک مسئلہ طبیعی سے دی جاتی ہے جہاں کہتے ہیں

کوئی ظرف خالی نہیں ہوتا ہے، اگر اس میں کوئی چیز نہیں تو اس میں ہوا ہوتی ہے، اگر عقائد صحیح نہیں تو اس کی جگہ عقائد فاسد لے گے۔

۲۔عقیدہ اس ریسمان کا نام ہے جو انسان کے دل سے باہر کسی موجود سے باندھتا ہے۔

۳۔ ہر انسان کو جب بھی دیگر گوں حالات کا سامنا ہوتا ہے تو یہ سوالات اس کے ذہن میں آتے ہیں کہ میں یہاں کیوں ہوں کہاں سے آیا ہوں، میں کسی اور جگہ کیوں نہیں ہوں، مجھے یہاں کیا کرنا اور کہاں جانا ہے۔

۴۔اسے ان سوالات میں سے بعض کا جواب ملتا ہے اور بعض کا نہیں ملتا مثلاً یہاں کیوں جواب دینا ہے کیونکہ ہماری آباءواجداد یہاں پیدا ہوتے تھے یہ سوال ان سے بھی ہوگا۔

۵۔ یہاں سے کب جانا ہے کیا میں پہلے جاسکتا ہوں یا میں ابھی کچھ اور مدت رہ سکتا ہوں یہاں جواب مجمل غیر واضح ہے، جواب تسکین بخش نہ ہونے کی وجہ سے انسان کو خطرات نشیب وفراز کا سامنا رہتا ہے۔

۱۔ کہتا ہے عقیدہ کیا ہوتا کوئی عقیدہ نہیں ہے میں کسی سے جوڑا نہیں ہوں یہی میرا عقیدہ ہے۔

۲۔اپنی ذات سے علم وقدرت وارادہ عارضی موجود گاہ گنگار نیل بت مصنوع گھوڑا جھنڈا جھولا

۳۔اپنی رسائی سے بالاتر سورج چاند وستارے

۴۔اپنے انسان سے جیسے براہمہ

۵۔ذات غیر مرئی خلائق کون دمکان

گرہ، مادی جوڑ میں مادے کا مادے سے جوڑ ہوتا ہے، انسانوں کا مادیات سے جوڑ جیسے املاک، زمین ،اشجار ہیں خرید وفروخت مشینی اوزار وغیرہ ہیں یہاں ایک انسان کا دوسرے انسان سے جوڑ ہوتا ہے جیسے عقد نکاح معاہدات صلح وامن وھد نہ عقد نکاح کے لئے استعمال ہوتا ہے سورہ مائدہ آیت ۱، ۸۹ عقائد کو ایمان کی جگہ جاگزیں کرنے کی حکمت عملی کا سہرا باطنیہ کو جاتا ہے، اس کا مقصد ایمانیات کے دائرے میں توسیع دے کر غیر ایمانیات کو بھی آسانی سے داخل کرنا تھا چنانچہ ایسا ہی کیا ہے، امامت کو

اصول دین میں شامل کر کے اس کو اصول مذہب کا نام دیا گیا اور اسی کو اساس کل اصل الاصول بتایا گیا اور پھر اس کو نبوت کا مقام دیا جہاں اس کے ثبوت کے لئے آیات متشابہات سے استناد کے ساتھ تفسیر روایات ساختہ کا سہارا لیا گیا ہے۔

معنی اصطلاحی عقیدہ المحکم الذی لا یشک فیہ العقیدۃ فی الدین مایعتقد بہ الاعتقاد دون العمل کعقیدۃ وجود اللہ

وبعث رسل وبعث نبیاء والعقیدۃ ھی امور التی یجب ان یصدق بہا قلبک وتطمئن الیہا نفسک وتکون یقیناً عندک لا جازمہ ریب ولا یخالطہ شک فہی اذ نا عتقاد جازم مطابق للواقع لایقبل شک ولا ظنا فیھا لم یصل العلم بالشی ءالی درجۃ الیقین الیقوم علی دلیل فھو لیس بعقیدۃ صحیح السالم انما ھو عقیدۃ فاسدۃ باطلۃ کا عقادات الادیان باطلہ عقائد میں اصول وفروع معاملات سب شامل ہے جبکہ قرآن میں امنوا آیا ہے اعتقد وا نہیں آیا ہے یہ کلمہ مولدہ، ذخیلہ، ناقصہ ہے۔

۱۔فقہ اکبر:۔

ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ نے ایک کتاب فقہ اکبر کے نام سے لکھی ہے فقہ اکبر مقابل فقہ اصغر ہوگی فقہ اصغر احکام کو کہتے ہیں لہٰذا اندازہ ہوتا ہے کہ فقہ اکبر سے مراد ایمانیات ہیں۔

۲۔تیسری صدی میں ایمان وسنت کے عنوان سے لکھتے تھے۔

۳۔چوتھی صدی میں توحید کے عنوان سے لکھتے تھے۔

۴۔علم کلام یہ بھی اسی دور میں وجود میں آیا ہے اس کی بنیاد وتنازع بین المسیحیین ومسلمین تھا کہ آیا قرآن خالق ہے یا مخلوق۔

احادیث:۔

احادیث شیعہ اور سنی اپنی اسناد آخری کے حوالے سے چنداں فرق نہیں ہے، اکثر وبیشتر احادیث رسول اللہ سے نہیں ہیں۔

تدوین احادیث تا حجیت احادیث

یہ بات اثبات اور نفی دونوں میں مسئلہ تنازعہ فیہ مشاجرہ از بدایت تا نہایت مسلمات میں سے ہیں اس سے انکار امکان پذیر نہیں ہے کہ نبی کریم خاتم النبین اپنی فرمودات ضبط تحریر لانے سے منع کیا تھا یہ منطق اپنی جگہ نادرست خود ساختہ ہونے میں جائے شک وتردید نہیں کہ آپ نے بعض کو اجازہ خصوصی دیئے تھے کہ یہ نبی کریم اہانت و جسارت ہوگی جس طرح آج کل سیکولر نظام میں حکمرانوں کو مذہبی نظام مولویوں نے غیر محدود اختیارات استعمال کرتا ہے۔ اقوال نبی تحریر میں نہیں آئی ہے اس پر امت کا اتفاق ہے اگر کوئی انکار کریں ان سے سوال ہوگا پھر کیوں نہیں لکھتے دوسرا مشکلہ بعض نے دعواء کیا ہے بعض آپ کے منع کو نظر انداز کر کے چپکے چوری سے لکھتے تھے ان کی بات تصدیق بھی ہو سکتی ہے لیکن دین وشریعت وحاکم شریعت سے چوری ڈاکہ کی اجازت نہیں دیتی نبی کریم مغیرہ بن شعبہ غادرانہ مال غنیمت اور عبدالرحمٰن کی غنیمت کو مسترد کیا ہم ایسے خیالات قبول نہیں کرتے۔ اس کی سزا کیا ہوگی چور خائن بھی ثابت ہوگی اور ان کے روایات اعتبار سے بھی گر جائیں گے کیونکہ حضرت قائد منتخب عوام نہیں تھے منتخب الٰھی تھے وہ حکم اللہ سے بات کرتے تھے۔

۲۔ احادیث دوسو سال گذرنے کے بعد لکھی گئیں۔

۳۔ احادیث مراکز اسلامی مدینۃ مکۃ سے دور شہروں میں لکھی ہیں جامعین کس کے حکم پر جمع کیے تھے کون نظارت کرتے تھے اس کا کوئی ذکر نہیں ملتے تمام مجامع روائی میں احادیث ضعیف صحیح اور موضوع کا ہونا مفروغ عنہ ہے۔

۴۔ احادیث کے متن وسند دونوں پہ اشکال ہونے کے بعد حجت نہیں ہوتا ہے۔

۵۔ احادیث ضعیف اور موضوعات ہیں۔

۶۔ احادیث سے اعتقادات کسی صورت میں سند نہیں بنتا ہے۔

۷۔ آپ عقائد پر یا سیرت نبی پر لکھی گئی کتابوں کے بارے میں وارد روایات مخدوش ومشکوک قرار

دیئے گئے ہیں۔

تاریخ احادیث نویسی

تاریخ تدوین احادیث ایک معمہ پیچیدہ نا قابل حل مسئلہ ہے جس میں سوالات کی بوچھاڑ ہے نبی کریم کے غیاب کے بعد بھی کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ جرات کریں اس کا کوئی تذکرہ کہیں نہیں ملتی حتیٰ عمر بن عبدالعزیز نے تدوین احادیث کا حکم جاری کیا تھا یہ اپنی جگہ مشکوک مخدوش ہے نہوں نے تدوین احادیث کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ علماء مسائل حلال وحرام جمع کرتے تھے چونکہ حکومت کو مشکلات پیش آرہے تھے کیونکہ عمرو بن عبدالعزیز مرد متدین انسان تھے کہ وہ نبی کریم کے منع کردہ احادیث لکھنے کا حکم نہیں کریں گے ان کا مقصد احکام شرعیہ جو معاشرے میں رائج ہے اس کو جمع کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ منصور دوانیقی نے بھی مالک بن انس کو یہی کہا تھا۔ایک لحاظ سے امت مسلمہ میں جنگ داخلی کا دور تھا نبی کریم کے منع تدوین کلمات صادر از لسان نبی لکھنے سے منع کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کی جرائت نہیں ہوئی کہ وہ احادیث ضبط وتحریر میں لائی جاتی لہذا دوصدی گزرنے تک کہ کر ہمت نہیں ہوئی کہ وہ کوئی حدیث رسول اللہ سے منسوب کر کے تحریر میں لائے جب سازش کاروں کے انکھوں میں قرآن کریم مسلمانوں کے ہاتھوں میں دیکھا زبان سے سنا نا قابل برداشت ہوگی تو انہوں نے فیصلہ کیا۔مرکز سے دور علاقوں میں بخارا سمرقند ہرات میں چھپکے چھپکے جمع کریں یہ عمل بطور مخفی انجام پایا ہے کی ایک دلیل جامعین اولین خلفاء عباس کے درباروں سے غائب تھے۔ جب یہ سازش اہل اسلام کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اسکا توڑ راوہاں کی شخصیات کو اٹھایا یہ لوگ صحیح ہیں یا یہ لوگ غلط ہیں یہ لوگ فاسد ہیں ان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے پھر دوسرے اپنے معتمدین پر مشتمل علم رجال لکھا جن کو ضعیف شخصیت قرار دیا گیا تھا انکو صحیح گردانا گیا یہاں الجرح تعدیل عمل میں آئی اسکی مثال ایران میں لکھی کتاب ناسخ التواریخ ہوسکتی ہے اسکا انہوں نے ناسخ التواریخ نام کھا تھا۔

علامہ جواد مغنیہ لکھتے ہیں شیعوں نے پہلے مرحلے میں احادیث کو دوحصوں میں تقسیم کیا ہے،

باب اعتقاد ۲۶ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

متواتر اور احاد۔ کتاب الشیعہ فی المیز ان ص ۳۱۷ پر آیا ہے روایات شیعہ جمع کرنے والوں اور ان روایات کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے،

۱۔ محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ، کی کل روایات ۱۶۰۹۹ احادیث۔

۲۔ محمد بن بابویہ معروف بصدوق متوفی ۳۸۱ھ، ۹۰۴۴،

۳۔ محمد بن حسین الطّوسی متوفی ۴۶۱ھ، کتاب التہذیب ۱۳۰۹۵۔

۴۔ کتاب استبصار طوسی ۵۵۱۱۔

۵۔ محسن فیض کاشانی متوفی ۱۰۹۱ھ، ۱۴ جلد ہے۔

۶۔ کتاب وسائل الشیعہ حر عاملی متوفی ۱۰۳۳ھ۔

جبکہ احادیث اقنومیات وخزعبلات ہیں۔ فرقوں کے مصادر افکار ونظریات ملفوظات ومکتوبات حلی و طوسی ورازی القری ماتریدی ہیں۔

احادیث کہیں اخبار کہیں عام اخبار دنیا سے مختلف نہیں کتابجوث منھجیہ فی علوم البلاغہ تالیف ابن عبداللہ احمد شعیب م ۲۲۱ خبر اسکو کہتے ہیں من حیث ھو خبر محتمل صدق وکذب برابر ہو قطع نظر از قرآن خبر کو صادق یا کذب کہنا درست ہے اگر خبر کا موضوع مطابق خارج ملے تو اسکو خبر صادق کہتے ہیں اگر مطابقت نہ ملے تو اسکو کاذب کہتے ہیں خبر کو دو زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک زاویہ خود خبر تا ہے دوسرا مخبر ے بعض اخبار مقطوع ہے جہاں مخبر صادق عند الجمیع نے خبر دیا ہے خبر دہندہ اللہ نے خبر دی ہے قیامت آئے گی

متواتر وہ ہیں جن کے ناقلین اتنے زیادہ ہیں کہ جن کی وجہ سے ان کا کسی جھوٹ پر اتفاق ہونا بعید ہے ایسی احادیث پر عمل کرنا واجب ہے۔

احادیث احاد ان احادیث کو کہتے ہیں چاہے ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں اس کو احاد کہتے ہیں پھر احادیث احاد کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے، ۱۔ احادیث صحیح ۲۔ احادیث حسن

۳۔ موثق ۴۔ ضعیف۔

باب اعتقاد ۲۷ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

روایات متواترہ کے بارے میں سوالات،

۱۔ یہ تواتر تنہا شیعہ مسلک والوں پر حجت ہے یا دیگران پر بھی حجت ہوگا۔

۲۔ یہ تواتر تمام فرق شیعہ پر نافذ ہوگا یا صرف ناقلین پر۔

۳۔ آیا روایات متواتر منقولہ اہلسنت شیعوں پر بھی نافذ ہوں گی یا نہیں۔

۴۔ خود اہلسنت کے تمام فرقوں پر نافذ ہوگی۔

حدیث:

حدیث لغت میں جیسا کہ مقائیس ج۱ص۲۸۱ میں آیا ہے ح۔د۔ث سے مرکب اس کلمہ کا معنی ھو کون الشئی لم یکن کوئی چیز جو پہلے نہیں تھی اور ہو جائے۔ حدث امر بعد ان لم یکن یعنی کوئی امر واقع ہوا جو پہلے نہیں تھا۔ الطری السن نو جوان کو کہتے ہیں اسی سے حدیث بنی ہے لانه کلام یحدث منه الشئی بعد الشئی کلام کو بھی حدیث کہتے ہیں کیونکہ وہ یکے بعد دیگر نکلتا ہے، کہتے ہیں رجل حدث ایک تازہ انسان ہے اس کی باتیں اچھی ہیں، حدیث یعنی تازہ کو کہتے ہیں۔ قرآن کو احسن الحدیث کہا ہے زمر۲۳ حدیث کے مترادف خبر، اثر ہیں اور تینوں قریب المعنی ہیں۔ علم حدیث والوں کے نزدیک حدیث سے مراد ہر وہ بات ہے جو آپ ؐ یا اصحاب و تابعین نے پیغمبرؐ سے منسوب اقوال کو کہا ہے علماء حدیث نے حدیث کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے یعنی حدیث قدسی اور حدیث نبوی۔

احادیث مرسلہ:

کتاب تیسرا لمصطلح الحدیث ص۸۷، مرسل اسم مفعول مادہ سے ارسل بمعنی اطلق الحمام جیسے کبوتر چھوڑنا ہے۔ مرسلہ یعنی راوی حدیث وہ کہتے ہیں مکانی زمانی فاصلے پر ہی کیوں نہ ہو یہ کسی فعل رسول اللہ قال۔۔۔۔ اس حدیث کو حدیث مرسلہ کہتے ہیں بغیر کسی اسناد کے چھوڑا ہے، جیسے بطور مثال شریف رضی جو پانچویں صدی میں تھے انہوں نے کہا قال امیر المومنین کہا ہے جیسے صحیفہ سجادیہ جو

کہ اسوقت کی بہت ہی مقدس کتاب ہے اسکے راوی کا بھی ذکر نہیں ملتا ہے لیکن انہوں نے کس کتاب سے نقل کیا ہے نہیں بتایا ہے، اسی طرح احتجاج طبرسی نے تمام خطب رسول اللہ امیر المومنین کہا ہے حالانکہ ان کے اور حضرت علی کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے جیسے خطبہ غدیر وغیرہ لہٰذا نقادان نہج البلاغہ نے بہت سے کلمات منسوب با امیر المومنین ہونے سے انکار کیا ہے یا کوئی تابعی کہیں قال رسول اللہ یہاں سے بیچ میں ایک راوی ذکر نہیں ہوا یا چند راویوں کا کوئی ذکر نہیں کیا تو وہ حدیث مرسل ہوگی۔ علماء حدیث کا اتفاق ہے احادیث مرسل ضعیف مردود ہے آپ کے مجامع احادیث جیسے وسائل شیعہ مستدرک وسائل صحیفہ سجادیہ مفاتع الجناں کے تمام نقلیات مرسلہ ہیں اس سلسلے میں علماء نے خصوصی کتابیں لکھی ہیں۔

۱۔ مرسل ابی داؤد۔ ۲۔ جامع تفصیل الاحکام المراسل

۱۔ نبی کریمؐ نے اپنے کلام کو ثبت کرنے سے منع فرمایا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپؐ کے منع فرمانے کے باوجود کس نے احادیث ثبت کی ہیں، اس تناظر کو سامنے رکھنے کے بعد احادیث میں احتمالات کا زیادہ خدشہ پیدا ہوا ہے۔

۲۔ احادیث کی تدوین ۱۳۲ھ سے شروع ہوئی یہاں سے احتمال قوی پیدا ہوتا ہے کہ اس میں بہت سی غلطیاں ہوئی ہوں گی۔

احادیث سند و متن دونوں سے گزارنا ہوگا لیکن حدیث سازوں نے حدیث کی اسناد و متن دیکھنے والوں کو روکنے پر بہت شور شرابہ غوغا، غلیظ کلمات چھوڑے ہیں۔ اس سلسلے میں سند اور متن دونوں سے گزارنا ہوگا۔ کتاب فتاویٰ معاصر یوسف قرضاوی ج ۲ ص ۳۶ پر تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۳۔ آپؐ سے منسوب و اقوال آپؐ کے نہیں بلکہ راویوں نے اپنی زبان میں ترجمہ کیا ہے، اسی لئے نحویین آپؐ کے اقوال ہونے کو مشکوک قرار دے کر شواہد میں پیش کرنے سے گریز کیا ہے۔

۴۔ کثیر احادیث مشکوک ہونے کی وجہ سے ہر حدیث میں شک پیدا ہوا ہے۔

۵۔ علماء رجال نے کثیر روایت کے راویوں کو فاسد الایمان و عمل یا مشکوک مخدوش قرار دیا ہے۔

۶۔ بعض علماء احادیث نے احادیث موضوعۃ پر کتابیں لکھیں ہیں نقائص ومعائب سے پاک کوئی بھی حدیث ملنا دونہا خرطۃ القتاۃ ہے کسی شک وتر دید سے باہر کوئی حدیث نہیں کے قبول کریں گے، یہاں سے یہ معلوم کرنا ضروری ہے احادیث میں نقائص ومعائب کثیرہ ہوتے ہیں لیکن علماء سہولت پسند ہوتے ہیں انہیں روٹی پکا کے کھانے کی بجائے دعوتی روٹی میں مزہ آتا ہے اس کی دلیل یہ ہے بڑے بڑے علماء زندگی ساز امت عقائد ساز تاریخ مسائل فریقین نے اتفاق سے نقل کیا ہے کہتے ہیں بہت ہی شاذ ونادر دیکھا گیا ہے کہ ان روایتوں کی سند کو دیکھنا ہے ہمارے مرحوم استاد فرماتے تھے کل ماخالف القرآن فھو زخرف لیکن اپنے فرقے کے عقائد خرافاتی احکام خود ساختہ آج کل کی اسمبلیوں میں ضد اسلام یا ممبران کے رعایتی جیسا آسانی سے تصدیق فرمانا ہے آپ نے شیعوں کے رائج عقائد واحکام میں کسی بھی روایت کو رد نہیں کیا ہے جبکہ وہ مخالف قرآن تھیں، من لا یحضرہ الفقیہ نور الثقلین کی روایات سے سوال منکر ونکیر کو ثابت کیا ہے، علامہ جواد مغنیہ سونا چاندی کے خالص اور ملاوٹ زدہ میں تمیز کرنے کی مثال دے کر کہتے ہیں جس طرح اس میں کوئی دشواری نہیں ہے اسی طرح کلام سازی میں کیا خوبی ہے کیا نقائص ہیں اسے اہل فصاحت وبلاغت والے سمجھتے ہیں لہٰذا ہمیں بنیادی اور اصولی طور پر کلام کے نقائص کو پہلے سمجھنا ہوگا احادیث بے نقص بے عیب کی تشخیص کرتے کسی کو بھی جرائت نہیں لیکن یہاں ہمارا موضوع حدیث قدسی شریف ہے اس حدیث کو اپنی سند کے اوّل وآخر مقطوع سند ہونے کے باوجود قرآن مجید جیسا منوانے میں اہل حدیث کامیاب ہو گئے ہیں، اصول اساس اسلام کو منہدم وتہہ وبالا کر کے اور امت کو فضولیات میں مصروف رکھنے کی کوشش کرنے میں شیطان کامیاب ہو گئے ہیں، آئیں دیکھتے ہیں اس کی سند اور متن کیا ہے۔ اسناد کے حوالے سے حدیث چاہے قدسی ہو یا نبی کریمؐ سے منسوب ہو فرق نہیں پڑتا دونوں کے بارے میں تحقیق ہونی چاہیئے لیکن نبیؐ سے کس نے نقل کی ہیں، فرض کریں کہ کسی برجستہ صحابی نے نقل کی ہیں لیکن سوال ہے کہ اس صحابی سے کس نے نقل کی ہیں، حدیث قدسی کو سب سے پہلے امام مالک نے نقل کیا ہے، امام مالک کی احادیث مرسلات ہیں اور عمل مدینہ اور وضعیات سے پر ہیں۔

باب اعتقاد ۳۰ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

دین وحدیث کوئی مسلمان اس حقیقت سے جاہل وناواقف وانجان نہیں ہوں گے

۱۔کل دین ازکونیات ازعرش تا فرش ازثریاء تا تحت ثراء ازتاریخ تخلیق آدم ابوالبشر الی یومنا ہذا

۲۔ازاصول دین تا فروع دین عبادات ومعاملات وتعلیمات ومکروھات

۴۔ازسیرت محمد واہلبیت وصحابہ

۵۔ازتفسیر قرآن عرض کل دین کی چلتی مصدر صرف حدیث پہ فرقہ اہل حدیث کا نام لیتا ہے یہ کوئی مقاصد کی خاطر ہے پوری امت تابع حدیث ہے لیکن نام بدل کر کوئی اخباری کوئی اصولی کوئی قرآنی کوئی فقہی تبدیل نام ہے مدعی کل کے کلحدیث ہے یہ ایک حقیقت ہے۔

حدیث پیغمبرؐ سے کوئی شخص روزانہ ۱۲ رکعات ادا کرتے رہیں گے تو اللہ ان کو جنت میں ایک گھر دے گا

جامع احادیث قدسی نعحات السّلفیہ تشرح الاحادیث القدسیہ

محمد منیر دمشقی کتاب کی تمہید من تعریف قدسی میں لکھتے ہیں الحدیث القدسی ھو ما اخبر الله تعالی به نبیه با الهام او منام فا خبر الرسول علیه الصلوة و المنع عن ذلک المعنی لعبارة عن نفسه

والحدیث نبی مایضاف الی۔۔۔۔۔۔۔۔حدیث نبوی ولا یقال حدیث قدسی

محمد منیر لکھتے ہیں بعض جہات دراسات دینی نے ہم سے حدیث قدسی کے بارے میں کوئی کتاب لکھنے کا کہا تو میں اس کی تلاش میں رہا یہاں تک کہ ایک رسالہ۔۔۔محدث الولی عبدالودف المنادی الحدادی وال محمد تاج الدین دار کتب مصری وہاں سے نقل کیا اس کی تصحیح کی اور بعض کی توضیح وتشریح کی۔

کرامت یکے ازانہدام کنندہ تمام مسلمات عقل وسنت وسیرت انبیاء کرام ہے اس کی وضاحت اس طرح سے ہے کرامت کی اسناد احادیث قدسی ہے احادیث قدسی کی اسناد کتاب مخطوط کتاب خانہ مصری ہے

۳۔نبوت سے بالا مقام حاصل کرتا ہے

احادیث موضوعہ:

احادیث موضوعہ کوئی نئی تحقیق نہیں بلکہ تاریخ تدوین حدیث کے ساتھ ساتھ ہی احادیث موضوعہ کی تدوین شروع ہوگئی اسکی مثال حکومتوں کے اقتدار میں اانے کے بعد رفتہ حکومت کے وفاداراں کے ساتھ رویہ ہے بعض ٹھیکیدار چھوٹوں کو متہم کر کے باہر نکالتے ہیں جیسا ہے اسکی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ علاہ مجلسی خود جامع ضعیفات ہے اس نے کلینی کی ضعیفات کو کیوں نکالا ہے تدوین حدیث خود عمل ممنوع از رسول اللہ تھے اس سے ضعیف نکالنا بتاتے نہیں کو دواضعین احادیث کو پسند نہیں تھے باقیوں کو رد کرنے کا سبب بنتے ہیں کو جمع کریں گے تو مسلمان درد دینی رکھنے والے دہشت و وحشت میں شکست قلبی سے دوچار ہو جائیں گے، صرف احادیث موضوعہ کے بارے میں جو اعداد وشمار کتاب علوم الحدیث و مصطلح استاد اسلامیات جامعہ دمشق ڈاکٹر صجی صالح اپنی اس کتاب کے ص ۲۹۰ پر لکھتے ہیں حماد بن زید نے ۱۴ ہزار حدیث عبدالکریم بن ابی العوجاء نے چار ہزار جعلی احادیث کو مسلمانوں میں عام کیا حدیث خلیفہ محلاتی کے دور میں جب اس کو تختہ دار پر لٹکانے جارہے تھے اس نے کہا ہم نے چار ہزار احادیث تمہاری احادیث میں جمع کی ہیں، اس افسوسناک صورت حال کو خود لکھنے کے باوجود ڈاکٹر صجی صالح شکر اللہ بجالاتے ہیں کہ دین محمدؐ ان خود ساختہ احادیث مو ضوعات سے محفوظ ہے اور بعض جامعیں احادیث سامنے میں حدیث بھی قرآن حفظ اللہ میں ہے جبکہ احادیث مدوں در مجامع احادیث میں احصاء امکان ناپذیر حد وشمار سے زیادہ ہے میں کوئی بڑا عالم دین نہیں ہوں جو کچھ لکھتا ہوں وہ نقل ہے میرا اجتہاد نہیں میں اجتہاد کو مانتا ہی نہیں اگر میری زیادہ تذلیل کی گئی تو بھی میں اجتہاد نہیں تحقیق کروں گا کیونکہ اجتہاد کا راستہ ضلالت کو جاتا ہے۔ سردست کتاب ''**تحذیر المسلمین عن احادیث الموضوعة علی سیدالمرسلین**'' تالیف شیخ محمد بن البشیر بن ظافر الازہری الشافعی متوفی ۱۳۲۸ھ ص ۴۹ سے نقل کرتے ہیں۔ محمد بن ابی بکر قیم جوزی سے سوال کیا گیا کہ احادیث موضوعة کی شناخت امکان پذیر ہے تو انہوں نے فرمایا اس کی بہت

علامات ہیں۔

۱۔جزاف گوئی کہ نبی کریمؐ سے ایسی باتیں نسبت دی جائیں جو نبی کریمؐ کی شان کے منافی ہیں اس کی۔۔۔۔مثال ہے جیسے لال بادنجان چاول انار کی فضیلت میں بتایا ہے۔

۲۔وہ حدیث جو نبی کریمؐ سے مروی صحیح حدیث سے متعارض ومتصادم ہے۔

۳۔سنہ معین کر کے نفس ذکیہ کومہدی آخرالزمان خلافت بنی عباس کی آمد منصور دوانقی مذہب جبریہ قدریہ ابوحنیفہ کے فضایل محمد بن ادریس کی مذمت وغیرہ بیان کرنے والی پیش گوئیاں۔

۴۔پھلوں کی خاصیت والی احادیث۔

۵۔جیسے حدیث اوج بن عنق سورج پر کباب بناتے تھے۔

۶۔نزول عیسیٰ وجود خضر قہر ما اور ادواذ کار تعین اوقات وقوع قیامت۔

۷۔کتاب میں ۱۴۵۲ احادیث بے بنیاد قرار دیتے ہوئے لکھا ہے لا اصل لہ قرار دیا ہے۔

۸۔مجامع روائی چاہے تاریخ سے متعلق ہو یا تفسیر قرآن سے یا احکام واخلاق سے سب صحیح و سقیم سے مخلوط وممزوج ہیں،اس بارے میں بعض مصنفین نے ازخود اعتراف کیا ہے جن میں صحیح اور غلط کی تمیز نہیں کی ہے بلکہ ہم نے امانت داری کی ہے، بعض نے لکھا ہے کسی کتاب کا حوالہ دینا کافی ہے اس سلسلے میں کیف نکتب التاریخ تالیف محمد قطب کے کتاب کے ص۳ پر طبری سے نقل کیا ہے جو اخبار ہم نے اس کتاب میں نقل کی ہیں اگر کسی کو برا لگا اور ان میں حجت نظر نہ آئیں تو ہمارا قصور نہیں ہے ہم نے تو نقل قول میں امانت داری کی ہے۔جس طرح پہلے لکھنے والوں نے کی ہے۔اس طرح کتاب بحار سے دفاع کرنے والے لکھتے ہیں یہ کوئی خدمت نہیں ہے اگر آپ کے نظر میں غلط ہے تو آپ اس پر غلط کا نشان لگاتے۔

اناوعلی من نورواحد:۔

اول ماخلق اللہ نوری کتاب فتاویٰ یوسف قرضاوی ج ا ص ۱۸۱ پر آیا ہے اس سلسلے میں وارد تمام مصادیق ’’اول ماخلق اللہ ‘‘ خلاف عقل ونقل دونوں ہے نہ جیسے ’’**اول ما خلق العقل**‘‘ جوہر

نہیں کہ اس کو الگ خلق کریں۔

حقیقت اور واقعیت خارجی یہ ہے کہ حضرت محمد سے پہلے ان کے والد عبداللہ ان سے پہلے ان کے پردادا قصی ''الی امن الی ان ینتھی الی آدم و الارض الی یوم القیمۃ و قبل الارض ...منھا خلق آدم''

باب عقائد میں ایک بحث امتیازات عقائد اسلامی از دیگر عقائد رہا ہے۔

دنیامین معتقدات انسان معدود بعدد نہیں بلکہ قریب خود عدد انسانہا پایا جاتا ہے چونکہ تمام انسانوں کی بنیادی ضرورت تقاضے یکساں ہے اس میں تعدد نہیں پایا جاتا ہے جیسے

۱۔اشیاء وخوردونوش ۲۔حب اولاد وحب مال واقتدار

۳۔حب شریک حیات زوجہ ۴۔ضرورت لباس مکان

لہٰذا یہ تقاضے عقائد کی بنیاد پر چلتے ہیں لہٰذا عقائد میں مقابلہ ہوگا دنیا میں کونسی عقائد تمام انسانوں کو یکساں نظر سے دیکھتا ہوا انسانوں میں فرق نہیں کرتا ہو جو زیادہ تر اشمل اکمل افضل ہو مقابل موازنہ کرنا ہوگا جس طرح ہر انسان اپنی زندگی کی ضروریات میں بہتر کی تلاش انتخاب میں رہتا ہو یہاں سوال آتا ہے عقائد اسلامی کی دیگر معتقدات سے کیا امتیازات رکھتا ہے۔

خصوصیات امتیازات دلائل وبراہین دینا ہوگا دین اسلامی دین دلیل وبرھان ہونے کے ثبوت یا نشانی کا اندازہ یہاں سے کرتے ہیں ان کے ہاں دلیل ایک دو میں انحصار نہیں ہے دلائل کی بھرمار ہے یہ متفقہ ہے کہ جس کے پاس گندم فراواں ہوگی وہ غذاء کی اقسام وانواع غیر نہایہ بنا سکتے ہیں یہ اپنی حقانیت پر افتخار واعزاز ہے، ہمارے دی دلیلوں کے جلوس میں آگے بڑھتا ہے اور انکا یہ نعرہ ہوتا ہے ہمارا شعار دلیل وبرھان دعوٰی کی دلیل وبرھان طلب کریں اسلام اپنے دلائل وبراہین پر مغرور مفتخر ہے وہ کہتا ہے دیگران سے مجادلہ نہ کرو مجادلہ وہ کرتا ہے جس کے پاس دلیل نہیں ہوتی۔

دین اسلام کی مجموعہ عمارت تین منزلہ ہے پہلی منزل عامۃ الناس سے حسن سلوک ہے جسے عام زبان

میں اخلاق کہتے ہیں اسلامی اخلاق کے کیا مصادر ہیں ۔اسلام اپنے اخلاق کے مصادر کہاں سے دیتا ہے

۲۔دوسرا نظام شریعت عبادت معاملات، تیسرا ایمانیات چوتھا تصور کائنات ہے یہاں پہلے مرحلے میں ان سب کو بیان کریں گے

آیا ان عقائد کا دائرہ جغرافیائی ایشائی افریقی یا یورپی ہے یا خونی نژادی ہے یا ذات پات کی بات ہے یا ایک خاندان کی قیادت ورہبری کی دعوت دینا ہے بطور مثال دنیائے مسیحت کو دعوت اہلبیت محمدؐ دینا ہے اس کیلئے کس نوع کے مصادر ہونے چاہییں ،اگر وحدت ایشیا کی طرف دعوت دینا ہے تو اس کے کیا مصادر ہونے چاہییں ،ایسی صورت حال میں دیگر دعوتوں کیلئے فریق مقابل کے لئے قابل قبول مصادر نہیں ہوتے ہیں ۔اس طرح بشریت کی نجات کیلئے صرف اسلام کی طرف دعوت دینا ہے تو منکرین ملحدین مشککین سب کیلئے قابل قبول مصادر چاہییں ۔اس حوالے سے ہمیں عقائد اسلامی کے مصادر کو دیکھنا ہوگا اور ہمارے پاس جامع ہمہ گیر دستیاب و نایاب مصادر ہونے چاہئیں لیکن اگر فرق اسلامی کے عقائد دیکھیں تو یہ ہمیں کلام امام یا معجزات وکرامات سے پر نظر آتے ہیں ۔

عقائد کی تعداد کا بھی تعین کسی اصول کی بنیاد پر قائم کوئی کہتا ہمارے پانچ اصول دین ہیں ان میں سے تین اصول دین اور دو اصول مذہب ہیں البتہ یہ وضاحت ضروری کہ پانچ ہمہ وقت ہر جگہ نہیں یہ مختل ؛ف جگہوں پر تقسیم ہوتے ہیں عام اجتماعات میں چار پانچ مخلوط اجتماع میں تین اور خاص میں دو ہیں جبکہ کتب عقائد اور فقہ میں کوئی تمیز نہیں کرتے اصل و اصولھا کاشف الخطاء ،عقائد امامیہ مطہری ،عقائد امامیہ مظفری سبحانی اہلسنت کی کتب عقائد میں سب سے مفصل کتب ابن تیمیہ اور فخر رازی کی ہیں اشعری حدیثی ہیں لیکن سند دیتے وقت بنام وحی سے دیتے ہیں احادیث چاہے صحیح ہی کیوں نہ ہو وہ مصادر عقائد نہیں بن سکتیں چہ جائیکہ ضعیف اور مشکوک السند متصادم قرآن کو مصادر بنائیں ۔ابھی تک عقائد شیخ صدوق ،اعتقاد شیخ مفید، حادی عشر علامہ حلی، تجرید الاعتقاد چل رہی ہیں

احکام فقہی میں کہتے ہیں مجتہد ہونا چاہیے لیکن اعتقادات میں مت چلائیں وہابیوں کے عقائد عبدالوہاب نجدی، ابن تیمیہ اور اشعری و ماتریدی سے آگے نہیں جاتے اسی طرح بریلویوں کی عقائد احمد رضا خان کے عقائد شہود حقیقت محمد یہ یا قدرت مطلقہ حضرت محمد شیخ عبدالقادر جیلانی سے اوپر نہیں جاتے ہیں لیکن دین اسلام کو یہ اعزاز وافتخار حاصل ہے کہ وہ ایک ایسی کتاب کی طرف برگشت کرتی ہے جو بغیر کسی اضافہ یا کمی کے کلام اللہ منزل من اللہ ہے جس میں محمد ﷺ کا بھی کوئی کلمہ شامل نہیں۔ مسلمان جب قرآن کو اٹھاتے ہیں تو ان کے دل میں اطمینان قوت اظہار واعلان میں تردد تشکیک کا احتمال ناپذیر ہوتا ہے، کیونکہ خالص کلام اللہ ہی ہمارے ایمانیات اعتقادیات نظامیات اخلاقیات تاریخ تمدن وترقی تعلقات عامہ کا مصدر ہے، اس کے مقابل صحاح ستہ یا اربعہ سے کوئی روایت اٹھاتے ہیں تو سر شرم وحیا سے نیچے ہو جاتا ہے، فرقوں کو جب ان کتابوں کا مصادر بتانے کا کہا جاتا ہے تو انہیں غصہ آتا ہے اور مخاطب کو مجرم کی مانند مذہب کا پوچھتے ہیں تم کس فرقے سے ہو۔

عقائد اسلامی سے مراد دعوت کے مصادر و ماخذ ہیں جن سے آپ استناد کرتے ہیں اور دوسروں کو قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہر دعوت کے لئے مصادر ومأخذ چاہئیں جن کو بنیاد بنا کر انسانوں کو دعوت دی جاتی ہے لیکن دعوت کا آغاز ان حقائق کی روشنی میں کیا جاتا ہے جنہیں وہ پہلے تسلیم کرتے ہوں بطور مثال اگر وہ کسی کتاب یا شخصیت کو مانتے ہیں تو اسی اصول کے تحت دعوت دی جاتی ہے، قرآن کریم میں اس کو مجادلہ احسن کہتے ہیں لیکن دعوت کے مواد کو مصادر و ماخذ عقائد کہتے ہیں۔

انسان جو کافر مطلق ہے ماورائے محسوسات کسی چیز کو نہیں مانتا ہے وہ محسوسات کے متعلق تغیرات تبدلات پیدائش وزوال کے عوامل واسباب کے بارے میں سوال کرے یا اگر کوئی کسی دین منحرف کو مانتا ہے جیسے یہود ونصاریٰ یا کوئی فرقہ ضالہ مسلمین کو مانتا ہے تو ان کی نصوص کو پیش کرنا چاہئے داعی کی نظر میں وہ غلط ہوں یا صحیح مقصود اس کو محکوم کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ کافر مطلق ہے تو اس سے کہیں گے کیا تو اپنے آپ کو پاتا ہے باہر کائنات کو بھی پاتا ہے تو یہاں داعی حق اُس کی معلومات کی روشنی میں دعوت

دیتا ہے کہ یہ کائنات جو تمہارے سامنے ہے جس سے تم بھرپور طریقے سے فائدہ اٹھا رہے ہو لطف اندوز ہو رہے ہو بتاؤ یہ کس نے خلق کی ہے تم نے بنائی ہے یا کسی اور نے انسان کی گنجائش نہیں کہ وہ یہ بتائے کہ ہم نے بنائی ہے، جب انسان نے خود نہیں بنائی تو کسی اور کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ دو جمع دو بداہت کا نتیجہ تیسرا ہوتا ہے دو اور دو چار ہوتے ہیں اس کا نام عقل ہے لہٰذا اللہ کے وجود کو تسلیم کرنے کے مصادر یہ ہیں۔

۱۔ حواس خمسہ سے حاصل معلومات ہیں" **من فقد حسا فقد فقد علما و من فقد کل الحواس فلیس له من العلم اسم و لا اسم**"

۲۔ عقل، عقل محصول نتائج حسی ہے۔

۳۔ قرآن، قرآن قیم وناظر، ناقد و مصح ادراکات ہے۔

اس مسلمہ حقیقت سے صرف نظر کر کے ہم اس طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ علمائے عقائد نے جو مصادر عقائد کے لئے بنائے ہیں انہیں دیکھتے ہیں۔ عقائد بنانے والوں نے اس اساس کو بے بنیاد مفروضات سے پیش کیا ہے نہیں نہیں غلطی ہوگئی بلکہ حقیقت میں انھوں نے اساسوں کو مخدوش بدنام سیاہ کر کے بے اساس کو آرائش وزیبائش کر کے اساس کا نام دیا ہے۔

عقائد اسلامی اور دیگر ادیان و مذاہب کے عقائد میں موازنہ و مقارنہ پیش کرنے والے پہلے عقائد کی ترجیحات وامتیازات اور خصوصیات کو پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بہتر و برتر عقائد ان عقائد کو گردانا جائے گا جو فہم وادراک میں آسان ہوں کلمات طلسماتی معماتی عنقاتی سے عاری ہوں ہر خاص و عام پڑھے لکھے اور ان پڑھ کے لیے آسان ہوں۔

۲۔ اس کے ذیلی عقائد یعنی پہلے عقائد کو تسلیم کرنے کے بعد اس کی روشنی میں دیگر عقائد کا تسلیم کرنا آسان ہو۔

۳۔ ان عقائد کے اوپر بنائے جانے والے احکامات، اخلاقیات، اجتماعات کی سند مستحکم ہو۔

۴۔ عقائد کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے دلائل کی فراوانی ہو۔

۵۔عقائد کو سمجھانے کے لیے کسی قسم کے تشدد کا خطرہ نہ ہو۔

اسم اعظم۔

یکے از معتقدات فاسدہ باطلہ اللہ اور رحمٰن کے علاوہ کوئی اسم اعظم ہونے کا اعتقاد ہے قرآن میں اللہ کے اسماء حسنیٰ کا ذکر آیا ہے اسراء ۱۱۰، لیکن اسم اعظم کا ذکر نہیں آیا ہے۔اسم اعظم صوفیوں نے گھڑا ہے اور کہا ہے بلکہ اس کو جاننے والے کائنات میں جہاں چاہیں جس طرح چاہیں تصرف کر سکتے ہیں بعضوں کو اپنی حیثیت باطنیہ کا اندازہ ہو گیا تو انہوں نے اسم اعظم کی جگہ بندہ اعظم بنایا ہے کوئی بندہ اعظم نہیں ہوتا ہے۔اگر ہوتا تو رسول اللہ ہوتا موسیٰ عیسیٰ کے لیے ہوتا ہے غرض تاریخ تولد اسم اعظم اور تاریخ اولیاء ہم عمر ہیں۔

اسم اعظم:۔

اسم الاعظم مفتاح السعادہ ص۲۸۲ اس علم تک پہنچنا سوائے اولیاء کے ممکن نہیں ہے یہ علم تصرف بحروف و اسماء ہے اس میں ۱۲۸ علم ہیں۔

آئمہ کے پاس اسم اعظم ہے اس بارے میں اصول کافی میں تین احادیث وارد ہیں، شارح کافی علامہ مجلسی نے پہلے دو احادیث کے راویوں کو مجہول گردانا ہے اور تیسری کے راوی کو ضعیف گردانا ہے۔حدیث اس طرح سے اسم اعظم ۷۳ حروف سے مرکب ہے اور گذشتہ انبیاء ان ۷۳ میں سے صرف دو حرف جانتے تھے جبکہ ہمارے آئمہ کے پاس ۷۲ حروف تھے۔اس حدیث سے پتہ چلتا ہے فضائل آئمہ بنانے والے جعل کرنے والے علماء نہیں تھے بلکہ جہال احمق پاگل تھے، جس کیلئے انعام جعل کیے کہ آئمہ کے فضائل کے نام سے جو منہ میں آجائے بولیں۔جس طرح احادیث جمع کرنے والوں کو ٹھیکے دیئے ہیں۔دنیا بھر کی زبانوں میں کلمات کی تین قسمیں پائی جاتی ہیں ایک حرف ہے جس کا کوئی معنی نہیں ہوتا دوسرا فعل ہے جو حدوث پر دلالت کرتا ہے اور تیسرا اسم ہوتا ہے۔اسم تین، چار یا پانچ حروف پر مشتمل ہوتا ہے، ۷۳ حروف ایک ساتھ جمع کرنے سے اسم نہیں بنتا بلکہ ایک سطر بنتی

ہے۔قرآن کریم میں اللہ کیلئے اسماء حسنیٰ بتائے ہیں ،اور ان اسماء حسنیٰ میں سے دو کا ذکر آیا ہے ’’اللہ۔الرحمٰن‘‘ اللہ کیلئے سب سے بڑا اسم اللہ لکھا ہے انبیاء دو حروف جانتے ہیں اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ اسم اعظم کے حامل آئمہ اپنے دور اپنے دور کے حکام کے ہاتھوں جیل میں رہے یا قتل ہوئے ہیں بعض خوف کھا کر ابھی تک لا پتہ ہیں لہٰذ جو فضلیت خود کو بچا نہیں سکی اور جس سے اپنے لیے استفادہ نہ کر سکیں وہ فضلیت کس کام کی ہوگی؟

۲۔شہر سباء سے تخت بلقیس فلسطین لانا ولی اللہ پر دلات کرتا ہے وہ اس کا استناد سورہ نمل آیت ۴۰ ﴿قَالَ الَّذی عِنُدَهُ عِلُمٌ مِنَ الُكِتابِ أَنَا آتیکَ بِهِ قَبُلَ أَنُ یَرُتَدَّ إِلَیُکَ طَــرُفُکَ .... ﴾ سے کرتے ہیں۔انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں وارد روایت سے آصف بن برخیاء کا نام نکالا ہے۔اس پر دو سوال وارد ہوتے ہیں انہوں نے آصف بن برخیاء کہاں سے نکالا ہے اور اولیاء کہاں سے لیا ہے اور اولیاء ایسا کر سکتے ہیں یہ کہاں سے نکالا ہے۔

۳۔عمل سامری جس نے زیورات جمع کر کے گوسالہ بنایا پھر اس میں آواز پیدا کی یہ کرامت ایک طاغی بت ساز کیلئے کیوں دی گئی اس حوالے سے بیان نہیں فرمایا ہے۔

علامہ طنطاوی عالم عرب میں مشہور خطیب اور مئولف و ناقد رہے دیندار بھی تھے خرافات کے خلاف بھی تھے لیکن بہت سے خرافات خزعبلات ہجوم لشکر عوامی کے خوف سے شیعہ نہ ہونے کے باوجود تقیہ کرتے دیکھا مدعی تحقیق کے باوجود تقلید عوام کرتے تھے کتب معاجم روائی کے مندرجات کو وحی بھی کہتے تھے نقل پر اکتفاء کر کے گزرتے تھے۔علی ای حال ہم اصل مطلب کی طرف آتے ہیں کرامت اولیاء یکے از مسلمات میں شمار کرتے ہیں لیکن یہ تصور کرامت خرق عادت افعال انجام دینا نہ کلمہ کرامت سے نکلتا ہے نہ کلمہ اولیاء سے نکلتا ہے کوئی بھی مطلب کلمہ کی اصل مادہ یا صیغہ سے نہیں نکلتے اس کو تفسیر بالرئے کہتے ہیں ۔کلمہ کرامت مقائیس جلد ۲ صفحہ ۴۴۰ پر مادہ کرم ک۔ر۔م آیا ہے۔اصل صحیح له بابان احداهما شرف فی الشیء کسی چیز میں باعث افتخار چیز کا حامل ہونا جسامت، حسن و جمال، فعل الافعال خلق من الاخلاق یقال کریم ثانیها الصفح عن

ذنب مذنب کسی قصوروار کو بخشا نا الصفوح الکریم اس معنی میں اللہ کو کریم کہا الصفوح عن ذنوب عباد۔ یہ بھی یکے از ابواب تحریفات وخرافات ہے جسے زیادہ شورشرابہ سے چلایا گیا ہے کرامت سورہ حج ۷۳ سے منافات رکھتا ہے ﴿یا أَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذینَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ یَخْلُقُوا ذُباباً وَ لَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَ إِنْ یَسْلُبْهُمُ الذُّبابُ شَیْئاً لا یَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوب﴾

آغائے جوادی آملی اپنی تفسیر موضوعی ج ۷ ص ۴۵۷ پر لکھتے ہیں ''عفریت کے جواب کے بعد سوال تکرار نہیں کیا درآنحالیکہ ایک شخص جس کے پاس علم من الکتاب تھا اس نے کہا ''انا اتیک بہ قبل ۔۔۔۔'' نمل ۴۰ میں چشم زدن میں لاؤنگا اور حاضر کیا۔لیکن آغائے آملی نے اس کتاب کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا یہ کس قسم کی کتاب تھی بلکہ فرمایا یہ اسماء لفظی یا ذہنی تصورات نہیں تھے یہ خارج قانون علل ومعلول تھے،اگر کوئی عمل قانون علل ومعلول امکان پذیر ہوں گے تو پھر اثبات صانع بحران میں بڑئیں گے،اس کی وضاحت انہوں نے اس حدیث مجہول بے بنیاد موسوم قدسی سے استناد کیا ہے وہ فقرہ یہ ہے ''من تقرب الی نوافل کنت لسانه الذی ینطلق و حیته الذی یری و لسانه الذی ینطق '' سے کرتے ہیں، یہاں باذن اللہ کی موقع بھی نہیں رہتا ہے، یہاں آپ نے ایک نئی ہستی کا تعارف کیا کیونکہ حضرت محمد نے بہت مواقع پر اقرار کیا اعتراف کیا میں کچھ نہیں کرسکتا ہوں یا میں نہیں جانتا ہوں، بہت سے مقامات پر اللہ نے عتاب کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔آپ نے ''قال الذی عنده علم من الکتاب '' تجزیہ وتحلیل بھی نہیں کیا ہے،وہ کونسی کتاب ہے جو حضرت کے نزدیک مقرب عنداللہ بندے بتایا ایسی کوئی ہستی کسی نبی کیلئے نقل نہیں ہوئی ہے حتیٰ داؤد نبی یا خود حضرت سلیمان کیلئے اس واقعہ کے علاوہ کسی اور جگہ ذکر تک نہیں آیا،بلعم باعور کا ذکر آیا قارون کا ذکر آیا لیکن اس کا ذکر کیوں نہیں آیا آپ نے اس شخص کو مافوق نبوت کی حد تک پہنچایا۔اس اصول سے انبیاء کا مقام گرایا گیا اور تقرب نوافل والوں کا مقام بلند ہوگیا۔موسیٰ قوم کے ساتھ لب نیل پہنچے پیچھے سے فرعون بمع لشکر تعاقب کرنے کی خبر سنی تو لشکر نے پریشانی ظاہر کیا آپ

نے صرف اتنا کہنے پر اکتفاء کیا میرے رب نے وعدہ دیا ہے۔

ولایت تکوینی یعنی کائنات پر تصرف کرنے کی طاقت وقدرت رکھنا ہے یہاں تک اناشئت کیف شئت پر آنا شاد کیف شاہ تصرف کرنے کو ولایت تکوینی کہتے ہیں۔کائنات میں تصرف صرف مکون کائنات کو حاصل ہے کبھی یہ تصرف مکون کونیات اپنے انبیاء ورسل کی نبوت ثابت کرنے کیلئے انبیاء کو دیتے ہیں تاکہ رسول کا دعوی نبوت ثابت ہوجائے اور لوگ اس پر یقین اور اطمینان کریں کہ یہ ذات جو دعویٰ نبوت ورسالت کرتا ہے سچا ہے۔کہتے ہیں اگر یہ ولایت غیر مدعی نبوت کو دی جائے تو اس کو کرامت کہتے ہیں لیکن یہاں پر یہ سوال پیش آتا ہے کہ انہیں یہ طاقت کیوں دی ہے وہ تو کوئی منصب بھی نہیں رکھتے ہیں نیز یہ طاقت وقدرت خود انبیاء کو نہیں دیتا ہے انبیاء مجری فعل مجری نہیں اس کی دلیل موسیٰ اپنی عصا اژدھا بنے کے بعد ڈر گئے جب دریا کے کنارے پہنچے فرعون نے تقاقب کیا لیکن موسی نہیں جانتے تھے عصا مارنا ہے اللہ نے فرمایا عصاء ماریں یہاں ،اقوال مضطرب ہیں۔

کرامت اس طاقت وقدرت کو کہتے ہیں جو اللہ غیر انبیاء واولیاء کو دیتا ہے جس کے تحت وہ کائنات میں تصرف کرتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طاقت تصرف کا فارمولہ کیا ہے یہ طاقت کیسے آتی ہے تو اس کے لیئے انہون نے مختلف فارمولے پیش کیئے ہیں ان ہی میں سے ایک فارمولہ اسم اعظم ہے جس کے پاس اسم اعظم ہو وہ کائنات کو درہم برہم کرسکتا ہے لہٰذا ضروری یہ ہے کہ اسم اعظم واضح ہو اس سلسلے میں کتاب اسم اللہ الاعظم تالیف عبداللہ بن عمر الدمیبجی میں لکھا ہے ،ہم ابتداء سے شروع کرتے ہیں کہ اسم اعظم ہے کیا کیا یہ کوئی نام ہے؟ قرآن مجید میں تو للہ الاسماء الحسنٰی آیا ہے تو اس فارمولہ کی کیا سند ہے اسم اعظم اسم اللہ یا اسمائے حسنٰی سے بالا نہیں ہے۔

نعوذ باللہ ،اللہ کو اشتباہ ہوا ہے کہ اس کا نام اسم اعظم ہے۔

ولایت تکوینی حاصل کرنے کا فارمولا وہ حدیث مصنوعی قدسی بتائی جاتی ہے جس میں آیا ہے کہ بندہ ادائے واجبات کے بعد مشغول مستحبات ہوجائے اور مستحبات کو بطور تسلسل وتداوم بجالائے تو اللہ اس کا ہاتھ ،کان اور آنکھ بن جاتا ہے۔اس موضوع کو ہم نے حدیث قدسی کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ

باب اعتقاد ۴۱ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

حدیث قدسی کی سند و متن دونوں مخدوش ہیں ہمارے پاس سند کے درست ہونے کا معیار یہ ہے کہ رسول اللہ سے لیکر نیچے تک سب راوی درست ہونے چاہییں ۔اس حدیث کی روایت موطہ امام مالک سے ہے جو کہ مرسلات پر مشتمل ہے۔

حدیث قدسی کو قدسی اس لیئے کہتے ہیں کہ اس کے راوی خود رسول اللہ ہیں، لیکن لفظ راوی رسول اللہ کی شان سے متصادم ہے کیونکہ لغت عرب میں راوی آب کش کو کہتے ہیں، چاہے انسان ہو، گدھا ہو ،اونٹ ہو، بیل ہو، گھوڑا ہو، عالم ہو یا جاہل ہو۔

رسول اللہ جب اللہ سے نقل کرتے ہیں تو وہ اس کے ناقل ہو سکتے ہیں۔

افضل ترین عبادات ادائے واجبات ہیں، مستحبات کو بجالانے کا کوئی حکم نہیں ہے، لہٰذا فعل مشکوک پر اتنا زیادہ اجر کوئی منطق نہیں رکھتا ہے، یہ اللہ کی الوہیت کو توڑنے والی حدیث ہے۔

۱۔بعض نے کہا مخالفت خواہشات نفسانی کرنے سے حاصل ہوتی ہے چاہے وہ کافر و مشرک منکر اللہ ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔بعض واجبات کے علاوہ مستحبات پر تداوم کرنے سے یہ قدرت حاصل ہوتی اس بارے میں اس گروہ نے حدیث مصنوعی قدسی سے استناد کیا ہے۔

۳۔بعض نے اس کو اسم اعظم سے استناد کیا ہے ہر وہ شخص جو اسم اعظم جانتا ہے وہ کر سکتا ہے یہاں سے یہ سوال پیش آیا ہے اسم اعظم کیا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کے لیئے باسماء حسنی کا ذکر آیا اعراف ۱۸۰، اسراء ۱۱۰، طہ ۸ حشر ۲۴ اسم اعظم کا ذکر کہیں بھی نہیں آیا عبداللہ بن عمر الدین نامی عالم دین نے ایک کتاب اسم اللہ اعظم کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس کتاب کے ص ۹۳ بہت سے علماء

نے اللہ کے لیے کوئی ایسے اسماء جس کی خصوصیات دوسرے اسماء سے مختلف ہونے سے اختلاف کیا ہے ایسا کوئی اسم نہیں ہے اسماء لفظی کوئی خصوصیات نہیں رکھتے اسم اعظم کے قائلین کے درمیان اختلاف ہے کہ اس اسم کو کون جنتا ہے۔

۱۔بلعم باعور جلد ۱۱ص ۱۷۱ اعراف ۱۷۰ کے ذیل میں آیات نحل کی تفسیر میں آیا ہے

۲۔آصف بن برخیا۔

۳۔ھاروت و ماروت کی تفسیر میں آیا ہے بقرہ ۱۰۲ تعداد اسم اعظم حافظ ابن حجر نے ۱۴ بتائے ،سیوطی نے ۲۰ اور شوکانی نے ۴۰ جبکہ روحانی نے ۶۰ سے زیادہ بتائے ہیں۔

۲۔لغت میں اسم رفعت و بلندی کو کہتے ہیں یہ مادہ سمو یا وسمیٰ سے بنا ہے اس کا مسمیٰ ہر کاص وعام کے لیئے واضح ہوتا ہے جبکہ اسم اعظم والوں کا کہنا ہے یہ سب کو معلوم نہیں ہوسکتا ہے اسم اعظم ہر کسی کو پتہ نہیں ہوسکتا یہ خود ایک اشتباہ ہے۔اس کے مخفی ہونے کی چند مثالیں دیتے ہیں جیسے لیلۃ القدر،صلواۃ الوسطیٰ،لیکن یہ سب قرآن میں بیان ہوا ہے،بعض کہتے ہیں صرف انبیاء واولیاء جانتے ہیں،انبیاء کو تصرف درکائنات دینے کو آیت کہا ہے انبیاء نے ایسا تصرف کرتے ہوئے برتری کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔

اسم اعظم کے حوالے سے چند لوگوں کے نام مشہور کرر کھے ہیں جن میں بالعم باعور،اور آصف بن برخیاء قابل ذکر ہیں سورہ اعراف آیت ۱۷۵ ﴿﴾ آصف بن برخیاء کا استدلال سورہ نمل کی آیت سے کرتے ہیں لیکن اس آیت میں قال کا

مصداق آصف بن برخیاء نہیں بنتا ہے اس روایت کا راوی وہب بن منبہ ہے،آیت میں ضمیر پلٹانے کے لیئے پہلے اسم کا ذکر ضروری ہوتا ہے اروہ خود سلیمان علیہ السلام ہیں۔

ایک قول روحانی سے نقل ہے کہ اسم اعظم صرف اولیاء جانتے ہیں،اولیاء جمع ولی ہے اور یہ صیغہ ۳۹ بقار قرآن میں ذکر ہے لیکن کسی بھی آیت سے یہ واضح نہیں ہوتا ہے کہ اولیاء تصرف درکائنات رکھتے ہیں،یہ ایک من گھڑت نبوت توڑ مساعی ہے،انبیاء کے لیئے معجزہ اس لیئے ضروری ہے کہ انبیاء کو اللہ نے بھیجا ہے تاکہ دعویٰ پر دلیل محکم قائم ہو اور ابلاغ نبوت میں آسانی ہو،لیکن یہ کرامت کس کام آتی ہے اور اولیاء کا تصرف درکائنات کس منطق کے تحت ہے،ان کی یہ منطق صوفیاء کے دعویٰ سے

مشابہت رکھتی ہے اور امت اسلامی کے تمام فرقے جیسے دیوبندی، بریلوی، شیعہ سب نقاب پوش صوفی ہیں ان میں سے کوئی بھی فرقہ صوفیت سے باہر نہیں ہے۔ کرامات کے متعلق قرآن میں کوئی بھی آیت نہیں ہے، لہذا اسم اعظم نامی کوئی چیز نہیں ہے اس کا کوئی جواز نہیں ہے کرامت کے ذریعے سب کچھ ہوسکتا ہے یہ سب جھوٹ ہے۔

حرف الف

ابدی :

مادہ ابد ہمزہ، باء، دال سے مرکب یہ کلمہ بمعنی طول مدت کو کہتے ہیں، ابد بمعنی دھر بھی استعمال ہوتا ہے ابد کی جمع ابدا ہے،،ی،، یہاں نسبتی ی ہے، نسبتی لگانے کے بعد اس کا معنی سرمدی بنتا ہے جس کی انتہاء نہیں یعنی وہ بلا فنا رہتا ہے۔ ابدی کے مقابل حادث آتا ہے حادث یعنی یہ پہلے نہیں تھا من له البدائیه فله نهائیه یعنی جس چیز کی ابتداء ہوگی اس کی انتہاء بھی ہوگی

آئمہ:

علامہ مظفر نے اپنی کتاب میں امامیہ کا تیسواں عقیدہ تعدد آئمہ لکھا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اور امام نے اپنے بعد والے امام پر نص کی ہے

۱۔ آئمہ کی تعداد بارہ تک محدود ہونے کی بات سے آپ کے پاس پہلے سے موجود اس اصول سے متصادم ہے جس میں کہا گیا کہ اللہ کی طرف سے ہر دور میں ایک امام ہوگا لیکن آپ کتنے تعارض و تناقض تصادم کا جواب دیتے ہیں جواب یہ دیں کہ ہمارے آئمہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے تناقض و تصادم کا کوئی مسئلہ نہیں، ورنہ یہ دعواء خطبہ اول نہج البلاغہ اس سے بھی بڑھ کر قرآن کی آیات کے بھی خلاف ہے۔

۲۔ اس سلسلہ میں آغا محمد باقر الحکیم نے مجلّہ رسالۃ الثقلین میں دو مضمون میں بارہ کی تعداد پر بارہ نقباء اسباط سے استناد کیا ہے مرحوم کو قرآن سے بہت شغف تھا لیکن فرقہ کے خوف کی وجہ سے بھول گئے

اسباط نقباء معصوم نہیں تھے

۳۔ آپ کے پاس قابل اعتماد قدیم ترین کتاب شیخ مفید ہے اور شیخ مفید کی ارشاد میں کسی بھی امام نے اپنے بعد کے امام پر نص کرنے کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ انتقال اقتدار کی وصیت اہل خانہ دوست احباب کی وصیت جیسی نہیں یہاں وصیت اجتماع میں ہونا ضروری ہے شاید غدیر سے استناد بھول گئے یعنی اقتدار ریاست کی نص امت کے اجتماع میں ہوتی ہے کسی امام نے کسی اجتماع میں اپنے بعد کے امام پر نص کی ہو اس کا ذکر کہیں بھی نہیں ملتا ہے نیز آپ کہتے ہیں یہ منصب مثل نبوت ہے نبوت نبی یا امام نہیں دے سکتا ہے

۴۔ آخری امام مہدی کو کہا جاتا ہے امام کا معنی قیادت اجتماع ہے لیکن نہ انہوں نے اجتماع کو دیکھا ہے اور نہ ہی اجتماع نے ان کو دیکھا ہے لہذا یہ بارہ نہیں ہوئے گیارہ ہو گئے۔

۵۔ آپ کے پاس دو امام نابالغ ہیں امام علی الہادی اور امام جواد جبکہ اسلام میں نابالغ کو اپنے باپ کی ارث بھی رشد تک نہ دینے کا حکم ہے تو کیسے امت اسلامی کے مقدارت ان کے ہاتھ میں دے دیں۔

۶۔ آپ کے امامیہ میں اسماعیلی بھی شامل ہیں انہوں نے اڑتالیس امام بنائے ہیں اور آغا خان ابھی پینتالسویں تک پہنچے ہیں، آپ نہ انہیں رد کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو کراہت سے یاد کرتے ہیں بلکہ کہتے ہیں یہ ہم میں سے ہیں تو پینتالیس بھی ہم میں سے، چار والے بھی ہم میں سے، اور بارہ والے بھی ہم میں سے، یہ کیسا اتفاق ہے۔

۷۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ بارہویں امام کے ظہور کے بعد دنیا عدل وانصاف سے پُر ہو جائے گی جبکہ قرآن میں آیا ہے کہ ایمان وکفر کی جنگ الی یوم القیامۃ تک باقی رہے گی۔

۸۔ آپ نے کہا امامت اہل بیت سے ہوگی اہل بیت امامت کو جانتے ہیں کہ وہ کتنے ہیں۔ اہل بیت کے کردار سے تو معلوم ہوتا ہے کہتے ہیں کہ اسماعیل اور عبد اللہ افطح دونوں کی بود و باش اچھی نہیں تھی

ہم بارہ اماموں والے ہیں یہ خبر دہندہ آغا سبحانی، آغا آراکی، آغا مغنیہ، آغا میلانی، آغا مظفر ہیں چنانچہ ہر خبر کو دو زاویے سے آزمایا جاتا ہے۔

۱۔ زاویہ مخبری، خبر دینے والا صادق ہے یا کاذب۔ کاذب تو کہہ نہیں سکتے ہیں کیونکہ سب علماء ہیں لیکن کاذب بھی نہیں کہہ سکتے ہیں شاید تقیہ کرتے ہوں۔

۲۔ دوسرا زاویہ خود خبر ہے یعنی خبر وجود خارجی رکھتی ہے یا وجود ذہنی۔ یہ سفید چیز نہیں ہے امکان پذیر نہیں ہے۔ اس حوالے سے اگر دیکھا جائے جن اماموں کا آپ نے نام لیا ہے ان میں سے دو امام امام جواد اور امام علی الھادی نابالغ تھے نص قرآن کے تحت نابالغ امام نہیں بن سکتے ہیں۔[آیت لگانی ہے] وابتلوا۔۔۔۔

آخری امام کا پیدا ہونے کا کسی مسلمان عادل موثق معتبر نے نہیں دیکھا ابھی تک کسی بھی موثق ذرائع سے ثابت نہیں ہوا ہے

اتباع :

پیروی کرنے والے یعنی متبوع پیچھے ہونے کو کہتے ہیں، یہاں سے عقل دین وشریعت بھی پیروی کرنے کو اتباع کہتے ہیں قرآن کریم میں کلمہ اتباع کے لئے دو مصداق بیان کئے ہیں۔

اتباع مادی: سورہ طٰہ آیت ۷۸ ﴿فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ ما غَشِيَهُمْ ﴾ سورہ شعراء آیت ۵۲ ﴿وَ أَوْحَيْنا إِلى‏ مُوسى‏ أَنْ أَسْرِ بِعِبادي إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ﴾

اتباع فکری: سورہ بقرہ آیت ۱۶۶، ۱۶۷ ﴿إِذْ تَبَرَّأَ الَّذينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذينَ اتَّبَعُوا وَ رَأَوُا الْعَذابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبابُ .۱۶۶ ﴾

﴿وَ قالَ الَّذينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَما تَبَرَّؤُا مِنَّا كَذلِكَ يُريهِمُ اللَّهُ أَعْمالَهُمْ حَسَراتٍ عَلَيْهِمْ وَ ما هُمْ بِخارِجينَ مِنَ النَّارِ .۱۶۷ ﴾ سورہ اعراف آیت ۹۰ ﴿وَ قالَ الْمَلَأُ الَّذينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْباً إِنَّكُمْ إِذاً

لَخاسِرُونَ ﴾سورہ ابراہیم آیت ۲۱﴿ **وَ بَرَزُوا لِلَّهِ جَميعاً فَقالَ الضُّعَفاءُ لِلَّذينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعاً فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ قالُوا لَوْ هَدانَا اللَّهُ لَهَدَيْناكُمْ سَواءٌ عَلَيْنا أَ جَزِعْنا أَمْ صَبَرْنا ما لَنا مِنْ مَحيصٍ** ﴾سورہ شعراء آیت ۱۱۱﴿ **قالُوا أَ نُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ**﴾

اثر:

کوئی ایسی اثر مثل جس کی دور چیز پر دلالت کرتی ہو۔

حصول ما یدل علی وجود ہ جمع آثار سورہ روم آیت ۵ صافات ۷۰......۸۴

اثر البعیر جعلت علی خفه اثته ای علامة توثر توثر یستدل بها علی اثره۔

اجداث :

یکے از کلمات اعتقادات میں سے ہیں یعنی انسان جب قیامت انسان جب قیامت کے دن محشور ہونگے تو اپنے قبروں سے اٹھے گا اس اٹھنے کی حالت کو حدث کہا ہے۔

<u>اجداث جمع جدث ہے کبھی ث کو فا میں تبدیل کر کے حدف بھی کہتے ہیں</u> کلمہ جدث سورہ یٰسٓ آیت ۵۱ میں آیا ہے ﴿ **وَ نُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذا هُمْ مِنَ الْأَجْداثِ إِلى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ**﴾

لیکن علماء لغت نے جدث اور قبر میں فرق بتایا ہے جدث قیامت کے دن جہاں سے انسان اٹھے گا اس کو کہا ہے۔ مقائیس اللغہ ج ا ص ۲۲۳ پر ہے۔

اجر رسالت:

یکے از مصطلحات عقائد فرق اجر رسالت ہے جہاں کہتے ہیں کہ نبی کریم نے امت سے اجر رسالت میں مودت قربی مانگی ہے یہاں تین بحث ہیں۔

۱۔ اجر ہے اجر کس کو کہتے ہیں۔

۲۔ رسالت کیا رسالت کا اجر ہوتا ہے۔

۳۔مودت ہے کیا مودت کوئی بڑی مہنگی چیز ہے قیمتی چیز ہے خرید وفروخت ہونے والی چیز ہے کیا محبت مودت اختیاری چیز ہے۔

۴۔کیا شوری ۲۳ میں نبی اور امت میں کوئی ایسی دلیل دیں۔

کلمہ اجر مقائیس اللغہ صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں۔ہمزہ۔جیم۔الرا۔سے مرکب کلمہ کی دو اصل ہیں، ممکن ہے دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں، ایک اصل کسی چیز کے کرائے کے لیے استعمال ہوتی ہے، کسی کی محنت پر مزدوری دینا اجر یا اجرت کہلاتا ہے، دوسری اصل کسی بڑی ہڈی کے ٹوٹنے کو جوڑنے کے لیئے استعمال ہوتی ہے، جزاء العمل والفعل یعنی عمل یا خرید وفروخت پر جو چیز ملتی ہے اس کو اجر کہتے ہیں۔قرآن مجید میں اجر کتنے معنیٰ ومصادیق میں آیا ہے۔

۱۔عورت کے مہر یہ کو اجر کہا ہے سورہ نساء آیت ۲۴ ﴿فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ سورہ طلاق آیت ۵ ﴿وَ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَ يُعْظِمْ لَهُ أَجْراً﴾

۲۔ہڈی جوڑنے کے معنیٰ میں آیا ہے اَجرتُ یدہٗ میں نے اس کے ہاتھ کو جوڑا۔

ان دونوں معنی میں مشترک جبر ہے۔

قاموس القرآن الوجوہ النظائر دامغانی نے لکھا ہے کہ کلمہ اجر قرآن مجید میں چار جگہ آیا ہے۔

۱۔اجرت کے معنیٰ میں احزاب آیت ۵۰ ﴿يا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنا لَكَ أَزْواجَكَ اللاَّتي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ ....﴾

۲۔عمل پر اجرت نحل آیت ۴۱ ﴿وَ الَّذينَ هاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ ما ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيا حَسَنَةً وَ لَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كانُوا يَعْلَمُونَ﴾

سورہ شوری آیت ۲۳ ﴿قُلْ لا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبى﴾ شوری کی یہ آیت اپنے سیاق سباق میں جھنمی اور جنتیوں کے بارے میں آیا ہے اجر رسالت کی آیات نفی منع نارو اقرار دیا ہے یہ روایات اس سنت وسیرت انبیاء کو توڑنے اور حضرت محمد کی شان کو گھٹانے کے لئے گھڑی نیز قربیٰ اور مصطلح عربی اور قرآنی دونوں وارثین سے باہر عزیز وا قارب کیلئے رسول ہوتا ہے

اقربا عرضی طولی عمودی میں نہیں آتی ۔سورہ شوریٰ ۲۳ میں موجود المودۃ فی القربیٰ کو اجر رسالت محمدﷺ قرار دیا ہے اور خود اجر رسالت کیا ہے ۔ بہر حال اجر کو مادی قرار دے کر خمس کو اجر رسالت قرار دیا خمس خود بھی جس آیت سے استناد کیا ہے وہ میدان جنگ میں مال غنیمت کو کہتے ہیں ،اگر معنی محبت لیں تو مخصوص اللہ کے لئے ثابت ہے حتیٰ خود نبی کے لئے نہیں ہے کیونکہ نبی کی محبت کا کہیں کوئی ذکر نہیں نبی کے لئے اتباع ہے ۔الفاظ وکلمات قرآن کی توضیح وتشریح روایات سے اور روایات کو زیادہ کتابوں میں نقل کر کے تحقیق کو چھین لیا ہے ۔

یہاں ایک اجر ہے اجر کا معنی مقولہ تبادلات میں آتا ہے اجر کا معنی عمل کا صلہ جو کوئی شخص کام کے انجام پر لیتا ہے کام کرنے والا اجیر ہوتا ہے ،کام لینے والا آجر کہلاتا ہے جو رقم دی جاتی ہے لی جاتی ہے وہ اجرت کہلاتی ہے یہاں نبی کریم اجیر امت نہیں تاکہ امت سے اجرت لیں ۔آپ اور امت میں کسی قسم کی قرارداد نہیں آپ نے مالک کے حکم پر دعوت دیئے تھے اللہ کے حکم سے کیا ہے اللہ نے آپ کے ذریعے اعلان کیا ہے اس عمل کی کوئی اجرت نہیں ہوگی لہٰذا تمام انبیاء نے امتوں کو واضح کیا ہے ہم کسی قسم کی اجرت کے خواہاں نہیں ہیں ہمیں حکم نہیں ہے کہ اجرت لیں اسی طرح یہ اجرت امت پر بھی لاگو نہیں ہے کیونکہ یہ دعوت امت کو محدود کرنے کی دعوت ہے اس سے ان کو دنیوی فائدہ نہیں ہے یہاں استثناء متصل نہیں منقطع ہے جس طرح شعراء ۲۲۴ میں منقطع تھے ۔

وجوه النظائر فی آیات القرآن نزهة الاعین صفحه۲۸

شماره۲۲ ،اجرعوض الماخوذ فی العصرعلی المنافع یقول اجرته علی فعله ای جعلته اجراویقال ایضاَجبر العظم.

علماء تفسیر نے اجر کے لئے چار مصادیق بتائے ہیں ۔

۱۔نفقۃ رضاع طلاق آیت۶ ﴿ **فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَ أْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ** ﴾

۲۔صداق النساء آیت ۲۵ ﴿**فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَ آتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ**

۳۔الجعل سباء آیت ۴۷ ﴿**قُلْ ما سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلاَّ عَلَى اللَّهِ**﴾سورہ

ہود آیت ۵۱ ﴿یا قَوْمِ لا أَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ أَجْراً إِنْ أَجْرِیَ إِلَّا عَلَی﴾

۴۔الجنۃ النساء آیت ۴۰ ﴿إِنَّ اللَّهَ لا یَظْلِمُ مِثْقالَ ذَرَّةٍ وَ إِنْ تَکُ حَسَنَةً یُضاعِفْها وَ یُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْراً عَظیماً﴾

قربیٰ سے مراد علی فاطمہ حسن وحسین لیتے ہیں بعض نے توسیع دے کر دیگر آئمہ کو بھی شامل کیا ہے جبکہ بعض دیگران نے ہر مدعی آل رسول کو قربی قرار دیا ہے، ان کو اپنے مدعی کے لئے دعوی ہی کافی ہے یہاں بھی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے کہ قربی کی حدود داربعہ اور عناصر ترکیبی کیا ہیں قربی میں اولا دو والدین نہیں آتے بلکہ قربی میں دادا سے پھیلنے والے رشتہ آتے ہیں۔اس میں جائے شک و تردید نہیں یہ ذوات نبی کریمؐ کی حیات اور ممات دونوں آئینہ محمد تھے لیکن کوئی روایت نہیں ملتی کہ ان کے دلوں میں حب مال و جاہ وریاست نے جگہ بنائی ہو لیکن جو لوگ محمد سے انتقام لینے کیلئے دین محمد کو درہم برہم مختل مبغوض محمد بلکہ کل دین بنا کر پیش کرتے کیلئے ایسا کیا چنانچہ اس سلسلے میں علی فاطمہ حسن و حسین کو زیادہ نشانہ بنایا۔

قرارداد کے معنیٰ میں۔

نفقہ عورت کے خرچہ کے معنیٰ میں۔

قرآن مجید میں انبیاء کے تبلیغ رسالت کے عمل کی ہر قسم کی اجرت کی نفی کی گئی ہے

سورہ فرقان آیت ۵۷ ﴿قُلْ ما أَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شاءَ أَنْ یَتَّخِذَ إِلی رَبِّهِ سَبیلاً﴾ سورہ شعراء آیت ۱۲۷، ۱۴۵، ۱۶۴، ﴿وَ ما أَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِیَ إِلَّا عَلی رَبِّ الْعالَمینَ. ۱۲۷﴾ ﴿وَ ما أَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِیَ إِلَّا عَلی رَبِّ الْعالَمینَ. ۱۴۵﴾ ﴿وَ ما أَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِیَ إِلَّا عَلی رَبِّ الْعالَمینَ. ۱۶۴﴾ سورہ قصص آیت ۲۵ ﴿فَجاءَتْهُ إِحْداهُما تَمْشی عَلَی اسْتِحْیاءٍ قالَتْ إِنَّ أَبی یَدْعُوکَ لِیَجْزِیَکَ أَجْرَ ما سَقَیْتَ لَنا فَلَمَّا جاءَهُ وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قالَ لا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمینَ﴾ سورہ عنکبوت آیت ۵۸ ﴿وَ الَّذینَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا

الصَّالِحاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفاً تَجْري مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ خالِدينَ فيها نِعْمَ أَجْرُ الْعامِلينَ ﴾سورہ سباء آیت ۴۷ ﴿**قُلْ ما سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلاَّ عَلَى اللَّهِ وَ هُوَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ شَهيدٌ** ﴾سورہ فاطر آیت ۷ ﴿**الَّذينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذابٌ شَديدٌ وَ الَّذينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ أَجْرٌ كَبيرٌ** ﴾سورہ ص آیت ۸۶ ﴿**قُلْ ما أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَ ما أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفينَ** ﴾

اجماع :

یکے از مصادر عقائد اجماع علماء امت کو قرار دیا گیا ہے۔ اجماع کے حجت ہونے کی دلیل میں عبدالوہاب نے سورۃ نساء ۵۹ کے کلمہ اولی الامر سے استناد کیا ہے کل من امر بحکم یجب اطاعۃ یعنی کہتے ہیں جو بھی حکم کرے آپ کو اس کی اطاعت کرنی ہے نساء ۸۳۔ دوسری دلیل سنت ہے نبی کریم نے فرمایا ''**لا تجمع امتی علی خطاء**''۔

۱۔ علماء کسی بھی جگہ یا زمانے میں کسی مسئلہ پر جمع ہوئے ہوں اس کا تاریخ میں کہیں بھی ذکر نہیں آیا ہے۔

کتاب اصول الفقہ اسلامی دکتور وہبہ ذخیلی ج ا ص ۴۸۶، اجماع کا معنی عزم علیٰ شئی قرآن میں اس معنی میں آیا ہے ''**فاجعو امرکم و شرکاء کم**'' یونس ۷۱، طہٰ ۶۴، یوسف ۱۵، سے استناد کیا ہے۔ اجماع بمعنی اتفاق۔

نظام نے کہا ہے ''**کل قول قائم علی حجة وان کان واحد**''

تعریف اجماع میں ن عبدالوہاب خلاف استاد شریعۃ الاسلامیہ کلیہ حقوق و جامعہ قاہرہ متوفی ۱۹۵۷ اپنی کتاب اصول الفقہ ص ۵۰ پر لکھتے ہیں ''**هو اتفاق جميع المسلمين فی عصر من العصور بعد وفات رسول على حكم شرعی فی واقعه**''

اثبات وجود باری تعالیٰ اور ضرورت بعثت انبیاء کیلئے عقل عقلاء بشریت اس کے بعد ایمان بآخرت کیلئے صرف اور صرف قرآن کی آیات محکمات کے علاوہ اور کسی قسم کے دلائل کار آمد نہیں زیادہ

سے امکان کو ثابت کرتا ہے دلیل پر وقوع نہیں کرتا ہے۔قرآن کریم میں چھ سے کچھ زائد آیات ہیں بقول آیات احکام لکھنے والے صرف ڈیڑھ یا دو ہزار آیات احکام کے بارے میں آیا ہے باقی چار ہزار آیات بیان ایمانیات کیلئے اسلام میں بھی شاول بولیس کے کردار کو احیاء کرنے والوں کو بالکل کنارے پر لگا کر اپنے من مانے عقائد جعل کئے ہیں۔

آخرت:۔

یکے از مصطلحات ایمان و عقائد آخرت ہے یعنی انسان مسلمان کو چاہیئے کہ اللہ کی وحدانیت اور نبوت و رسالت پر ایمان لانے کے بعد حیات بعد الموت پر بھی ایمان لائیں۔اس حیات کے بارے میں دلائل عقلائی و تجرباتی نہیں ہیں یہاں دلیل صرف اخبار قرآن ہے جس نے اس حیات کو قصیری و سفری منازل جیسا بتایا یہاں سے جانا ضرور ہے لیکن کب جانا ہے کسی کو نہیں پتہ۔وقت بھی نہیں بتایا ہے جس وقت جانا ہوگا اسی وقت ہمارا نمائندہ آ جائے گا اور لے جائے گا چنانچہ اس کے اختتام اسی منزل سے کوچ کرنے کے بارے میں سورہ نازعات کی ابتدائی آیات آئی ہیں اس خبر کے بارے میں تجربہ امکان پذیر نہ ہونے کی وجہ سے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت مثالیں دی ہیں جن کا جاننا ضروری ہے اس عقیدے کی اہمیت اور ناگزیری کی وجہ سے اللہ سبحانہ نے کثیر آیات میں ایمان باللہ کے بعد ایمان بایوم الآخر کا بار بار ذکر کیا کبھی دلائل دیئے کبھی مثالوں سے واضح کیا اور کبھی صرف خبر سے مطلع کیا ہے۔عقائد اسلام در حقیقت تین ہیں جو فرقے اجتماعات میں بطور تقیہ کہتے ہیں ہمارے عقائد تین ہیں توحید و نبوت و معاد جبکہ اپنی مخصوص محافل میں اپنے جوانوں کیلئے لکھے عقائد میں کسی نے پچاس کسی نے سو سے زائد پیش کیے ہیں سب کے مصادر روایات زنادقہ ہیں۔تین عقائد آپس میں ایک دوسرے سے اس طرح مربوط و مدغم ہیں کہ ایک کے منہا سے دوسرے بے معنی ہو جاتے ہیں،عقیدہ توحید کے بغیر نبوت و معاد بے معنی ہو جاتے ہیں عقیدہ آخرت کے بغیر تصور نبوت بے معنی ہے ان دو کو ہٹانے کے بعد احکامات الٰہی لینا اور ان پر عمل پیرا ہونا بے معنی ہو جاتا ہے۔اگر اس حیات کے بعد کوئی حیات نہ ہو تو تصور الوہیت بے معنی ہو جائے گا اور اس حیات کو حیات غایات

جنگلات کہنا زیادہ مناسب ہوگا اور اسے حیات کہنا نا درست ہوگا کیونکہ یہ اشرف المخلوقات والوں کا عالم ہے۔اسے ایک بہت بڑا عظیم دن ہونے کی وجہ سے اللہ سبحانہ نے اس خبر کو نباء عظیم کہا ہے اس حیات کے بارے عقل قاصر ہونے کی وجہ سے اس کے نشیب وفراز کو اللہ مقسم قرار دیا کبھی قسم کہا ہے کبھی فرمایا ہے ہم اس عظیم دن سے قسم نہیں کھائینگے ،اس دن کو قرآن میں بہت ناموں سے یاد کیا ہے ایک زاویہ ایک جہت کو اٹھایا تو دوسری طرف قبروں سے اٹھنے کا ذکر کیا ہے ایک ہولناک واقعہ ہونے کا کہا ہے،ایک میں حالت نزاع ارواح سے یاد کیا ہے۔حیات بعد الموت کو اللہ سبحانہ نے کثیر مثالوں سے پیش کیا ہے کائنات کی ہر چیز کو موت آتی دوبارہ زندہ ہوتی ہے۔حیات آخرت حیات حقیقی اور واقعی ہونے کی وجہ سے ابلیس اور ان کے کارندوں فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھنے والوں نے مختلف انداز سے خلق اللہ کو گمراہ بنانے ایمان بآخرت سے باز رکھنے اور ایمان لانے کی صورت میں عمل بآخرت سے باز رکھنے کیلئے مختلف حیلے بہانے سے جان چھڑانے کے اعمال بتائے ہیں جیسے شفاعت ،ترسیل ثواب،تربیت اولاد،خیرات جاریات کو اٹھایا ہے۔

اخلاق:

اخلاق یکے از مصطلحات عقائد اخلاق ہے،اخلاق دو قسم کے ہیں۔

۱۔اخلاق نظری اس حوالے سے عقائد میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۔اخلاق عملی کا انسان اپنے کردار سے مظاہرہ کرتے ہیں،اس حوالے سے یہ اعمال سلوک میں شامل ہوتے ہیں۔کتاب موسوعۃ مفتاح السعادۃ ومصباح السیادہ ص۹۰ پر علم الاخلاق کے عنوان کے نیچے لکھا ہے”**هو علم بصرف مند انواع الفضائل وهی استدلال قوی هی القوة النظريه والفضية و شهويه كل منها ،كل منها او سائلين رزيلين و هی كمال القوة النظرية و هی توسط اینی رزيلين البلاء و الجريره الاولی تفريطا و انسانی اخرها الشجاعة وهی كمال القوة الفضية و هی توسط بين رزيلين الجن و الشهور والاولتفريطيا و الثانی افراطيا و بعضه وهی كمال القوة الشهويه و هو القوسط**

بین الذدیلین الخمور و الفجور الول تفریطیا الثانی افتاطیا '' یہ تین حکمت، عفت اور شجاعت کے فروع ہیں۔ اخلاق مخصوص اسلام ہی نہیں بلکہ ادیان سماوی ہے جو تمام انسانوں کے نزدیک ضروری گردانا جاتا ہے اس کی ہی بنیاد پر سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں شاید ان نکات میں سے کہ ایک انسان کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو وہ چندین حوالے سے دوسروں کے محتاج نیاز مند ہیں کبھی وہ نیاز مند سے چیزیں خریدتے ہیں کبھی وہ خریدنے کی چیز نہیں ہوگی وہ فروخت ہونے والی چیز نہیں ایک انسان اس حاجت کو مفت دیتا ہے کسی مشکلہ سے نجات دیتا ہے کوئی خاتون کسی مصیبت میں مبتلا ہے وہ کسی سہارے کی نیاز مند ہے کہتے ہیں سیرت نبوی میں آیا ہے کہ ام سلمہ نبی کریم کے عقد میں اس وقت آئی جب ان کے شوہر قتل ہوئے ام سلمہ کا شمار سبقت ایمانی والوں میں ہوتا ہے دونوں بچوں کو لے کر مدینہ کی ہجرت کیلئے نکلے مشرکین مدینہ نے ام سلمہ کو روک دیا اور ان کے خاندان کو جانے دیا شوہر ہجرت کر کے مدینہ گئے چند مہنے بعد ان کو اجازت ملی تو وہ اپنے بچے کو لے کر مدینہ کے راستہ میں بیٹھی تھیں ایک خاندان کی شخصیت وہاں سے گزری اس نے آپ پوچھا آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں ام سلمہ نے سارا ماجرا بتایا اس نے کہا میں آپ کو پہنچا آتا ہوں اس نے اپنے اونٹ کو ام سلمہ کے پاس رکھا خود دور جا کر کھڑا ہو گیا ام سلمہ ہودہ ہو کر لجام پکڑی اور مدینہ پہنچی ایک مشرک انسان ایک مسلمان سے ایسا سلوک کریں کتنی ارزش قیمت ہوگی

ایک بڑا صاحب مال و دولت وہ لوگوں سے اپنے احترام چاہے کوئی مالی خواہش نہ رکھنے والا ہو اس کی تعظیم کریں یہ افراد کی زندگی نفسیات حالات کے تحت ہوتی ہے۔کوئی بڑے خاندان کا بہت بد اخلاق ہوگا کوئی بڑا خاندان بہت اخلاقی ہوگا کوئی نیک نامی چاہتا ہوگا

معاشرتی ضروری ناگزیر اخلاق:

عرب دور جاہلیت میں بہت سوں کو سفروں پر نکلنا ہوتا تھا سفر لمبے ہوتے تھے حتیٰ مسافر خانے بھی نہیں ہوتے تھے بازار میں اشیاء ضروری بھی نہیں ہوتی تھی بہت زیادہ کھانے پینے اور ضروری سامان بھی ہمراہ نہیں لے جاسکتے تھے تو یہاں مسافر خانے والے مجبور ہوتے تھے کسی نہ کسی صاحب حاجت کے

گھر مہمان بن جاتے تھے اسی وقت وہ اپنی شاعری پر پہنچے تھے جو لوگ ان کی مہمان نوازی کرتے تھے ان کے حق میں تعریف اشعار کرتے تھے جو ان کی زیادہ عزت واحترام نہیں کرتے تھے ان کی مذمت ہجو میں کرتے تھے یہاں سے وہ ڈر کر بھی مہمان شعراء کے علاوہ بھی اچھی طرح سے مہمان نوازی کرتے تھے عربوں میں ان کے نام نہیں جانتے تھے یہاں سے دوستی اخلاق کا بڑا مظہر بن گئی اس وقت بعض کی درآمد قتل غارت اور اسارت سے چلتی تھی اسی لئے اس وقت ان لوگوں کی شجاعت بھی اخلاق میں ہوگئی جہاں سے ایسی صفات دین سے باہر کی اخلاق بن گئی

وصفی الحادی حتیٰ بے دینوں کا کہنا ہے کہ اخلاق بہت اچھی چیز ہے لیکن اسلام میں اخلاق احکام قرآن پر عمل کرنا گردانا گیا ہے، اسی کے تحت رسولؐ اللہ کی سنت وسیرت بتاتے ہیں جیسا کہ روایات میں آیا ہے رسولؐ اللہ کا خلق قرآن تھے۔ اسی سلسلہ میں علامہ بحاث محمد عبداللہ دراس نے ڈاکٹری کے حوالے سے علوم قرآن پر ایک کتاب لکھی جس کا نام 'الدستور الاخلاق فی القرآن' لکھا ہے۔

۱۔ازلی: عقائد کی مصطلحات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے ازلی کے معنی ''ازلی الذی لا بدایۃ لہ'' وہ چیز جس کا کوئی آغاز نہیں اور ازلی کے مقابلے میں حادث آتا ہے۔ حادث کا معنی کلمہ حاء میں دیکھیں۔

۲۔ازلی وابدی دونوں کا مشترکہ لفظ سرمدی آتا ہے ازلی بسیط ہوتا ہے لا جزء لہ جبکہ حادث مرکب ہوتا ہے

۳ ۔اپنے وجود کے لئے کسی بھی چیز کا محتاج نہیں، ازلی کسی غیر کا محتاج نہیں سرمدی اپنے وجود میں نہ آغاز رکھتا ہے نہ انتہاء۔ اما کلمہ ازلی کی ساخت صیغے کے بارے میں صاحب مقاییس نے لکھا ہے ہمزہ ،وزاء، ولام أصلان : یعنی دو معنوں میں آتا ہے الضیق و الکذب ،ضیق وکذب کو کہتے ہیں خلیل نے کہا ہے ازل بمعنی شدت ہے یعنی عیش میں سختی ہوئی ازلت الابل : حبسه عن المرعی ، چراگاہ سے روکا گیا ہے، ازل کا معنی قدم ہے اس کا کوئی قیاس نہیں، بعض نے کہا یہ کلمہ جذری ہے لغت نہیں رکھتا ہے کلمات کا اختصار ہے اس کی اصل لم یزل ہے، کثرت استعمال سے لم حذف ہوگیا اور یزل رہا، اس پر یائے نسبتی نہیں لگاتے تو یا کو حذف کر کے الف لگایا ہے اس کی اصل

لم یزل ہے کثرت استعمال سے لم حذف ہوگیا یزل رہا فأرادوا النسبۃ الیہ فلم یستقم اس کی طرف نسبت دینا چاہا الی یزل پھر یاء کو آخر میں لگایا تو لم یزلی ہوگیا پھر لم کو حذف کیا یاء کی جگہ پر ہمزہ لایا ازل ہوگیا ابن فارس نے کہا ہے الازل القدم تقول ھو ازل پھر اگر کسی کو قدیم کہے تو یا کے ذریعے ازلی بنا یا ہے اصل میں یائے نسبتی نہیں بلکہ لم یزل کثرت تکرار سے لم یزل میں لم کو ہٹایا یزل ہوگیا ثمہ ابدلت الیاء الفا پھر یاء الف میں بدل دیا لانھا اخف قال ازلی اس کی مثال یزن میں ہے یزن میں یاء کی جگہ پر الف سے ازن ہوگیا ہے۔ کائنات کے بارے میں یہ چند احتمالات آتے ہیں ۱۔ پہلے سے اسی طرح تھی ۲۔ دفعۃً اچانک پیدا ہوئی ۳۔ خلق اور فناء ہوتی رہی ۴۔ پہلے مائع تھی ۵۔ اس کی بدائیت کی طرف کسی کو بھی رسائی نہیں حدس ہے وہ گمان ہے چاہے اس شکل میں ہو یا مائع گیس ہو لیکن منکرین اللہ نفی اللہ کے لئے ہشیش برابر دلیل قائم نہیں کر سکے۔

اذان:

نداء بقصد اعلام المنادی:

النداء: سورہ اعراف آیت ۴۴ ﴿وَ نادى أَصْحابُ الْجَنَّةِ أَصْحابَ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنا ما وَعَدَنا رَبُّنا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ ما وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قالُوا نَعَمْ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمينَ ﴾ سورہ یوسف آیت ۷۰ ﴿فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهازِهِمْ جَعَلَ السِّقايَةَ في رَحْلِ أَخيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعيرُ إِنَّكُمْ لَسارِقُونَ ﴾

سورہ انشقاق آیت ۲ ﴿وَ أَذِنَتْ لِرَبِّها وَ حُقَّتْ ﴾

اعلام: سورہ توبہ آیت ۳ ﴿وَ أَذانٌ مِنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَري‏ءٌ مِنَ الْمُشْرِكينَ وَ رَسُولُهُ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَ بَشِّرِ الَّذينَ كَفَرُوا بِعَذابٍ أَليمٍ ﴾ سورہ فصلت ۴۷ ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ ما تَخْرُجُ مِنْ ثَمَراتٍ مِنْ أَكْمامِها وَ ما تَحْمِلُ مِنْ أُنْثى‏ وَ لا تَضَعُ إِلاَّ بِعِلْمِهِ وَ يَوْمَ يُناديهِمْ أَيْنَ شُرَكائي قالُوا آذَنَّاكَ ما مِنَّا مِنْ شَهيدٍ ﴾

استطاعت:

استطاعۃ مادہ طوع باب استفعال ہے طلب کرنا طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ پہلے طاقت کو حاصل کرتا ہے اداء فرض۔ مشروط عمل طاقت افعال کی چندین اقسام ہیں۔

۱۔طاقت جسمانی ۲۔طاقت فکری ۳۔طاقت مالی ۴۔طاقت اجتماعی ۵۔طاقت مالی

اس بارے میں قرآن کریم کی آیت پیش کرتے ہیں سورہ عمران میں حج بیت اللہ پر جانے کی استطاعت کے بارے میں آیا ہے حج بیت اللہ کیلئے طاقت جسمانی اور مالی دونوں ضروری ہیں سورہ آل عمران آیت ۹۷ ﴿ وَ لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطاعَ إِلَيْهِ سَبيلاً وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعالَمينَ ﴾ سورہ نساء آیت ۲۵ میں طاقت ازدواج ﴿وَ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَناتِ الْمُؤْمِناتِ فَمِنْ ما مَلَكَتْ أَيْمانُكُمْ﴾ سورہ توبہ ۴۲ ﴿لَوْ كانَ عَرَضاً قَريباً وَ سَفَراً قاصِداً لاتَّبَعُوكَ وَ لكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ﴾

۲۔فکری وقلبی بمعنی اطاعت: سورہ نساء ۱۲۹ ﴿وَ لَنْ تَسْتَطيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّساءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلا تَميلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوها كَالْمُعَلَّقَةِ وَ إِنْ تُصْلِحُوا وَ تَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كانَ غَفُوراً رَحيماً ﴾ سورہ کہف ۱۰۱ ﴿الَّذينَ كانَتْ أَعْيُنُهُمْ في غِطاءٍ عَنْ ذِكْري وَ كانُوا لا يَسْتَطيعُونَ سَمْعاً﴾ سورہ فرقان آیت ۱۹ ﴿فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِما تَقُولُونَ فَما تَسْتَطيعُونَ صَرْفاً وَ لا نَصْراً وَ مَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذاباً كَبيراً﴾ سورہ ذاریات آیت ۴۵ ﴿فَمَا اسْتَطاعُوا مِنْ قِيامٍ وَ ما كانُوا مُنْتَصِرينَ﴾

اسراء ومعراج :

یکے از مصطلحات اسراء ومعراج ہے۔ان کا عقیدہ ہے نبی کی طرح ولی کو بھی اللہ سیر کراتا ہے عالم الوہی میں وہ عالم ملکوتی میں اور وہاں سے عالم اسرار لاتے ہیں۔

اصول دین

شاکر بیک حنبلی نے اپنی کتاب اصول فقہ میں اصول کی تعریف میں ص ۳۴ پر لکھا ہے ھو فی اللغۃ وہ ما یبتنٰی علیہ سواء کان ابتاع حسیا کا نام ابناء جدران البیت علی الاساس والسقف علی الجدار او عقلیا کا بناء والعلل علی العلۃ والمدلول علی الدلیل پھر دیگر معانی میں توسع دی گئی ہے مثل راضح قاعدہ کلیہ ان کا کہنا ہے ان تین یا پانچ کا اصول دین نام رکھنے کا مقصد فروع دین سے امتیاز ہے۔ اصول دین یعنی اساس دین جس پر فروع دین بناتے ہیں وہ قرآن اور سیرت عملی محمد ﷺ ہے یہ دونوں ایمان باللہ پہچان نبوت و آخرت پر قائم ہیں ایمانیات دو قسم کے ہیں ایک صرف تصدیق بوجود اللہ ہے یہ حیات بخش نجات بخش ہے، دوسری قسم انسان کو ہر طرف سے اپنی طرف موڑنا ہے اور اسے افعل ولا تفعل پر چلنے کی دعوت دینا ہے۔

جب سے مسلمان فرقوں میں بٹ گئے ہیں احکام اللہ قرآن کریم اور سیرت عملی رسولؐ سے استنباط کرنے کی بجائے انہوں نے خود سے اصول بنائے اور ان کا نام اصول فقہ رکھا۔ ہر ایک نے اپنی فقہ بے سندی کو مستند بنانے کی خاطر اصول فقہ بنائے اور بعد میں انہیں احساس ہوا اصول فقہ ایمان باللہ ایمان بآخرت ہے تو اس کا نام اصول دین رکھا، وہ بھی نام ہی کی حد تک ہے جو دس بیس صفحہ سے زیادہ نہیں لکھا ہے۔ آپ اس کا اندازہ باب حادی عشر علامہ حلی بمعہ شرح مقداد سیوری میں کر سکتے ہیں۔ ایک دفعہ میں مکہ میں ایک بعثہ حج میں پہنچا اور مناسک حج سے متعلق کتابوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھا ہوا تھا سب کے اوپر دس بیس صفحہ عقائد سے متعلق کتاب کو رکھا تھا تا کہ بتا سکیں آغا عقائد بھی جانتے ہیں سب سے پہلے اصول دین پر علامہ حلی نے ایک باب مصباح متہجد اضافہ کر کے باب ہادی عشر نام رکھا جو تین صفحہ بھی نہیں ہوگا۔ مقداد سوری نے شرح کر کے شرح باب ہادی عشر نام رکھا جبکہ اصول فقہ میں آپ کو الا ماشاء اللہ موسوعات پے موسوعات ملیں گے الذریعہ الی تصانیف شیعہ دیکھیں اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس اصول دین کے لئے کوئی خاص اصطلاح نہیں تھی یہ تو ان علماء اکابر کا اسلام و مسلمین پر احسان ہے جس طرح وہ فقہ کے لئے مصادر بنا کے گئے لیکن یہ کیسے ممکن ہے جس اللہ نے اپنے دین کو کامل واتم ہونے کا اعلان کیا ہو نبی کریمؐ نے خارش کے دیۓ

تک بیان کرنے کا اعلان کیا ہو اور اساس اسلام کے لئے کوئی جامع و کامل لفظ نہیں بتایا ہو یہ بات قابل تصور نہیں ہو سکتی العیاذ باللہ چوڑا کو چوکیدار بنایا ہے۔ مصطلح اصول دین کا ابتکار ہوا تاکہ فرقوں کے خصوصی عقائد کو شامل کریں۔

۶۔ تصور اسلامی کی اصطلاح سید قطب نے ابتکار کی ہے۔

۷۔ عقائد فرق کے عنوانات۔

۱۔ اعتقاد شیخ صدوق۔

۲۔ نہج الحق دلائل علامہ حلی۔

۳۔ تجرید الاعتقاد طوسی دونوں اسماعیلی تھے کیونکہ وہ دور تصور اثنا عشری پھیلنے کا دور تھا، اثنا عشری حسین بن روح کے بعد پھیلنا شروع ہوئے لیکن علی محمد سمری بطور باب نہیں چل سکے تو شیعوں نے معاشرے میں امام کی نیابت کے رائیگاں ہونے کا اعلان کیا کہ جس کا جی چاہے وہ اس منصب پر بیٹھ سکتا ہے لیکن جب درآمدات کا ذریعہ کم ہونے کی وجہ سے خریدار کم ہوئے تو دوبارہ اس منصب کو اصول پر برگشت کیا گیا اور امام مستور کا اعلان کیا۔ وہ امام کہاں ہے کب آئیگا قرآن میں نہیں وہ صرف رسالۃ اصولیہ ہشام بن حکم میں ہے۔

جس طرح آج توحید، نبوت اور معاد فتویٰ فقیہ کے اندر چلتے ہیں کہ اصول دین میں تقلید جائز ہے یا نہیں، اس وقت توحید و معاد کو ہر کتب و اخبار کی روایات پر چلانا شروع کیا ہوا ہے۔

۴۔ اہل سنت نے عقائد کا اعلان کب کیا اور یہ کس نے شروع کیا واضح ہے کہ جب معتزلہ کا عقائد سے کھیل اپنی انتہا کو پہنچا تو متوکل عباسی نے سابقہ اجتہاد کے خلاف چلنے کا عزم کیا اور ابوالحسن اشعری سے عقائد کا سلسلہ شروع ہوا۔ عقائد اہل السنّت، عقائد سلف، روایات مرسلات پر استوار ہیں۔

اصول عقائد:

عقائد میں کون کون سی چیز اصول میں شمار ہوتی ہے اور کون کونسی چیز فروع میں شمار ہوتی ہے اصول اور فروع میں تمیز کرنے کی کیا کیا کسوٹی ہے کن بنیادوں پر اصول و فروع میں تمیز کی جاتی ہے کس چیز کو

اصول میں شامل کرتے ہیں اور دوسری چیز کو فروع میں شامل کرتے ہیں یہ مسئلہ ابھی تک واضح نہیں ہوا ہے اسے چھیڑا ہی نہیں گیا ہے لہٰذا اقوال فرق اس سلسلے میں مضطرب ہیں مختلف ہیں متشتت ہیں یہاں تک کہ ان کو اپنے مذہب کو ہاتھی کے دانت کی مانند دکھانا پڑتا ہے باہر پوچھیں تو بہت کم محدود جو سب مانتے ہیں کہ اصول ثلاثہ ہیں جو تمام مسلمان مانتے ہیں لیکن اپنے فرقوں کیلئے مخصوص لکھی گئی عقائد کی کتابوں پر تعداد بہت آگے بڑھائی ہے بہت زیادہ بیان کیا ہے یہاں تک کہ آخری عقائد کی کتاب آغا سبحانی کی ہے جس میں تعداد ۱۵۰ تک پہنچی ہے۔فرقوں کے جتنے بھی عقائد ہیں جو کسی ایسی دلیل پر قائم نہیں ہیں جو دنیا کو قبول ہوں انہیں بتا سکیں کہ دیکھو ہمارے عقائد ان اصولوں پر قائم ہیں، بعض عقائد فی زمانہ صرف اشاعت فتنہ وفساد پھیلانے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں جیسے شہادت ثالثہ، جس کے بارے میں حشیش برابر دلیل نہیں ہے تمام علماء کے اعتراف کرتے ہیں لیکن اس حد تک فتنہ وفساد پھیلانے کیلئے دیگران پر طنز سے بھری ہوئی عبارات پیش کرتے ہیں لیکن وحدت مسلمین والے منہ نہیں کھولتے ہیں۔اس سلسلہ میں ایک مقالہ علامہ جواد مغنیہ کے رسالہ الاسلام صادر از قاہرہ شمارہ ۱۷ سے ۲۰ تک سنہ ۱۳۸۲ھ صفحہ ۱۶۴ پر آپ لکھتے ہیں بعض پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں نے امت اسلامی کو فرق ومذاہب میں بانٹنے، تقسیم کرنے پر کام کیا ہے ان کے ریشہ وآثار مٹ گئے ہیں لیکن ان کے تقسیم کردہ اثرات شیطانی ابھی تک باقی ہیں اثبات زوال پذیر ہوئے لیکن ان کے آثار جاوید ہیں ایسا کیوں؟؟

علامہ مغنیہ لکھتے ہیں تقسیم ابتدائی دور میں عارضی تھی لیکن رفتہ رفتہ یہ ایک حقیقت بن گئی، اختلافات اصول بن گئے سیاستدان ہر دور میں مسلمانوں کے درمیان تعصب پھیلانے کیلئے اسی راستہ کو اپناتے ہیں انقسام، انشقاک، اختلاف وانتشار کیلئے موثر عوامل مذہب ہی ثابت ہوئے ہیں۔ مذہب فتنہ پرور ہے فتنہ انگیز ہے اس کو تو سب مانتے ہیں بڑے بڑے بزرگ محافل میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مذاہب نے اسلام اور مسلمانوں کو کہاں پہنچا دیا ہے لیکن اپنے بارے میں غفلت برتتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں اختلاف معمولی ہے۔تعجب وحیرت کی بات ہے کہ بعض اوقات ایک فرقے سے ایک ایسے قول کی

نسبت دیتے ہیں جو اس مذہب کے اطباع ان میں سے کوئی بھی نہیں کہتا شاید کہیں کسی اکا دکا انسان نے کہا ہو لیکن اکثر اس کو نہیں مانتے ہیں پورے اہل سنت کو ایک چیز کی نسبت دیتے ہیں لیکن کہتے ہیں یہ حنفیوں میں ہوتا ہے کبھی ایک قول پورے شیعہ کی طرف نسبت دیتے ہیں لیکن شیعوں نے نہیں کہا ہے بلکہ شیعہ غلات نے کہا ہے یا کسی ایک فقہی نے کہا ہے یا یہ بات کسی ایک ایسے فرد نے کہی ہے جو شیعہ مذہب سے جاہل ہے۔

جو بات علامہ نے فرمائی ہے یہ حقیقت کے خلاف ہے شیعہ علماء شیعوں کی طرف جو نسبت دیتے ہیں پورے شیعہ اس پر عمل پیرا ہیں جو نہیں کہتے ہیں کہنے والوں کی مذمت نہیں کرتے موقع پر غلات مردہ ملحدہ کو اپنی بغل میں چھپاتے ہیں۔

علامہ مغنیہ صاحب کا کہنا ہے مذہب امامیہ سے معروف بات ہے کہ وہ باب اجتہاد مفتوح رکھنے کے قائل و معتقد ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ قول مجتہدین یا جماعت مجتہدین دوسروں پر حجت نہیں ہیں باب اجتہاد کھلا ہے تو ہر ایک کے منہ میں جو آتا ہے بولتے ہیں لہذا کسی کو پکڑ نہیں سکتے ۔یہاں سوال ہو سکتا ہے اس اجتہاد کو کیوں کھلا رکھا گیا ہے لہٰذا ایک مجتہد کے قول کو دیکھ کر اس کے مذہب کی طرف نسبت دینا درست نہیں بلکہ ان کے علماء کے کلمات کو دیکھنا اور جانچنا ضروری ہے۔

شیعوں کے پاس چار کتابیں ہیں جنہیں لکھنے والے محمد کلینی، محمد صدوق، محمد طوسی ہیں کتابیں استبصار، من لا یحضرہ فقیہ، کافی اور تہذیب ہیں۔شیعوں کے نزدیک یہ کتب صحاح ستہ کی مانند ہیں جو سنیوں کے پاس محترم کتب ہیں اس کے باوجود شیخ جعفر کاشف الغطاء اپنی کتاب کشف الغطاء میں صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں تین محمدوں پر کیسے اعتماد کریں بعض نے جھوٹ بولا ہے بعض ایک روایت کو جھٹلاتے ہیں، بعض راوی کو جھٹلاتے ہیں اور بعض نے اپنی کتاب کے اول میں لکھا ہے، وہ کتاب میں ایسی روایات نقل کرتے ہیں جو خود ان کے اور اللہ کے درمیان میں حجت ہو یا اس کے پاس معلوم ہو ظن و گمان نہ ہو، ان کے قول ہمارے اندر علم پیدا نہیں کرتے ہیں، گمان ہے ان کتب پر اعتبار نہ کریں جب تک نقد و تمحیص سے نہ گزاریں اس کی دلالت کیا ہے سند کیا ہے۔جب شیخ کاشف الغطاء کے نزدیک کتب

اربعہ کی روایات علم آور نہیں اور قابل اعتماد نہیں ہیں تو انہیں آپ شیعہ کی طرف سے کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ کل شیعہ ان کو نہیں مانتے ہیں۔

اگر کوئی کاتب کسی مذہب کی کسی اصل کو نسبت دے یا کوئی فرع کو نسبت دے اور اسے واضح ہو کہ اس مذہب کے باقی علماء کیا کہتے ہیں، ان کے اصول میں ان کی اصطلاحات اور ان کا طریقہ کیا ہے استنباط احکام وغیرہ میں کون اس مذہب کے عقیدے کے ترجمان ہیں تو اس بنیاد پر ایسی نقل درست ہوگی جس پر پوری ملت کا اتفاق ہو، اس کے علم وفضیلت واخلاص پر پوری ملت قائل ہو۔ ہم یہاں ایک اصول مذہب شیعہ پیش کرتے ہیں جس کے بارے میں قیل وقال زیادہ ہوا اور اس کو غلط اندازے سے ان کی طرف نسبت دی گئی یا کسی جاہل سے یا کسی متعصب سے نقل کی گئی ہو۔ علامہ کاشف الغطاء نے اپنی کتاب کشف الغطاء میں باب اجتہاد صفحہ ۳۹۸ پر لکھتے ہیں یتحق الاسلام

''اشہد اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

جس کسی نے یہ کلمہ پڑھا وہ مسلمان ہے اس سے نہیں پوچھا جائے گا صفات ثبوتیہ کتنی ہیں سلبیہ کتنی ہیں توحید پر کیا دلائل ہیں اس سے نہیں پوچھا جائے گا رسالت کے کیا شواہد ہیں لیکن یکے از اختلافی مسائل میں عقیدہ عصمت ہے معنی عصمت کے بارے میں شیعہ مضطرب ومتضارب و پراگندہ ومنتشر ہیں بعض نے کہا ہے معصوم وہ ہے جو فعل طاعۃ انجام دیتا ہے لیکن معصیت پر قدرت نہیں رکھتا ہے وہ فعل نیک کرنے پر مجبور ہے ترک قبیح پر بھی مجبور ہے یہ ایک قول ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ عصمت اندر کا ایک غریضہ طبیعت ہے جس کے ہوتے ہوئے وہ معصیت نہیں کر سکتے جس طرح غریض شجاعت رکھنے والے میدان جنگ سے فرار نہیں کر سکتے، اسی طرح جو شخص غریض جود وکرم رکھتا ہے وہ بخیل نہیں ہو سکتا ہے۔

نصیرالدین طوسی کتاب تقریب صفحہ ۲۲۸ پر لکھتے ہیں معصوم فعل معصیت پر قدرت رکھتا ہے اگر فعل معصیت پر قدرت نہیں رکھتے ہیں تو مستحق مدح نہیں قرار پائے گا۔

شیخ مفید نے کہا ہے عصمت کے معنی فعل قبیح کی قدرت نہ ہونا ہے، عصمت فعل حزم کی طرف مجبور نہیں

کرتی۔ ان علماء کے مطابق عصمت کے معنی امامیہ کے نزدیک معصوم واجبات کو بجا لاتے ہیں لیکن چھوڑ بھی سکتے ہیں، حرام کو چھوڑتے ہیں لیکن فعل حرام کر بھی سکتے ہیں لیکن وہ فعل حرام کرتے نہیں۔

شیخ مفید نے کہا ہے مظاہرہ غلو کرنے والے اسلام کا مظاہرہ نہیں کرتے انہوں نے آئمہ کو الوہیت کی طرف نسبت دی ہے، نبوت کی طرف نسبت دی ہے دین و دنیا میں ان کی ایسی فضلیت کے قائل ہوئے ہیں جو حدود سے باہر ہے یہ لوگ گمراہ ہیں۔

اصول:

اصول دین یعنی دین کی جڑیں ظاہری ولفظی طور پر یہ لفظ بہت اچھا لگتا ہے کلمہ دین اپنی جگہ درست ہے جڑ کو اصل کہتے ہیں جس کی جمع اصول ہے۔

صادق ساعدی لکھتے ہیں معاد امامت عدلو وھی عتابه الاساس اکذی بشر انبیاء علم الانالدین کلمہ متوقف علی ملدہ الاصول الخمسہ توحید ونبوت ومعاد پر ایمان کی طرف دعوت کے ساتھ عدل وامامت پر ایمان لانے کا حکم کس آیت سے ثابت ہے اس سلسلے میں مائدہ ۷۳، شعراء ۲۱۲ نساء ۵۹ سے استدلال غیر مربوط کیا ہے۔

علم الکلام یہ مرکب اضافی اصول دین کی جگہ انتخاب کرنا گونگے کو ناطق بلیغ کی جگہ رکھنے کی مانند ہے کیونکہ علم کلام سے جو معنی مترشح ہوتے ہیں یہ علم بلاغت سے متعلق ہے، جہاں انسان کو اچھی بلیغ گفتگو سکھاتے ہیں لیکن اس سے عقائد کی بو بھی نہیں آتی ہے نیز آپ نے اس کے مبتکرین اشاعرہ کی طرف اشارہ کیا ہے یہ دونوں دوسری صدی کے بعد وجود میں آئے ہیں تیسری بات اس کا اصل پس منظر یوحنا مسیح کو جاتا ہے۔

ازل کتاب قوائد عقائد ص ۱۰۷ پر لکھتے ہیں اللہ تعالی قدیم ازلی ہے لم یزل ہے پس موجود اوّل کل شئے بلا اول و قبل کل شئی باقی ابدی مع کونه ازلی فهو ازلی لیس لوجوده اخر فهو الاول و الاخر والظاهر و الباطن ما ثبت قدمه

استحال عدمه

۲۔وہ جوہر نہیں کیونکہ جوہر جگہ گھیر لیتا ہے اللہ پاک ومنزہ ہے۔

۳۔وہ منزہ جسم وجسمانیت ہے کیونکہ عرض جسم پر طاری ہوتا ہے۔

اصول بنیاد، ستون وعمود کو کہتے ہیں۔ ماقبل تاریخ سے عصر حاضر تک کی عمارات کی منازل ستونوں کی طاقت وقدرت اور تحمل کے مطابق بناتے ہیں۔اسی طرح اجتماعیات میں ضعیف وکمزور قومیں رؤسا کی قیادت میں بڑی طاقت وقدرت والوں کی پناہ میں جاتی ہیں، چھوٹے خاندان بڑے خاندانوں میں ضم ہوتے ہیں۔قبائل وعشائر کا قومی ووطنی استعمار تحفظ بنتا ہے۔

امت اسلام اسلام کی طاقت وقدرت کو چھوڑ کر دوسری طاقتوں میں جائے گی تو ہر فرقہ اپنے تحفظ سے قاصر وعاجز نظر آئے گا۔ مسلمانوں سے شکست کھانے والے صلیبیوں نے مالور بادشاہ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کی طرف مسلمان سفیر بھیجا سازش کو مخفی رکھنے کیلئے اس کو تجدید و اجتہاد کا نام دیا سیاسی کو فلسفی کا لقب دیا یہاں سے حیدر کرار غیر فرار کے شیعہ سوشلزم کی پناہ میں چلے گئے۔ نظام مصطفیٰ والے دین وشریعت کو فرسودہ کہنے والے گیلانی وزرداری کے سوشلزم میں گئے، ولایت فقیہ کی طرف سے اعظام مبلغین مترفین بی بی کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھتے ہیں۔کسی مسلمان چور کیلئے امام جماعت سکردو نے ان کی سلامتی کیلئے دعاء کی سفارش کی کیونکہ جو عقیدہ صحاح ستہ وکتب اربعہ میں مخدوش ومشکوک تھا وہ۔۔۔۔۔۔اتنی طاقت کا متحمل نہیں تھا۔

تف ہو ان جھوٹے مدعیان دوستدران علی پر جنہوں نے۔۔۔دعا گویان کے بہانوں سے سنی مسلمانوں سے ڈر کر کفر والحاد سے پناہ لی ہے۔

اصول عقائد :

اصول عقائد کے دو مفہوم بنتے ہیں

۱۔ایک یہ کہ جو عقائد ہم رکھتے ہیں اس کے کیا اصول ہیں ۲۔ جو عقائد ہم بناتے ہیں اس کے کیا اصول ہیں کسی چیز کو اصول قرار دینے کیلئے ایک اور اصول ہونا چاہیے ورنہ یہ بے اصول ہوگا۔اصول صحیح وہ

ہے جو کسی مستند مسلم اصول پر قائم ہو، اسی لیے نئے آئین بنانے والے پہلے نمائندگان کی ایک کمیٹی بناتے ہیں وہ آئندہ بننے والے آئین کیلئے اصول بناتے ہیں۔ آئندہ آنے والے آئین ساز افراد اس ایسی آئین میں ترمیم توسیع اوروقتی تقاضے جو بنائیں گے پہلے آئین کے تحت آئین بنائیں گے وہ پہلے اصول کی روشنی میں نیا اصول بناتے ہیں لہٰذا اس میں اغراض شخصی، اغراض گروہی، اغراض فرقی سب شامل ہونگے اصول کی برگشت آخر میں چند افراد پر ہوگی اس اصول کی قدر و قیمت جاننا چاہیں تو ہم دیکھیں گے کہ اس کے بنانے والے کون ہیں، اگر اس میں سرمایہ دار زیادہ ہیں تو سرمایہ داروں کے مفادات کا تحفظ ہوگا کیمونسٹ زیادہ ہیں تو سوشلزم کا دفاع کریں گے وہ کہیں گے یہ جو ہمارے اصول ہیں ہمارے بزرگوں نے بنائے ہیں۔ اگر کوئی پاکستانی یہ فخر کرے کہ ہمارا آئین اس وقت کی بزرگ شخصیات نے بنایا ہے، تو آپ ان شخصیات کے بارے میں پڑھیں گے پوچھیں گے تو آپ کو اس آئین کی حقیقت بتائیں گے کہ اس میں کتنی بے دینی دفعات شامل ہیں کتنی غرب نوازی اور کتنی مارکسیسی شامل ہیں اسلامی اصول وآئین کے ماخذ افراد شخصیات نہیں ہوتے ہیں ان کو اسلامی آئین نہیں کہ سکتے یہ فرق و مذاہب کی خودساختہ آئین ہوگی ہمارے اصول نازل من اللہ ہیں اس حقیقت کے تناظر میں اگر ہم لکھی گئی کتابوں کو لیں گے جو فی زمانہ ایک سو سال کے دوران لکھی گئی کتب ہیں مسلمانوں کے عقائد پر جو فرق و مذاہب کے علماء کی لکھی کتب ہے شیعہ اسماعیلی وہ فرقوں کے عقائد ہیں شیخ محمد حسین کاشف الغطاء کے لکھے ہوئے عقائد اصل اصول شیعہ جن کی تعریف سنیوں نے کی ہے، جامعۃ الازھر والوں نے کی ہے عقائد امامیہ جن کی تعریف مصر کے دانشوروں نے کی ہے یہ عقائد آغائے سبحانی نے ایک دوسو قریب عقائد لکھے ہیں۔ ن عقائد کو دیکھیں گے تو پتہ چلے یہ عقائد یہ اصول نہیں ہیں یہ تنظیم ہے، یہ شیعہ فرقہ کی سرگرمیاں ہیں لہٰذا فرقہ کی سرگرمیوں کو اصول عقائد کہا ہے۔

شیعوں کے عقائد تو شیخ نصیر الدین طوسی سے ملتے ہیں نصیر الدین طوسی کے عقائد کی اساس میں امامت وعدل ہے، انہوں نے عقائد کہاں سے لیے ہیں تو ان کے عقائد کی برگشت فرقہ معتزلہ کو جاتی

ہے معتزلہ کے عقائد میں عدل تھے امامت معتزلہ شیعی کے عقائد میں سے ہے یہ دوسری صدی کے عقائد ہیں۔اہل سنت کے عقائد کی برگشت تیسری صدی کو جاتی جس میں ابوالحسن اشعری، ماتریدی اور عبدالوہاب کو جاتی ہے۔ یہ اصول عقائد بے اصولی پر قائم ہیں لہذا فرقے والے اس اصول کو مدارس میں رکھنے سے ڈرتے ہیں تاکہ طلبہ سوال کر کے تنگ نہ کریں۔صرف لوگوں کو دکھانے کیلئے لکھے ہیں کہ ہمارے یہ عقائد ہیں جو کتابوں میں ہیں لیکن نصاب میں نہیں رکھیں گے اگر رکھیں گے تو نمبر بھی نہیں دیں گے۔فرقوں کے اصول کو اصولِ بلا اصول کہہ سکتے ہیں اور یہ کہنا بالکل درست ہوگا۔

انجیل۔انجیل یکے مصادر عقائد کتاب انجیل ہے جو حضرت عیسیٰ ابن مریم پر نازل ہوئی ہے چنانچہ اس کا ذکر مائدہ ٤٦ میں آیا ہے۔کلمہ انجیل یونانی ہے جس کے معنی بشارت کے ہیں لیکن انجیل جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی وہ ابھی ان کے پاس نہیں ہے۔ان کے پاس چار سو اناجیل ہیں ان میں جو ان کے حوارین متی، یوحنا، مدقس اور لوقا کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں یہ اناجیل تاریخ حضرت عیسیٰ پر مشتمل ہیں، آپ کی ولادت سے لے کر سولی پر چڑھائے جانے اور قصہ فدا و صلیب کا ذکر ہے۔

ایمانیات کو اصول دین کہنا اپنی جگہ مانعان مصطلحات دینی والوں کی پہلی خیانت ہے اب جب اصول فقہ یا فقہ کی پہلی تعارف میں کلمہ پر بحث جامعہ افراد مانع اغیار کرتے ہیں یہاں متصل کلمہ پر اشکال و اعتراض کرتے ہیں تو کیوں اصول دین کے اشکال پر اعتراض نہیں کرتے یہ کلمہ کہاں سے اخذ کیا ہے تمام کلمات مستعملہ دینی اپنی جگہ تاریخ استعمال رکھتے ہیں کیونکہ خود کلمہ دین جس مفہوم میں اس وقت استعمال ہے عرب اس میں استعمال نہیں کرتے دین عربوں میں مظاہر اجتماعی رکھتا ہے ایک عقائد پر احکام شرعی قائم ہے دوسرا خود احکام جن اصولوں پر قائم ہے جیسے استصحاب اشد قائدہ اھل باجہ لہذا مصطلح مخدوش ہے۔کلمہ اصول دین کی جگہ علم کلام یہ دوسری خیانت ہے کیونکہ کلام مادہ کلم سے بنی محسوس کے لیے مسعمل ہے جرح کے لیے استعمال پھر کلام بذات خود چندین مصداق رکھتا ہے۔

یوحنا دمشقی مسیحوں کو تبلیغ کرنا سکھاتے تھے ان میں ایک کا نام سوسن تھا یہ پہلا مسلمان ہو گیا پھر دوبارہ مسیحی بن گیا معبد نے اس سوسن سے اسلام کے خلاف باتیں سنی ہیں۔

لکلام اسلامی موسوعہ عربیہ عالمیہ ج ١٩ ص ٣٢٩ کلام ظاہری اور بدوی میں عملیہ تکلام کو کہتے ہیں یا نتیجہ کلام کو کہتے ہیں جس میں مباحچہ مناظرہ مناقشہ قراہ احکامات نص محتوی کو کہتے ہیں علم الکلام بہتے انسان رسا گفتگو سیکھنے کرنا سیکھنے کو علم کلام کہتے ہیں یہ علم رفتہ رفتہ ترقی کر کے اگلا مرحلہ فریق مقابل کو قانع مطمئن کرنے کو کہا گیا جس سے عرف عدالت وکالت از موکل کرتے ہیں اھل ادیان وعظ نصیحت ہدایت میں مہارت رکھنے والے طریقہ سیکھنے کو کہتے ہیں استاد حضرت محمد اس کے نیازمند تھے لیکن مسئولین مدارس وحوزات کو اس نفرت وکراہت رہا ہے لیکن یہ مصطلح تاریخ اسلام میں دوسری معنی میں کب اور کیسے داخل ہوا اس سلسلے میں علامہ سیعد محمد تقی مدرس اپنی کتاب الفرقان اسلامی ص ٢٧ پر لکھتے ہیں معاویہ ابن ابی سفیان کے مشیروں میں دو مسیحی تھے ایک سرجون تھے دوسرا سرجیوس۔ سرجیوس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یوحنا دمشقی مشیر بنا یہ ١١٣ تک مشیر رہا ہے یوحنا نے ایک کتاب بنام مناقشہ بین مسیحی اور عربی نام رکھا کہتے ہیں کتاب تو یونانی زبان میں تھی لیکن وہ مسیحوں کو مسلمان عربوں سے مناظرہ کرنا سیکھاتے تھے۔

نصاری جو اسیر ہو کر رقیق وکنیز بن کر عاصمۃ اسلامیہ میں خاص کر ملوک وامراء کے درباروں میں اعلی مقام حاصل کرتے بعض حکومت ابن مشار کے طبیب کے طور پر لائے ہیں وہ مسیحوں کی سرپرستی کرتے تھے وہ دین سے تنہا دفاع کرتے تھے بلکہ تبلیغ کرتے تھے یوحنا دمشقی نے شام سے مسئلہ اٹھایا تھا محمد افضل اللہ یا عیسی افضل ہے مسیحی نے کیا قرآن میں حضرت مسیح کے لیے کلمہ اللہ آیا ہے یہاں بحث پھیلتے پھیلتے گئی احمد امین نے اپنی کتاب ضحی الاسلام کے تیسری جلدی میں لکھا ہے بغداد ایک جماعت یہودی مسیحی محسوسبر ھمی آپس میں مربوط طریقہ سے دین اسلام میں تشکیک پھیلاتے تھے۔

الہام :

یکے از مصطلاحات عقائد کلمہ الہام ہے فرہنگ معارف اسلامی ص ٢٨٢ لکھتے ہیں الہام اصطلاح عرفانی ہے لغت میں الہام مطلق کو کہتے ہیں شریعت عرفاء معنی خاص کو کہتے ہیں علقائے معنی خاص در

قلب بطریق فیض بطون اکتساب فکر بدون طلب استفاضہ یہ ایک غیب سے وارد کو کہتے ہیں الہام مقام مقدیان ہے بطرز فراست ہے کبھی وحی کے ذریعے مقرون مسمہ ہے کبھی بواسطہ رویا ہے نیند کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ باب طاہر نے کہا الہام عبارت از خلقت خیر ہے یا شر در باطن۔ الہام کبھی حق اللہ سبحانہ سے بواسطہ ملک دو معجزاتی میں کوئی بھی موجود کو حاصل ہوتا ہے دو معجزاتی میں کوئی بھی موجود واسطہ ہوتا ہے

موسوعہ فرق و مذاہب والادیان تالیف شیخ ممدوح حربی صفحہ ١٠٧

یکے از مصادر شریعت الہام ہے کہ جو اللہ سے مباشرتاً بطور بطور مستقیم لیتا ہے یہ مافوق نبوت ہوتا ہے۔ ان کا کہنا ہے ولی کا مقام نبی سے بلند ہے کیونکہ ولی بغیر واسطہ اللہ سے لیتا ہے جبکہ رسول بھی کسی ملک کے واسطہ سے لیتا ہے

الہام :

یکے از مصطلحات کلمہ الہام ہے فرہنگ معارف اسلامی میں ص ٢٨٢ پر لکھتے ہیں الہام اصطلاح عرفانی ہے۔ فہم لغت میں الہام مطلق کو کہتے ہیں

موسوعہ فرق و مذاہب والادیان تالیف شیخ ممدو عربی صفحہ ١٠٧

یکے از مصادر شریعت الہام ہے کہ جو اللہ سے مباشرتاً بطور مستقیم لیتا ہے یہ مافوق نبوت ہوتا ہے ان کا کہنا ہے ولی کا مقام نبی سے بلند ہے کیونکہ ولی بغیر واسطہ اللہ سے لیتا ہے جبکہ رسولؐ بھی کسی ملک کے واسطہ سے لیتا ہے۔

امام۔

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ امام ہیا مامت کے متدعیان کے انتساب خاندانی ابھی تک حالت خطرات میں ہے وہ خاندانی پر اپنا انتساب تصحیح کرنے سے عاجز و قاصر رہنے کی وجہ تشدد پر اترے ہوئے ہیں معزالدین فاطمیہ نے کہا تھا ماننے والوں کے لیے یہ تھیلی ہے جس میں اشرفیاں بھی نہ

ماننے والوں کی نیام دیکھا اپنا انتساب رسول اللہ سے نہیں کر سکے کیونکہ وراثت زعامت عام معاشرے میں صنف اثاث کی طرف نہیں جاتی دین میں انتخاب کسی فرد کو حاصل نہیں وہ اللہ ہی کرتا ہے امامت تین متضارب جماعت کا نام بن گیا زیدیہ، اسماعیلیہ، صفویہ یہ کلمہ حسب اللغہ کلمات ضروف مکانی وزمانی مبہمات میں سے ہے یعنی اس کا استثناء بیان نہیں ہوا ہے جس کے معنی آگے لیکن آگے کتنی مساحت کے بعد ہوگا مبہم ہے محتاج بیان ہے یہ کلمہ خیر وشر دونوں میں استعمال ہوتا رہا ہے لیکن فرقہ باطنیہ سنت دلیس ودغل پن سے رہا ہے کہ وہ مبہم ذومعانی کلمات استعمال کرتے ہیں سے لوگوں کو گمراہ کرتے آئے ہیں یہ کلمہ تاریخ مسلمین میں کسی بھی صاحب اقتدار وریاست عامہ کے لیے از محمد افضل انبیاء تا انقضادی راشدین وعضوض مسلمین بنی امیہ عباسی ملوک عثمانی تک استعمال نہیں ہے یہ کلمہ بین سے ہی باطنیہ نے اچھال کر اس کو نہ ماننے والوں کو مرتد قرار دیا ہے اس کلمہ کا رواج کس سنہ سے ہوا معلوم نہیں ہے اس کلمہ میں قدسیت ہوئی فقہا اربعہ جو حجرت علی امیر المومنین کی مقام و منزلت کے مقابلہ کشی درجات خطہ نزول میں استعمال ہوا ہے اب تو کوئی اس کا اصول نہیں ہے یہ کلمہ مثل کلمہ سید ہے کلمہ سید مصری کلمات میں شوہر کو کہتے تھے کسی منطقہ ہی مستقل ہوگا اس کے مطابق اللہ نے حضرت ابراہیم کے لیے استعمال کیا لیکن وہ مافوق نبوت والی منصب نہیں تھے پھر اس کو ضعیف روایات سے اچھالا ہے اس کلمہ میں کسی قسم کی خوشبو نہیں آئی ہے

جسے وہ اسس الاساس توحید ونبوت کو امام کا فرع گردانتے ہیں جو ٹکنیک انہوں نے کھیلی ہے وہ حیرت انگیز ہے بطور مثال بحث نبوت میں پہلے کلمہ نبوت کے لغت نکالتے ہیں بعض نے نباء بعض نے کہا ہے معاد کے بارے میں لکھتے ہیں عود سے بنایا ہے لیکن بحث امامت میں کہیں نہیں کہا ہے امام کس مادہ سے بنا ہے کونسا صیغہ ہے کیونکہ اس کا مادہ صیغہ بتانے سے ان کا بنایا گیا ڈھانچہ گر جائے گا کیونکہ یہ عزائم منویات سو کے لیے انتخاب کیا ہے دوسری صدی آخر میں دربار برامکہ ہشام بن حکم نے انتخاب کیا ہے گزشتہ زمان کے ساتھ ایسی صفات شرائط متضاد اضافہ کرنا ہے۔ بیت نبوت سے منسوب تین امام انہوں نے بنائی ہے

ا۔علی کی نسل سے بنایا ہے ان کے منشور صرف خاندان نبوت ہی ریاست عامہ کے وارث ہوں گے۔

۲۔امام حسن کے گھرانے سے نام لیا جاتا ہے وہ کچھ دیر تک ہوگا کرتے رہے کب تک ہوگا معلوم نہیں اور امام حسین وہ کسی قیمت عوامی قیادت کے لیے نکلنے کے لیے آمادہ نہیں ہوئے۔

۳۔سلمیہ میں قیام محمد بن اسماعیل سے منسوب والوں کی امامت ہے۔

جس کو جن وبشر حتی ملک نے نہیں دیکھا ہو اس کو کیسے امام کہیں گے سوال آئے گا یہ اسماء ظروف میں سے ہے خلاف خلف جس کی کوئی حد نہیں ہوتی جب تک تعین نہ کریں امام جماعت امام جمعہ امام امور اجتماعی امام کی جمع آئمہ آتے ہیں چونکہ تعداد زیادہ ہے لہذا آئمہ کہتے ہیں کلمہ امام وکلمہ خلف دونوں ظرف مکاں زمان دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں لہذا خیر وشر دونوں میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی آگے صالح ہوتا ہے کبھی فاسد ہوتا ہے جیسا کہ بعض فرعون کو بعض نے یزید کے بعد اولاد صالح کبھی اولاد فاسد ہوتے ہیں لیکن کسرائیوں اور قیصرانیوں کے وارثین نے اسلام کی اساس اور بنیاد کو گرانے کی تمھید باندھتے ہوئے اہلبیت النبی کی امامت کی مہم چلائی ہے۔

ا۔امامت :

مایلیہ فان العرب تسمی ذالک الشیءاُمّا فمن ذالک الرّ أس وَہُو :الدّ ماغ مصطلح قرآنی کلمہ ایمان کی جگہ عقائد اصول علم کلام رکھنے والوں کی عزائم حسن نیت یا جھل از لغت یا تغافل پر مبنی نہیں تھے بلکہ عمدا سوء نیت اور اعمال خیانت کے لئے باب بنایا ہے کیونکہ کلمہ ایمانیات اور عقائد اصول دین توحید ،ایمان وسنۃ علم الکلام میں فرق بون وشاسع ہے اس کی ثبوت ان کی لکھی گئی کتب سے بطور مثال علم کلام کا ایمانیات کا دور سے بھی ربط نہیں بنتا۔اس کی لفظ میں اس میں گنجائش جس میں انھوں نے بلکہ اساس توحید پر برتری دینے والی عقائد وضع کیا ہے اس میں کلمہ کی بو بھی نہیں آتی ہے عدل وامام اس کی وجہ کسی نے نہیں بتائی ہے بیان کریں گے قرآن جو کہ مصدر اصلی دین ہے

ختم مرتبت کے بعد اللہ کی طرف سے بتسلسل حجت بنام امامت حشیش برابر کے سند نہیں رکھتے۔کلمہ امامت منصوب من اللہ کا تصور نہ قرآن میں ملتا ہے نہ سنت وسیرت عملی رسول اللہ میں ملتا

ہے نہ واقعیت خارجی سے مطابقت رکھتا ہے۔اس بارے میں تمام طرف ہرسو سے بوئے گند خیانت آتا ہے،خود لکھنے والے یا تند و تیز مربوط خطاب کرنے والے سے کہیں آپ جتنا بولنا چاہیں بولیں پھر سوال کرنے والوں کو اجازت دین کروہ سوال کرین یہ مسودہ ایک اعلامیہ تصور کریں امام منصوب من اللہ ہوتا ہے تو وہ کس ایت سے ثابت ہے روایت ملائیں کیونکہ روایت تیسری صدی کو تدوین ہوئی ہے منصوب من الرسول ہے تو اعلان کرین من اللہ نہیں ہوتے وہ غلط بات تھی رسول اللہ روایات صریح پیش کرین جن اماموں کا اعالن ہوا وہ گھروں سے باہر نہیں نکلے ہیں اپ کہتے ہیں وہ تقیہ کرتے تھے مناصب الٰہی والے تقیہ نہیں کر سکتے ہین گھر میں بیٹھ کر دعوی کرنا کوئی مشکل کام نہیں امامت نسل علی سے بنتے ہین یا نسل فاطمہ سے بنتے ہین یہ وراثت از رسول اللہ یا وراثت از علی۔

امام سب سے اعلم ہونا چاہیے

امام اعلم الناس ہونا چاہیے یہ شرط کس کی طرف سے عائد کی گئی ہے جسے دیکھنا ہوگا دوسرے مرحلے پر کیا دنیا ایسا کوئی انسان مل سکتا ہے جو اعلم الناس ہو عقل کی طرف سے تو نہیں ہے اللہ کی طرف سے بھی نہیں ہے یہاں یہ سوال بھی ہو سکتا ہے کہ امام جانشین نبوت ہے یا مافوق نبوت ہے اگر مافوق نبوت ہے تو بحث ختم ہو جائے اگر جانشین نبوت ہے تو نبی کریم اعلی الناس نہیں تھے کیونکہ قرآن کریم کی اتنی آیات میں آیا ہے ﴿ما كُنتَ تَدْرِى مَا الْكِتا﴾ پھر تو اصل سے زائد فروع شرط عائد ہے

۲۔دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو تمام علوم پر احاطہ رکھتا ہو شاید یہ شرط ان کی طرف سے عائد ہو جن کا کہنا ہے کہ ہم دین کو علم سے دور رکھیں گے کیونکہ علم غیر محدود ہے عمر انسان، وقت انسان محدود ہیں کسی بھی انسان کے پاس تمام علوم کا امکان ممکن نہیں

امام کے مصادر و ماخذ علم کیلئے جن مصادر مشکوک اور مخدوش یا باطل سے استناد کیا ہے امثال

۱۔نزول ملائکہ ۲۔الہام ۳۔کشف ۴۔تحدیث ۵۔علم لدنی، اللہ سے لینے کا ذکر آیا ہے نیز جن علوم کو آئمہ کیلئے ضروری گردانا ہے

۱۔علم فیزیا ۲۔علم کیمیا ۳۔علم ہندسہ ۴۔علم افلاک ۵۔علم حشرات ۶۔علم جغرافیا

۷۔علم حساب شناسی ریاضیات

یہاں سے معلوم ہوتا ہے آپ اسلام مخالف محاذ کے صف مقدم سے اسلام کو نشانہ بنا رہے جو اسلام کے بنیاد کو منہدم تہہ وبالا کر دینے کے ارادہ رکھتے ہیں کیونکہ انبیاء کا دعوت کلمہ اول ایمان تھے اسلام کی دعوت علم پر کھڑی ہے اسلام داعی علم نہیں داعی جہالت والے کرتے ہیں۔

۶۔امامت کو امتداد نبوت قرار دیا۔

۷۔نص اللہ، نص رسول، نص امام سابق کا فقدان۔

۸۔آئمہ کا میدان اجتماعی اقتصادی سیاسی سے کنارہ کشی۔

۹۔تسلسل امامت تا قیامت صرف بارہ تعداد پر انحصار۔

۱۰۔دوسری طرف بارہویں کو ثابت کرنے سے عاجز وقاصر رہنا۔

۱۱۔سنت اقوام عالم سے استناد۔

۱۲۔یہ سب کشف منویات سوء بہ اسلام کی نشانی ہے۔

زیارت موسوم عاشورہ جس کو شعار فتنہ پرداز اں بھی کہتے ہین اس زیارت کی عبارت جنگ مصطلق کے موقع پر انصار ومہاجرین میں تفرقہ جیسا لگتا ہے حضرت علی کو جامع تمام علوم گردانتے کی شعار دین پر علم کو غلبہ دینا ہے۔

امامت :

یکے از مصطلحات اعتقادات مذاہب مسلمین میں سے ہے بعبارت دیگر یکے از معتقدات مدخولہ ایمانیات قرآن میں سے ہیں، یکے از مخترعات، افترقات، اختلاقات باطنیہ میں سے ہے۔ تاریخ ادخال امامت درردیف ایمانیات کا مبتکر ہشام بن حکم تھے۔تاریخ جائے اجراء دوسری صدی کے آخر بغداد قصر برامکہ میں ہوا ہے۔صاحبان فرق نویسان کا کہنا ہے ہشام بن حکم یکے از بنیان گزار مذاہب میں سے تھیان سے منسوب مذہب کو ہشامیہ کہتے ہیں۔قائل بجسم اللہ تھے، اس نے اللہ کو مجسم تصور کیا ہے اس مذہب کو فروغ دینے کیلئے فلسفہ تفرقہ سازی کو اپناتے ہوئے اس کے مقابل میں کلمہ

خلافت کی تقدیس کی ہے جبکہ کلمہ خلافت ابوبکر کیلئے استعمال ہوتے تھے، ان کے بعد یہ استعمال میں نہیں رہے، سربراہ مسلمین کو عمر ابن خطاب سے لیکر تا۔۔۔۔۔ بنی عباس امیر المومنین کہتے تھے اس کو ایک نظام کے طور پر متعارف کرنا اس نظام کا حسن بتانے کیلئے نہیں کی ہے بلکہ بدنیتی پر کئے تاکہ عند التحلیل دشمن بتائے کس خلیفہ کی بات کرتے ہو یزید بن معاویہ یا منصور دوانیقی کی۔ کلمہ امام مناصب میں کسی بھی وقت میں نہیں رہا ہے حتیٰ خود علی کیلئے استعمال نہیں ہوتے تھے، آپ کیلئے امیر المومنین استعمال کرتے تھے جس کو آپ سے پہلے عمر ابن خطاب کیلئے انتخاب کئے تھے۔

امام مادہ امام سے ''**المتم به**'' چاہے انسان ہو یا کتاب، حق لائق اقتدار ہو یا نالائق، منتخب عوام ہو یا جبر وتشدد سے قابض ہوا ہو، اس کا جمع ائمہ آتا ہے اسراء ۱۷ فرقان ۷۴ ''**و جعلنهم ائمه النار**''، قصص ۴۱ یس ۱۲ لوح محفوظ حجر ۷۹ یس ۲۱ بقرہ ۱۲۴ ھود ۱۷ فرقان ۷۴ احقاف ۱۲ قیامت ۵ اسراء ۷۱ کلمہ امام کلمات ظرفہ غیر محدود زمانی اور مکانی کے لیے استعمال ہوتے ہیں لغت اور مستظلات قرآن میں کسی قسم کی قدسیت پایا جاتا ہے نہ نحوست، اگر اس خاتم النبین کے لیے استعمال ہوتا حتی حضرت محمد کیلئے قرآن میں یہ کلمہ نہیں آیا ہے نہ امت نے آپ کیلئے استعمال کیا ہے نہ آپ کے بعد راشدین حتیٰ خود علی کیلئے بھی استعمال نہیں ہوتے تھے۔ اگر یہ کلمہ اعلی مقام منصب کے لیے ہوتا تو معاویہ، بنی امیہ و بنی عباس کے سب سے بڑے امپراطور ہارون رشید کے لئے استعمال کرتے۔ خود علی کیلئے امیر المومنین کہتے تھے، قرائن وشواہد استعمالات سے پتہ چلتا ہے یہ کلمہ دیوان برامکہ میں جہاں افتراق امت کے منصوبے بطور مناظرہ کرتے تھے وہاں مناظرہ بین اراکین معتزلہ چلاتے تھے۔ جب ہشام بن حکم نے خلیفہ کی جگہ یہ کلمہ اختراع کیا، اس نے افتراق سازی کیلئے کلمہ امامت اور خلافت کا جنجال چلایا، پانچویں صدی کے عالم برادر سید مرتضیٰ علما الھدی، سید رضی نے نہج البلاغہ میں چندین مرتبہ عمر بن خطاب کی تعظیم وتوقیر میں کلمات امیر المومنین نقل کئے ہیں، جس علی حضرات حسنین کی زبان سے ادنیٰ سا کم توقیر کلمہ عمر کے حق میں نہیں بولا ہو اس عمر کو ضارب زوجہ علی ابن ابی طالب متعارف کیا اپنے مقاصد شوم کیلئے نامی گرامی خاص استعارہ کیا، اس منصب فتنہ پرور علیہ اسلام و مسلمین کیلئے کوئی تمسک

سند جب نہیں ملا تو تحریف کر کے نص قرآنی کا جنجال چلایا، جب یہ نا کام ہوا تو نص رسول چلایا، جب اس سے ہاتھ دھویا نص امام سابق چلایا۔ اس سے ہاتھ دھوئے تو علی کو جامع علوم خرافات متعارف کیا، نلاای اساس رہبر مسلمین کو اعلم الناس ہونے کی شرط لگائی جو کسی بھی مصطلح تاریخ میں نافذ نہیں تھے ۔ایران کے بادشاہ عباس انپڑھ تھے، طویل عرصہ حکومت کیا، عثمانیہ کا مقابلہ کیا، بنی عباس کے معتصم انپڑھ تھے لیکن انہوں نے اپنے دور کے نوابغ علماء کو اپنے ماتحت لایا ہے۔ عوامی قیادت کیلئے اعلم الناس ہونے کی شرط انتہائی گھٹیا، ظالمانہ، جابرانہ، معرضانہ، مدلسانہ اسلام کے خلاف غز وفکری ہے۔ انپڑھ کی حکومت نہیں ہوسکتی ہے؟ یہ دین کے اوپر علم کو چڑھانے کی سازش ہے۔ یہ فکر اخوان الصفاء کی اختراع ہے۔ مثلاً اگر کوئی رشتہ کرنا چاہتا ہو تو کہے لڑکی کم از کم پی ایچ ڈی ہو لیکن اس نے باورچی خانہ چلانا ہے یہاں پی ایچ ڈی کی کیا ضرورت ہے؟ یہ جو کہتے ہیں مرجعیت علمی چاہئے یہ آغائے برجردی سے شروع ہوئی ہے، انہوں نے اہلسنت کو آئمہ کا دیگران سے اعلم ہونے کا بتایا اور انہوں نے آئمہ کیلئے ایسے خرافاتی علوم کی نسبت دی ہے، یہاں تک حکیمی برادران نے موسوعہ سلونی تصنیف کیا جسمیں غیر معقول سائنسی وضاحتیں جمع کیں۔ چنانچہ نصب امامت مسئلہ امامت کو چھیڑنے والے ضد اسلام ضد علی تھے ضد دین تھے دشمن اسلام تھے۔

امام کیلئے یا اولی الامر کیلئے جو شرائط لگائی ہیں وہ قرآن سے اقتباس نہیں ہیں اپنی ذہنی خیانت کا اقتباس ہے غلاظت ہے۔ تبین قرآن کیلئے جو شرائط لگائی وہ سب مجتمع اسلام کو مخداش کرنے کیلئے لگائی ہیں۔ جس کسی کو وہ امام مانیں وہ امام ہوگا

۱۔ امام نابالغ ہو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

۲۔ غائب ہو کوئی اشکال نہیں۔

۳۔ گھر بیٹھے کوئی کردار ادا نہ کرے کوئی اشکال نہیں، کسی جگہ چھپ جائیں کوئی اشکال نہیں۔ گھر میں خوف جان کی خاطر تقیہ میں ہو، امام لاولد ہو، کنیزوں کو مجہولہ امام بنائیں، پیدا ہونے کے بعد لا پتہ بتائیں، غیبت سے واپسی نہ ہو تو نائب بنائیں۔

اسے کل حوادث اور واقعات سے واقف و آگاہ ہونا چاہیے تمام علوم فنون سے واقف ہونا چاہیے زمین سے عرش تک ظاہر سے باطن تک تصرف کیفما شاد تصرف کر سکتے ہیں۔☆ جہاں بندگان کو جس طرح گمراہ کر سکے کریں وہاں معسکر شیطان ان کا اتحادی بن جاتا ہے چونکہ ایک عقیدہ فاسد باطلہ مدلل نہیں غیر پسندانہ تھے لہذا ان کو آئمہ کے بارے لوگوں کو گرویدہ بنانے کے لیے بہت جھوٹے وعدے دعوی کرنا پڑھے کبھی ان کو اللہ جیسا کبھی جو چاہئے مانگیں مولا کے پاس بہت ہے ولایت تکوین علم غیب عصمت مطلقہ جیسے اکاذیب پر مشتمل ہے۔

انسان:

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ انسان ہے۔ چونکہ اس کے مخلوقات میں سے مکلّف مختار صرف انسان ہے، حکم آسمان کا مخاطب انسان ہے چنانچہ قرآن کریم میں بار بار انسان کو مختلف الفاظ کلمات میں ذکر آیا ہے، کلمہ انسان ۶۵ بار آیا ہے لیکن اس کے مصادیق میں صاحب وجوہ ونظائر ابن جوزی نے نزھۃ الاعین میں ص ۶۱ پر لکھا ہے انسان ناس کا واحد ہے، ناس کی جمع اناسی آتا ہے۔ انسان کو انسان اس لئے کہا ہے کہ وہ اپنی جنس سے مانوس ہوتا ہے، بعض نے کہا ہے انسان کو انسان اس لئے کہا ہے وہ ظاہر نظروں میں آتا ہے چنانچہ طٰہٰ ۱۰ میں آیا ہے انی انست نار بعض نے کہا وہ مادہ نسیان سے لیا ہے یعنی وہ عہد کو بھول جاتا ہے، قرآن میں کلمۃ انسان ۲۵ مصادیق میں آیا ہے۔

۱۔ آدم کے لئے آیا ہے مومنین آیت ۱۲، رحمٰن ۱۴، ھل آتی ۱

۲۔ اولاد آدم احقاف ۱۵، ولقد خلقنا الانسان ما ، نازعات ۲۵، علق ۱

۳۔ ابوبکر کے لئے آیا ہے احقاف ۱۵

۴۔ سعد بن وقاص انفال ۱۴

۵۔ ولید بن مغیرہ سورہ التین ۴ بعض نے کہا ہشام بن مغیرہ

۶۔ قرطہ بن عبداللہ عادیات ۶

۷۔ ابوجہل ابن ہشام علق ۶ ان الانسان لیطغیٰ

۸۔نضر بن الحارث اسراء۱۱

۹۔ حشر۱۶

۱۰۔بدیل بن ورقاء حج۶۶

۱۱۔الاخنس بن شریق معارج۱۹

۱۲۔اسود بن عبداللہ الاسد انشقاق۲

۱۳۔عیاش بن ابی ربیعۃ عنکبوت ۸

۱۴۔کلدۃ بن اسید انفطار ۶

۱۵۔عقبۃ بن ابی معیط فرقان ۲۹

۱۶۔ابوطالب سورہ الطلاق۲۹

۱۷۔عتبہ بن ابی لہب عبس۲۴

۱۸۔عدی بن ربیع قیامت۳

۱۹۔عتبہ بن ربیع ھود۹ اسرائیل ۸۳

۲۰۔امیۃ بن حلف فجر ۱۶

۲۱۔ابن ابی حلف نحل۴، مریم ۶۷

۲۲۔ابولہب سورہ عصر۱،۲

انسان دیگر مخلوقات کی بنسبت جاھل و عاجز اور قاصر ہے۔

انسان اشرف المخلوقات ہے

انسان کو اشرف المخلوقات کی فضیلت کس منطق کے تحت دی ہے، اس میں اختلاف پایا جاتا ہے اس کا قاضی خود انسان ہونے کی وجہ سے جانب داری کی ہو؟

انسان مخلوق مکرم محترم اشرف ہے لیکن کس نقطہ نظر سے کہتے ہیں مثلاً نباتات میں نمو کس نے دی ہے، نباتات کو کیا احساس ہے کہ میں جمادات سے افضل ہوں، حیوان افضل از نباتات ہے کیونکہ اس میں

حرکت ہے وہ نباتات کو کھاتا ہے اور انسان افضل حیوان ہے کیونکہ وہ اس پر سوار ہوتے ہیں انسان کو دودھ پلاتے ہیں۔ انسان ملائکہ سے افضل ہے وہ مسجود ملائکہ قرار پایا ہے آیا تمام ملائکہ کو حکم ہوا تھا یا ایک خاص نوع کو ہوا تھا مسجود ملائکہ ہونا کس لفظ سے استناد کیا کرتے ہیں۔ مرد عورت سے افضل ہے خود افضل کا کیا معنی ہے۔ کس بنیاد پر وہ سر پرست ہے۔ اللہ کی نعمتیں زیادہ کھانے والا افضل ہے تو بنی اسرائیل کو امت محمد سے افضل ہونا چاہیے۔

انسان۔

کیا انسان اشرف المخلوقات ہے؟ یہ جن ملائکہ تخلیق آدم پر سجدہ کیا ہے ہے چاہے آدم مسجود ہو یا قبلہ ہو یا سجدہ وشکر ہو افضل کہ سکتا ہے لیکن تمام ملائکہ سے افضل کہاں استناد کیا ہے کس نے کہا ہے کہ انسان اشرف، افضل مخلوقات ہے؟ افضل مادہ فضل سے لیا ہے جس کا مونی زیادہ زیادہ کا معنی برتری مقدم مغرب عنداللہ ہوتا ہے بعض نے ملائکہ سے افضل قرار دیا بعض نے نعوذ باللہ اللہ کا خلیفہ کہا ہے خلیفہ یعنی جانشین جانشین وہاں ہوتے ہیں جہاں اصل حضور سے معزور ہو جائیں صحابی روحای یا سفر یا بیماری کی وجہ سے اللہ سبحنہ کسی بھی حوالے سے معزور نہیں ہوتے غائب نہیں ہوتے ہیں جن آیات سے یہ لوگ استناد کرتے ہیں یہ دعویٰ ثابت نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کی ان آیات میں بعض انسان کو خسیس حقیر حیوانات سے بھی بدتر کہا ہے۔ خاص کر ان آیات میں جتنے بھی مزموم صفات ہے انسان سے نسبت دی ہے آیات ملاحظہ کریں

۱۔ انسان ضعیف نساء ۲۹ ۲۔ کفار ابراہیم ۳۴ ۳۔ خصیم نحل ۴ ۴۔ کفور اسراء ۶۷، ۶۶

۵۔ عجول اسراء ۱۱ ۶۔ خزرق فرقان ۲۹ ۷۔ جھول احزاب ۷۲ ۸۔ طاغی علق

۹۔ مخلوق ،ا۔ ماء مہین ب۔ مٹی ج۔ خون د۔ خرف

اسی طرح عقلیات سے مراد عقل مارکس وانجلیز ڈارون، فلاسفہ یونان سقراط، افلاطون و ارسطو، پدران فلاسفہ اپنی شرکیات وکفریات پر باقی رہے ہیں یا نہیں عقل سے مراد عقل معتزلہ بھی نہیں

جنہوں نے قرآن کوعقل واصل بن عطاء، ثمامہ بن اشرش، ابراہیم بن یسار النظام سے جوڑ کر رکھا ہے یا عقل متجد د دین بھی نہیں جو کہتے ہیں اللہ نے جزیرۃ العرب والوں کے لئے کیوں پنکھا نہیں لگایا۔اسی طرح عقل کمپیوٹر بھی نہیں ہے کیونکہ اس کو ضروری و نا گزیر ایجاد سمجھنے والے دین کا مذاق اڑاتے ہیں انہیں کمپیوٹر میں فحاشی بداخلاقی کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے یہاں یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اس میں کمپیوٹر کا کیا قصور ہے، بنانے والے کا کیا قصور ہے ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔ہم بھی کہتے ہیں اس ایجاد یا اوزار کا قصور نہیں تلوار سے مرحب عبدود بھی قتل ہوتا ہے حمزہ وعلی ابن ابی طالب بھی قتل ہوتے ہیں بلکہ ہمارا کہنا ہے اس پر قابض ہونے والے پہلے ملحد اور بعد میں احمق و دیوانے بنتے ہیں۔عقل کے ذریعے ہم وجودِ اللہ سبحانہ تعالیٰ یا غرض وغایت بعثت انبیاء کے علاوہ اور کیا ثابت کر سکتے ہیں؟ محمد بن عبداللہ کے خاتم النبینؐ ہونے اور حیات دنیا کے بعد ایک اور حیات ہونے پر کونسی عقل دلالت کرتی ہے؟

۱۔محسوسات جو انسان درک کرتے ہیں ان میں بعض صحیح اور بعض غلط ہوتے ہیں دائیں طرف ہوٹل بائیں طرف دکانیں سامنے تالاب نظر آتے ہیں لیکن جب آگے جائیں تو بعض دفعہ تالاب نہیں سراب ہوتا ہے ایک قلم آپ کے ہاتھ میں ہے جب پانی میں رکھیں گے تو بڑا نظر آئے گا یہاں تجربہ چلتا ہے۔جس طرف آپ نے دیکھا وہاں تالاب نہیں تھا تو آپ دوبارہ اس طرف نہیں جائیں گے

۲۔کہتے ہیں کہ حواس صرف پانچ میں نہیں بلکہ دیگر حواس بھی ثابت ہوئے ہیں جیسے چھٹی حس بھی کہتے ہیں اور بھی کہتے ہیں جو مسلمات میں تھے وہ غلط ثابت ہوئے خورشید گرد زمین گردش کرتا ہے غلط ثابت ہوا۔

۳۔کائنات میں بہت سے حقائق ہیں جنہیں کافر مومن وملحد سب تسلیم کرتے ہیں جبکہ بہت سوں نے بہت سے حقائق دیکھے بھی نہیں ہوتے دیکھے بغیر تسلیم کرتے ہیں مثلاً پاکستان میں رہنے والے بہت سے مسلم و غیر مسلم نے مغرب اور تیونس کو نہیں دیکھا لیکن سب مانتے ہیں۔اسکندر

ذوالقرنین جس نے ایران کو فتح کیا تھا کسی نے نہیں دیکھا ہے لیکن مانتے ہیں۔

۴۔ بہت سے انسان اپنی زندگی غیبیات پر چلاتے ہیں۔انسان کاشتکار دانے کو زمین پر پھینکتے ہیں کہ آئندہ زیادہ پیداوار حاصل کریں گے لہذا یہ ایمان بالغیب ہے۔یقین صرف مشاہدہ تک محدود نہیں بلکہ مخبرین صادق کی اخبار صدق گوئی کا شیوہ مزاج میں درج دیکھ کر ان کی عادی نامعقول عیب گویوں کی تصدیق کرتے ہیں یقین کیا جاتا ہے، اخبار محفوف بہ قرائن سے بھی یقین حاصل کرتے ہیں۔آثار نشانیاں دیکھ کر نادیدہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ پاکستان میں مجرمین کے جرائم پر موسوعات لکھنے کے باوجود ان کے جرم ثابت نہیں ہوتے ہیں۔

''عقائد کے بارے میں انسانوں کو چند گروہوں کا سامنا ہے'' یہاں ہر ایک گروہ کی منطق دوسرے سے مختلف ہے لہذا ان کے دلائل بھی مختلف ہیں۔

ا۔گروہ فسطائین کائنات میں دید و لمس چیز کی حقیقت کو بھی نہیں مانتے سب کو وھم و خیال مانتے ہیں۔

انسان:

انسان عقائد اور احکام میں مرکزی اور محوری حیثیت رکھتے ہیں، اگر کلمہ عقائد کی تحلیل کریں گے تو عقائد ایمان اس معنی میں انسان دو مختلف خطابات کا مخاطب قرار پاتے ہیں انسان کافر و ملحد دونوں خطاب کرتے وقت یاایھا الناس، یاایھا الانسان سے خطاب کرتے ہیں اگر مفہوم خطاب قبول کیا تو اس کو مومن کہتے ہیں وہ کافر سے نکل جاتا ہے اگر خطاب کو قبول کرتے ہیں تو قبول کرنے کے بعد اس سے دوبارہ خطاب آیا ﴿يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ الْكِتابِ الَّذى نَزَّلَ عَلى رَسُولِهِ وَ الْكِتابِ الَّذى أَنْزَلَ مِنْ قَبْل﴾ نساء:۱۳۶ کے خطاب کے آنے کے بعد اللہ کی طرف سے آنے والے واجبات و محرمات کو قبول کریں۔دوسرے نمبر پر اس کے دیگر معتقدات آتے ہیں کہ میرے اوپر ایمان لانے والے اس حیات دنیا کے بعد ایک اور حیات ہے اس یوم کو یوم آخرت، یوم قیامت کہتے ہیں اس پر بھی ایمان لائیں

۳۔خود انسان سمیت تمام کونیات آسمان وزمین وصحرا کس کی مخلوق ہیں اور کس نے انہیں خلق کیا ہے۔

۴۔غرض محور خود انسان ہے اس کائنات میں جو حامل عقائد ہے لہذا ضروری اور ناگزیر ہے کہ اس انسان کی تعریف کامل ہونی چاہیے۔عباس محمود عقاد نے اپنی کتاب حقائق واباطیل خصومہ ص۷۰ پر انسان کی چند تعریفات لکھیں ہیں۔

۱۔ انسان حیوان ناطق

۲۔انسان حیوان مدنی الطبع

۳۔انسان روح علوی سقط الی الارض من السماء

۴۔انسان حیوان راقی ۔ان چاروں تعریفوں میں سے کونسی صحیح اور کونسی باطل ہے یا چاروں کی چاروں صحیح ہیں یہ تعاریف ہاتھی چوری کرنے والے چوروں کے ہاتھی کی تعریف جیسی ہے دنیا میں قائم درسگاہوں میں حیوانات شناسی کے موضوع پر تحقیق کرنے والے بہت حقائق کشف کرنے والوں کے نزدیک ابھی تک کلمہ حیات کا لغز حل نہیں کرسکا ہے یورپ میں ایک عالم نے انسان کو اپنا تحقیق کا موضوع بنایا ایک طویل عمر اس تحقیق میں گزرنے کے بعد ایک کتاب پیش کی اس کا نام رکھا[**الانسان ذلک المجهول**]انسان اسی مخلوق کا نام ہے جس کی حقیقت ابھی تک مجہول ہے

پہلے ہر تعریف میں ایک زاویے کو نظر میں رکھا دوسرے میں تعلقات عامہ تیسرے میں بلند درجہ کتاب النواہ فی قعول الحیات ص۳۴۳ پر صاحب کتاب نے چند تعریفات لکھی ہیں۔

مافوق انسان اس کا خالق ہے

۲۔انسان اپنی قابلیت کا خود آئینہ ہے

۳۔انسان مثال تناقض مجمع تضادات ہے

۴۔انسان کو مثل ملک وجن مختلف اشکال وصورت میں دیکھا جاسکتا ہے انسان ملک شیطان

۵۔انسان میں ودیعت شدہ صلاحیت جب انتہا کو پہنچتی ہے تو اس کے آگے صرف اس کا خالق رہتا ہے۔کاریل نے کہا انسان وہ مجہول ہے جو نہیں پہچانا گیا ہے

باب اعتقاد ۸۰ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

انسان مدنی طبع ہے :

اس کے چند دلائل ہیں

۱۔انسان مسائل زندگی سے جاہل ہے اس کو جاننے والوں سے سیکھنا ہے

۲۔انسان بحیثیت انسان نیازات سے زائد احتیاجات رکھتے ہیں

۳۔انسان کا معنی انس از دیگران ہے

۴۔قدرت انسان محدود واحتیاجات و نیازات انسان غیر محدود ہیں

۵۔انسان کو اپنی نوع سے خطرات لاحق ہیں دفع ورفع خطرات لاحق و متحمل الحوق سے نمٹنے کیلئے نیاز قضاوت ہے۔

۶۔انسان کے اندر گرائش ذاتی غالب اور ایثار تقدیم مختار مفقود ہے

۷۔لہذا انسان ایک ایسی ہستی کی سرپرستی ونگرانی کے نیازمند ہیں جس کی پناہ ملنے کے بعد اور کوئی پریشانی لاحق ہونا طبیعی ہے۔

انسانوں میں نقطہ التقاء:

انسان کیلئے ایک دوسرے سے ملے بغیر زندگی امکان پذیر نہیں ہے جب ایک دوسرے سے رابطہ ضروری ہے لیکن اس رابطہ کی برگشت کا مصدر کیا ہوگا کس لئے ایک دوسرے سے رابطہ پیدا کریں ارتباط تعلقات میں اپنی جگہ تنازع اور اختلاف ہے لہذا فصل نزاع بھی ضروری ہے فصل نزاع کیلئے اصول وقانون ہونا ضروری ہے جس کی بنیاد پر حل نزاع کریں نزاع کیلئے قاضی کون بنے گا قاضی حکومت بنے گی یا ایک انسان ۔لہذا انسان مدنی الطبع ہے مقصد حکومت خواہ ہے

انسان مدنی الطبع:

تو امتیاز بھی ضروری ہے تا کہ والد و مولود مشتری و بائع حاکم ومحکوم شاہد و مشہود راعی ورعیہ عالم و جاہل دہندہ گیرندہ تمیز ہوسکے۔ یہ سب سے پہلی ضرورت امتیاز ہے،اس کے علاوہ امتیاز مکانی، زبانی اور عقلانی بھی ہے لیکن دنیائے انسانیت میں انسانوں کے درمیان ایک دوسرے کی شناخت کا ذریعہ

دین ہے، یہ فلاں دین کے معتقد ہیں یہ فلاں کے معتقد ہیں، اعتقادات بھی اپنی جگہ مثل بیکٹیر یا پھیلے ہوئے ہیں جن کی کوئی حدوحدود نہیں ہیں ایک عقیدہ نہیں بلکہ عقائد کی تعداد عقائد والوں سے زیادہ ہے یہ امر اپنی جگہ طبعی ہے کیونکہ دین انسانوں کی زندگی کنٹرول کرنے تعدی وتجاوز سے روکنے کا کردار رکھتا ہے جبکہ اپنی خالص دنیوی مفادات کی خاطر وضع ہوا ہے تو یہاں مفادات مرکزیت رکھتے ہیں تو مفادات تقسیم بردار ہوتے ہیں لہٰذا بے دینوں کا اتحاد دینداروں کے خلاف ہوتا ہے لیکن بے دینوں کے درمیان اتحاد نہیں ہوتا ہے کیونکہ اتحاد سے فائدہ اٹھانے والے محدود ہوتے ہیں محروم رہنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے لہٰذا دین انسانیت والے خود تقسیم ہو گئے۔ لہٰذا جس دین یا مذہب کے حامل کو اگر فکر خیانت وفکر خباثت نہیں رکھتے تو ان کو چاہیئے اس دین یا مذہب کی اساس اور خوبیوں کو عوام کے سامنے لائیں جس طرح دور جاہلیت کے شعراء اپنے اشعار کو عکاظ میں پیش کرتے تھے۔

انسان مدنی الطبع ہے یہ کلمہ مشہور کلمات میں سے ایک ہے جو کلمہ زیادہ محاورات میں استعمال ہوتا ہے وہ اتنا ہی معنی ومفہوم میں معمی مبہم اور مجمل ہوتا جاتا ہے بعض نے یہ معنی کیا اس کی طبیعت دیگر انسانوں سے الگ پائی جاتی ہے بعض نے اس کلمہ سے ترقی پسند اخذ کیا کیونکہ یہ کلمہ مدینہ سے لیا ہے مدینہ یعنی راحت پسند سہولت پسندگان کے شہر نشین بمقابل دیہات نشین کے بدو سے لیا ہے بعض مدنی الطبع کلمہ دان یدین کے اسم مفعول بتایا ہے یعنی افراد اپنے امیر کے مطیع وفرمانبردار رہیں کوئی کسی حاکم کے حکم کے سامنے خاضع رہتا ہے، یہ حکم دو طرف سے ثابت ہوتا ہے ایک احکام انسانوں نے انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر بہتری و بھلائی، امن وامان اور تعدیات وتجاوزات روکنے کیلئے بناتے ہیں نظام کے دو مفہوم ہوتے ہیں ایک اصل نظام ہوتا ہے جس کو آئین حیات وشعور دائم کہتے ہیں یہ نظام اگر اہل محلّہ اہل وطن بنائیں گے خلا پر مبنی ہوگا بہت ہی تجاوز وتعدی پر مبنی ہوگا حق تلفی پر مبنی ہوگا اور ناقص و ناممکن ہوگا ہر آئے دن ترمیم طلب تنسیخ واجب ہوگی یہ نظام سوائے خالق انسان کے اور کوئی انسان بلغ مابلغ ہی کیوں نہ ہو سقراط وارسطو کو بھی لائیں گے تو نہیں بنا سکیں گے لیکن نظام نافذ تو خود انسانوں نے کرنا ہے تو اس کے انتخاب کرنے والے انسان ہی ہونگے دوسرا آسمانی والٰہی ہے اس کے وضع کردہ

نظام کوادیان کہتے ہیں لہٰذا آپکے پاس یہ اختیار حاصل ہے آپ نظام کواہل زمین سے لیں اپنے جیسے بشر سے لیں یا مافوق بشر اللہ سے لیں۔ادیان اللہ سبحان نے بشر کی اصلاح کی خاطر بھیجے ہیں لیکن اہل ادیان نے اسے فساد کیلئے استعمال کیا ہے۔اطاعت صرف اللہ کیلئے ہے لہٰذا اللہ کی طرف سے آئے ادیان بشر کو خیر کا حکم دیتے ہیں اور اسے ضرر سے بچ کر رہنے کا حکم دیتے ہیں لہٰذا حاکمین بشر سے دور رہنا چاہیے بندگان اللہ کو تشویش واضطراب میں نہ ڈالیں فرض کریں ادیان سماوی کے راوی انبیاء ہیں موسیٰ نے کہا،عیسیٰ ومحمد بن عبداللہ ہیں اگر فرض کریں یہ ثابت نہ ہو جائے تو عقلی طور پر ماننا چاہیے تا کہ انسان کو اندر سے نیکی کی طرف دعوت اور برائی سے روکنے کا عنصر پیدا ہو جائے۔لہٰذا کوئی بشر دنیا میں نہیں دیکھا جو وجدان نہیں رکھتا ہے گر چہ وہ مادی ہی کیوں نہ ہو۔دنیا دین کے تحت خود کو بندش نہ کرنے والے از روئے اختلاف برائی سے باز رکھتے ہیں اخلاق بھی انسان کو نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے جس انسان کے پاس دین نہیں وہ اپنی شرف وجدان وناموس کا پابند ہوتا ہے، دین کی اہمیت اتنی ہے اگر کوئی انسان ملک ملوک کیوں نہ ہو ذخائر دنیا کا مالک کیوں نہ ہو سپر طاقت بادشاہ کیوں نہ ہو دوسروں کو قانع کرنے کیلئے مطمئن کرنے کیلئے اپنے حال سے مطمئن دکھانے لیئے جائداد وریاست کی قسم نہیں کھاتے بلکہ کہتے ہیں میرے وجدان کی قسم،اسی طرح بت پرست اپنی قوم وقبیلے کی قسم نہیں کھاتے بلکہ بت کی قسم کھاتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کے اندر یا انسان کو روکنے کیلئے ایک طاقت اسکے باہر سے ہونی چاہیے جسے وہ تسلیم کرتا ہو۔دین ایک خلعت ہے جو آسمان سے نازل ہوئی ہے اسکو پہنیں ہاتھ لگائیں لمس نہ کریں دین اولاد نہیں کہ انکے اعمال حجت ہو جائیں دین کی بدنامی دین کی برائی دین کو لاحق حجت انکار کرنے سے آئی ہے علماء ادیان سے باز رہے ادیان کیلئے سب سے زیادہ نقصان دہ ظاہر پرستی سے آئی ہے جمود سے آیا ہے جمود اسی کا لب لباب اور مغز روح کو کھینچا ہے دینی حقائق کی طرف رجوع کرنا بہترین عمل ہے کہ بندگان الٰہی اپنے رؤسا کے سامنے خاضع ہو جائیں دین حق ایک ہے حق دو نہیں اختلاف کہاں سے آیا ہے اختلاف شرائع سے آیا ہے عوام کو اشتباہ ہے کہ اس اشتباہ کسی خواہشات والے نے حصہ ڈالا انبیاء اللہ کی طرف سے آئے ہیں انکا

باب اعتقاد ۸۳ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

دین ایک ہے دین اللہ اور بندے کے درمیان واسطہ ہے حقیقت اللہ تغیر ناپذیر ہے۔

انکار خالق :

اللہ اور طبیعت دو مترادف کلمات ہیں جو مناظر انسانوں کے انکار میں جیسے انسان و بشر بشر انسان ہے انسان وہی بشر ہے دونوں میں دوئیت نہیں ہے یہ ایک قسم پہچان رق ہے طبیعت انسان ایسا ہے کہ جن حرکات مناظر اصوات

کے اسباب وجود اس کی سمجھ میں نہیں آتے ہے وہ اس کے لئے کوئی علت غائب فرض کرتے ہیں یا کوئی چیز اس کی نظر میں وہم و خیال میں بڑا نظر آتا ہے وہ اس کے سامنے خاضع ہو جاتا ہے خاص کر ان موجودات میں جو اس کے وجود میں یا اس سے متعلق گرد و پیش میں اثر انداز نظر آتا ہو تو وہ اس کے خاضع ہو جاتا ہے لہٰذا کسی نے ستاروں کی پرستش کسی نے سورج کی پرستش کی تو کسی نے دریاؤں کی پرستش کی

۲۔ جدید انکشافات تحقیقات بشر کی اپنی تمام خصوصیات طول و عرض جگہ گھیرنا لمس میں آنا سب کھو جاتا ہے لہٰذا اگر مادہ اپنی جگہ موجود مستقل ہوتا تو وہ اپنی ذاتی چیزیں نہ کھوتا۔

دین صرف آخرت کے لیے نہیں بلکہ دین دنیا کو سدھارنے آخرت کو بنانے کیلئے انسانوں کی اس دنیا کی زندگی کو سنوارنے کے لیے ہے، دین پر عمل نہ کرنے کی صورت میں آخرت سے پہلے اس کے دنیوی زندگی برباد ہوگی آخر تو یہاں کے اعمال کے نتیجہ کا اعلان ہے وہاں کوئی کاروبار تجارت سودمند نہیں ہوگی وہاں عباد صالحین کے اعمال اجر و ثواب بنانے کی جگہ ہے اما دین دنیوی زندگی سنوارنے آئیں ہے اس کے یہ دلائل ہے آج وہی پائیں گے جو جو تو نے کیے ہیں اگر اہل تو راہ تورات پر عمل کرتے آسمان و زمین کی برکتیں نازل ہوتیں۔

اولیاء:

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ اولیاء ہے اولیاء کو بھی مناصب الٰہی میں شمار کرنا اپنی جگہ بدعت ہوگا لیکن اس سے بھی قباحت اولیاء کو انبیاء پر برتری دنیا میں تصرف در کائنات کیف یشاء انا شاء تصرف

کرسکتا ہے آخر میں مجرمین عاصین کو بری کرنے کی بھی حق انہی کو دے گا قرآن کے بیان کردہ اصول کو تہ وبالا کیا ہے یہ ایک قسم کی نسخ ادیان ہے آیئے دیکھتے ہیں۔

اولیاء جمع ولی قرآن میں یہ کلمہ ۳۴ بار وَلِیًّا، وَلِیُّکُم، أَوْلِیاء، أَوْلِیاؤُهُم بمعنی ولی رب، مالک، سید، منعم، الناصر، التابع، معتق، الجار، ابن العم، الحلیف، العبد المعتق، والمنعم علیہ میں استعمال ہوتا ہے۔

کتاب نزعۃ الاعلیٰ صفحہ ۲۹۸ شمارہ ۳۰۷ باب ولی، فکل من ولی امرک فھو، مفسرین نے ولی کے پانچ مصداق بیان کئے ہیں۔

۱۔رب: سورہ انعام آیت ۱۴ ﴿قُلْ أَ غَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فاطِرِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ هُوَ يُطْعِمُ وَ لا يُطْعَمُ ﴾ سورہ اعراف آیت ۳ ﴿اتَّبِعُوا ما أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَ لا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِياءَ ﴾ سورہ شوریٰ آیت ۹ ﴿أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِياءَ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ ﴾

اللہ مومنین کا ولی ہے سورہ محمد آیت ۱۱ ﴿ذلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذينَ آمَنُوا وَ أَنَّ الْكافِرينَ لا مَوْلى لَهُمْ ﴾ سورہ بقرہ آیت ۲۵۷ ﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُماتِ إِلَى النُّورِ وَ الَّذينَ كَفَرُوا أَوْلِياؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُماتِ ﴾

ولایت کا طبعی نتیجہ غیر ولی سے نفرت وعداوت کرتا دیکھا تا ہے۔ لیکن اہل تصوف اوران کی شاخیں یا اتحادیوں نے اولیاء کو برتر گردانا ہے مقام اولیاء مقام انبیاء سے بلند تر ہے چنانچہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم بلا واسطہ اللہ سے ہدایت لیتے ہیں۔ ہم انبیاء سے بھی چند قدم آگے نکلے ہیں انبیاء کیلئے تصرف در کائنات محدود تھے اولیاء کیلئے غیر محدود ہیں

۲۔الناصر: سورہ اسراء آیت ۱۱۱ ﴿وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَريكٌ فِي الْمُلْكِ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبيراً ﴾

۳۔الولد: سورہ مریم آیت ۵ ذکریا نبی نے دعا کی ﴿وَ إِنِّي خِفْتُ الْمَوالِيَ مِنْ وَرائي وَ كانَتِ امْرَأَتي عاقِراً فَهَبْ لي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ﴾

۴۔الوثن: سورہ عنکبوت آیت ۴۱ ﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِياءَ﴾

۵۔مانع: سورہ بقرہ آیت ۲۵۷ ﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُماتِ إِلَى النُّورِ وَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِياؤُهُمُ الطَّاغُوتُ﴾ سورہ مائدہ آیت ۵۵ ﴿إِنَّما وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا﴾

ولی: قاموس قرآن دامغانی ص ۴۹۸ ولی علی خمسہ اوجہ: انصرف سورہ نمل۔ ابی سورہ مائدہ۔ اعرض سورہ نور۔ انہزم سورہ انفال۔

تمام صیغہ مختلفہ وارد در قرآن میں کلمہ ولی کہیں بھی کسی منصب کی طرف راہنمائی نہیں کرتا بلکہ ولی خود ذات باری تعالیٰ ہے۔

مقاییس اللغۃ احمد بن فارس جلد دوم صفحہ ۶۴۵ پر آیا ہے

ولی : الواو و اللام والیاء :اصل صحيح يدل على قرب. من ذلك الولی : القرب . يقال تباعد بعد ولی ، أی قرب. و حابس مما يليتنی ، ای يقاربنی. و الولی : المطر يجیء بعد الوسمی، سمی بذلک لانه الوسمی.

اہداف وغایات :

کائنات کلمہ کون سے بنی ہے کون کا معنی حدوث الوجود کو کہتے ہیں ہر حدود کے لیے چار علت کا ہونا ضروری اور ناگزیر ہے علت صوری علت مادی علت فاعلی علت نمائی لہذا کائنات ایک فعل ہے کسی فاعل سے صادر ہوا ہے فاعل صاحب ارادہ سے بغیر اہداف وغایت کے صادر نہین ہوتے ہیں چنانچہ قرآن میں آیا ہے ہم عابث الئب نہیں ہیں ہم خود دیکھ رہے ہیں کائنات بطور مداوم کسی غایت خاص کی طرف حرکت میں ہے سورج چاند ستارے نباتات حیوانت کسی ہدف کی خاطر عبث حرکت میں ہیں ان میں سے ایک انسان ہے

کائنات میں موجود واحد مخلوق انسان ہے کہ اس سے صادر افعال کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، اس نے یہ کام کیوں کیا ہے یہ سوال انسان سے اس لئے پوچھے جاتے ہیں کہ تنہا انسان وہ

مخلوق ہے وہ اپنا کام اپنے ارادے سے کرتے ہیں اگر بغیر ارادہ کام کرے تو اس فعل کو فعل عبث کہا جاتا ہے اس فعل کو لھو کہا جاتا ہے اگر مکلّف بہ تکلیف نہیں تو لغو کہا جاتا ہے فعل عبث فعل لھو فعل لغو تینوں انسان کے اہداف انسان کے خلاف ہیں دوسری بات تمام مخلوقات انسان کیلئے خلق کیں اور خود انسان کسی اور عالم کیلئے خلق ہوا یہاں زیادہ عرصہ نہیں رہے گا محدود مدت رہے گا اس کی ہمیشہ اور دائمی قیام گاہ کسی اور عالم میں ہے لہٰذا ہر وہ انسان صرف جو اس دنیا کی خاطر کام کرتا ہے اس کو بے وقوف احمق دیوانہ کم عقل کہا جا سکتا ہے لہٰذا انسانوں کی سرگرمیاں اگلے عالم کیلئے ہونی چاہیے ورنہ اس کا یہاں بھی نقصان ہوگا اور آگے بھی نقصان ہوگا اس نے یہ فعل کسی اعلیٰ وارفع اہداف و مقاصد کے تحت کیا ہے، اچھی نیت سے کیا ہے یا برے مقاصد کے تحت کیا ہے، اپنے قصد و ارادے سے کیا ہے نہ کرتے تو بھی اس کیلئے ممکن تھا دوسری بات از روئے نظام حاکم بر معاشرہ نے اسے منع کیا تھا اسی لئے حتیٰ یہ سوال طفل نابالغ سے نہیں پوچھا جاتا ہے کیونکہ عقل و شعور نہیں رکھتا ہے اس کے افعال بے ارادہ و بے مقصد ہوتے ہیں۔ اگر انسان نے اپنے کیئے افعال کا واضح و روشن صالح جواب نہیں دیا تو اس فعل کو فعل عبث کہا جائیگا، وہ قابل داد و تحسین نہیں ہوگا اگر یہ فعل کسی اور کیلئے نقصان دہ ثابت ہوا تو اس انسان کو پکڑا جائیگا کہ تو نے یہ جرم کیا ہے، اس کا درست جواب دیں ورنہ اس کی باز پرس ہوگی۔ جب تک کسی طبیعت سے ان کے عقل میں فتور کا تصور نہ آجائے۔

آیت:

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ آیت ہے آیۃ کا لغوی معنی نشانی ہے لیکن عام نشانی نہیں محیر العقول سرگرداں حیرت زدہ کرنے والی نشانیوں کو آیت کہتے ہیں نشانی اپنی جگہ متعدد مصادیق رکھتی ہے ،قرآن کریم میں کلمہ آیت تین معنوں میں آیا ہے۔

۱۔ جو کائنات میں روزمرہ دگرگونی کی حالت میں صبح،ظہر،عصر،غروب افول طلوع تاریکی کی حالت میں نظر آتا ہے اسے اللہ نے اپنے وجود کی نشانی بتایا ہے آسمان زمین میں موجود

اجرام شمس وقمر ستارے ان کے طلوع وغروب کو کثیر آیت میں آیت کہا ہے و من آیاتہ کہا ہے۔

آیات قرآن کریم

بقرہ۹۹، ۱۱۸، ۲۱۹، ۲۵۱، ۲۶۶، عمران ۷، ۵۸، ۱۰۸ انعام۹۸ قصص۲ عنکبوت۴۹ غافر۵۶

حاشیہ۸ بقرہ۱۲۸

۲۔قرآن میں جہاں ایک بات ختم ہو جاتی ہے اسے آیت کہا ہے۔

ان تمام آیات میں مناظر کائنات کی دلیل کو پیش کرتے ہوئے انسان کو اپنی طرف جلب کرو اور انسان کو اس کی تخلیق کندہ کی طرف کرتا ہے یہ مناظر اللہ کے وجود علم قدرت کی نشانی ہے۔

۱۔العلامۃ: سورہ روم آیت ۲۰ تا ۲۵ ﴿وَ مِنْ آياتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرابٍ﴾

﴿وَ مِنْ آياتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْواجاً﴾

خلقت آسمان وزمین حق ہے ﴿وَ مِنْ آياتِهِ خَلْقُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَ أَلْوانِكُمْ إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآياتٍ لِلْعالِمينَ . ۲۲﴾

رات کی نیند ﴿وَ مِنْ آياتِهِ مَنامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَ النَّهارِ وَ ابْتِغاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ.. ۲۳﴾

رعد وبرق ﴿وَ مِنْ آياتِهِ يُريكُمُ الْبَرْقَ خَوْفاً وَ طَمَعاً وَ يُنَزِّلُ مِنَ السَّماءِ ماءً فَيُحْيي‏ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِها إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ.. ۲۴﴾

آسمان وزمین کا فضاء میں معلق ہونا آیت حق ہے ﴿وَ مِنْ آياتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّماءُ وَ الْأَرْضُ بِأَمْرِهِ﴾ سورہ یٰس آیت ۴۱ ﴿وَ آيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ﴾

سورہ حم سجدہ آیت ۲۶ ﴿إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآياتٍ أَ فَلا يَسْمَعُونَ﴾ ان آیات میں اللہ کی نشانیاں بتائی ہیں۔

۳۔جو افعال نبی بطور شاہد بر نبوت انجام دیتے تھے اس کو آیت فرمایا ہے۔

وہ افعال جو انبیاء سے صادر ہوتے ہیں وہ کسی اور بشر سے صادر نہیں ہو سکتے۔لیکن دوسرے افعال یا تو

سحر دکھاوا ہے یا کیمیکل طریقے سے انجام دیا۔

۲۔انبیاء اپنے مبعوث من اللہ نبی ہونے کے بارے میں ثبوت کے لئے جو عمل انجام دیتے ہیں اس کو آیت کہا ہے۔

سورہ قصص آیت ۳۶ ﴿فَلَمَّا جاءَهُمْ مُوسى بِآياتِنا بَيِّناتٍ﴾

سورہ قمر آیت ۲ ﴿وَ إِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَ يَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌ﴾

آیات نشانی کونیات

اعراف ۱۳۳

نبوت کی نشانی

عنکبوت ۵۸، طہ ۲۳ مومنون ۴۵

آیت کی جمع آیات بمعنی علامت نشانی قرآن کریم نے کلمہ آیت کے محور تین بتائے ہیں

۱۔وجود خالق کائنات وانسان، خالق کائنات کے علم قدرت وحکمت کے بارے میں آیا ہے

کتاب نزھۃ النواظر فی الوجوہ والنظائر تالیف ابن جوزی متوفی ۵۹۸ھ ص ۴۹: الآیۃ فی اللغہ علامہ نے چھ معنی بیان کئے ہیں؛

۳۔الکتاب: سورہ المومنون آیت ۶۶ ﴿قَدْ كانَتْ آياتي تُتْلى عَلَيْكُمْ﴾

۴۔الامر والنہی: سورہ بقرہ ۲۶۶ ﴿أَ يَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخيلٍ وَ أَعْنابٍ تَجْري مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ لَهُ فيها مِنْ كُلِّ الثَّمَراتِ وَ أَصابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفاءُ فَأَصابَها إِعْصارٌ فيهِ نارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآياتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ﴾

۵۔العبرۃ: سورہ نحل آیت ۷۹ ﴿أَ لَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّراتٍ في جَوِّ السَّماءِ ما يُمْسِكُهُنَّ إِلاَّ اللَّهُ إِنَّ في ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ سورہ مومنون آیت ۵۰ ﴿وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ أُمَّهُ آيَةً وَ آوَيْناهُما إِلى رَبْوَةٍ ذاتِ قَرارٍ وَ مَعينٍ﴾ سورہ فرقان آیت ۳۷ ﴿وَ جَعَلْناهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً وَ أَعْتَدْنا لِلظَّالِمينَ عَذاباً أَليماً﴾ سورہ عنکبوت آیت ۵۰ ﴿وَ قالُوا لَوْ

لا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آياتٌ مِنْ رَبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآياتُ عِنْدَ اللَّهِ وَ إِنَّما أَنَا نَذيرٌ مُبينٌ ﴾سورہ قمر آیت ۱۵﴿**وَ لَقَدْ تَرَكْناها آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ** ﴾

۶۔الجزء المحد ودمن القرآن المسمیٰ: سورہ بقرہ آیت ۱۰۶﴿**ما نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِها نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْها أَوْ مِثْلِها أَ لَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ** ﴾سورہ رعد آیت ۱﴿**المر تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ وَ الَّذي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ وَ لكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لا يُؤْمِنُونَ** ﴾سورہ یوسف آیت ۱﴿**الر تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ الْمُبينِ** ﴾سورہ نحل آیت ۱۰۱﴿**وَ إِذا بَدَّلْنا آيَةً مَكانَ آيَةٍ وَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِما يُنَزِّلُ قالُوا إِنَّما أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لا يَعْلَمُونَ** ﴾

ایمان:

ایمان مادہ امن یامن اما امنا وامانہ کا مصدر ہے ابن فارس ۳۹۵ نے مقائیس ج ا ص ۲۷ پر لکھا ہے ا۔م۔ن اس دو اسل بتائی ہے دونوں قریب المعانی ہے اس کی پہلی اصل الامانہ یعنی جد خیانت کا خوف نہیں ہوں گے وہ سکون ہوگا دوسرا اصل التصدیق جہاں خیانت کا خطرہ شائبہ نہیں ہوگی وہاں تصدیق جلدی ہوگی خلیل نے کہا الامنہ والامنہ ضد الخیانہ بقول امنت اصل میں اس کو امن دیا ہے بقول رجل امان اذا کان امین تصدیق کے معنوں یوسف ۱۷ میں آیا ہے کتاب دائرہ الفرائد در فرہنگ قرآن ج ا ص ۱۵۶ پر کلمہ امن کے نیچے لکھتے ہیں بے ترس وبیم گرویداں واعتماد کردوں راست دانستی امین نبد ائق کے معنوں میں آتا ہے اس کا اسم فاعل امن وامین آیا ہے یعنی شخص بدوں ترس وخوف وبیم پا سکوں وارامشن قلب تسلیمہو نے کے معنوں میں آتا ہے انسانوں میں امن کیسے آیا۔

۱۔ جہالت عاقبت نا ندیشی دنیا و مافیہا سے غافل سونے والوں کو امن ہوتا بقرہ ۱۲۶

۲۔ ملک میں امن میں اولم یمکن لھم حما سورہ ۲۸ ایت ۵۷

۳۔حکومت عادل کی سایہ میں امن ہوتا ہے۔

۴۔ذات قدرت لامحدود اپنے پناہ میں لینے سے امن ملتا ہے امن امانت خواستہ انسان ہے جس میں ملل ونحل سے تعلق رکھتا ہو لہذا دور جاہلیت میں ژخصی امین کا بہت احترام تھے۔

امانت کے بعد نوبت امین آیا ہے لہذا انبیاء نے اپنی قوموں سے اپنا تعارف امین سے کیا نوح ہود نے کہا ہم رسول امین ہیں دعوت الی اللہ کے داعیان کا پہلا دعوت ایمان بہ کالق ارض وسماء رہا ہے

جواد مغنیہ کتاب مذاہب فلسفہ ص ۱۴۸ پر لکھتے ہیں ''**ایمان مآخوذ من الامانه يقول لاايمان من لا الامانة له لادين لمن لامانة**،موسوعۃ فلسفیہ کونہ میں ایمان کی تعریف میں لکھا ہے''**الایمان ادراک الشئی ما علی انه صادق ،دون برهان و الاعتقاد اعمی جزء جوهری من ای دین جبکه ایمان دینی تقوم علی اساس العلم و المعرفة.**

داعیان الی اللہ کا مرکزی اورمحوری کلمہ ایمان ہے ایمان بعد موسی اسم فاعل موتمن اسم مفعول دلیل تصدیق شخصیت داعی کی امانت داری حسن سیرت سابقہ ہے جب تیسری صدی کے اوائل میں فرقہ باطنیہ نے دین کوعلم سے دھونے کا اعلان کیا تو انہوں نے دین دھونے کا مادہ اصطلاح سازی سے کیا یعنی تمام کلمات مستعمل قرآن کی جگہ نئ اصطلاحات وضع کیے ایمان باللہ کی جگہ عقائد اصول دین رکھا تا کہ ان اصطلاحات کے ذریعے رسوخ ایمانیات کے وسائل کو دھویا یا روکا جا سکے۔دین اسلام کے اقتدار اعلیٰ سے مرعوب ہوکر جان بچانے کی خاطر تسلیم ہونے کو اسلام کہتے ہیں لیکن دنیا و آخرت دونوں میں خود کو اس ذات کے تحفظ میں دینے اور اس کی دی ہوئی ہدایت پر چلنے عزم وارادہ قول وفعل میں مطابقت رکھنے،عذاب آخرت سے بچنے کی خاطر تسلیم ہونے کو ایمان کہتے ہیں۔ایمان مادہ امن سے بنا ہے مفردات میں آیا ہے امن،اطمنانیۃ النفس وزوال الخوف کے معنی آتا ہے،

صاحب مفردات لکھتے ہیں امن دو طریقہ سے پڑھا جاتا ہے ایک متعدی بنفسہ ای آمنتُہ دوسرا متعدی بہ لام،جعلتُ لہ الامن پہلے مرحلے میں شخص داعی کے لیے امن ناگزیر ہے چنانچہ جب کوہ طور پر اللہ نے موسی بن عمران اپنی طرف سے داعی بن کے فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو موسی نے جواب دیا میری جان کو خطرہ ہے ہم ان کے ایک آدمی کو مار کر بھاگا ہوں تو اللہ سبحانہ نے فرمایا ڈرومت میں

تمہارے ساتھ ہوں ایت جب نبی کریم نے دعوت کا آغاز کیا توان کی جان کو خطرات سے بچانے کے لیے عہد ابوطالب نے کیا تھا جب ابوطالب وفات پائے تو آپ کو بہت خطرات لاحق ہوا یہ اللہ ہی کر سکتے ہیں کیونکہ کائنات میں کوئی ہستی نہیں جو خود ہر حوالے سے قدرت مافوق کل رکھتا ہو ذات باری تعالیٰ کے علاوہ تمام موجود آفات و بلیات کی زد میں ہوتا ہے، انسان کوئی بھی ہو وہ آفات سماوی ارضی جنی انسی درندہ پرندہ خطرات میں گھیرے ہوتے ہیں چنانچہ ذات غیر مسبوق عدم ناپذیر صرف اللہ ہی ہے۔عقائد اصول دین ایمان کی جگہ نہیں لے سکتی ہے کیونکہ یہ دونوں تصدیق محسوسات کے لیے ہوتا ہے بلکہ اللہ ایمان ماغاب عنا الحواس ہوتا ہے اللہ پر ایمان ایمان بغیب ہوگا۔

ایمان باالغیب:

ایمان باالغیب متعلق محزوف ہے یہاں دو کلمہ ہے ایمان ۔غیب انا مومن باالغیب میں غیب پر ایمان رکھتا ہوں اس دنیا میں موجود تمام اسان جانتے ہین اس کے لیے کائنات دو ہے ایک عالم شہود ہے جو اس انظار میں بلاواسطہ یا بالواسطہ آتا ہے اس ادراک میں اس کو چندان پریشان سرگرداں نہیں ہے دوسرا عالم غیب ہے ماورائے حسی موجود ہے یہ تقسیم اپنی جگہ نظریاتی نہیں بلکہ سیہانی میں سے اس کے سامنے پیچھے انسان کی شکل وصورت قد وقامت لباس شکل وصورت نرم خشونت ایک وجوہ سب حواس میں آتا ہے لیکن اس کی روح تو یقیناً اس کا ماں باپ دادادادی میں ہوں گے دنیا میں ہر انسان ایمان باالغیب یعنی تصدیق ماوراء میں ملحد وکافر بلا تفریق ہے لہذا ایمان صرف مالایدرک باالحواس پر تصدیق کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ عنوان مرکب بتوسط حرف جار ہے کلمہ میں یہاں دو ابحاث ہیں ایمان اور دوسرا غیب ان دو کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔

ایمان صرف تصدیق غیبیات نا قابل دید ادراک ظاہر کرنے کیلئے آتا ہے یعنی اس کے اصل وجود مسلم ہے جس کا حواس ظاہری سے ادرات ناممکن ہے مثلاً ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا ایمان ہے اس وقت فلاں کراچی میں فلان اجتماع میں خطاب کررہا ہے کیونکہ کراچی عالم شہود میں آتا ہے۔

باب اعتقاد ۹۲ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

دین اسلام حسب آیات قرآن دو حصوں میں تقسیم ہیں، ایک ایمانیات ہے اس بارے میں نازل آیات متشابہات ہوتے ہیں وہ کہاں سے تھے کیسے تھے اس کی وضاحت ممکن نہیں آیات محکمات امکان نہیں ہے دوسرا حصہ جن پر عمل کرنا ہے اس بارے میں نازل آیات محکمات ہیں کیونکہ اس پر عمل کرنا ہے چنانچہ عمران آیہ ۷ میں آیات دو حصوں میں تقسیم کیں ہیں آیات محکمات جن کے معانی ومصادیق ہمارے لئے واضح وروشن ہیں اور ہم نے اس پر عمل کرنا ہے اور دوسرا آیات متشابہات ہیں جن کے معانی مصادیق ہم پر واضح نہیں ہمیں ان پر ایمان لانا ہے، یہ بھی اللہ کی طرف سے نازل ہے من عنداللہ ہے لیکن یہاں عمل نہیں کرنا ہے یہاں صرف تصدیق کرنا تسلیم ہونا خاضع وقانع ہونا ہے چنانچہ قرآن کریم میں حروف مقطعات آیات متشابہات کی مثال دیتے ہیں ان کے معانی کی تلاش کرنا ہے لیکن ہمارا ایمان ہے یہ بھی من عنداللہ ہے چنانچہ عمران ایت ۷ میں والرسخون فی العلم میں کلمہ واو کو واو استناف قرار دیتے ہیں ایمان راسخ والے ان کو بھی من عنداللہ ہونے پر یقین کامل رکھتے ہیں اگرچہ غلات اس واو کو بلا دلیل واو عطف قرار دینے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں دوسری مثال نبی کریم کا اسراء بابیت المقدس یہ نبی کریم ﷺ نے دلائل شہودی سے ثابت کیا ہے یہ محکمات میں سے ہے آیات اسراء دلائل شہودی سے ثابت کیا چنانچہ مشرکین نے تسلیم کیا لیکن بیت المقدس سے آسمان کی طرف عروج کیا یہ ثابت نہیں کر سکتے ہیں لیکن اس پر ایمان لانا ہے، تیسری مثال اللہ پر دلائل عقلی قائم کر سکتے ہیں دلائل تجربی قائم نہیں کر سکتے ہیں بطور مثال قرآن اللہ کی کتاب ہے یہ دلائل عقلی سے ثابت ہے لیکن قیامت حساب، جنت وجہنم دلائل عقلی مشاہدات عینی ٹیکنالوجی سے ثابت نہیں کر سکتے لیکن جس کو آپ نے دلائل عقلی سے تسلیم کیا ہے اس پر ایمان لانا ایمان بغیب کے درجات مشاہدات سے بالاتر ہے۔

لہذا کہہ سکتے ہیں ہماری ایمانیات دو قسم کے ہیں ایمانیات یستدل نہایا المشاهدات والتجربات والمحسوسات هناك ايمانيات لا يستدل باالتجربات و المشاهدات بلکہ یومن نہا من عندالله ایمان بغیب خالص ہوتا ہے۔

ایمان مستند بہ مشاھدہ نہیں مستند بالغیب ہوتا ہے ایمان بالمشاہدہ یا تصدیق مشاہدات میں منافع نقدی فوائد حاضری ہونا ہے اس تصدیق کی کوئی قدر صحت نہیں ہوتی ہے اگر غلام سے کہیں اے غلام اس پتھر کو ہٹاؤ کہیں گے نہیں ہٹا سکتا لیکن اگر کہیں اس کے نیچے میرا کنز ہے تم کو کچھ دینا ہے تو وہ ہٹا ئیں گے لہذا معیار مقیاس ایمان بالغیب ہے بقرہ آیت ۳ ﴿الَّذینَ یُؤْمِنُونَ بِالْغَیبِ وَ یُقیمُونَ الصَّلاةَ وَ مِمَّا رَزَقْناهُمْ یُنْفِقُونَ ﴾

ایمان بغیب:

ممکن ہے جس طرح کافرین ملحدین کہتے ہیں جسے ہم نے دیکھا نہیں ہم اس پر ایمان کیسے لائیں چنانچہ ایک عرصے سے منکران اللہ جنگ بادیان پر اتر آئے اور کہا ایمان بغیب جہل بشر کا نتیجہ ہے۔ دین اللہ افیون شعوب ہے لینن نے کہا اللہ نے انسان کو نہیں بنایا ہے انسانوں اللہ بنایا ہے ان پر واضح ہوگیا ہے حقائق ان کے دعویٰ کے خلاف ثابت ہوئے ہیں لیکن نظام الحادی چاہے یہودیوں میسحوں سے وابستہ ہو یا مسلمانوں سے وابستہ ہو ادیان والوں کو دین اقنومی دین خرافاتی دین تزویراتی دین میلاد ماتم تھما کر ملک میں الحادیت کو بغیر کسی روک تھام کے رواج دے رہے ہوتے ہین چنانچہ مسلمان فرقوں کے ساتھ ایسا ہو رہا ہے جیسا کہ شیعہ جو کہ امام منصوص من اللہ کے کے معتقد تھے انہوں نے اپنے ملک کو جمہوریت پر قائم کر کے ایک ہزار چار سو تیس سال پہلے مدینہ میں ہونے والی سقیفہ کی حکومت قائم کی ہے سنی جو منصوصیت کے خلاف تھے چار سو سال سے نظام منصوص میں گزر رہے ہیں لیکن دین پر تشدد کر رہے ہیں آج سیکولزم نے اعلان کیا ہے لیکن بول نہیں سکتے ہیں۔ میرے پاس اس بارے میں ایک قصہ دوران حج بیت اللہ کو شرف ہونے گئے وہاں بقیع گئے نیز بعض ایرانی بھی اس میں جاتے تھے ایرانی زائرین ۱۶ ذی قعدہ کے بعد آنے شروع ہوتے ہیں ان کے آنے سے پہلے بقیع سنسان رہتا ہے ایرانیوں کے آنے کے شروع ہونے کے چند دن بعد بقیع کی حالت پوچھی تو کہنے والے نے کہا کہ اب رونق بڑھ گئی ہے اہلبیت دل آہ و بکا کر رہے ہیں وہاں ہونے والے مصائب

بیان کرر ہے ہوتے ہیں تو کسی نے سوال کیا کہ حضرت زہرا کیا بقیع میں دفن ہوئی ہیں یا روضہ رسول میں؟ تو وہاں موجود بزرگوں نے فرمایا کہ حقیقت وہی ہے کہ روضہ رسول میں دفن ہیں لیکن ہم یہ کہہ نہیں سکتے ہیں۔

ایمان بغیب شرف وافتخار واعزاوکرامت ہے برتری انسان غیر انسان پر ہے کہ انسان ایمان بغیب رکھتا ہے، ایمان بغیب امتیازات انسان ہے۔لیکن یہاں اس بارے میں وضاحت پیش کرنے سے پہلے ایک دوتمہید پیش کرتے ہیں خاص کرعلم پرستان پر یہ واضح کرنا مقصود ہے،علم بے ایمان بغیب لنگڑا اپاہج ناقص لہو ہے،علم غیب ہی زینہ علم ہے۔اس کے لیے پہلے مرحلے میں غیب کی اقسام بتانا ہو گی۔

ایمان بغیب کے مصادیق قرآن:

سورہ نساء آیت ۱۳۶﴿يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ الْكِتابِ الَّذى نَزَّلَ عَلى رَسُولِهِ وَ الْكِتابِ الَّذى أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَ مَلائِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً بَعيداً ﴾ بیان ہوا ہے۔۱۔اللہ سبحانہ پر ایمان ۲۔رسولوں پر ایمان ۳۔قرآن ۴۔کتب سابقہ ۵۔ملائکہ ۶۔انبیاء گزشتہ ۷۔ایمان با آخرت۔اللہ کے علاوہ باقی ایمانیات پر عقلی استدلال امکان نہیں کیونکہ اس کے لیے تابع وحی ہونا ہے اور جب اللہ کا وجود ثابت ہو گیا جو قرآن میں دعوت ایمان دی گئی ہے۔

ایمان بملائکہ کتاب ثقافہ الاسلامیہ وتحدیات العلیہ تالیف شوکت محمد علیان ص ۱۳۶ ایمان بملائکہ تصدیق جازم و قاطع بہ ملائکہ۔

ایمان بغیب ایمان اندھا اعمی واحمق نہیں:

منکرین اللہ ایمان بالغیب کو ایمان اندھا واحمق کہتے ہیں کہ عقل اس کو نہیں مانتی ہے جو چیز حسن نظر وسمع ولمس میں نہیں آتی اس کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں کائنات خود نے خود کو بنایا یا بطور صدفہ

ایجاد ہوئی ہے اس سلسلے میں علامہ مغنیہ اپنی کتاب عقلیات اسلامیہ ج اص ۸۲ پر لکھتے ہیں منکرین ملحدین اللہ نے کہا ہے اللہ پر ایمان لانے والوں نے بغیر علم وحس ورؤیت ایمان لائے ہیں جب وہ کائنات کی تحکیم محیر العقول نظام کی تفسیر وتوجیہ علمی کرنے سے عاجز وقاصر ہوئے تو انہوں نے مافوق طبیعت ایک طاقت وقدرت فرض کرکے اس کی پرورش شروع کی ہے۔ منکرین ملحدین نے خلقت کائنات کے بارے میں یہ بھی کہا ہے کائنات خود بخود بطور صدفہ پیدا ہوئی یا یوں کہا ہے کائنات ابتداء میں ایک مائع چیز کی صورت میں فضاء میں گردش میں تھی پھر اچانک اس میں ایک بڑی طاقت و قدرت والی حرکت آئی اس کے نتیجے میں کائنات کی موجودہ کمال و جمال کی محیر العقول صورت میں ایک منظّم آفاقی نظام شمسی وقمری وجود میں آیا ایمان لانے والے مومنین کا ان سے سوال ہے یہ کہاں سے پتا چلا کائنات کی موجودہ صورتحال بننے سے پہلے مائع کی صورت میں موجود تھی وہ حس میں تو نہیں آتی تھی اس بارے میں نہ کوئی نقل معتبر آئی ہے کوئی دلائل و براھین پیش کئے گئے ہیں نہ اس پر کوئی قرائن واسناد ملتے ہیں ایمان بالغیب ایمان ناگزیر ہے چاہئے ملحد وکافر ہو یا مومن ومتقی کیونکہ حقیقت مسلمہ مکررہ ہے جس کسی نے بغیر دیکھے کسی چیز کے ہونے کا دعویٰ کیا کیا وہ ایمان بالغیب ہوگا بغیر جاذبہ زمین پر ایمان لایا، لوہے کا لوھا جذب کرنے والا مقناطیس کو کس نے دیکھا پروٹان کے گرد الیکٹرون کو گردش کرتے ہوئے کس نے دیکھا دلوں میں میلان و جھکاؤ کو کس نے دیکھا ہے انسان کے اندر روح اور عقل کو کس نے دیکھا اذہان میں جمع ذاکرات محفوظات کو کس نے دیکھا اصل انسان مرد ہے کس نے دیکھا۔

علم غیب زیادہ تر شیعہ اپنے آئمہ کے فضائل میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے نسبت دیتے ہیں حوزہ علمیہ قم سے دو جلد کی کتاب نشر ہوئی ہے کتاب کا نام ہے سلونی قبل ان تفقدونی ہے اس میں الی ان نہایہتہ غیب گوئیوں کی فہرست دی۔ علامہ جواد مغنیہ نے بھی اپنی کتاب علی والقرآن ص ۴۴ پر ایک عنوان المغیبات سے مصئون کیا ہے جس میں حضرت علی کے غیب گوئیوں کے چند نمونے ذکر کیے ہیں پھر لکھتے ہیں لیکن وہ پہلے یا بعد میں ایک مسلمہ حقیقت ٹکراؤ دیکھا دین اسلام نے

کہانت سحر نجومت سے منع کیا ہے یہاں تک خود حضرت علی کی طرف سے اس کی مذمت آئی ہے۔ یہ طریقہ تکذیب اللہ میں آتا ہے جس نے بغیر علم بات کی وہ لاتقل کل ماتعلم ولاتفعل ۔ من اختی بغیر علم بعثۃ الارض والاسماء لاتقل مالاتعلم بل لاتعقل کل ماتعلم یہ ممکن نہیں جس چیز سے حضرت منع کریں وہ خود کریں کس طرح اس کی حمایت کریں چنانچہ ایک ایسی غیب گوئی پر کسی نے حضرت علی سے کہا آپ نے غیب گوئی کی ہے جو کہ جائز نہیں اس پر حضرت نے فرمایا ''ھذا لیس بعلم وان ھواخز من ذی علم'' اس طرح سے جتنے بھی علم غیب کے اقوال حضرت نے بیان کئے ہیں وہ نبی کریم سے منقول ہیں علامہ مغنیہ کی اس تحلیل و تجزیہ کے مطابق غیب گوئی سے متعلق جتنی بھی روایات مجامع کتب میں درج ہیں وہ صحیح ہیں وہ اصول غیب سے متصادم نہیں ہیں جس نے یہ غیب گوئی کی ہے اس نے خود نبی کریمؐ سے یا حضرت علی سے نقل کیا ہوگا لیکن یہ دفاع ایک اور لحاظ سے مخدوش قرار پاتا ہے کیونکہ جن روایات میں یہ غیب گوئی حضرت سے نقل ہے اس سے حضرت نے نبی کریمؐ سے استناد نہیں کیا ہے یہ علامہ کا حدس ہے کہ نبی کریمؐ سے اخذ کیا ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ ان آیات کثیرہ سے متصادم ہے جن میں اللہ سبحانہ نے نبی کریم سے اقرار و اعتراف کرایا ہے کہ میں علم غیب نہیں جانتا ہوں، جب نبی کریمؐ خود غیب نہیں جانتے تھے اللہ نے ان سے اقرار کرایا تو علی سے یہ دعویٰ نعوذ باللہ نبیؐ پر افتراء ہوگا حاشا و کلاہ لیکن یہ کہہ سکتے ہیں یہ علامہ مغنیہ صاحب کی کمزوری ہے جتنے بھی خرافات ان کے آئمہ سے منسوب ہیں وہ صحیح ہیں گویا شیعوں کے خرافات صحیح ہیں لیکن دیگران کے صحیح نہیں اگر علامہ مجلسی و کلینی کی کتابوں میں موجود ہے تو وہ غلط نہیں ہوسکتا ہے جس طرح آیات متشابہات کی تاویل کرتے ہیں اس طرح ان مشکوک روایت کی بھی توجیہ کرنی چاہیے لیکن یہاں ایک اور مشکل پیش آتی ہے کہ آپ امام باقر اور امام صادق کی غیب گوئی کو کہاں سے استناد کریں گے، وہ تو نہ علی سے ملے اور نہ رسول اللہ سے ملے تھے۔

عالم غیب کی اقسام:

باب اعتقاد ۹۷ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

اللہ سبحانہ تعالیٰ ۲۔رسول ۳۔قرآن ۴۔کتب سابقہ ۵۔ملائکہ ۶۔انبیاء گزشتہ ۷۔ایمان با آخرت اللہ کے علاوہ باقی ایمانیات پر عقلی استدلال امکان نہیں بلکہ وہ صرف بر منحصر وحی ہونا ہے جب اللہ کا وجود ثابت ہو گیا اور قرآن بھی دلائل عقلی ونقلی سے ثابت ہو گیا ہر وہ چیز جس پر قرآن نے ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔

ایمان بملائکہ کتاب ثقافہ الاسلامیہ وتحدیات العلمہ تالیف شوکت محمد علیان ص ۱۳۶ ایمان بملائکہ تصدیق جازم و قاطع بوجود ملائکہ وانہم عباد اللہ المکرّیون لایصون اللہ ما امرھم ویعطیون امرھم۔

عرب بدو نے کہا البعرة تدل على البعير، والأثر يدل على المسير، فسماء ذات ابراج و ارض ذات فجاج الا تدل على الخالق القدير؟ اس حوالے سے وجود اللہ پر صرف عقل ہی کار آمد ہے

۱۔انتہائی چھوٹا ہونے کی وجہ سے غائب ہے۔

۲۔انتہائی دور ہونے کی وجہ سے غائب ہے۔

۳۔عالم حس میں نہ آنے کی وجہ سے غائب ہے۔

۴۔عالم محسوسات میں آنے کے بعد غائب ہوا۔

۴۔ابھی تکون نہیں ہوا ہے۔

۵۔اس کی خلقت ہی بشر کے لئے نامرئی ہے۔جیسے ملائکہ وجن۔

ایمان:۔

کتاب عقیدہ والاخلاق محمد سعید طنطاوی ص ۵۲ اکلمہ ملائکہ ستر سے زائد اور ملک ۱۳ دفعہ تکرار ہوا ہے، جو وجود وبدنی قابل حس ولمس نہیں رکھتے وبنطور مخلواقات دیگر قرار نہیں پاتے ہیں، ملائکہ وفات نہیں رکھتے ہیں۔شہوات سے پاک مخلوق ہے، ذنوب ان سے صادر نہیں ہوتے ہیں، ان کی حقیقت شکل سواء اللہ کے کسی پر عیاں نہیں، ان کی صفات میں سے ایک وہ تشکل باشکال مختلفہ کی قدرت رکھتے

ہیں اس کی دلیل جبرئیل سیدہ مریم کے پاس آئے، ملائکہ حضرت ابراہیم کے پاس آئے جیسا کہ سورہ ذاریات ۲۴/۲۵ میں آیا ہے

۳۔ ان کی جائے سکونت آسمان ہے امر رب سے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔

۴۔ خلقت ملائکہ نور سے ہے۔

۵۔ خلقت ملائکہ آدم سے پہلے ہے۔

۶۔ ملائکہ حضرت محمد پر صلواۃ بھیجتے ہیں سورہ احزاب آیت ۵۶ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَ مَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوا تَسْليماً﴾

ایمان تنہا اعتقاد قلبی وتصورات ذہنی نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو یہود ونصاریٰ مومنین میں شمار ہوتے کیونکہ قرآن میں آیا ہے اہل کتاب حضرت محمدؐ کو اپنی اولاد جیسی شناخت رکھتے ہیں منافقین مومنین جیسے ہوتے کیونکہ منافقین نے کہا ہے آپ اللہ کے رسول ہیں قریش نبی کریم سے ایسی مزاحمت نہیں کر سکتے وہ ایمان کی تعقیبات کو سمجھتے تھے، وہ جانتے تھے اس کے بعد کتنے احکامات آئیں گے جن پر عمل کرنا ان کیلئے شاق ودشوار ہوگا، کتنے احکامات آئیں گے جن پر عمل کرنا دشوار ہوگا۔ جب بندہ دل سے ایمان لائے گا اللہ سبحانہ ان اعمال کو بجالانے میں مدد کریں گے معاونت کریں گے ہدایت دیں گے۔

ایمان اور عمل میں تقابل :

دو مرکب کلمات کی ترکیب کے بارے میں بحث علم نحو میں کرتے ہیں دونوں کے درمیان معنی کے حوالے سے علم منطق میں کرتے ہیں منطق والوں نے دولفظوں کے درمیان چند انواع تقابل بتایا ہے۔

۱۔ دونوں کے معنی ایک ہوتے ہوں اس کو مترادف کہا ہے۔

۲۔ دونوں میں جمع اور رفع دونوں ناممکن ہو اس کو تناقض کہتے ہیں۔

۳۔ دونوں میں جمع ناممکن ہو اس کو تضاد کہتے ہیں۔

۴۔ ایک کے معنی دوسری معنی کے تصور کے بغیر ممکن نہیں اس کو تصایف کہتے ہیں۔

کلمہ ایمان اور عمل دو لفظ ہیں، ایمان عمل جو نہی ہے عمل عمل جوارحی ہے ایمان اور عمل میں یگانگیت پایا جاتا ہے یا دونیت پایا جاتا یا عامل و معمول اثر و موثر پایا جاتا ہے یہ بحث پہلی صدی کے دوسرے پچاس سے شروع ہو کہتے ہین اس فکر کے موجد حسن بن محمد بن حنفیہ تھے ایمان بدون عمل دعوت دینے والوں کو مرشیہ کہتے ہیں عمل بدون ایمان کو عمل نفاق کہتے ہیں۔

ا۔ ایمان اور عمل میں کیا رشتہ ہے، مترادف ہیں یا ان میں تضاد تناقص پایا جاتا ہے آپس میں نہ جوڑنے والا یا دونوں میں جمع قرآن کریم میں ایمان والوں کو دعوت عمل دی گئی ہے۔

۲۔ دو لفظ کے ایک ہی معنی ہوں، ایسا بھی نہیں ہے کیونکہ کثیر آیات میں ایمان والوں کو دعوت بعمل دی ہے۔

۳۔ عمل لازم ایمان ہے اگر ایمان رکھتے ہیں تو عمل بھی ضروری اور عمل ناگزیر ہے، ایمان اور عمل میں انفکاک جدائی ناپذیر ہے لیکن ایمان اور عمل میں انفکاک اور جدائی کہاں سے کب سے شروع ہوئی ہے۔

ایمان اور عمل میں انفکاک وجدائی کا رسماً اعلان بطور ایک مذہب عصر اموی میں ہوا جہاں ایک مذہب بنام مرجئہ وجود میں آیا، انہوں نے عمل اور ایمان میں رشتہ نہ ہونے کا دعوٰی کیا۔ اس کی تفصیل دراسات فرق و مذاہب میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ایمان اور عمل میں انفکاک ناپذیر ہے اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیات ہیں جہاں ایمان کے بعد عمل کی تاکید کی گئی ہے سورہ مبارکہ بقرہ آیت ۳ ﴿الَّذينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَ يُقيمُونَ الصَّلاةَ وَ مِمَّا رَزَقْناهُمْ يُنْفِقون﴾ ایمان لانے والے اقامہ صلوٰتہ، انفاق کرتے ہیں سورہ آل عمران آیت ۱۱۴ ﴿يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسارِعُونَ فِي الْخَيْراتِ وَ أُولئِكَ مِنَ الصَّالِحينَ﴾ میں ایمان کے بعد امر معروف اور نہی عن المنکر کی تلقین ہے ایمان

والے اپنے مال سے انفاق کرتے ہیں لیکن جو لوگ مال بطور ریا کاری خرچ کرتے ہیں وہ درحقیقت مومن نہیں ہیں سورہ نساء آیت ۳۸ ﴿وَ الَّذينَ يُنفِقُونَ أَمْوالَهُمْ رِئاءَ النَّاسِ وَ لا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ لا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ مَنْ يَكُنِ الشَّيْطانُ لَهُ قَريناً فَساءَ قَريناً﴾

<u>ایمان بذات خود منافیات ایمان بھی رکھتا ہے</u> جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور طاغوت پر بھی ایمان رکھتا ہے وہ مومن نہیں ہے۔ سورہ نساء۔ ۵۱، ۱۵۵ ایمان کی ایک لازمہ کفر سے بے دینی سے برأت ہے، جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اللہ کے دشمنوں سے دوستی نہیں رکھتے مائدہ۔ ۸۱ ایمان اور عمل میں انفکاک جدائی نہیں ہے یہاں چند فارمولے اور مفروضے بنتے ہیں:

۱۔ ایمان اور عمل میں انفکاک وجدائی ممکن نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے ایمان لائے اور عمل نہ کرے تو ایمان اثر رکھتا ہے یا نہیں۔

۲۔ ایک انسان عمل انجام دیتا ہے لیکن ایمان نہیں رکھتا ہے۔ کیا اس کا عمل ثمرات بخش ہوتا ہے یا نہیں۔

۳۔ خالص عمل کرتے ہیں لیکن ایمان نہیں رکھتے اس کا شمار کہاں ہوگا۔

ایمان بغیر عمل خسران اور زیان اور ہے، وہ نقصان دو جمع ہے اور ایسا کرنے والا آخر میں مومن بھی نہیں رہتا ہے اور انہیں مومن نہیں کہہ سکتے۔ عمل کے بغیر ایمان پر اکتفا کرنا کفر کی نشانی ہے سورہ انعام آیت ۲۰ ﴿الَّذينَ آتَيْناهُمُ الْكِتابَ يَعْرِفُونَهُ كَما يَعْرِفُونَ أَبْناءَهُمُ الَّذينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لا يُؤْمِنُونَ﴾ سورہ العصر آیت ۲، ۳ ﴿إِنَّ الْإِنْسانَ لَفی خُسْرٍ ...... ۲﴾ ﴿إِلَّا الَّذينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحاتِ وَ تَواصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَواصَوْا بِالصَّبْرِ .. ۳﴾ سورہ البلد آیت ۱۷ ﴿ثُمَّ كانَ مِنَ الَّذينَ آمَنُوا وَ تَواصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَواصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ﴾ سورہ انفال آیت ۵۵ ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذينَ كَفَرُوا فَهُمْ لا يُؤْمِنُونَ﴾ اللہ نے کافرین کو بدترین حیوان کہا ہے دین میں حیلہ بہانہ تلاش کر کے ترک عمل کرنے والوں کو دائرہ اسلام سے

خارج کیا گیا ہے سورہ توبہ آیت ۴۴، ۴۵ ﴿لا یَسْتَأْذِنُکَ الَّذینَ یُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ یُجاهِدُوا بِأَمْوالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ وَ اللَّهُ عَلیمٌ بِالْمُتَّقینَ .. ۴۴﴾﴿إِنَّما یَسْتَأْذِنُکَ الَّذینَ لا یُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْیَوْمِ الْآخِرِ وَ ارْتابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فی رَیْبِهِمْ یَتَرَدَّدُونَ .۴۵﴾ اکثر دعوٰی ایمان کرنے والے مومن نہیں ہیں سورہ یوسف آیت ۱۰۶ ﴿وَ ما یُؤْمِنُ أَکْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَ هُمْ مُشْرِکُونَ﴾

زندگی عمل پر متوقف ہے اور عمل اپنی جگہ ایمان پر متوقف ہے۔

۱۔ ایمان کے بغیر سعادت دین و دنیا ناممکن ہے۔

دنیا جائے عمل ہے اعمال دو قسم کے ہیں۔

عمل کے بعد کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا اس کو لھو لعب کہتے ہیں۔

۲۔ جو عمل با مقصد و سودمند ہے اس سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ آپ اپنے لڑکے کی بیہودہ حرکتوں کھیلوں میں زندگی گذارنے کو ناپسند کرتے ہیں اسی طرح آپ کو جس عمل میں فائدہ نہیں تو آپ چھوڑ دیں گے کیونکہ فائدہ نہیں تین عناصر انسان کو سعادت سے ہم کنار کر سکتے ہیں۔

۱۔ فکر صحیح

۲۔ عمل صحیح

۳۔ سلوک صحیح

نتائج الایمان باللہ مقالات فی کلمات علی طنطاوی ج ۱ ص ۱۳ نتائج الایمان باللہ مقالات فیکلمات علی طنطاوی ج ۲ ص ۱۵۹ ایمان باللہ تعریف عام بدین اسلام ص ۷۸

وجود اللہ استاد محمد غزالی عالم مصری اپنی کتاب عقیدہ المسلم ص ۱۲ پر لکھتے ہیں ایمان بوجود اللہ یکے از بدیہات و وجدانی و فطری انسان میں سے ہیں ملے، جسے انسان بلوغت سے پہلے درک کرتے ہیں۔

تمام مخلوقات ایک غرض وغایت مخصوص کیلئے خلق ہوئیں:

تمام مخلوقات ایک غرض وغایت مخصوص کیلئے خلق ہوئی ہیں وہ اس غایت کوانجام دینے میں کسی قسم کی خطاء ولغزش نہیں کرتیں آپ اسکے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں وہ منافی غایت عمل انجام دینے سے معصوم ہیں احزاب ۷۲ سوائے انسان کے جسے اللہ نے یہ اختیار دیا ہے وہ اپنی مرضی سے عمل بجا لائے، اللہ کیطرف سے وہ مجبور نہیں ہیں دوسری زبان میں انسان ایک مخلوق آزاد وخود مختار ہے اس سلسلے میں سورہ مبارکہ طہٰ آیت ۵۰ میں موسیٰ کلیم اللہ سے نقل کرتے ہیں میرا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو خلق کرنے کے بعد اس مخلوق کو اسی غرض وغایت کی طرف ہدایت دی ہے، یہ ہدایت جو مخلوقات کو دی ہے وہ دو قسم کی ہے ایک کی ہدایت خود مخلوق کے وجود میں ضم ہے جسکی مثال ٹائم بم جیسی ہے بم ساز نے بم میں ایک ٹائم فٹ کیا ہے جو مقررہ وقت منفجر ہوگا اسی طرح اللہ نے غیر انسان تمام مخلوقات کے اندر جداگانہ ایک ہدایت کو اس میں ضم رکھا ہے کہ وہ بغیر بیرونی ہدایت کہ خود انجام دیتی ہیں، اسکی مثال خود انسان سے ملتی ہے کہ انسان کا یہ وجود جس میں اللہ نے مختلف اعضاء رکھے ہیں جنہیں وہ خود بخود انجام دیتا ہے یہاں انسان کو ہدایت کی ضرورت نہیں مثلاً اللہ نے انسان کو آنکھ دی ہے یہ آنکھ خود دیکھتی ہے، آپکا ارادہ کرنے کی ضرورت نہیں کہ میں دیکھوں، آپ ارادہ بھی نہ کریں یا نہ دیکھنے کا ارادہ بھی کریں میں نہیں دیکھوں گا تو بھی آپ دیکھیں گے، اسی طرح انسان کو ناک دی ہے کہ وہ چیزوں کی بُو سونگھے تو وہ بُو اسکو خود بخود آتی ہے، زبان دی ہے یہ ذائقے کیلئے ہے ذائقہ کرنے میں اشتباہ نہیں کرتی اس میں وہ خطا نہیں کرتی اس سلسلے میں آپ کوّے کو دیکھو کوّے کی طبیعت یہ ہے وہ چیزوں کو زمین میں کھود کر دفن کرتا ہے یہ اسکی مہم غایت طبیعت ہے وہ عمل طبعی انجام دیتا ہے جب آدم کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کیا اور اسے پشیمانی لاحق ہوئی اور وہ پریشان ہوا کہ کیا کروں اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس وقت اللہ نے اسکی ہدایت کیلئے کوّے کو بھیجا اسکے بعد کوّے نے اپنی طبیعت کو انجام دیا، دیکھو اشرف المخلوقات کہلانے والے انسان کو یہ سادہ سی بات سمجھ میں نہ آئی لیکن عقل سے خالی

کوّے نے یہ کام آسان طریقے سے انجام دیا جس سے قابیل نے عبرت لی مائدہ ۳۱ دوسری مثال گدھے کی ہے گدھے کو ایک منفور ناپسند حقیر و ذلیل مخلوقات تصور کیا جاتا ہے انسان کے لئے اللہ نے قرآن میں اسکی خصوصیات وصفات بیان کی ہیں اسکی صفات شناخت میں سے ایک ناسمجھی ہے انسان جب گرا ہوا ہو ناسمجھ ہو تو اسکو گدھے سے نسبت دیتے ہیں یہ گدھا ہے کہ یہ ناسمجھ گدھا ہے آپ اس پر سوار ہوتے ہیں سامان لاد کے لے جاتے ہیں کسی قسم کی سرکشی نہیں کرتا نافرمانی نہیں کرتا لیکن جب کسی نہر کے قریب پہنچتا ہے تو وہ دیکھتا ہے چل سکتا ہے لیکن پانی سے منہ موڑتا ہے چاہے آپ ہزار بار ماریں وہ آگے نہیں جائے گا لیکن آپ نے اخباروں میں پڑھا ہوگا کئی بار پڑھا ہوگا کہ بہت سے لوگ دریا میں کودنے کی وجہ سے غرق ہو کر لاپتا ہو گئے لیکن کبھی نہیں سنا گدھا پانی میں ڈوب گیا ہے لہٰذا گدھے جیسی مخلوقات غیر مختار جنہیں ہم بے سمجھ جانور کہتے ہیں وہ غلطی نہیں کرتے یہ گدھا کسی دن اوپر سے نیچے کو نہیں کودتا پانی میں نہیں کودتا ہے کیونکہ اسکی ہدایت اسکی طبیعت میں رکھی گئی ہے اسکا اپنے نفس کے خلاف کوئی کوشش وارادہ نہیں ہوتا ہے جس طرح الیکٹرونک سامان جس طرح انہیں بنایا جاتا ہے اسی طریقے پر چلتے ہیں، گھڑی وموبائل پر آپ ٹائم فٹ کریں وہ صحیح بتائے گا لیکن یہ انسان جس کے خیر وصلاح کیلئے اللہ نے عقل دی ہے اس کے لئے انبیاء مبعوث ہوئے اسے حکم دیا یہ کام کرو یہ نہ کرو یہ تمھاری جان کیلئے خطرہ ہے جان لیوا ہے عقل بھی اسے رد کرتی ہے اور باہر سے نبی بھی رد کرتے ہیں لیکن وہ نہی شدہ چیز کو خوشی سے انجام دیتے ہیں تو وہ ہلاکت میں جاتے ہیں جس کے لئے بعض علماء مثال دیتے کوئی کھانا یا دواء زیادہ کھانے والے کو حیوان سے تشبہ دیتے ہیں لیکن حیوان ایک مرحلے میں پہنچنے کے بعد نہیں کھائے گا آپ اسے ماریں گے تو بھی نہیں کھائے گا، جس طرح آپ چھوٹے بچے کو دودھ دیتے ہیں وہ پیٹ بھرنے کہ بعد آپ ہزار کوشش کریں گے نہیں پیئے گا نہ کھائے گا، اسکی طبیعت میں جو ہے وہی لے گا کیونکہ بچہ طبیعت کی پیروی میں نہیں کھاتا لیکن ماں باپ عاقل پیٹ بھرنے کے بعد کھانا لذیز ہونے کی وجہ سے چند لقمے اور بھی کھا لیتے ہیں یا کسی کی خواہش پر کھاتے ہیں۔ انسان کی طبیعت میں سرشت میں طغیان سرکش اور تجاوزات ہیں۔ آپ یوں کہہ سکتے ہیں عقل

جو انسانوں کو راہ راست پر لانے کیلئے عطا کیا وہی اس کو گمراہی میں استعمال کر رہا ہے۔

غرض خلقت انسان اور خلقت کائنات غرض و غایت رکھا ہے ورنہ نعوذ باللہ یہ عمل فعل عبث ہو گا جیسا کہ ان آیات میں آیا ہے عمران ۱۹۱، مومنون ۱۱۰ص ۲۷ اللہ فعل عبث نہیں کرتا ہے کائنات ایک غایت کے لئے خلق ہوا لیکن ہر ایک کی غایت دوسری مخلوق یا کل نظام کی خاطر خلق کیا ہے لیکن انسان کے بارے میں آیا ہے وہ عبادت کیلئے خلق ہوا ہے بعض نے کہا ہے وہ عبادت نماز ہے بعض نے روزہ بعض نے دعا اور بعض نے خدمت انسان اور بعض اطاعت و بندہ کامل کہا ہے غرض خلقت انسان عبادت کے لیے ہیں لیکن خود عبادت کیا ہے معمی بن گئی ہے نورانین نے اس پر ڈاکہ ڈالا ہے اور اس کی مختلف متعدد تفاسیر و توجیہات کی ہیں۔

☆☆

۱۔ پانچ وقت کی نماز ہے۔ ۲۔ زکوٰۃ ۳۔ دعاء ہے

۴ تولی و تبراء ہے

۵۔ خدمت خلق ان پانچ میں سے یا پانچ کے پانچ ہے لیکن صرف ایک غرض خلقت کا معنی نہیں بنے گا بلکہ ایک مختصر چیز ادا کر کے بندے کو بندگی سے آزاد کرنے کا مفہوم بنے گا بندہ بندگی سے آزاد کا تصور عقل و شرع دونوں میں ممنوع پذیر نہیں بندہ میں لیاقت استقلال آزادی مطلق نہیں جس طرح ایک بچہ نابالغ دور بچگی ہو یا طفولیت میں اس کی سرپرستی سے ہاتھ اٹھانے کی مانند ہے انسان اگر طاغی باغی بھی بنے گا وہ اس کی کفالت اور رعایت سے باہر نہیں ہو سکتا ہے اگر ان پانچ میں سے ایک پانچ آزاد کرنے کے بعد آزاد تصور کریں تو اس انسان طاغی و باغی سے چندان فرق نہیں پڑے گا اس صورت کو بندگی نہیں کہے گا اس کو جز وقتی اجیر کہہ سکتے ہیں۔

ایصال ثواب :

یکے از مصطلحات عقائد ایصال ثواب ہیں یعنی زندگان کا رفتہ گان کیلئے ثواب کی ترسیل ہے

۔اس کی متعدد صورتیں بنائی گئی ہیں ۱۔نماز روزے جو چھوڑے ہیں کسی کو اس مردے کا اجیر بنا کر انجام دیتے ہیں۔اس کا اجر اس مردے کو پہنچے گا یا نہیں اسے اس سے کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں اوّل کلام ہے۔اس میں پڑھنے اور واسطے کا فائدہ ضرور ہے چاہے شریعت میں اس کی کوئی بنیاد ہی نہ ہو ۲۔ان کے نام موقوفات کرتے ہیں ۳۔کھانا کھلاتے ہیں ۴۔بعض قبرستانوں میں کھانے بھیجتے ہیں مجالس کراتے ہیں۔بعض افراد ثواب بیچنے خود قبرستان پہنچاتے ہیں، قبر پر جا کر دیتے ہیں۔بعض کھانے پینے کی چیزیں بھیجتے ہیں بعض نماز بعض تلاوت قرآن بعض سورۃ فاتحہ بعض زیارت یا حج نیابتی بھیجتے ہیں، اس حوالے سے صاحبان مال و دولت والے بڑا اہتمام کرتے ہیں بعض ہمیشہ یاد رکھتے ہیں بعض خاص خاص دنوں میں خصوصی طور پر یاد کرتے ہیں جیسے پندرہ شعبان اور ایام عید کو مردوں کو یاد کرتے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ یہ اعمال قرآن اور سنت عملی رسول اللہ سے کہاں سے استدلال کئے ہیں؟ بعض اس کو وہابیوں کی ضد میں انجام دیتے ہیں کیونکہ ان کے پاس اور کوئی دلیل نہیں ہے۔جس کسی نے بھی اس تصور کو فروغ دینے کیلئے یہ اختراع کیں ہیں اس کے خیال میں قیامت حشر و نشر میں بھی انہی صاحبان مال و دولت والوں کا راج ہوگا، ان کے مرنے والوں کو ثواب مسلسل ملتا رہے گا، یوم حشر تک ان کے پاس موصول ثواب بہت ہوگا، فقراء و مساکین اس دن بھی محروم ہی رہیں گے جبکہ آیات نفی شفاعت اس کے بطلان پر مہر قاطع ہیں۔

حرف باء

بداء :

صاحب عقیدہ امامیہ نے گیارہویں عقیدہ بداء کا معنی ظاہر ہونے کو کہتے ہیں بداء یکے عقائد شمار کرنا محتاج ہیکہ پہلے اس تاریخ کا یقین کریں بداء عقائد میں کب شمار ہو گئے تھے کیونکہ عقیدہ نبوت کے لیے ایک تاریخ بتاتے ہیں بعثت انبیاء کا سلسلہ حضرت نوح سے شروع ہوا چنانچہ قرآن میں آیا ہے دین یہود کی تاریخ موسی سے شروع ہوتی ہے دین نصاری کی تاریخ حضرت عیسی کی پشت سے شروع ہوتا ہے اسلام کی تاریخ چالیس سال بعد حملہ ابرھہ بتاتے ہیں تاریخ تشیع میں اختلاف ہے بعد

از قتل عثمان ہوا ہے تاریخ اہل السنہ ابوالحسن اشعری سے شروع ہوئی بداء کی تاریخ ۶۸ ھ کو مختار بن ابی عبیدہ ثقفی سے شروع ہوئی بداء مذہب مسلمین میں سے بعض کا عقیدہ ہے لیکن آج کل سیاستدانوں صحافیوں روشن خیالوں بے ضمیروں کا حکمت عملی فراست ظرافت بنی ہے سب کی برگشت افک پر منتہی ہوتی ہے لیکن قارئین یہ نہ بولیں کوئی بھی عقیدہ چاہے صحیح ہو یا غلط اس کی تاریخ ہوتی ہے اس کی تاریخ نہ پڑھنا بھولیں اس اصول مسلمہ کے تحت اگر آپ عقیدہ بداء کی تاریخ جاننا چاہتے ہیں تو کتاب ملل و نحل متوفی محمد بن عبدالکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ کی کتاب ملل ونحل ج ا ص ۱۴۰ پر ملیں گے یاں صاحب ملل لکھتے ہیں یہ عقیدہ کی ابداع مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کا اختراع ابداع بتاتے ہیں لیکن انہیں اس عقیدہ کی ابداع کی ضرورت کیوں پڑی اس کے لیے پہلے ان کی شخصیت جاننا ضروری ہے مختار بن ابی عبیدہ ہجرت کے پہلے سال میں طائف میں پیدا ہوا وہ بارہویں ہجری کو مدینہ میں آئے وہ فرقہ خوارج سے تعلق رکھتے تھے مدائن میں امام حسین پر حملہ کرنے والوں میں تھے جب مسلم بن عقیل کوفہ میں نمائندہ امام حسین بن کے ائے تو اس نے مسلم کو اپنے گھر میں رکھا جب عبیداللہ ابن زیاد کی آمد کی خبر سنی تو مسلم کو گھر سے نکال دیا اور خود روپوش ہو گیا جب عبیداللہ کوفہ پہنچے تو خیمہ امان کا ناپناہ لی پھر وہ عبیداللہ کے اندان گئے زندان سے رہائی کے بعد عبداللہ بن زبیر سے ملے پھر عبداللہ بن زبیر کو چھوڑ کر کوفہ جا کر محمد بن حنفیہ کی امامت کا داعی بنے جب محمد بن حنفیہ نے اس کی تردید کی تو اس نے خود پر وحی ہونے کا دعوی کیا اس وقت مصعب بن زبیر نے ایک بڑا لشکران کے تعاقب میں بھیجا تو مختار احمد بن شمیف نامی شخص کے ساتھ تین ہزار لشکر بھیجا اور ان سے کہا مجھے وحی ہے وحی دکھانے کے لیے اس نے سفید کبوت پالے ہوئے تھے کہا یہ ملا کہ مجھ پر وحی ہو لشکر سے کہا وہ وحی کہاں کیے اس نے کہا اللہ کو بداء ہو گیا انہوں نے بداء کا معنی ظہور رای بعد اں لم یکن کیا ہے بعد میں یہ ایک مستقل عقیدہ بن گیا جو بھی شخص جھوٹ پردازی کرتے ہیں اس کی توجیہ بداء سے کرتے ہیں مذاہب فاسدہ میں کثیر نے اپنے قائدین کے لیے علوم غیر مھد ودوحی الہام لقاء اللہ کا دعوی کیا ہے جہاں ان کے وعدہ کلام کذب ثابت ہو گیا انہوں نے کہا اللہ کو بداء ہو گیا ہے۔ اگر بداء انسان کے لئے استعمال کریں تو کسی چیز کے بارے میں

باب اعتقاد ۱۰۷ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

نیا نظریہ یا نئی رائے آنے کو بداء کہتے ہیں یعنی سابقہ رائے غلط تھی، کسی عقیدہ کے بارے میں اسکا پہلا نظریہ بدل گیا ہے یعنی وہ پہلے اس بات کے بارے میں جانتے نہیں تھے لیکن بعد میں ان کا نیا عقیدہ سامنے آیا جسے وہ ٹھیک سمجھتے ہیں اس کی نسبت اگر کسی انسان کو دیں تو غلط نہیں ہوگا لیکن اگر اسے سنت اللہ کہیں یعنی اللہ کے لئے بداء ہوگیا تو یہ صریحاً غلط شمار ہوگا۔ یہ نسبت اللہ کی طرف غلط اور ناجائز ہے۔ انہوں نے ایسے اصول عقائد میں شمار کئے انہیں کیوں عقائد میں ایسے اصول شامل کرنے کی ضرورت پیش آئی، علامہ بزرگوار اس سلسلے میں لکھتے ہیں امام صادق نے اپنے دور کی امامت کے لئے اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کو نامزد کیا تھا لیکن اتفاق سے اسماعیل امام صادق کی حیات میں ہی وفات پا گئے۔ اس طرح اس عقیدہ میں شگاف آیا کہ امامت نص من اللہ ہے۔ کیوں باپ سے پہلے مرنے والے کو امامت کیلئے منتخب کیا، اس سے اللہ پر اشکال آتا ہے (نعوذ باللہ) اسماعیل کی وفات پر امام نے فرمایا اللہ کو جو اسمعیل کے بارے میں بداء ہوا ہے ایسا کسی اور کے بارے میں نہیں آیا ہے، یہ بداء جو امام صادق نے فرمایا ہے اس سے نعوذ باللہ امامیہ علم اللہ میں بھی اپنی دخالت کررہے ہیں اسکی وضاحت یا شبیہہ واشکال کا وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اللہ کیلئے بداء نہیں کہیں گے بلکہ اس کا مفہوم اللہ کے پاس ہے ﴿یَمْحُوا اللَّهُ ما یَشاءُ وَ یُثْبِتُ﴾ سورہ رعد ۳۹

ملاحظات :

۱۔ صاحب عقائد امامیہ سے سوال ہے کہ آپ کتنے اشکال واعتراضات کو عقائد میں گنیں گے تو اعداد شمار سے باہر ہونگے

۲۔ آپ خود کو اثنا عشری کہتے ہیں جیسا کہ آپ نے اس کتاب میں لکھا کہ ہم بارہ اماموں کے معتقد ہیں جبکہ عقیدہ بداء اسماعیلہ نے کا عقیدہ ہے، آپ اسے اپنے کھاتے میں کیوں ڈال رہے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے آپ اصل میں شش امامیہ ہیں یا بقول بعض شش اور بارہ یا چالیس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۳۔ عقائد امامیہ میں سے ایک عقیدہ اسلام کے بارے میں ہے، صاحب عقائد امامیہ لکھتے

ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ دین اسلام شریعت اللہ ہے اور اللہ کی آخری اور مکمل ترین شریعت ہے سعادت بشر کیلئے ضامن ترین شریعت ہے یہ ان کے دین و دنیا دونوں کی ضامن ہے۔ یہ دین جس میں بشر کی انفرادی واجتماعی وسیاسی ضمانت اس میں سموئی ہوئی ہے جب شریعت اسلام موجود ہے تو ہم کسی اور شریعت کے انتظار میں نہیں جو بشر کی بھلائی کیلئے ہو۔

۴۔ جب دین اسلام ایک جامع وکامل واتم شریعت ہے جو اللہ نے محمدؐ پر نازل کی ہے تو فقہ امام صادق جیسا کہ آپکی تمام کتب فقہ میں تمام کی تمام فقہ امام صادق سے بیان ہوئی ہے اس کو اسلام کے ساتھ کس طرح جمع کریں گے اگر دین کامل ہے تو فقہ صادق کیوں؟ آیا فقہ صادق عین اسلام ہے یا جزو اسلام ہے یا خلاف اسلام ہے۔

آپ کو وضاحت کرنا پڑے گی آخر میں آپ کے عقائد پر تحفظ ہے کہ آیا آپ کے پاس کسی چیز کو عقیدہ میں شامل کرنے کا کوئی حصار ہے یا یہ وقت و حالات کی دگرگونی پر منحصر ہے کہ حالات و واقعات پر اضافہ کر سکتے ہیں۔

برزخ:

یکے از مصطلحات عقائد حیات برزخ ہے برزخ لغت عرب میں دو چیزوں میں حائل کو کہتے ہیں اس کے مختلف مصادیق بنتے ہیں۔

۱۔ دو دریاؤں کے درمیان واقع خشکی کو کہتے ہیں۔ مرج البحرين يلتقيٰن

۲۔ حد فصل بین حیوان وانسان کو کہتے ہیں جیسے ناولق

۳۔ بین شک والیقین ہے جیسے ظن عرف دین میں حیات مجرد از قفص جسمانی ہے جہاں انسانی روح جسد خاکی سے خارج نعم وآسائش دنیوی سے محظوظ تھی کی اور جگہ جو حیات دنیا اور آخرت کے درمیان واقع قیام کرتے ہیں عالم برزخ میں حیات اولیٰ دنیا نہیں نہ حیات اخروی قیامت ہے،

حیات دنیا کے خاتمہ کے بعد خروج روح از جسد کے بعد روح جہاں بعثت قیامت کے انتظار میں رہتی ہے کہ قیامت کب برپا ہوگی چنانچہ یہاں بحث ہے کہ آیا یہاں کی زندگی جو کہ دنیا سے کٹ گئی اور تعلق بدن ختم ہو گیا اور آخرت جو جزا و سزا اعمال کا دن ہے ابھی متحقق نہیں ہوا ،تو اس مدت میں یہاں حالت انتظار میں رہنے والوں کے ساتھ کیا گزرے گی۔اس حوالے سے احادیث بہت غیر معقول قصہ کہانیوں سے پر ہیں انہی قصہ کہانیوں سے قبرستان کو رونق ملی ہے،شب جمعہ ۱۵ شعبان اعیاد کے دن متوصل ہوئے شریعت دودھ بریانی اصل شکم کے لیے شکم سیری کا بہترین موقع ہے غرض قرآن کریم کی آیات میں چند نکات بطور اجمال بیان ہے۔

۱۔مرنے کے بعد روح انسان زندہ رہتی ہے مرتی نہیں ہے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے جس پر کثیر آیات دلالت کرتی ہیں۔

۲۔انسان قیام قیامت تک حالت نیند میں رہتا ہے۔(یس۔۵۲)

۳۔فرعون اور اس کے جنود کو صبح شام عذاب کے شعلے دکھائے جاتے ہیں۔(مومن۔۴۶)

۴ حالت احتضار اہل شقاء کے لیے نزع روح ایک دردناک عذاب ہے سورہ نازعات کی پہلی آیت یہ ان کے لئے سخت دن ہے۔

مومنون آیت ۱۰۱ برزخ کے بارے میں تفسیر قرآن میں صاحب فرقان نے برزخ کے بارے میں نور الثقلین ج ۳ ص ۵۵۳ سے تفسیر علی ابن ابراھیم قمی سے نقل کیا ہے برزخ امر بین امرین ہے یعنی ثواب وعقاب میں یہ دنیا و آخرت کے درمیان میں ہے حدیث میں امام صادق سے نقل ہے برزخ قبر ہے۔ یہ دنیا و آخرت کے درمیان میں سے یہی قول امام کاظم ہے تمہارے درمیان میں خوف صرف برزخ کے بارے میں ہے یہی کتاب خصال میں ظھری سے نقل کیا ہے علی ابن حسین نے علی ابن ابی طالب سے نقل کیا ہے بنی آدم کے لیے خطرناک اوقات تین ہیں ایک وہ وقت ہے جو اللہ کے حضور میں کھڑے ہونگے کہ جنت یا جہنم جائینگے ایک وقت ۳ گھنٹے ہے ملک کو رکھتا ہے ایک وہ وقت ہے جب وہ قبر سے اٹھے گے۔

۳۔وہ اللہ کے حضور کھڑے ہوتے ہیں جنت جاتے ہیں یا جہنم اگر تم نجات پائے موت کے موقع پر تو تمھیں یا ہلاکت ہو جائے یا نجات پائیں گے اگر نجات پائیں گے تو قبر میں رہیں گے اصول کافی میں محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد ابن عیسی انہوں نے احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حماد بن عمر بن یزید نے امام صادق سے پوچھا آپ کہتے ہیں ہمارے شیعہ سب جنت میں ہیں۔امام نے فرمایا سچ کہا ہے سب جنت میں ہیں الوی نے کہا ہے ہم آپ پیغمبر ہوں گناہان کبیرہ تو امام نے فرمایا قیامت کے دن تم سب شفاعت نبی سے وصی نبی سے جنت جاؤ گے لیکن ہمیں ڈر برزخ کا ہے۔راوی نے کہا برزخ کیا ہے تو امام نے فرمایا برزخ قبر ہے مرنے سے قیامت تک جہاں رہیں گے، نہج البلاغہ سے نقل کیا ہے اصول کافی میں علی ابن ابراہیم نے محمد ابن عیسیٰ سے انہوں نے یونس ابن یونس سے انہوں نے خالد بن امارہ سے انہوں نے ابی بصیر سے حدیث ۱۲۷ سہیل ابن فریاد سے انہوں نے ابن محبوب سے انہوں نے عبدالعزیز عبدی سے انہوں نے ابی یعفور سے حدیث ۱۳۲ سہل بن زیادہ عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے مسنی حناد سے انہوں نے ابی بصیر سے ارواح مومنین جنت کے ایک درخت پر ہوتی ہیں وہاں کھاتے پیتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں قیامت بر پا کریں، ہمیں جو وعدہ دیا ہے کہ ہمارے آخر واوّل سے ملائیں۔۱۳۵ سہل ابن مہران نے درس بن منصور سے انہوں نے ابی مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے ۱۳۶ علی بن ابرہیم نے اپنے باپ انہوں نے ابن عمیر سے انہوں نے محمد بن عثمان سے انہوں ابی بصیر سے انہوں امام صادق سے ۱۳۸ محمد ابن یحیی سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ انہوں محمد بن خالد سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حسین ابن احمد سے انہوں نے یونس ابن ابی سفیان سے ابو ہریرہ کتاب تہذیب تہذیب ج ۱۲ ص ۲۸۸ رجال نمبر ۱۲۱۶ میں آیا ہے ان کے باپ کے نام میں اختلاف کثیر ہے۔

۱۔ان کے نام عبدالرحمٰن سے ابن صقر عبدالرحمٰن بن غنم تیسری روایات میں ان کا نام عبداللہ اور باپ کا نمائز۔

چوتھی روایات اس کا نام عبداللہ بن عائز یا عبداللہ اور باپ عامر چھتی اس کا نام عبداللہ اور باپ

عمر وساتویں خود کا لیکن باپ کا نام رومہ لیکن باپ سرمہ ان کا نام لیکن باپ سحر ان کا نام عامر باپ شمس انکا نام عامر باپ عمیر ان کا نام یزید باپ عشر کا ان کا نام عبدنو ہم عبد شمس عبید بن ہشم عمرو بن غنم عمر بن عامر سعید بن حارث ہشام بن کلبی نے اس کا نام عامر بن ذی شرجی نبن طریف کہا ہے بعض نے کہا ہے جاہلیت میں اس کا نام عبد شمس سبیت الاسود رسولاللہ نے ان کا نام لخیت ابو ہریرہ کیونکہ وہ بلی کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

برھان:

کسی بھی وقت دنیا میں جہاں کہیں دو وادی دو جماعت دو ملک دو ملت دو مذہب دو بھائی دو باپ اور اولاد کے درمیان اختلاف کا خاتمہ دلائل سے ہوتا ہے وہاں عدالت آسان سستا جرائم کم ہی ہوگا دنیا میں رفع خصوصیات کے لیے مختلف متعدد دلائل پیش کی ہے ان دلائل میں سب سے واضح آشکار اطمینان جس کے بعد باطل کو میدان سے جانا پڑھتا ہے فریق مقابل کو تسلیم کرنا ناگزیر ہوتا ہے اس دلیل کا نام برھان ہے۔ راغب اصفہانی نے لکھا ہے ''البرھان ااوکدالادلہ'' برھان لغت میں کسی حقیقت کو آشکار دکھانے کو کہتے ہیں اگر کوئی کہے فلاں جگہ پر ایک درخت ہے اگر ہم سے پوچھیں اس کی دلیل کیا ہے تو میں کہوں گا وہاں سبزہ نظر آتا ہے اس کے پتے ہلتے نظر آتے ہیں آواز سنائی دیتی ہے یا اس کے پھولوں کی خوشبو سونگھی جاسکتی ہے کتاب مفردات راغب ص ۵۵ پر مادہ برھ میں لکھا ہے برھان بروزن فعلان رجحان، فالبرھان اوکدالادلۃ برھان قوی ترین دلیل کو کہتے ہیں دلائل پانچ قسم کے اندر محصور ہوتے ہیں۔ ا۔ دلیل ہمیشہ صدق ہوتی ہے ۲۔ کذب ہوتی ہے ۳۔ ادلہ بر صدق اقرب ۴۔ ادلہ بر کذب اقرب ۵۔ دونوں برابر ہوتے ہیں لہٰذا اللہ نے ہمیشہ برہان لانے کا فرمایا ہے سورہ بقرہ آیت ۱۱۱ سورہ نحل آیت ۶۴ سوہ انبیاء آیت ۲۴ سورہ نساء آیت ۱۷۴ آئیے ہمارے ساتھ آجایئے آپ خود دیکھیں یا کہہ سکتے ہیں میں نے اس کو دیکھا نہیں لیکن فلاں نے کہا ہے وہ شخص ثقہ ہے جس نے کہا وہ چیز موجود ہے اس پر معاشرے میں بغیر استثنیٰ عمل ہوتا ہے اصطلاح میں دلیل

برھانی ہمیشہ اصل وجود دکھانے پر مبنی ہوتی ہے یا دلالت اخبار صدق پر ہوتی ہے مثلاً اگر کسی چیز کو مثلث کہا تو اس کو کہیں گے یہ مثلث ہے تو اس کو دیکھ کر دوسرے کہیں گے یہ مثلث ہے۔ دلیل برھانی کے چند صیغے چند شکلیں ہیں شکل اول شکل حوادث ہے، کہتے ہیں کائنات میں روزمرہ حوادث نظر آتے ہیں یعنی نئی چیزیں نظر آتی ہیں مثلاً بارش ہوتی ہے، پھول کھلتا ہے بچہ پیدا ہوتا ہے انسان کا روز بروز قد بلند ہوتا ہے جسامت بڑھتی ہے، ایک انسان مریض ہوتا ہے پھر مر جاتا ہے، دیواریں بنتی اور گر جاتی ہیں، ذرات جزئیات سے بنتے ہیں، مرکبات سے اجسام مادی بنتے ہیں، ان سب میں کسی کی میلاد ہے اور کسی کی وفات ہے، کسی کی پیدائش ہے کسی کی ہلاکت ہے لیکن انہیں کون پیدا کرتا ہے، کون ہلاک کرتا ہے پیدا ہونے کے لئے موجد چاہیئے ہلاک ہونے والوں کے لئے ہلاک کرنے والا ہونا چاہیئے لامحالہ یہ ممکن نہیں کوئی چیز حادث ہو جائے لیکن محدث نہ کیونکہ حدوث خود نہیں ہوتا ہے اس کیلئے کوئی محدث احداث کنندہ چاہیے اور اگر سبب باہر سے ہو اور سبب سبب بنتے گئے یہاں تسلسل ہوں گے کا تسلسل کہیں رکنا ضروری ہے لہٰذا یہ محال ہے ایک جگہ رکنا چاہیئے آخر میں ایک ایسے سبب سے ملنا چاہیئے جسے کسی نے پیدا نہیں کیا اور نہ کوئی اس کو فنا کر سکتا ہے اب تک کوئی ایسا وجود جو ازل سے تھا وہی ذات ہے

<u>علم فیزیاء نے جو بتایا ہے اس میں کوئی چیز اضافہ نہیں کی ہے اس کو دوسرے الفاظ میں تکرار کیا ہے</u>

۲۔ برھان ایک قسم استنباطی ہے برھان استنباطی جسے برھان منطقی کہتے ہیں برھان آیت کا معنی ہے آیت علامت نشانی کو کہتے ہیں علامت کسے کہتے ہیں علامت کے لئے ذو علامت ہونا چاہیئے جس طرح دلیل کے لئے مدلول ہونا چاہیئے کہ کس طرف رہنمائی کرتا ہے، دن کی علامت سورج اور رات غیاب سورج کی علامت ہے سورہ اسراء آیت ۱۲ علم طلوع شمس آپ کو علم ہوا سورج طلوع ہوا ہے تو اس کا معنی نہار موجود ہے اللہ سبحانہ نے اپنے وجود پر ان آیات ونشانی سے استناد کیا ہے واقعہ ۵۸ سے ۶۴ تک پھر ۶۸ سے...... پھر ۷۱ سے ۷۴ تک ان میں حادثات بتائے ہیں ہر حادث کے لئے ایک محدث ہوتا ہے انسان محتاج موجد ہے جو اسے ایجاد کرے طور ۳۵، ۳۶، ابراہیم ۱۰، ملک ۱۴،

زخرف ۱۶۔

کتاب عمدۃ الحفاظ ج ا صفحہ ۲۱۱ پر آیا ہے **هو الدليل القاطع، فهو اخص من الدليل الواضح**۔ راغب نے کہا ہے **البرهان اوكد الادلة** بعض نے کہا اصل برہ کا معنی ابیض ہے۔ معنی لغوی واضح ہونے کے بعد یہ واضح ہو جاتا برہان یکے از اس پر الہ کا نام ہے جو دیگر براہین سے زیادہ واضح روشن ہے حتی وہ لوگ بھی سمجھتے ہیں وہ ان پڑھ وجاہل ہی کیوں نہ ہو وہ احساس کرتا ہے کتب عقائد حادی عشر تجرید عقائد اصول فلسفہ وغیرہ میں جو دلائل توحید پیش کیا ہے وہ پیچ کنندہ عموص والی دلیل وہ فلسفہ پڑھنے والے سمجھتے ہیں لیکن قرآن نے جو دلائل پیش کیا ہے وہ زیادہ مثال طبیعت سے دیتا ہے نبا تاست حیوانات رندوں حیوانات بری بحری سے دیا ہے انشاء جب ہم اصل دلائل ربوبی الوہی پیش کریں گے بیان کریں گے یہاں تو صرف مصطلحات بتایا وہ کسی ذات کا محتاج و نیاز مند ہے فاطر ۱۵ روشن ترین آسان ترین سادہ ترین دلیل کو برہان کہتے ہیں چنانچہ عصا موسیٰ اور ید بیضا کو برہان کہا ہے بقرہ: ۱۱۱، انبیاء: ۲۴، نمل: ۶۴ وجود باری تعالیٰ فقر کائنات میں دیکھ سکتے ہیں کسی چیز کی نیاز نہیں بلکہ بے شمار چیزیں اس کی نیاز مند ہیں اگر آپ ایک انسان بچے کو دیکھیں کہ اس کی بقاء کتنی چیزوں سے وابستہ ہے جیسے

۱۔ ماں کے پستان کے دودھ سے وابستہ ہے،

۲۔ غذا سے وابستہ ہے

۳ غذا زمین کی نیاز مند ہے

۴۔ زمین آلات واوزار زراعت کی نیاز مند ہے

۵۔ اسرار صنعت گاروں کی نیاز مند ہے

۶۔ صنعت گار مزدورں اور مشینوں کے نیاز مند ہیں

۷۔ زمیندار فصل کے لئے پانی اور کھاد کے نیاز مند ہیں۔

۸۔ سورج کے نیاز مند ہیں، سورج ہماری زمین سے دوگنا ثقل رکھتا ہے اور یہ ثقل ہوا میں رہنے کے

لئے قوت جاذبہ کی نیاز مند ہے اور جاذبہ دیگر اجسام کی طرف سے آتی ہے۔

برجماعتیہ:

کتاب موسوعہ میسرہ فی الادیان والمذاہب صادر مدینہ ص ۸۳۲ پر آیا ہے کتاب مذاہب فلسفہ جواد مغنیہ ۱۳۹ پر ہے یہ کلمہ یونانی ہے بعض نے کہا ہے اس کا معنی عمل ہے، یہ ایک نظام عملی اقتصادی کا نام ہے اس مذہب کے مبتکرین کے بارے میں صاحب موسوعہ و مذاہب فلسفہ کا کہنا ہے تشاءالس طیرس متوفیتشارلس متوفی ۲۹۱۴م ولیم ۱۹۱۰ جوں دیوی ۱۹۰۲ فلیسوف امریکی ان کے فلسفہ عمل میں استعمال ذرائع وسائل میں غیر محدود آزادی دینے کے داعی ہے انسان کے مفادات کے حصول میں دین اور غیر دین حتی حکومت تک رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے علامہ مغنیہ ص ۱۴۰ پر لکھتے ہیں اس مذہب کا علاقہ یہ ہے انہ لاعلم وفکر فی الواقع ولاھق وجواب ولادین واخلاق ولاخر وعدل ابداء لا شئی یوسف بہ شئی لذکر الا الفصل المحوس الملوس الذی یجطب نفعا اوبدقع ضرا وحتی یکون القاری علی علم یقین من ھذہ اوھذا المضمون ہم نے اپنی اس عمر نام نہاد علمائی میں خود کو ڈوبتا نکلتا غرق ہوتے پایا نام نہاد مجالس دعا عزاداری جلسہ جلوس شب داری امامیہ غیر امامیہ کے صاحبان مجالس والے کھینچتے دیکھا وہ ہمیں وقت کے احمق سمجھتے تھے ہم انہیں حر ربانی مصعب بن عمیر سمجھتے تھے لیکن ان سب کا مہرا باطنیہ کو جاتا ہے عصر معاصر میں یہ ایک مذہب نظام حیات کے طور پر متعارف ہوا ہے، یہ مذہب واضح اور عقل کے منکر ہے۔ انہوں نے حق وصدق خیر اور واجب کو افراد یا جماعت کے میل ورغبت سے جوڑا ہے، اگر فرد کو فائدہ ہوا تو خیر ہے اگر نقصان ہوا تو یہ شر ہے۔ اس سوچ کا نتیجہ یہ بنتا ہے علم فکر واقع حق صواب ہے۔ دین اخلاق نامی کوئی چیز نہیں حتیٰ خود قاری بھی کوئی چیز نہیں ہے۔

ذکی نجیب محمود اپنی حیات الفکر فی العالم الجدید ص ۱۹۴ پر لکھتے ہیں بڑے عمالقہ فلاسفہ نے یہ مذہب اختراق اور نشر کیا ہے جس میں ان تین علماء پیرس، جیمس، اور ڈیوی کے نام آتے ہیں، جیمس نے کہا ہے ”**کل ما یودی الی نتائج المرجوۃ فھو حق و کل مالا یودی الی ھذاالتانح فھو باطل ان کلمۃ الحق و کلمۃ النصع ترادفان لنقول عن فکرۃ الناحق لا نھا**

نافعه و ان المنافعه لا لنا حق و الولان فی المعنی سواء‘‘

حرف ت

تجدید دین:

یکے از مصطلحات عقائد مدخولہ یا مولدہ مجہولہ تجدید دین ہے تجدید دین کی اصطلاح ہے یہ کب کس کی طرف سے کن لوگوں نے کن مقاصد واہداف کیلئے وضع کیے تھے اور اس تجدید دین کی داعیان کون تھیں بیان کرنے سے پہلے خود کلمہ تجدید کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے بعض کا کہنا ہے تجدید یعنی تنسیخ دین تبطیل دین ختم نبوت ابطال قرآن خاتمہ اسلام سب مترادف المعنی کلمات ہے آیئے پہلے آتے ہیں کلمہ تجدید بیان کرتے ہیں

کلمہ تجدید مادہ جدید مصدر باب تفعیل ہے اصل مادہ کے بارے میں ابن فارس متوفی ۳۹۵ سب سے کتب معاجم میں جانا جاتا ہے ابن فارس ۳۹۵ق کی لغت میں دو کتاب معروف ہے المجمل ہے دوسری مقائیس ہے کتاب مقائیس جلد اول صفحہ ۲۰۷ پر آیا ہے کتب لغت میں صفحات دینے کی ضرورت نہیں پڑھتی وہ حروف سے نکالتے ہیں لیکن مقائیس کی جو ہمارے پاس ہے وہ حروف کی ترتیب میں آگے پیچھے ہوتے ہے اس لحاظ سے ہم آپ کیلئے صفحہ بھی لکھ دیتے ہیں صفحہ ۲۰۷ پر لکھتے ہیں کلمہ ’جد‘ ج اور د سے بنا ہے صرف دو حروف ہیں یہ تین اصول کی طرف برگشت کرتی ہے پہلی اصل جد کے معنی عظیم بزرگ کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں دوسرا معنی حظ حصہ نصیب ہے تیسرا قطع ہے عظمت کے معنی میں سورہ جن آیت نمبر ۳ ﴿وَ أَنَّهُ تَعالى جَدُّ رَبِّنا﴾ یعنی اللہ عظمت و کبریا والا ہے یہاں سے دادا کو جد کہتے ہیں کیونکہ پوتا دادا کو عظیم سمجھتا ہے کیونکہ اس کا باپ بھی ان کا احترام کرتا ہے دوسرا معنی حظ ہے تیسرا جدت الشیء یعنی کاٹنے کو کہتے ہیں مجدود مقطوع اس معنی میں آتا ہے یہیں سے وسیع العریض کھلے راستوں کو جادہ کہتے ہیں قرآن کریم بمعنی عظمت سورہ جن میں استعمال ہوا ہے مشرکین منکرین قیامت، منکر اللہ نہیں تھے بلکہ وہ اللہ کو مانتے تھے بت انکے نزدیک اللہ تک کا واسطہ

تھے یعنی بت راضی ہو جائے گا تو اللہ راضی ہو جائے گا مشرکین قیامت کے منکر تھے وہ کہتے تھے کہ زندگی یہی ہے ایت جن لوگوں کا یہ تصور ہے کہ زندگی یہی زندگی ہے تو اس کے بہت برے اثرات مرتب ہوں گے کہ ایک شخص کسی حدود کا قائل نہیں کسی اائین کا قائل نہیں جہاں کہیں سے ملے حاصل کریں جیسے اج کل نظام راسمالی کہتے ہیں ان کو روکنے کا کوئی منطق نہیں ہے ان کے خلاف قانون ناکارہ ہے وہ قانوں توڑنے کے لیے ہزار قانون بنا سکتے ہیں جابر بھی ہیں دنیا میں یہ سب لوگ چلتے ہیں لہذا کوئی رکاوٹ انسان کیلئے نہیں بنتی ہے دوسرا انسان اپنی بے بسی بے چارگی کی وجہ سے مایوس ہو جاتا ہے یہاں ان دو کی جمع مال میں آسمان زمین کا فرق ہوتا ہے یہ فاسد ترین نظام ہے نظام راسالمالی سے دولت محدود افراد کے ہاتھوں مین ہوتے ہیں کثیر فقیر رہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ وہ زندگی کو یہی زندگی سمجھتے ہیں جو لوگ زندگی کو یہی سمجھتے ہیں مرنے کے بعد قبریں کھودیں گے تو وہ یا صرف مٹی پاتے ہیں یا صرف ہڈیاں پاتے ہیں مشرکین نے انبیاء سے کہا جب ہم مرجائیں گے ہماری ہڈیاں راکھ ہو جاتی ہیں کیا ہماری پھر سے زندگی ہو جائے گی ہم پھر سے زندہ ہو جائیں گے یہ معقول بات نہیں ہے سورہ اسراء:۴۹﴿وَ قالُوا أَ إِذا كُنَّا عِظاماً وَ رُفاتاً أَ إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقاً جَديدا﴾ جو جدید کس چیز کا نام ہے از سر نو بنانے کہتے ہیں پرانے کو گرا کر دوبارہ بنانے کو تازہ بنانے کو تجدید کہتے ہیں اب آتے ہیں موجود گنجائش ہے اس کا ایک نظریہ ہوگا ۔ دنیا میں موجود ایک ادیان سماوئ میں تینوں کا متفقہ کلمہ ہے دین آسمان سے آتا ہے یعنی دین اللہ بناتا ہے دین کا خالق اللہ ہے ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلام﴾ جب دین اللہ کی طرف سے آتا ہے کسی بھی بشر کو اس میں ترمیم کرنے حق نہیں ہے جب بھی دین میں خلل اایا تو اللہ نے نبی بھیجا کتاب نازل کیا دین اسلام کو اللہ نے آخری مادام الدھر دین بنانے کے لیے بھیجا ہے لہذا دین کوئی بشر حتی نبی نہیں بنا سکتے ہیں چنانچہ مشرکین نے پیغمبر سے کہا اس قرآن کو بدل دو۔ کوئی اور قرآن لاؤ ہم آپ کے ساتھ صلح کرتے ہیں ایت لگائیں ۔ ایک اور فارمولہ بھی انہوں نے دیا کہ محمد کے سواء اور کوئی لائیں ہم مانتے ہیں تو دین میں تبدیلی ممکن نہیں دین چاہے یہود کا ہو یا نصاری کا یا اسلام اس میں اللہ کے بنائی ہوئی کوئی چیز بھی بدل نہیں بن سکتے ہیں میں

ابھی تک کسی نے آنکھ کان دل ہاتھ پیر کلیجہ نہیں بنایا ہے تازہ ممکن ہے پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کرسکتا ہوں نہ ترمیم کرسکتا ہوں اور نہ ہی اور قرآن لاسکتا ہوں نہ ہی اس میں کوئی کمی بیشی کرسکتا ہوں۔تو ان آیات سے واضح ہے کہ دین دین اسلام ساختہ بشر نہیں تا کہ کوئی بشر آ کر اس کو اکھاڑ کر دوسرا بنائے دین کلی طور پر بدلنے کا منطق ہی نہیں ہوسکتی ہے بدلنا وہاں ہوتا ہے جہاں انسان نے بنایا کیونکہ انسان نے بنایا ہے اس میں نقائص ہوتے ہیں جو اللہ نے بنایا ہے اس میں نقص کی گنجائش نہیں اگر اس میں تبدیلی ترمیم کیا تو وہی عیب ونقص ہوگا اللہ ہی کرسکتا ہے تنسیخ شرائع کا مطلب تجدید دین نہیں ہوتا ہے تبدیل دین بھی نہیں ہے اضافہ تکمیل دین ہے سرے سے تجدید نہیں ہے سرے سے اللہ بھی تجدید نہیں کرتا ہے کیونکہ سرے سے تجدید کرنے کا مطلب دین پہلے سے ناقص تھا یا نعوذ باللہ غلط تھے۔آیت میں فرماتے ہیں دین اللہ کی طرف سے ہے اصول میں تجدید نہیں ہے ایمانیات میں تجدید نہیں ہے کچھ احکام میں نسخ ہے لیکن شریعت اسلام آنے کے بعد نسخ شرائع بھی ختم ہیں سورہ فصلت میں اللہ نے فرمایا ہے کہ اب اس دین میں نہ آگے سے نہ پیچھے سے، اس کو باطل کرنے والا اور نہ ہی اس کو ہٹانے والا کوئی نہیں آئے گا جب دین میں تبدیلی اللہ نہیں کرے گا دین کو چھیڑنے کا حق، ہیر پھیر کرنے کا حق نبی کو نہیں ہے تو کسی بھی بشر کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو جائے گا تو یہ جو وقت وحالات کے تحت دین میں آگے پیچھے اضافہ کرنے کا جو دعویٰ کرتے ہیں ان کی کیا سند ہے

۔

اب آتے ہیں تجدید دین کی ضرورت کیوں کریں کس کے کہنے پر کس کی خواہش کس نے اس کا نعرہ بلند کیا بیان کیا جائے کہتے ہیں اس کی تاریخ یورپ میں سولہویں صدی کو ہوا عام طور پر زبان زدہ عوام یہ ہیں تجدید دین اٹھارویں صدی میلادی میں شروع ہوئی اس بارے میں تفصیلی بحث کتاب اجتہاد وتقلید میں بیان کریں گے دیکھنا ہو مشرق اسلامی نے اٹھارویں صدی کو مسلمانوں کیلئے مسلمانوں سے افراد منتخب کئے یہاں دو بحثیں ہیں ایک بحث یہ کیوں کیسے کیا ان سے پہلے کسی نے آواز اٹھایا تھے یا صرف مغرب کے کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں میں دیکھتا ہوں ایک مسلمانوں میں سے تجدید

دین کیلئے جن کوانتخاب کیا ہے وہ دد ین سے کس حد تک، کہاں تک رشتہ رکھتے تھے کتنا دین سے وابستہ
تھے ان کی تاریخ دیکھنی ہوگی کہ وہ دین کو کہاں تک جانتے تھے اور دین پر ان کا کتنا ایمان تھا اور کتنا اس
پر عمل کرتا تھا ان کی دینداری کی افق اور عمق دونوں دیکھنا ہوگی کونسے نکات میں تجدید لانے کے خواہان
تھے کتنے میں کامیابی اور کتنے میں ناکام ہوگئے تھے لیکن اس سے پہلے یہ فکر بھی دیکھنا ہوگا ان سے پہلے
اس میدان میں کس کام کیے تھے ان کے لیے راہ ہموار ساز گار کیے تھے یا یہ پہلی بار بار اس میدان میں
اترنے والے تھے اس میدان میں عمق گہرائی غواصی کرنے عرق ریزی کرنے جمع قرائن شوائد
بدیہات جمع کر کے جوڑنے والوں کا خیال ملے ہاں ان سے پہلے دین میں تجدید کا قدم اٹھانے والے
احکام شریعت کام چھوڑ کر فقہ اسلام رکھنے والے پہلا مقدمہ الجیش فقہاء تھے جس دن سے دین کی
تجدید کی شروعات ہوئی تھیں یا یوں کہیں کہ تجدید دین کا آغاز اجتہاد سے ہوا ہے دوسری صدی کی پہلے
پچاس میں شروع میں ہوا ہے لیکن ان میں بھی میر کاروان مغز متفکر اپنے دور میں یکتا شہسوار کا اعزاز
تاج فقہات کے لیے ان کے بلا منازع استحقاق قرار پایا ہے وہ نعمان بن ثابت دینوری متوفی ۱۵۰
ان کے بعد ان کے لائق شاگرد ابو یوسف قاضی امبر ہورا اسلامی تھے چنانچہ ابو حنیفہ کو امام اعظم کا لقب
ملا تھا لیکن اتنا کہنا اتنی عظیم شخصیت کے لیے کافی نہیں مزید وضاحت کرنے کی ضرورت ہے ان کی
تجدید دین کیا مصادر ماخذ تھے ان کی پشت پر کون تھے کس طرح اس میدان میں کودے تھے انہیں کتنی
زحمت اٹھانے پڑے تھے بھی بیان کرنے کی جرورت ہے اس سلسلے میں جمع معلومات کے لیے بہت
زحمت تلاش کتب بے نیاز کرنے ابوزھرہ کا کردار رہا ہے انہوں نے اس موضوع پر تاریخ المذاہب
اسلامیہ کے نام سے کتاب تالیف کی ہے اس صفحہ ۳۴۷ ابو حنیفہ کے خاندان کے بارے میں تفصیل
سے بیان کیے ہیں ابو حنیفہ فارس خراسان اسیر ہونے والے سرمایہ داران میں سے تھے معلوم ہے
سرمایہ داروں اور سیاستمداروں کا اپنا اپنے ذہانت ہوتی ہے وطن کے وفادار ہوتا ہے ماضی کے محافظ
ہوتا ہے اپنے علاقہ سے وابستہ افراد کی خدمتگزار ہوتا ہے وہاں سے آنے والے سیاستدانوں سے ان
کا رشتہ ہوتا ہے حکومت مقتدر قابض حکومت سے ناراض ہوتے ہیں ان کے مخالف سمت مین ہوتا ہے

سرمایہ داروں کا بہت ملک کی تقدیر بدلنے میں بہت کردار رہا ابوزید لکھتے ہین نعمان کے والد نے امیر المومنین کو فالودہ پیش کیا تھا جس کے صلے میں امیر المومنین نے ان کے لیے دعا کیے جس سے نعمان پیدا ہوا وہ اپنی تجارت میں سرگرم محور ہتے کوفہ سے بصرہ، بصرہ سے کوفہ شہر منافقین رہتے تھے چنانچہ دین شناسی میں فاضل اوقات حماد ابی سلیمان کے پاس جاتے تھے وہ مذہب مرجیہ پر تھے بعض دین ایمان اور عمل میں ملازمت ضروری نہیں ہے دل میں ایمان کافی ہے لہذا ابوحنیفہ نے بھی مذہب مرجئہ انتخاب کیے تھے تبدیل یا نقص حکومت قابض کے مسجد کوفہ جہاں قاضی ابی لیلی عبدالرحمٰن قضاوت کرتے تھے باہر بیٹھ کر متخاصمین سے سوال استفسار کرتے تھے پھر ان کو سوالات جوابات سکھاتے تھے حکومت مخالف حزب مخالف کی قیادت کرتے شریعت توڑ مسائل سکھاتے تھے وہ حکمرانوں کی عیاشیوں کی سہولتیں فتاوی حیلہ بہانہ تزویرات سکھاتے تھے آج کل دنیا میں سیاست دان تاجر نہیں ہے وہ وہ برئے نام قرآن وسنت کی بات کرتے تھے لیکن قرآن اور سنت کو مشروط ولاشرط اپنی عقل سے فتاوی دیتے تھے اس کا نام تجدید اسلام تھے ولو اس وقت نہیں کہتے تھے۔ تو یہ واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ فقہاء اربعہ نے کیا خیانت نہیں کی ہے؟ یہاں ایک حیرت انگیز قابل توجہ نکتہ ہے وہ یہ ہے فخر الدین الرازی اشعری مذہب کے تھے یہ لوگ ذات اللہ اور صفات اللہ میں جدائی انفکاک کے قائل تھے تو فخر الدین الرازی نے کہا اللہ کو تین بنانے والے کو قرآن نے کافر کہا ہے اقوم ثلاثہ الہ ،ابن، روح القدس تینوں اللہ ہیں اس کو مسلمانوں نے کافر کہا ہے لیکن ہمارے بھائیوں نے نو اللہ بنائے ہیں لیکن کافر نہیں ہوئے ہیں ابوبکر عمر عثمان پیغمبر کی مسند پر فائز ہوئے تو قرآن میں یا رسول اللہ کی طرف سے ایسی کوئی ممانعت نہیں تھی جن لوگوں نے ان کا دعویٰ کیا وہ بھی ثابت نہیں ہوئے بہت ہاتھ اٹھائے ہیں کہ اللہ نے معین کیا رسول نے معین کیا۔لیکن مخالفین نے ان پر کافر کا فتویٰ لگایا صرف اس جگہ پر بیٹھنے سے وہ کافر ہو گئے اور ان کو جنہوں نے دین اجتہاد کیا ہے ان کے بارے میں کہتے ہیں ان پر سلام ہے۔ مثلاً شیعہ کہتے ہیں امام جعفر صادق سب سے پہلے بنیان گزار مذہب ہیں یہ اس تجدید دین کا پیش خیمہ ہے آخر میں اس مہم میں اٹھنے والے کون ہیں ان میں سے

بعض شخصیات پر ہم روشنی ڈالیں گے۔

تجدید اسلام اور مجدد دین کو سمجھنے کیلئے ہمیں دو مرحلے میں کام کرنا ناگزیر ہے

۱۔مرحلہ اولیٰ اسلام کے بارے میں دیکھنا ہے اسلام محتاج تجدید ہے یا نہیں؟

۲۔دین اسلام میں کوئی نقص پایا جاتا ہے؟

۳۔دین اسلام میں گزشت زمان کے ساتھ تغیر،تبدیل تحریف آئی ہے اس لئے اس کی از سر نو تجدید کرنے کی ضرورت ہے؟ دین اسلام ایک ایسا نظام ہے قرون وسطیٰ یا قرون اسلامی یا چند صدی کے علماء مشاہیر جرگہ کا بیٹھ کر بنایا ہوا اصول ہے وہ اس وقت کے مترقی متجدد انسان کیلئے سازگار نہیں؟ بقول متجد دین علماء فرق جواب گوانسان مترقی،عصر معاصر نہیں۔اگر یہ باتیں حقیقت رکھتی ہیں تو دین اسلام میں تجدید ہونا چاہیئے حقائق خارجہ سے انکار فسطائی ہی کرتے ہیں وجود خارجی کے معترفان نہیں کرتے ہیں آیا ہم مسلمانوں میں سے کسی کی ہمت جرائت ہے کہ یہ بولیں کہ ہمارے ہاں فقہ موسوم اسلامی کا انتساب آخر میں فم یا فہم سے زیادہ شخصیات کی طرف برگشت کرتے ہین ابوحنیفہ ۱۵۰اور اس کے دوشاگرد ابو یوسف،محمد شیبانی،مالک بن انس،محمد بن ادریس،احمد بن حنبل،امام جعفر صادق سے منسوب زارہ ابوبصیر،ظاہری کی آراء ونظریات استنباطات ہے ان کے بعد فقہاء مجتہدین کا فتاوی یہاں تک براہیم جناتی نے اس پر ایک کتاب ادوار اجتہاد لکھی ہے ابھی بھی اجتماعات میں بڑی شدومد سے مطالعہ ہو رہا ہے مزید اجتہاد کریں۔، جو بھی ہو مسلمان ایک تنظیم ہیں اس میں کسی قسم کی تردید کی گنجائش نہیں جو فقہ مسلمانوں چل رہے ہیں وہ فرقوں کی فقہ ہے فرقوں کی تاریخ معلوم ہے چند صدی گزرنے کے بعد وجود میں آئی ہے۔تو ضرور تبدیل کریں،کیونکہ انسان کا بنا ہوا اگر اس کو توڑیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے،ضرورت ہوگی تو توڑنا بھی ضروری ہوگا۔اگر دین کون ومکان سے بالا انسانوں کی ضروریات سے آشنا آگاہ ذات کا بنایا ہوا دین ہے''**ان الدین عند ا اللہ اسلام**'' دین اوپر سے آیا ہے،دین بشر کا بنایا ہوا نہیں ہے،جب دین اوپر سے آیا ہے تو تجدید دین بھی اوپر سے ہی ہوگا۔

۴۔تمام ادیان،دین موسی،دین عیسیٰ سب اللہ کی طرف سے آئے ہیں ان کی کتابوں میں کوئی

ضمانت نہیں دی تھی کہ ان کتابوں کو ہم بچا کے رکھیں گے اور ان میں یہ بھی نہیں تھا کہ رہتی دنیا تک یہ دین چلے گا۔ کتاب تو ناقص نہیں تھی ضمانت نہیں تھی لہذا ان دینوں میں ہیر ہوا پھیر ہوا تغیر ہو، کمی تھی اس کو اللہ نے گزشت زمان کے ساتھ تبدیل کیا جو اس کے علم میں تھے، حضرت عیسیٰ نے کہا ﴿وَ لِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِى حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ.. العمران.. ۵۰﴾ میں آیا ہوں جو کچھ چیزیں اس دین میں حرام تھیں اس کو تبدیل کرنے کیلئے آیا ہوں۔ کچھ چیزیں جو وقتی تھیں ان کو بدلنے کیلئے آیا ہوں۔ لیکن قرآن وہ کتاب ہے دین اس کتاب میں موجود ہے لہذا اللہ نے فرمایا ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحافِظُون.. حجر.. ۹﴾، فصلت میں آیا ہے کہ اس دین کو آئندہ پیچھے سے نسخ نہیں کرسکتا ہے بدل نہیں سکتا ہے۔ تو لہذا دین قرآن ہے دین کی کوئی شق پیغمبرؐ سے نہیں ہے چنانچہ پیغمبرؐ سے اقرار واعتراف کروایا کہ میں اپنی طرف سے بدل سکتا ہوں نہ تغیر ربدیل کرسکتا ہوں ایت لگائیں۔ اللہ نے فرمایا کہ اگر آپ نے کوئی اضافہ کیا تو ہم آپ کو پکڑلیں گے'' ایت حاقہ اگر کوئی گڑبڑ کی تو آپ کے عمل ھدر رہو جائیں گے، دوسری آیت میں فرمایا، دین میں کوئی شرکت نہیں۔

متجد دین کو تجدید اسلام میں فقہاؤ محدثین کا سامنا ظاہری سطح کی حدتک اا ج کل کے سیاسی بیانات جیسا رہا ہے یا یوں کہیں پاک بھارت کا تنازعہ اندر سے ملک کو اپنے پہلے مرحلے میں اسلامی امتیازات ختم کر کے ہندو مسلم برابر لانے میں مصروف اس سے واضح امت کو منتشر کرنے میں سنی شیعہ سنی یہ کہتے شیعہ یہ کہتے ہیں ہم آپس میں نہیں مل سکتے اندر سے سب کی منزل ہونا ہے انہیں صرف بے سروسامان جاہل نادان خوف اللہ رکھنے والے اپنے نبی سے شرمانے والوں سے خائف ہیں کہین یہ لوگ شور شرابہ نہ کریں، وجہ یہ ہے۔ متجد د دین اور فقہاء میں نزاع نیا قبضہ گروپ اور پرانا قبضہ گروپ جیسا ہے، دونوں کا مقابلہ اسلام وقرآن سے کرنا طئے ہے۔ فقہاء مجتہدین نے پہلے ہی قرآن اور سنت کو کنارے پر لگا چکے ہیں۔۔ متجد دین کا کہنا ہے کہ ہمارے رہنے سہنے معاملات کا قانون ہم خود بنائیں گے، لیکن اسلامیوں کا کہنا نہیں ہمارے پاس علماء علوم عربی فلسفی کے ماہرین ہوتے ہیں اب تو احکام قرآن اسراف وتبزیر صحاب قوام رجال اذن مردان خاندان سب منسوخ ہوں گے سوتیلی ماں

جیسی تباہی کرتے ہیں وہ کسی نہ کسی طرف گرائش رکھتا ہے چنانچہ فقہ ابوحنیفہ مسرف، مبذر، گانا گانے ،حیلہ باز، دھوکہ باز سب کیلئے سہولت دیا ہے لہذا حکومتوں نے ان کو پسند کیا گو فقہ قانون الٰہی میں نہیں آتا ہے وہ انسانوں کا بنایا ہوا ہے۔

دین میں تجدید:

وہ دین میں کن کن چیزوں میں تجدید کے داعی رہے ہیں اور سب سے اہم موضوع تجدید کس کو گردانتے تھے، متجدد دین اپنی جگہ متعدد مختلف اصناف انواع پر مشتمل ہیں ان میں سرفہرست مسیحین مستشرقین، پہلے مرحلے کے ہراول دستے تھے ان کے بعد عالم اسلام سے اسلام کے باغی اسلام کے مرتدین مسلمانوں کے ملحدین ان کے بعد تھے

۳۔مسلمانوں میں بغیر دین پڑھے بغیر متصد یان دین، صاحبان مقامات اجتماعی والے ان سب سے ملے ہوئے تھے، رفتہ رفتہ تجدید دین علماء مراجع تک سرایت کر گیا ہے تجدید اصل دین کے کوئی مخالف نظر میں آنے والے، اہمیت دینے والے نہیں رہے کیونکہ باہر جو شور شرابہ دباؤ بڑھتا جاتا ہے ایمان راسخ کے بغیر ایمان کا مظاہرہ کرنے والوں آسمانی درجات گرتے جاتے ہیں تعقیبات شکیات وہمیات کی تنزل کرتے اہم واجبات کو پشت چھوڑ کر نفلیات میں مستغرق ایت حق بن جاتے ہیں مدائن میں لشکر امام حسن سے عبداللہ ابن عباس قائد لشکر کی معاویہ کی طرف جانے کے بعد لشکر میں موجود خوارج نے امام حسن پر حملہ کیا ہے کہ تجدید دین کے مخالفین کو آبرومند ووٹ ان کو ملے مغرب مخالف، سیکولر مخالف بھی ان کے حامی ہیں، لیکن ریفرنڈم وہاں ہوگی ووٹنگ وہاں ہوگی جن کے اختیار میں ہو، یہ حق حاصل ہو کہ وہ اپنی رائے دے دیں، اگر دین انسانوں کا نہیں ہے اللہ کا ہے اس کو مجددین کی جیت نہیں کہیں گے بلکہ ان کو دین سے خارج، دین کے باغی منکر اللہ کہیں گے۔

۲۔دین میں تجدید کہاں سے شروع ہوئی اور کہاں تک اس کا حدود ہے؟ کہ وہاں پہنچنے کے بعد رک جائے گی اور ان کی ترجیحات کیا ہیں؟ اس سلسلے میں متجددین نے تجدید دین میں جو ترجیحات ترقیب دی ہیں وہ سب سے پہلے ترجیحات کیا تھے تو اس کے جواب یہ ہے۔اہل دین و دیانت والے

انسانوں کی نصف سے زائد حصے کو مسلمانوں سے آزاد کرنے سے شروع ہوا، آزادی نسواں سے شروع ہوا، اللہ کی طرف سے حاکمیت، مدیریت، ولایت، سرپرستی جو مردوں کو دی تھی ''**الرجال قوامون علی النساء**''، سب سے پہلے عالم اسلام میں آزادی نسواں کی تحریک مسیحیوں نے چلائی ہے اور دوسری مرتبہ مغرب کے پروردہ، مغرب خوان، مغرب کے مہمان قاسم امین جو رشتہ دار شیخ محمد عبدہ تھے انہوں نے شروع کی۔ اوران کو آزاد کرایا ان کے بقول یرغمالی سے نکالا اوران کے حقوق کی وکالت کی ۔تعدد زواج گرچہ عورتوں پر انفرادی طور پر گراں مسئلہ تھا لیکن صنف خواتین کیلئے ایک نعمت تھی، انہوں نے مفاد اجتماعی نسواں کو دیوار سے لگایا کھڈے میں پھینک دیا اور باغی عورتوں کو خوش کیا، یہ ایک خطرناک کاری ضربت خواتین پر ہے دنیا بھر کی خواتین اور خاص کر مسلمان خواتین پر، اس کا ذمہ دار متجددین ہیں۔ اگر کسی کو اس مسئلہ کو عقل، وجدان، ضمیر فطرت آیات قرآن سے حل کرنا ہے تو ہم آمادہ ہیں بسم اللہ، اگر شور شرابہ، جلوس، مارچ اور جبر وتشدد سے حل کرنا ہے تو یہ نئی بات نہیں ہوگی یہ پرانی بات ہے۔

۲۔حقوق خواتین کے نام سے جس حق کو اٹھایا وہ حق طلاق ہے، حق طلاق سے صرف خواتین ہی متاثر نہیں ہوئے مرد بھی متاثر ہوئے ہیں۔ جتنا متاثر طلاق سے عورتیں ہوتی ہیں اتنا مرد بھی ہوتے ہیں، جتنا فائدہ عورتوں کو ہے اتنا فائدہ مردوں کو بھی ہے، یہ ہاں اور ناں کے آخری فیصلے کی قضاوت ہے۔حق طلاق ہی نے بہت سے خواتین کو اپنے اوپر تشدد کرنے والے مردوں سے ہی نجات دلائی ہے، حق طلاق ہی سے بدکردار، باغیہ۔ فاحشہ، طاغیہ سے مردوں کو نجات ملی ہے۔ طلاق میں قرآن نے کسی بھی طرف جانبداری نہیں کی ہے یہ اور بات ہے کہ بیچ میں کوئی سازشی آکر سازش کرکے الگ ہوا ہو تو یہ الگ بات ہے۔ ورنہ حقائق کی روشنی میں یہ دونوں کے مفاد میں تھا۔

حجاب خواتین، کواتین کو حجاب سے نکالنا، خواتین کو حجاب سے ایک مرتبہ ہی نہیں نکالا دہا مرتبہ نکالیں لیں، چادر سے نکالی ہیں۔ افت و پاکدامنی سے نکالی ہیں۔ خود آئی خود آرائش۔ خاندان کی سرپرستی سے نکالا ہے۔ لہٰذا خواتین کو آگے لاؤ کہہ کے لادینوں کے دوش بدوش چلانے والے ہی ظالمین

خواتین ہیں، اور آج تک انہوں نے خواتین کو ان کی ارث، باپ، بھائی، ماں سے ملنے ولے تھے اس پر انہوں نے کبھی آواز نہیں اٹھائی، ان کو دھوکے میں رکھا، ہر آئے دن جہیز و ولیمہ اٹھا کر خواتین کو ازدواج سے محروم رکھا ہے۔ کیا کہیں گے ظالمین حامیان خواتین ہو جائیں اور مدافعان عزت وغیرت ان پر زیادتی کرنے والا ہو جائیں۔ آج کتنے عرصے سے اس ملک میں زیادتی کے واقعات ہوئے ہیں، پھر زیادتی کے بعد قتل کے واقعات ہوئے ہیں۔ آج کل اغوا کے واقعات ہو رہے ہیں، اغوا کر کے بازیاب کرنے کے، یہ اغوا ہوا ہے یا وہاں جا کر رہنے کو اغوا کا نام دیا ہے؟ اور سب سے بڑی متجددین کی اس میدان میں کامیابی جس پر وہ جاہلیت جیسا افتخار کریں گے تو وہ اس کے مستحق ہیں ، انہوں نے اس میں بہت کامیابی حاصل کی ہے۔ ہم یہاں شکست تسلیم کرتے ہیں۔

تجدید کے طریقہ کار، تجدید کس چیز میں کریں گے کہاں سے کریں گے؟ تجدید دین کا مطلب کیا ہوتا ہے وہ بھی اہل دین کی نظر میں؟ معاشرہ دینی میں تجدید کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چیزوں کو الٹ پلٹ کر پیش کریں، دین جن چیزوں پر قائم ہے ان کو تہہ و بالا کریں۔ تجدید دین کا پہلا مرحلہ قرآن کو پیچھے کر کے عقل کی تقدیس ہے، مصدر واحد دین دنیا میں عقل کو بنائیں، عقل سے پوچھیں، جب مسائل دین و دنیا کے عقل سے پوچھیں گے تو کونسی عقل سے پوچھیں گے؟ عقل زانی، عقل شرابی، عقل سود خور سے پوچھیں، عقل استعمار سے پوچھیں، عقل سقراط سے پوچھیں؟ دنیا میں ایسے عقلاء ہیں کہ جس سے یہ پوچھیں؟ اگر عقل ہی کافی ہوتی دین و دنیا کیلئے تو سقراط و افلاطون، گورباچوف، گاندھی دیندار ہوتے۔

حکومتوں کے مقدمۃ الجیش کے قائدین:

جنگ چاہے تسلیحاتی جنگ ہو یا فکری جنگ ہو دونوں میں جنگ چھیڑنے سے پہلے ایک دوسرے کی طاقت وقدرت کا جائزہ لیتے ہیں، جب پتہ چلتا ہے کہ دشمن قوی ہے تو جنگ سے پہلے تسلیم ہو جاتے ہیں، جب پتہ چلے دشمن ضعیف و ناتواں ہیں بزدل ہے کمزور ہے اس وقت دشمن کے

حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔حضرت علی نے اہل عراق سے خطاب میں فرمایا،تمھارا حال دیکھ کر دشمن کے حوصلے بلند ہو جاتا ہے اور جلد ہی وہ تم پر حملہ کر کے غنیمتیں حاصل کرنے میں جلدی ہے ان کو،اور تم پر بھروسہ کر کے دشمن سے لڑنے والے کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔جنگ متجد دجدین جنگ فکری تھی اس جنگ میں مسلمانوں کو کس نے شکست دی؟علی کو جنگ صفین میں کس نے شکست دی؟یہ جو جملہ علی نے عراق میں فرمایا تھا علی نے میدان صفین میں دیکھا جہاں عراق کی پیادہ فوج کا قائد اشعث ابن قیس تھے معاویہ کی ساری امیدیں انہی سے وابستہ تھیں،جنگ میں علی کا پلہ بھاری ہوا اور معاویہ کے حوصلے گھٹتے گئے تو یہ لشکر جو اشعث ابن الیس کی قیادت میں تھے دونوں لشکر کے درمیان میں فرش بچھایا اور قرآن کی تلاوت شروع کی۔علی کو معاویہ نے شکست نہیں دی علی کو اپنے لشکر نے شکست دی،علی کو کونسی تیر مارا،علی کو نفاق کا تیر مارا یہی صورت حال غرب کا تھا غرب جنگ صلیبیوں میں مسلسل شکست کے بعد وہ بہت حیران پریشان تھے کہ مسلمانوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا ۔بادشاہ فرانس مصر میں اسیر ہو گیا،فدیہ دے کے آزاد ہوئے،آزاد ہونے کے بعد وہ کچھ سال مصر میں رہے،مصر کا جائزہ لیا اور پھر اپنی یاداشت میں لکھا’’آئندہ مسلمانوں سے تسلیحاتی جنگ نہ لڑیں ،توپ وسناں سے نہ لڑیں،ان سے فکری جنگ لڑیں۔اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے مغرب نے مسلمانوں کی صفوں میں اندرون لشکر افراد بنائے،تاکہ موقع پر یہ لوگ جلدی تسلیم ہو جائیں،تو جنگ فکری جس کو کہیں گے غزوثقافتی،اس جنگ میں استعمار نے مسلمانوں کے اندر سے لشکر ترتیب دیئے اس میں سرفہرست پہلی شخصیت سر سید احمد خان تھے،آیئے دیکھتے ہیں کہ اس کی شخصیت دینی علمی کیا تھے ؟کتاب العصرانیوں تالیف محمد حامد ناصر ص ۸۷ پر لکھتے ہیں احمد خان ایک غریب وفقیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے،اس وقت ہندوستان میں فضاءصوفی گرائی تھے،اپنی جوانی میں اوباش تھے رقص وغناء گانے کے مجامع میں شرکت کرتے تھے،روزگار کیلئے اس نے آخر میں برطانیہ کے ملازم بنے،وہ ابتدا ہی سے انگریزوں سے بنے تھے ان کی حمایت میں تھے،وہ یہ بات کرتے تھے اہل ہندوستان کی بقاء ترقی تمدن فقروفاقے سے نکلنے کا واحد راستہ انگریز کے ہوتھوں تسلیم ہونا ہے ان کے صوبہ بن کے رہنا

ہے، ۱۸۶۹ء کو برطانیہ گئے، سترہ ماہ وہاں رہے ان کی طرف سے انہیں بہت عزت ملی اوران کی پسند قرار پائے۔انہوں نے ان کو سر کا لقب دیا، جب وہاں سے واپس آیا تو اٹھتے بیٹھتے ہندوستان کی تعریف کرتے تھے اوران کے ساتھ تعاون کی بات کرتے تھے، اس کو انہوں نے مگرب کی حمایت کو ترجیح دیتے رہے۔

انہوں نے دین کہیں سے پڑھا نہیں تھا، لیکن دین کو شکست دینے کیلئے آیات قرآن سے چھیڑ چھاڑ شروع کی، شیطان کی اس نے تاویل کی، کہ شیطان کا معنی یعنی دشمن ہے، دشمن سے دور رہیں۔دشمن سے جنگ میں اسلحہ کی برتری ہو یا برابری ہو، برتری ہو تو یقینی کامیابی حاصل ہوگی، برابری ہو تو جنگ جاری رہے گی تسلسل سے، ایک جنگ میں اندر سے خائن لوگوں نے پٹاخہ جیسی بندوقیں دیا جب جنگ چھڑ گئی تو یہاں سے پٹاخہ مارنا شروع کئے، جب دشمن نے دیکھا کہ ان کی گولیاں ہم پر اثر نہیں کرتی تو سوچا کہ آگے بڑھیں۔ادھر سے پورے دین کے انکار کا سلسلہ شروع ہوا تو یہاں سے کس چیز سے مقابلہ شروع کیا پٹاخوں سے، پٹاخہ کیا ہے؟ ان پٹاخوں کا کیا نام ہے۔

قارئین کرام تجدید دین کے داعیان کا پتہ چلا وہ اسلام تو چھوڑ واصل دین اسلام کی اساس بنیاد حکمت سے ناآشنا عمر بھر نوکری ملازمت سرکار میں گزارنے والے تھے جمال الدین حکومت کابل کے وزیر تھے وہاں وہ کبھی کسی قسم کے دین کی بات کی ہو تاریخ میں نہیں ائی ہے افغانستان سے ہندوستان برطانیہ کی حفاظت دینے میں آئے تھے بقول احمد بن امین ہندوستان میں ریضت پڑھے ان کی علمی تعریف میں آیا ہے قم نجف کی درسگاوں میں پڑھے کئی سال پڑھے کی پڑھے ذکر نہیں معلوم ہے اس وقت وہاں کیا پڑھتے تھے سیوطی جلال الدین فارسی علم اصول منطق تفتازابی پڑھتے تھے اسلام تو نصاب تھے ہی نہیں۔احمد کان کی حیات رقص غنا و موسیقی میں گزری مغل حکومت کی ملازمت میں گزری مغل حکومت کی سرکاری زبان فارسی تھی فارسی پڑا ہوگا ان کی حکومت کے خاتمہ کے بعد برطانیہ کی حکومت کی ملازمت میں تھے لہذا دین میں تجدید تو چھوڑیں وہ دین ہی کو نہیں پڑھے جب برطانیہ نے ے چاہا ان کو دفتروں ملازمتوں میں رکھنے کی بجائے سیاست کے میدان کا ملازم بنایا ہے سیاسی

سہولت دیا جائے جس طرح افغانستان میں روس کو ہٹانے کا فیصلہ کیا تو علماء کب ملا ہے پاکستان میں فرقہ واریت پھیلانا چاہا ان کو پروٹوکول دیا بات وہی کرین گے تو ان کی ایجنسیوں نے یہاں سرچ کر کے نکالیں ہیں تجدید دین ولوں کے خلاف کیا لکھنا ہے متجدین قرآن کے خلاف قرآن کے لائے ہوئے اصول کے خلاف کوئی بات نہین کیے تھے بلکہ فرقوں کی اضافات لکھے تھے جس طرح ائین پاکستان کے قرارداد پاکستان ہے۔

اس فعل کو علماء نے خارق العادہ کہا ہے کیوں خارق العادہ کہا ہے یاد رکھیے کسی بھی فعل کے بدل جب دوسرا لفظ استعمال کرتے ہیں اس کی چند انواع ہوتی ہیں ا۔دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہیں ۲۔اسی زبان میں دوسرا مترادف لفظ استعمال کرتے ہیں ۳۔اسی کلمہ کا استعمال کرتے ہیں تعریف کرتے ہیں ۴۔اس سے زیادہ واضح لفظ استعمال کرتے ہیں اس کو شرح الاسم کہتے ہیں ۵۔اجنبی غیر مربوط کو تدلیس کہتے ہیں۔ کہتے ہیں خارق العادہ فعل کے بہت سے مصادیق ہیں ا۔سحر جادو ۲۔ شعبدہ ۳۔ عیب گوئیاں ۴۔ابتدائی دور کے اختراعات ۵۔ٹیلی فون، ٹیلی ویژن ۶۔ ٹیپ ریکارڈر ے کیمیکل، کیمیائی ترکیبات وغیرہ تو سحر ہے دیکھا وا ہے یا جن سے نسبت دیتے ہیں یا ملائکہ سے نسبت دیتے ہیں یا اللہ سبحانہ کا فعل ہے نبی جب یہ انجام دیتے ہیں تو نہیں کہتے میں نے کیا ہے بلکہ یہ فعل اللہ کا ہے جسے بشر انجام نہیں دے سکتے۔ یہ دلیل ہے کہ میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں اللہ سبحانہ کی طرف سے تھے۔ انسان سے کروائے گا۔۲۔ یہ مخلوق اپنی حسن و جمال ہی ذکاء و فراست یا تخلیق میں منفرد بے تغیر ہے۔

تحریف دین:۔

یہاں دو کلمے ہیں، تحریف۔دین۔ پہلے تحریف کا معنی پیش کرتا ہوں۔تحریف میں دو بحث ہے ایک بحث معنی مادہ تحریف یعنی۔ح۔ر۔ف۔اس کلمہ کے بارے میں ابن فارس ۳۹۵ھ نے مقائیس ج ا ص ۲۸۴ پر لکھتے ہیں ’’ح. ر. ف. ثلاثہ اصول

۱۔حد الشئی :کسی چیز کی حد کو کہتے ہیں ۲۔عدول

۳۔تقدیر حد کے معنی ''حد الشئی فحرف کل شئی حدہ''اس معنی میں چہرہ کو حرف کہتے ہیں۔''ھو من امرہ علی حرف واحد''﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ ..حج..۱۱﴾

''للناقة حرف، ھی الضامر،شبھت بحرف الجبل'اصل الثانی: الانحراف عن شئی،اصل الثالث: المحراف حدیدة یقدر بھا الجراحات''کسب کے معنوں میں آتا ہے۔

جب یہ کلمہ اضافہ بہ دین ہوتا ہے یعنی دین کے ایک طرف کو اپنانا، دین والے دین کامل کو نہیں اٹھاتے۔

تحریف دین، یعنی تمام ذرائع طریقہ کار چھوٹے بڑے تصریح،تلویح توجیہ دفاع نمائی سے دین سے نظریں ہٹانا دین کو آگے پیچھے کرنا،کم زیادہ کرنا،جن پر عمل ہوا ہے اور بعض پر عمل گزر گیا۔بعض ابھی میدان میں تازہ نفس اترے ہیں سب شامل ہیں لیکن سب کا محور، مرکزی توجہ ایمانیات ثلاثہ رہا۔توحید الوہیت، بعثت نبوت، یوم القیامت کو مشکوک ومخدوش بدیل دینا۔ان میں سے ایک ایمان بواحدانیت الوہیت کے بعد ایمان بیوم القیامت ہے۔یوم القیمۃ سے نظریں ہٹائیں،اس کو جہاں اللہ نے قریب بتایا ہے بعید دکھانے ،مشکوک دکھانے کی جو تمہید بنائی ہے اس کی فہرست ملاحظہ کریں۔

تحریف دین حسب آیات قرآن:۔

تحریف سقوط اور زوال کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔تحریف دین کے مبتکر،مبدع یہود کو قرار دیتے ہیں جیسا کہ قرآن میں آیا ہے، یہودیوں سے حضرت عیسیٰ کے سرسخت دشمن بنام شاول بولیس رفع عیسیٰ کے بعد خود مروج دین نصاریٰ پیش کرتے ہوئے دین نصاریٰ میں ایسی تحریف پیدا کی جس کے اثرات سوء یورپ ۱۷۸۹ء کو مسیحیوں نے دیکھے،اس وقت سے مسیحیوں پر الحادی نظام نافذ ہے۔لیکن

مسلمان دانشور کہتے ہیں یہ جو حشر مسیحیوں کا ہوا ہے، ہمارے ساتھ نہیں ہوگا کیونکہ ہمارے دین میں تحریف کی گنجائش نہیں لہٰذا ہمیں چاہیئے اس پر یقین جازم ہونا چاہیئے کہ ہمارے دین میں تحریف ممکن نہیں۔ پہلے مرحلے میں یہ دیکھیں کہ آپ کا دین کہاں کس چیز میں رکھا ہے کس کے پاس ہے واضح ہے دین اللہ نے بھیجا ہے، کس چیز میں بھیجا ہے؟ دین قرآن میں ہے آپ کے پاس جو دین ہے قرآن سے لیا ہے یا کہیں اور سے لیا ہے؟ آپ کو پتہ نہیں ہے تو پہلی فرصت میں پتہ کریں آپ کے دین کا کوئی بھی حصہ قرآن سے نہیں، قرآن کی جگہ انہوں نے سنت بنائی یعنی رسول اللہ سے منسوب اقوال و افعال وتقاریر اور پھر اس میں تحریف در تحریف، آپ کا کل دین دین منحرف ہے۔ پہلے مرحلے میں تحریف کی اقسام انواع سے آگاہ ہونا چاہیئے۔

۱۔ آپ کا دین فقہ پر چل رہا ہے۔

۲۔ کل دین کو ایک چیز میں خلاصہ کرنا ایک قسم کی دھوکہ دہی ہے۔

۳۔ دین کو کسی دنیوی مفادات کی خاطر کرنا

۴۔ ایک اصل دین کو ہٹا کر کوئی غیر دین کو دین کے نام سے رواج دیں۔

۵۔ ایمانیات میں ردو بدل کرنا۔

۶۔ عبارات اپنی جگہ باقی لیکن معانی الٹ پلٹ کر پیش کرنا۔

یکے از تحریفات عقائد معجزات نبی وائمہ وکرامات اولیاء ہے۔ کتاب العقل النبوۃ تالیف علامہ محمد جواد مغنیہ، کثیر التالیفات فی کل فن نقاد موضوعات مطروحات جرائد ومجلّات وکتب، اپنے فرقہ شیعہ کے عقائد کل غث وثمین خلاف قرآن، خلاف عقل کے بارے میں ان کی زبان نہیں کھلی۔ غرض آپ نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۲ پر معجزہ محمدؐ کے عنوان سے لکھا ہے، مجلسی نے کتاب بحار کے جلد مناقب نبی کریمؐ کیلئے اتنے معجزات عطاء کیا ہے جس کسی بھی نبی کو نہیں دیئے گئے تھے۔ آُ کے معجزات کی تعداد چار ہزار چار سو چالیس ۴۴۴۰ بتایا ہے۔ پھر مجلسی نے ان کی تقسیم بندی کی ہے۔

۱۔ میلاد سے پہلے والے معجزات ۲۔ میلاد کے بعد کے معجزات

۳۔ بعثت کے بعد کے معجزات ۴۔ وفات کے بعد کے معجزات

جو بھی نقل انسانوں کو ملتے ہیں عقل و خرد کا تقاضا ہے کہ چند چیزوں کو نظر میں رکھنا ضروری ہے۔ ایک اس نقل کے راویان، دوسرے اس کا متن اور تیسرا غرض و غایت۔ ان روایات کی سند پہلے مرحلے میں علامہ مجلسی ہے جس کے بارے میں متفقہ فیصلہ ہے انہوں نے غث وثمین، صحیح غلط سب جمع کیا ہے، ان کو نہ پکڑا جائے بلکہ ان پر چادر قدسیت نہ لگائیں جیسے محدث قمی نے لگائیں۔ ان کے خود مصدر مدینۃ المعاجز بحرانی وغیرہ ہوں گے، اخباریوں کے ہاں نقل کافی نمائش میں ایک دو کا ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

۱۔ظہور مہدی اور قیام حکومت عدالت ۲۔ مردہ مومنین خالص اور کافرین کا رجعت ۳۔ظہور دجال

دعا میں تحریف۔

کلمہ دعاء میں مضامین دعاء طریقہ دعاء تصور سب میں تحریف پائی جاتی ہے اما خود کلمہ دعا ابن فارس ۳۹۰ق نے مقائیس ج اص ۴۰۹ پر لکھا ہے د۔ع۔ احرف معتل کی ایک ایک ہی اصل ہے یدل علی ان تحیل الشئی الیک بصوت او کلام یکون من ذالک دعوی دھو خود کلمہ دعا استعمال کریں یہ کھانے پر بلانے اور نسب کا دعوی کرنے کے لیے آتا ہے نام پکارنے کو کہتے ہیں مفردات ۱۹۰ پر ا ایا کا الندا کلمہ یا وایاے پکارنے کے لیے آتا ہے دعا میں اسم کا ہونا ضروری ہے دعاء عام طور پر ہنگام ہجوم اگیار حوادث ناگوار حالت ناسازگاری میں بطور استعانت استغاثہ کے لیے ہوتا ہے دعا ایک عبادت کی صورت میں چیخ و پکار یا اجتماعی صورت میں نہیں آیا ہے دعاء بمعنی نداء ہے نداء عام ہوتا ہے اخیار اشرار سب کے لیے ہوتا ہے لیکن اللہ سبحانہ کے لیے دعاء انفرادی صوت خفی خستگی زمزمی کا ذکر ملتا ہے نداء خفیاء انسان ہمہ حالت میں خود کو وابستہ ذات حق رکھتا ہے دعا جو ایک مشکل حکوک عفران بنی ہے یہ قرآن سے متصادم ہے بقرہ ۱۷۱ نور ۶۳ میں اس قسم کی پکار کی مذمت آئی ہے ہر انسان خود کو اللہ سے وابستہ رکھیں کرکی ہے علاوہ ازیں کتاب دعا میں یہی شرکیات داخل کیے ہیں قرآن کریم میں کلمہ دعا ایک قسم کا اللہ نے مشرکین کو طنز کیا ہے آیا تم اپنے حوائج مشکلات میں اپنے معبودات صم بکم لا یستجیبون کو کیوں نہیں

پکارتے لیکن اپنے بندوں سے دائم الذکر دائم رہنے والے بندوں کی تعریف اور ستائش کی ۔ یہ کوئی صفت نہیں کہ جب کوئی نیاز ہوتی ہے مشکلات گھیر لیتی ہیں تو ہمیں پکاریں یہاں دعا میں ترک اسباب وعلل کسب چھوڑ کر مسبب کے ساتھ اسباب بھی اللہ بنائیں انبیاء ایسی دعائیں نہیں کرتے تھے ابراہیم خلیل سمجھتے تھے ان کی زوجہ عقیم ہے اب ان نہیں ہونی ہے جب ملائکہ نے نئے فرزند کی بشارت دی تو حیران ہوگئے سارہ نے کہا یہ کیسے ممکن ہے میں اور میرا شوہر دونوں تولید اولاد کی ڈور سے پیچھے رہ گئے ہیں اسی طرح زکریا بھی یہی سمجھتے تھے کہ اب ان کے حاں اولاد نہیں ہوگی لیکن وہ اس سے پریشان تھے ان کے خاندان دعوت حق کے مقام پر ظالمین کا گھیراؤ تھا تو اللہ نے فرزند کی بشارت دی جب زکریا نے دیکھا کہ اللہ بلا سبب بھی مسبب پیدا کرتا ہے ہر موسم اس کی طرف متوجہ بندوں کو بغیر سبب وہم و خیال رزق دیتا ہے

تحریف دین میں ایک اہم تحریف کثرت معجزات ہے جیسا کہ علامہ مغنیہ نے علامہ مجلسی کی بحار سے ۴۴۴۰ معجزے نقل کئے ہیں ۔ یہاں علامہ مغنیہ نے کثرت معجزات نبی کریمؐ ثابت گردانا ہے اور مجلس میں اظہار تک کیا ہے لیکن آیت اللہ خوئی نے البیان میں معجزہ حضرت محمدؐ کے بارے میں آیات قرآن میں تفصیل سے بحث کرنے کے بعد غیر قرآن معجزات ہیں یا نہیں پر ایک بحث کھولی ہے ۔اس بارے میں اظہار نظر کرنے سے پہلے کچھ عرائض پیش کرتے ہیں ۔

۱۔آیت اللہ خوئی نجف میں آغائے حکیم کی مرجعیت کے دور میں زعم حوزہ علمیہ کے نام سے متعارف تھے چنانچہ آپ کے درس خارج میں شریک شخصیات صاحبان درجہ اجتہاد پر فائز ذوات ہوتے تھے ۔

۲۔آغائے خوئی واحد مرجع ہیں جو حدود فتویٰ کے علاوہ دیگر موضوعات میں بھی بحث جرات مندی سے کھول کر کرتے تھے چنانچہ کتاب علم رجال، علم اصول پر ایک دو کتاب نہیں موسوعہ لکھی ہے اس طرح فقہ میں موسوعہ لکھی ہے ۔

۳۔آپ کے امتیازات میں سے ایک تفسیر قرآن کا تعدی ہے گر چہ مرجع سازوں نے آپ کو

اس عمل سے روکا، وہ تفسیر البیان جو ایک جیسا ہے تمہید ہے جس میں قرآن کے بارے میں رائج عقائد کی نفی کی جیسے بحث قرأت سبعہ، محبت، نسخ در قرآن، تحریف قرآن کو رد کیا ہے، جرأت دکھائی ہے۔

۴۔آپ مجتہدین کو حاصل اختیارات کے بھی خلاف تھے۔

لیکن یہ تمام جرأت مندانہ اقدامات کے باوجود آپ نے اپنے فرقہ کے عقائد یا بعض امتیازات، اساسیات کے سامنے خاضع بے بس ہوئے، جیسا کہ بحث متعہ، بحث سجدہ تربت امام حسین وغیرہ، انہی میں سے ایک نبی کریمؐ کیلئے قرآن کے علاوہ معجزات ہونے کے بھی قائل تھے۔

یہاں ایک دفعہ دخل کرنا چاہتا ہوں۔ آغا خوئی ایران میں حکومت اسلامی کے قیام کی تحریک کے ساتھ نہیں تھے۔ امام خمینی ایک حکومت اسلامی کے قیام کے داعی تھے اس لئے ہم امام خمینی کو آغا خوئی پر ترجیح دیتے تھے۔ یہ بات یہاں ان کے وکلاء خاص یوسف نفسی، علی مدبری، آغا محسن نجفی کی نظر میں ہم مطعون تھے انتہائی بغض اور علی مدبری غصے سے دیکھتے تھے۔ امام خمینی کے طرف دار انقلابی نہیں تھے ، انقلابی ہمیں برداشت تھے ہم صرف حکومت اسلامی کی حد تک ان کے حامی تھے جس طرح موجودہ حالات میں ہم مدارس وحوزات کے سرسخت مخالف ہونے کے باوجود حکومتی دباؤ میں مدارس تحویل وزارت نام نہاد مذہبی علیہ الدین حامی قادیانیوں کے خلاف ہم اسلام کے نام یہاں سے بلند کرتا ہے اس کا حامی ہوں۔

اگر ملک میں الحادیوں کا دور دورہ ہو گیا اسلام کے نام لیوا ختم ہو گئے ''**ایاز ناالله منها**'' اگر بفرض صورت حال ایسا ہو گیا تو ہم انہی مذاہب فاسدہ مراکز سے نکلنے والے شہادت توحید کو اپنی بقاء کا نشان سمجھیں گے۔

تاریخ :

یکے از مصطلحات عقائد تاریخ ہے، تاریخ عقائد میں کہاں کہاں استعمال ہوتی ہے اس کا جاننا ضروری ہے لیکن ترتیب فی زمانہ متداول کلمہ سے آغاز کرتے ہیں وہ تاریخ ادیان و مذاہب ہے، جو ادیان و مذاہب اس وقت دنیا میں رائج ہیں ان کی کیا تاریخ ہے۔ سب سے پہلے تاریخ اسلام یعنی

اسلام کب وجود میں آیا، اسلام کب پیدا ہوا اس حوالے سے کہتے ہیں حضرت مسیح کی ولادت کے بعد ساتویں صدی کے آغاز میں سرزمین مکہ میں دعویٰ نبوت محمدؐ بن عبداللہ سے پیدا ہوا ہے جبکہ مذاہب اسلامی کی تاریخ اسلام کے آنے کے بعد ہے مذہب بریلوی، اہلحدیث اور اثنا عشری بعد میں پیدا ہوئے مذہب شیعہ دور عثمان یا معاویہ میں پیدا ہوا اسی طرح خوارج بھی ہیں۔ مذہب اہل سنت والجماعۃ تیسری چوتھی صدی میں پیدا ہوئے اس کے علاوہ بھی عقائد سمجھنے کے لیے اور بھی مواقع پر تاریخ کی ضرورت ہے کیونکہ دین میں اضافات بہت ہوئے ہیں یہ اضافہ کب ہوا بطور مثال امامت کو دین میں کب شامل کیا گیا ہے عدل کو کب شامل کیا گیا ہے، عصمت کب شامل کی گئی ہے۔ اسلامی تاریخ یعنی آغاز سال کب سے شروع کرتے ہیں جزء ذات تمام موجودات ذی حیات نباتات حیوانات بالخصوص انسان کی حیات فردی واجتماعی خاص کر دینی میں تاریخ بہت کردار رکھتی ہے۔ جیسے انسانوں پر احکامات الٰہی کے حوالے سے ماہ رمضان ہے اسی تاریخ کے کس مقطع میں ہوتا ہے، خود سنہ کس حساب سے ہوتا ہے یہ بہت اہمیت کے حامل ہیں لہٰذا قرآن میں تاریخ اسلام کا ذکر تفصیل سے آیا ہے۔ تاریخ زمانے سے اور زمانہ بذات خود سورج اور چاند دونوں سے بنتا ہے دن رات سورج سے بنتے ہیں، مہینے چاند کے حساب سے بنتے ہیں۔ اسلام میں مہینے کا تعین رویت چاند سے ہوتا ہے اور اس کا آغاز بھی اسی سے کرتے ہیں جب کہ دیگران مفروضات پر بناتے ہیں۔ مسلمانوں کی اسلام سے دور ہونے کی ایک واضح مثال تاریخ اسلام سے علیحدگی ہے، جہاں علماء حضرات بغیر کسی شرم و حیاء کے میلادی حساب کرتے ہیں۔

تاریخ ادیان میں علم عقائد میں جدید مصطلحات میں سے ایک نئی اصطلاح ہے علم و دین کا یہ موضوع تقریبا بیسوی صدی میں چھیڑا گیا یہ موضوع مغرب میں کلیسا کو قیادت بشریت سے بے دخل کرنے کے بعد دین انسانیت وجود میں آیا انہوں نے سابق موجود ادیان آسمانی کو ایک دین پیوندی الصاقی غیر فطری ہونے پر مہم چلائی انہوں نے تاریخ بشریت کو تین ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

تاریخ عقائد :

تاریخ ہر موجود حادث کا جزء لازم لاینفک ہے ہر وہ چیز جو پہلے نہیں تھی بعد میں وجود میں آئی ہے جس دن وجود میں آئی ہے وہی اس کی تاریخ ہے کائنات کی کوئی چیز مافوق تاریخ نہیں ہوتی بہت سے دعووؤں کی صحت وسقم صحیح اور باطل کا فیصلہ تاریخ جوڑنے سے پتہ چلتا ہے دعویٰ درست ہے یا نہیں مثلاً خود اسلام کی تاریخ ہے مشرکین نے یہود سے استبصار کیا کہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط، یا ہم محمد سے کیا پوچھیں عام الفیل کے چالیس سال گزرنے کے بعد وجود میں آئے ہیں۔ مسلمانوں سے ان کی تاریخ پوچھنے پر انہیں غصہ نہیں آتا ہے لیکن فرقوں سے ان کی تاریخ پوچھنے پر وہ حواس باختہ ہوجاتے ہیں

مسلمانوں نے جو عقائد کتابوں میں کم وکیف اختلافات سے درج کیے ہیں لہٰذا جتنے فرقے مسلمانوں نے بنائے ہے ہر ایک کی اپنی تاریخ ہے اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے ایک ہوائی اڈے کی عمارت کو بہت سے لوگوں کو ٹھیکہ پر دیا گیا ہر ٹھیکیدار نے اپنی سوچ وفکر اور دیئے گئے تحفہ تحائف رشوت سفارش اور اپنے حق زحمت کو نکال کر فائدہ کو حساب کر کے تعمیرات کیں ہیں کسی اصول پر نہیں اسی طرح مسلمانوں کے عقائد اسلام کے اصولوں پر نہیں بنے ہیں، فرق ومذاہب نے اسلام سے ہٹ کر ایک نئے تشخص کا اعلان کیا ہے وہی دن ان کی تاریخ ہے لیکن یہ بات بھی ذہن نشین کرنی چاہیے دوسروں سے پہلے خود انہیں معلوم ہے کب یہ فرقہ بنا ہے کیسے اور کس نے بنایا کیسے باطل کی بنیاد بنا ہے لہٰذا اس فعل نامشروع پر پردہ ڈالنے کیلئے حقائق چھپانے کیلئے انہوں نے تاریخ میں اختلاف کو پھیلا کر علیحدگی اختیار کی ہے اس کو بنیاد بنا کر عقائد بنائے ہیں نیز دیگران کے متوازی فرق سے بھی امتیاز کو مد نظر رکھ کر عقائد بنائے گئے ہیں لہٰذا فرقوں کے عقائد کو اسلامی عقائد نہیں کہہ سکتے ہیں۔ فرقوں نے اسلام کے اصول ومبانی کو مخدوش ومشکوک ومکروہ دکھایا ہے۔ اسی بنیاد پر ہر ایک نے عقائد بنائے آئمہ اربعہ کے فتاویٰ کے منہاج پر عقائد بنائے گئے۔ ہم آگے کلمہ عقائد پر بحث کریں گے حتیٰ یہ کلمہ بھی بدنیتی پر انتخاب کیا۔ اس کلمہ میں کسی قسم کی بوئے دین اسلام نہیں آتی ہے، انسان مسلمان عالم ودانشمند کو اسلامی عقائد کی تاریخ تدوین کو دیکھنا چاہیے۔ یہاں دو نقل کرتے ہیں سب سے پہلی کتاب عقائد ابوحنیفہ فقہ اکبر کے نام سے لکھی گئی جو کسی نے نہیں دیکھی ہے وہ احتیاجات، تزئینیات، سہولیات سے

پر عقائد ہونگے دوسرا معتزلہ ہیں، معتزلہ نے عقائد لکھتے وقت چند چیزوں کو سامنے رکھا ہے۔

۱۔انہوں نے اس وقت معاشرہ اسلامی میں موجود دو متضارب گروہوں میں تقسیم کو مدنظر رکھا کہ اگر ان میں سے ایک انتخاب کریں گے تو ہماری حیثیت نہیں ہوگی لہٰذا ہمیں درمیانی شکل اختیار کرنا ہوگی۔

۲۔جبریہ کے مقابل ایک گروہ ایجاد ہوسکتا ہے اور اس کو بہت پزیرائی بھی مل سکتی ہے کیونکہ جہاں چھٹی زیادہ ملے لوگ اسے پسند کرتے ہیں جہاں انبیاء کے مقابل ابلیس کو زیادہ چھٹی ملی ہے۔

تاویل:

یکے از مصطلحات عقائد تاویل ہے کلمہ تاویل کا معنی لغوی کلمہ تفسیر جیسا ہے از کلمات موجود در کلام سیاق و سباق قرائن وشوائد کلام سے ہٹ کے معنی اخذ کرنے کو تاویل کہتے ہیں مزید وضاحت کرنے سے پہلے اس کو ایک تاریخی شخصیت کے بارے میں مراتب و درجات کا مثال دیتے تو علی ابن بی طالب نبی کریم کے بعد چوتھے مرحلے پر حاکم مسلمین بنے اس عملی منصب سے انکار کر کے ان کو خلیفہ بل فصل بنا کر اذان میں شامل کیا۔

۲۔اس سے گزرتے ہوئے علی کو شریک نبوت قرار دیا چنانچہ تفسیر کوثر کے ابتداء میں ایک خطبہ نقل کیا۔

۳۔پھر علی ہی کو ہی نبی محمد کو علی کی طرف داعی بنایا۔

۴۔پھر علی ہی اللہ مقسم ارزق بنایا یہی طریقہ کسی چیز کو یا شخص گرانے ہٹانے کا طریقہ یہی ہوتا ہے پہلے عزت وتکریم کے الفاظ میں اس کو اپنے مقام سے ہٹاتے ہی کسی اور کو اس جگہ بٹھانے کو تاویل وتفسیر بھی اس طرح کتاب نزہۃ الاعین النوائر تالیف ابن جوزی ص ۵۹۷ اور ص ۸۳ پر آیا ہے باب التاویل التاویل العدول عن الظاہر اللفظ الی معنی لا یقیضہ لدلیل ول غلبہ تاویل ظاہر ایت مین موجود کلمات اور سیاق وسباق سے ہٹ کر یا انصراف کر کے ایک ایسی معنی انتکاب کرین کیونکہ اس تاویل کے لیے ایک دلیل موجود ہے جو ظاہر لفظ کا معنی اخذ کرنے سے منع کرتے ہیں جیسا کہ سورہ کہف میں آئے آیات جو موسی اور عبدالصالح کے درمیان اختلاف کا سبب بنے عبداالصالح نے اس تاویل بتائی

تھی جبکہ تفسیر کلمات میں مستور غیر واضح معنی اخذ کرنے کا نام ہے جبکہ قرآن کا جلی اصلی خطاب سادہ اہل زبان سے ہے لہذا تاویل اور تفسیر کی جو باتین کرتے ہین وہ قرآن سے منصرف کرنے کے لیے کرتے ہین پھر صاحب کتاب لکھتے ہیں تاویل قرآن میں پانچ مصادیق میں آیا ہے۔

۱۔کسی فعل کے یا قول انجام عافیت کے معنوں آتا ہے اعراف ۵۳

۲۔نوعیت رنگ و بو جیسا کہ سورہ یوسف ایت ۳۷ یوسف نے بتایا تمہارے کی خصوصیات بتاوں گا۔

۳۔انتہا و انجام فعل العمران ۷

۴۔تعبیر خواب یوسف ۱۰۱

۵۔حقیقت یوسف ۱۰۰

بعض نے آیات کے ظواہر کو غیر مراد اللہ قرار دے کر معانی بعید از فہم و ادراک بشر قرار دیا ہے معانی تاویل صرف امام جانتے ہیں اور امام غائب و مستور ہے اس لیے ہر شخص کی رسائی ممکن نہیں ان کے وکلا کے توسط سے پہنچا جا سکتا ہے ظاہر بعید از صحت ہے۔ یہ کلمہ قرآن کریم میں چندین دفعہ تکرار ہوا ہے۔ان آیات میں دیکھنا ضروری ہے کہ یہ کلمہ قرآن میں کتنے معنوں میں آیا ہے کتاب نزھۃ الاعلیٰ شمارہ ۷۷ ص ۸۳ پر ابن جوزی لکھتے ہیں التاویل العدول عن ظاہر الفظ الی معنی لا یقتضیہ لدلیل علیہ وھوا ابداء المعنی المستند با الفاظ یعنی ظاہر لفظ سے جو معنی سمجھ میں آیا ہے جو کہ کسی بھی دلیل کے تحت نہیں بنتا تو لفظ کے ظاہری معنی کے خلاف کوئی معنی بنانے کو تاویل کہتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے التاویل نقل الکلام وضعہ واصلہ اسابقہ الی فہم من ظاہر فی تعارف اللغتہ وشریعہ او العادہ ابن جوزی نے لکھا ہے علماء نے قرآن میں اس کے پانچ مصادیق بتائے ہیں۔

۱۔العاقبۃ ص کا انجام اختتام کے معنوں میں آتا ہے اعراف ۵۳

۲۔معنی انجام یوسف ۳۷

۳۔عمران ۷

۴۔تعبیر رویاء یوسف ۶۔۳۷۔۴۵

۵۔تحقیق یوسف۱۰۰

تقلید :

دیگران کی تقلید یعنی اپنے، رہن سہن، لین دین، سلوک و معاملات سیاست و اجتماعات اقتصادیات و فکریات و نظریات میں تحقیق کرنے، اسناد تلاش کرنے کی زحمت میں کودنے کی بجائے کسی جاننے والے کے من و عن پیروی کرنے کو عرف عام میں تقلید کہا جاتا ہے اب کم و بیش امت اسلامیہ تمام کے تمام مسائل میں چاہے ایمانیات سے متعلق ہو یا اعمال سلوک سے مقلد دیگران بنی ہوئی ہے یہاں تک کہ تقلید خود ایک باب دین قرار پایا ہے یہ ایک مسئلہ متفق علیہ شیعہ سنی وہابی دیوبندی طویل عرصہ میدان جنگ و مناظرہ مجادلہ خون ریزی میں رہنے والوں کا متفق علیہ ہے سعودی سے ضد متجد دین صادر کتب میں آیا ہے متجد دین کے مذموم عزائم میں سے ایک وہ تقلید کے مخالف تھے مجلّہ خرافاتی صادر ازمیانوالی میں صانع خرافات کا بیان ہے کہ ہمیں تقلید سے بہت فائدہ ہوا امت کو نہیں تقلید کروانے کا ٹھیکہ لینے والوں کو بہت فائدہ ہوا اب تو ہمارے ملک میں تقلید مخالف نہیں ہیں کوئی بھی ہو چاہے روشن خیال دکھانے والے پر روشن پاکستان نیا پاکستان والوں کے اپنے ناروا احکامات جیسے لاک ڈاؤن وغیرہ کی سند میں کہتے ہیں امریکا میں ہو رہا ہے برطانیہ میں ہو رہا ہے ان کو اپنے ملک کی مصلحت دلائل و براہین عقل و منطق سے قانع کرنے کی بجائے کہتے ہیں یورپ میں ہو رہا ہے

اس کے بہت فروعات نکلے ہیں پہلے رسالہ عملیہ میں لکھتے تھے اصول دین میں تقلید نہیں ہے تقلید صرف فروع دین میں ہے اب کہتے تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ اصول دین میں بھی تقلید ہے۔

علامہ محمد جواد مغنیہ اپنی کتاب فلسفہ ولایت کے صفحہ (؟) پر لکھتے ہیں اکثر علماء اصول دین میں تقلید کو جائز سمجھتے ہیں جبکہ محققین علماء اصول دین میں تقلید کو جائز سمجھتے ہیں، ان میں اردبیلی انصاری محقق طوسی خود علامہ مغنیہ تقلید در اصول دین کو جائز سمجھتے ہیں اپنی کتاب تفسیر کاشف میں جلد ۱ صفحہ ۲۵۹ سورہ بقرہ کی آیت ۱۷۰ کے ذیل میں لکھتے ہیں تقلید بذات خود نہ مذموم ہے نہ ممدوح ہے علامہ مغنیہ کی یہ فتوی ضد آیات کثیرہ قرآن کریم ہے یہاں سے انسان اندازہ کر سکتے ہیں تفسیرون کی کیا

ہوتے ہیں خود قرآن سات جلد تفسیر لکھنے والے کہیں تقلید نہ موسوم نہ ممدوح کونسی طرف مراد ہے قرآن میں تو کثیر آیات میں آیا ہے۔آپ کی یہ بات ان آیاتِ کثیر سے متصادم متناقض بات ہے جن میں تقلید کی مزمت آئی ہے۔تقلید انسانی معاشرے میں چند اقسام کی حامل ہے۔

ا۔کسی بھی شخص،قوم اور کسی معاشرے کا رہن سہن اٹھنا بیٹھنا لباس انداز گفتگو کی پیروی کریں جس طرح مرغا کسی دوسرے مرغے کی آواز سن کر چیختا ہے، گدھا دوسرے گدھے کی آواز سن کر چیختا ہے، عام جاہل لوگ کسی اجتماع میں جب ایک آدمی تالی بجاتا ہے تو پورا اجتماع اس کی تقلید میں تالیاں بجاتا ہے یہ ایک قسم کی تقلید ہے اگر چہ سمجھ میں نہ آئے تو دیکھیں عوامی ریلہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔

۲۔ ایک انسان دوسرے کے انداز گفتگو لوگوں کے ساتھ رہن سہن اور طریقہ لباس اور اجتماعی رہن سہن میں دوسرے کی تقلید کرتا ہے۔

۳۔ تقلید جاہل عالم کے ساتھ،انسانی معاشرہ زندگی میں، دنیا سازی میں،طب و ہندسہ و زراعت و شجر کاری میں انسان دوسرے انسان کے عمل کو دیکھ کر تقلید کرتا ہے۔

۴۔ ایک مجتہد، دوسرے مجتہد کی تقلید ان کے بیان کردہ فتاویٰ کو اپنے فتاویٰ قرار دے کر پیش کرتے ہیں علماء فقہاء خود تحقیق کرنے کی بجائے اپنے سلف کی تقلید کرتے ہیں قال استاذنا، قال شیخ الفلاں اس طرح ان کی تقلید کرتے ہیں۔

۵۔جاہل و عامی امور دینی میں مجتہد عادل کی تقلید کرتے ہیں جو اس وقت پورے امت اسلامی میں رائج ہے، عوام کسی عالم کی تقلید کرتے ہیں جبکہ خود علماء فقہاء دوسری صدی کے علماء ابو حنیفہ و شافعی و مالکی اور حنبلی کی تقلید کرتے ہیں۔

۶۔ اصل بحث اس میں ہے۔(۱)۔آیا تقلید عقلا کے نزدیک جائز ہے کیا عقلا اسے درست قرار دیتے ہیں۔(۲)۔قرآن میں بھی تقلید کو جائز قرار دیا ہے۔(۳)۔آیا آج یورپ میں نئی اختر عات ایجادات جو آئی ہیں وہ تقلید سے آئی ہے۔(۴)۔آیا کسی نے تقلید کر کے ترقی کی منازل طے کیے ہیں۔(۵)۔اگر کسی مجتہد نے کسی اور کی تقلید کیا ہے تو کیا ان کا یہ عمل مستحسن قرار پا سکتا

ہے۔جبکہ قرآن کریم میں تقلید کرنے والوں کو سخت لہجے میں ان کے اس عمل کی مزمت کی ہے۔توبہ ۳۱،۳۲ میں عوام یہود کو اپنے علماء کی تقلید کرنے پر مذمت کی ہے۔(۶)۔انسان کی گردن میں تقلید کا قلادہ کس نے ڈالا ہے آیا علماء نے عوام کی گردن میں تقلید کا قلادہ ڈالا ہے یا کسی مفاد پرست نے یہ عمل کروایا ہے، اصل فکر تقلید کہاں سے کب اور کس نے ایجاد کی ہے اسے دیکھنا ہوگا۔اگر کوئی شخص اس تقلید کی تاریخ تلاش کرنا چاہے تو اس کی تاریخ پیدائش ۳۲۵ میلادی کی قرارداد میں ملتا ہے جہاں ہزار سے زیادہ علماء نصاری نیقہ کانفرنس میں جمع ہوئے۔ان علماء کے دو بنیادی گروہ بن گئے جن کے درمیان اس مسلے پر بحث ہوئی کہ عیسیٰ بشر ہیں یا اللہ بادشاہ منافق متقی نے اس گروہ کے حق میں فیصلہ دیا جن کا کہنا تھا عیسی بشر نہیں اللہ ہے۔یہاں اب ان علماء کیلئے ان دو باتوں کا عوام کو سمجھانا مشکل ہو گیا کہ ایک بشر جسے وہ نبی کہتے ہیں وہ اللہ کیسے ہوسکتا ہے یہ مسلہ ان کے لئے اقنوم قرار پایا یعنی جسے دلیل سے کسی کو سمجھانا ممکن نہیں یہاں سے ان علماء نے عوام سے کہا اسے سمجھنا آپ کیلئے ضروری نہیں اس مسلے پر آپ کو ہماری تقلید کرنی چاہیے۔اس تقلید کی تاریخ اسلام میں اس وقت وارد کرنے کی ضرورت پڑی جب دوسری صدی میں اُس وقت ہوئی جب صوفیوں نے اللہ سے ملاقات کا دعوی کیا تھا دین میں نیا اصول پہلے اصولوں سے بہتر آسان فہم عمل میں سہل مشقت انفاق کی ضرورت نہیں اس اصول کا نام حب اللہ تھا اللہ سے محبت کریں ان کا کہنا ہے پیغمبرؐ وحی کے ذریعے اللہ سے ہدایات لیتے ہیں جبکہ ہم بغیر وحی اللہ سے علم لیتے ہیں یہاں ان کا دعویٰ بھی مسیحیوں جیسا اقنوم بن گیا جسے وہ کسی کو دلیل سے سمجھا نہیں سکتے کہ وہ کیسے بغیر وحی اللہ سے ہدایات لیتے ہیں اس لیے انہوں نے کہا اس مسلے پر عوام کو ہماری تقلید کرنی چاہیے۔

آیا اصول دین میں جیسے اللہ کی معرفت ایمان بنوت بعث حشر ونشر میں تقلید جائز ہے یا نہیں کے بارے میں ۔علامہ موصوف نے لکھا ہے اکثر علماء سنت وشیعہ نے اس قسم کی تقلید سے منع کیا ہے، اصول دین میں تقلید صحیح نہیں کیونکہ تقلید کا معنی کسی کے قول کو بلا دلیل قبول کرنا ہے یہ ایک قسم کی جہالت ونادانی ہے یہ جائز نہیں ہے۔

تقلید، دین پر ہر طرف ہر سو سے حملہ کریں دیندار اور بے دین جوان لڑکے لڑکیاں سب کی طرف سے ضربت لگانے کی ھدایات ملیں جس طرح کربلا ظہر عاشورا عمر بن سعد نے اپنے لشکر سے کہا **احملو علیه من کل جانب فانه کفو ذلک** ہر طرف سے ہاتھ میں جو اسلحہ ہے اس سے ان پر حملہ کرو۔ اتنی آیات مذمت تقلید میں ہوتے ہوئے علی محمد تر کتاب اللہ وارد ظہور ھم کر کے تقلید کرتے ہیں اب اس کی بھی اجازت دی ہے۔

اصول دین یعنی اللہ کی وحدانیت اور نبی کریمؐ کی نبوت اور خاتمیت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں مراجع تقلید سے استفتاء کرنا کہ حضرات آیات عظام مفتیان عصر اس حوالے سے اپنا فتویٰ بیان کریں کہ ہمیں ایک خالق یکتاء کو ماننا چاہیے یا نہیں، اس طرح محمدؐ بن عبداللہ نے دعوائے نبوت کیا ہے کیا وہ نبی ہیں یا نہیں ہیں نیز ہمیں یہاں سے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے یا نہیں اس حوالے سے اپنا حکم شرعی کو بیان فرمائیں۔ اس سلسلہ میں کتاب الولایۃ تالیف جواد مغنیہ اپنی کتاب کے پہلے صفحے پر اس عنوان سے لکھتے ہیں کہ بعض علماء فرماتے ہیں یہاں تحقیق کرنا ضروری نہیں آپ کسی بھی مجتہد کی تقلید کریں یہ کافی ہے۔

کتاب الاجتہاد التقلید تالیف رضا الصدر ص ۲۳ پر آیا ہے علماء کے درمیان اختلاف ہے آیا اصول دین میں تقلید جائز ہے یا نہیں ہے۔ بعض نے اسے حرام قرار دیا اور بعض نے جائز قرار دیا جبکہ بعض نے تحقیق کو واجب کہا ہے جبکہ اس کے برعکس بعض نے کہا نہ تحقیق واجب ہے نہ تحقیق حرام ہے، تقلید سیرت مسلمین یہ ہے کہ یہ جائز ہے لہٰذا سیرت مسلمین سے ثابت ہے ص ۴۸ پر بحث کی ہے۔

کتاب حریۃ الاعتقاد فی ظل الاسلام تالیف ڈاکٹر تیسیر خمیس العمر صفحہ ۱۹۱

آیا اصول دین میں تقلید جائز ہے دوسری عبارت میں آپ اعتقادات میں کسی کا قول بغیر کسی دلیل کے مان سکتے ہیں اس سلسلہ میں علماء اصول، فقہ اور متکلمین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

علامہ جواد مغنیہ کی چھ قسمیں

لیکن ان کیلئے ساتویں قسم کشف نہیں ہوئی تھی کہ ساتویں قسم بھی ہے فی زمانہ جو تقلید بہت

معروف ومشہور اور مسلمہ ہوئی ہے وہ تقلید عوام ہے یعنی مجتہدین عوام کی تقلید کرتے ہیں، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عوام کس طرح خوش ہوتی ہے، وہ کس قسم کے فتویٰ سے خوش ہوتے ہیں لہٰذا بالاتفاق علماء فرماتے ہیں عوام میں جاری سنتوں بدعتوں کی مخالفت کرنا خلاف اسلام ہے جو چل رہا ہے اسے چلنے دیں، جو کچھ آپ کے ہاتھ میں دین کے نام سے موجود ہے اگر اس سے بھی سرکش ہوئے تو یہ بھی آپ کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ اس طرح ہمارے پاس تقلید کی سات قسمیں ہیں۔ علامہ موصوف نے فرمایا اصل حقیقت وعبرت اس میں ہے کہ انسان کو یقین آنا چاہیے، اطمینان آنا چاہیے اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریمؐ پر لوگ جب ایمان لاتے تو نبیؐ کے کہنے پر ایمان لاتے تھے کسی نے نبی سے نہیں پوچھا کہ آپ کی اس مدعیٰ پر کیا دلیل ہے یہاں دلیل مطالبہ کیے بغیر ماننا اپنی جگہ درست ہے۔ آغا جواد مغنیہ اور دیگر مجتہدین تقلید کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ آپ نے جواز تقلید کے بارے میں جو دلائل پیش کیئے ان پر تحفظات پیش کرتے ہیں، تقلید میں مرجع تقلید جو حکم بیان کرتے ہیں حلال یا حرام واجب یا جائز ہے وہ ایک خبر ہے۔ خبر کے بارے میں احتمال صدق پر خود مرجع کو یقین نہیں کیونکہ ان کے مصادر ظنی ہیں، کتب بلاغہ میں لکھتے ہیں خبر اگر نبیؐ ہے تو اس میں احتمال صدق و کذب نہیں ہے، احتمال خلاف واقع نہیں ہے۔ نبیؐ کی ضمانت اللہ نے دی ہے، جو لوگ نبیؐ پر ایمان لائے ان کے نزدیک محمدؐ آزمودہ ہیں بلکہ کل اہل مکہ کے نزدیک محمد آزمودہ تھے ایسا نہیں نبی کریم پر لانے والے سب آپ پر اعتبار کر کے تقلید کرتے تھے جن لوگوں معجزات ولعب کیے کیوں کیے تھے جبکہ مراجع کل کے کل گمنام ومجہول الحال انسان ہیں آج وہ پبلسٹی کے ذریعے مجتہد ومرجع تقلید بنے ہیں۔

بعض کا کہنا ہے تقلید جائز ہے جبکہ ان میں سے بعض کا کہنا کہ اصول دین میں تحقیق جائز نہیں وہ اس سلسلہ میں بعض آیات اور پیغمبر اکرمؐ کے فرمان سے استدلال کرتے ہیں سورہ غافر کی آیت: ۴ ﴿ما يُجادِلُ فی آياتِ اللَّهِ إِلاَّ الَّذينَ كَفَرُوا فَلا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِی الْبِلادِ﴾ اور زخرف: ۵۸ ﴿وَ قالُوا أَ آلِهَتُنا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ما ضَرَبُوهُ لَكَ إِلاَّ جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾

اس کے علاوہ تقلید انسان کو جدل سے بچاتی ہے تقلید کا راستہ آسان ہے۔پیغمبرؐ نے بعض اصحاب کو عقائد میں بحث کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ وہ تقلید میں گفتگو کرتے تھے اگر تقلید تحقیق ضروری ہوتی تو اصحاب کرتے جبکہ اصحاب کو پیغمبر نے منع کیا ہے، تحقیق مت کریں ایک اور حدیث میں پیغمبر نے فرمایا ہے[**علیکم بدین العجائز**] تم لوگ بوڑھی عورتوں کے دین پر رہو اور تیسری دلیل اصول دین اور فروع دین دونوں ایک ہیں برابر ہیں دونوں میں فرق نہیں ہیں، جب فروع دین میں تقلید جائز ہے تو اصول دین میں کیوں جائز نہیں ہے جبکہ یہ دونوں روایات اپنی جگہ غلط ہیں۔

۱۔فرقہ قدریہ دوسری صدی کے آخر میں وجود آیا ہے اور اصول دین میں گفتگو مرجئہ کے وجود میں آنے کے بعد شروع ہوئی ہے۔

۲۔[**علیکم بدین العجائز**] یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ جعلی اور خود ساختہ بات ہے۔

اکثر بعض نے اصول دین میں تقلید کو مسترد کرتے ہوئے سورہ محمد کی آیت:۱۹ آل عمران:۳۱ زخرف :۲۳ سے استناد کیا ہے۔

۱۔بعض نے فروغ دین جائز اور اصول دین میں نا جائز کی توجیہ میں لکھا ہے کہ اصول دین اساس ہیں اور پورا دین اصول دین پر قائم ہے۔

۲۔فروع دین کی بہت سی شاخیں ہیں فروع دین کے دلائل پراگندہ اور منتشر ہیں،فروع دین کے مصادر ظنی ہیں جبکہ اصول دین کے مصادر اکثر غیر محدود قطعی یقینی اور واضح ہیں۔یہ بات ان لوگوں کیلئے قابل توجیہ بن سکتی ہے جو عامی محض ہوان پڑھ ہو لیکن جو افراد دانشور ہیں عالم دین ہیں وہ کیوں تقلید کریں گے

لیکن آپ کی خدمت میں اس کے لئے ایک تحلیل پیش کرتے ہیں ہم ایک محکمہ میں ایک اور عدالت میں تحقیق کی ایک میز پر تقلید کو لے جاتے ہیں تقلید شناسی سے تقلید کا آپریشن کرنے والے تقلید کے الیکٹرون پروٹان توڑنے والے کے پاس لے جاتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں اس میں جھگڑا

کرنا درست نہیں ہے۔ایک دفعہ تقلید مستحسن کہنے والوں کی کیا دلیل ہے اور تقلید نہ کرنے والوں کی کیا دلیل ہے، ہمیں تابع دلیل ہونا چاہیے اگر دونوں کی طرف کوئی دلیل نہیں تو یہ تقلید ہے اور غیر تقلید کا سوال ہی ختم ہوتا ہے، اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی اور اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے انسان دلیل کے تابع ہے اگر تقلید کے حسن پر دلیل ہے تو انکار معنی نہیں رکھتا ہے اگر تقلید کی نفی پر دلیل ہے تو اس کے جواز پر کوئی دلیل نہیں بنتی ہے۔قرآن کریم میں کثیر آیات میں شدید لحن میں تقلید کی مذمت آئی ہے علامہ موصوف مفسر تھے ان کی نظروں میں یہ آیات غائب کیوں ہوئیں آپ نے فرمایا یہ تقلید نہ خود ممدوح ہے اور نہ مذموم انہوں نے اس کی تاویل اس طرح کی کہ قرآن میں آیا ہے کہ آباؤ اجداد کی تقلید مت کرو، اس طرح تو ہمارے پاس دو قسم کی تقلید ہیں ایک تقلید باطل ہے اور ایک تقلید حق ہے تقلید باطل جائز نہیں اور تقلید حق میں کوئی خرابی نہیں ہے، محمدؐ کی تقلید کرنے میں کوئی خرابی نہیں لیکن مشرکین کا اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کرنا غلط ہے۔آپ سے سوال ہے کہ محمدؐ کی تقلید کرنا صحیح ہے تو کیا امت کے سارے مراجع حضرت محمدؐ جیسا درجہ رکھتے ہیں نبی ہم ہیں تو ان دونوں میں سے حق پر کس کو قرار دیں گے، اگر بغیر دلیل ایمان لانا صحیح ہے لیکن اگر کوئی مدعی بنیں تو کیسے تمیز کریں گے۔

۲۔آپ کہاں سے کہتے ہیں کہ جو لوگ پیغمبرؐ پر ایمان لائے وہ بغیر دلیل ایمان لائے، جو جو لوگ محمدؐ پر ایمان لائے وہ دلیل قطعی سے ایمان لائے۔وہ دلیل قطعی حضرت محمدؐ کا چالیس سال تک اس معاشرے کے درمیان ہونا ہے، انہوں نے ان سے جھوٹ، خلاف مروت، خلاف عقل کردار نہیں دیکھا تھا، انہوں نے انہیں کوئی دعویٰ کرتے نہیں دیکھا تھا چنانچہ ان کا کردار ان کے صدق وصداقت سے بذات خود دلیل مثل سورج روشن ہے۔ہم مسلمان اس سلسلہ میں ابا بکر کی مثال پیش کرتے ہیں ابا بکر نے کہا اگر آپ کہتے ہیں تو یہ بات سچ ہے کیونکہ ابا بکر بچپن سے پیغمبرؐ کے ساتھ تھے۔محمدؐ کی سچائی پر ایک اور دلیل جب قیصر روم کو حضرت محمد کا دعوت نامہ اسلام ملا تو اس نے دعوت نامہ دیکھنے کے بعد کہا کسی ایسے شخص کو تلاش کر کے لاؤ جو جزیرۃ العرب کے حالات سے واقف وآشنا ہو، اتفاق سے اس وقت ابوسفیان روم میں پہنچے تھے نیز اس وقت ابوسفیان مقابل محمدؐ کھڑے تھے۔قیصر روم نے روبرو

ابوسفیان سے محمدؐ کے بارے میں مختلف زاویہ شخصی، اجتماعی، خاندانی اور اخلاقی سے متعلق چندین سوال کیے ابوسفیان نے ہر ایک کا حقیقت پرمبنی جواب دیا اگرچہ وہ محمدؐ کے مقابل میں نبرد آزما تھے لیکن وہ روم کے بادشاہ سے ڈرتے تھے کہ اگر دروغ گوئی کی اور راز فاش ہو گیا تو میرا حشر برا ہو گا چنانچہ اس نے حقیقت پرمبنی جواب دیا تو قیصر روم نے کہا یہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے یہاں قیصر روم مسیحی نے کیسے دعویٰ میں محمدؐ کو راست باز پایا؟ اس سے ثابت ہوا کہ محمدؐ پر ایمان لانے والے بغیر دلیل ایمان نہیں لائے بلکہ وہ دلیل سے ایمان لائے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ بغیر دلیل ایمان لانا کافی ہے یہ بات اپنی جگہ غلط ہے۔

۳۔ ہر چیز کے ثمرات ہوتے ہیں پھل ہوتا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے، ہم تقلید کے ثمرات کو امت مسلمہ میں دیکھتے ہیں آیئے آپ بھی اس کے ثمرات گنیں اور ہم بھی اس کے ثمرات گنتے ہیں اگرچہ ہمارے ملک میں صانع خرافات نے اپنے مجلّہ خرافیہ میں لکھا ہے ہمیں تقلید سے بہت فائدہ ہوا ہے۔

یہاں وقت اور حالات کے تناسب سے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کرنے کی ضرورت ہے تقلید لغت اور عرف اور شریعت میں کیا مقام رکھتی ہے دیگر ادیان میں اس کی کیا حیثیت ہے اس کی اصل تاریخ پیدائش اور مکان پیدائش کس سے جنم لیا ہے کون اس کے مخترع تھے اس کی ضرورت کیوں پیش آئی امت اسلام میں کیا حالات اور کب پیدا ہوئے۔

صاحب امامیہ لکھتے ہیں کہ فروع دین میں بندہ کا تین مفروضات میں سے ایک کو اپنانا ضروری ہے احکام شرعیہ میں اجتہاد کرے ۲۔ احتیاط کرے، کسی ایسے مجتہد کی تقلید جو جامع شرائط اور عادل ہو۔

<u>ملاحظات :</u>

<u>یہ تین مفروضات کس کی اختراع ہیں یہ کونسی آیت قرآنیہ سے استنباط کیا ہے</u>

ا۔ اجتہاد کا تصور، تاریخ اجتہاد لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ یہ دوسری صدی سے شروع ہوا ہے۔ دین میں اجتہاد <u>کرنے کا حکم دوسری صدی میں کس نے لاگو کیا ہے یہ بات دو حال سے خالی نہیں ہے کہ یہ</u>

کسی حکمران نے شروع کیا ہے یا کسی برجستہ عالم نے شروع کیا ہے، کسی کے حکم کو دوسروں پر نفاذ کیلئے دلیل چاہیے وہ دلیل وسند کیا ہے آپ نے لکھا ہے کہ غیبت امام میں اجتہاد واجب ہے تو غیبت امام سے پہلے لوگوں پر کونسا حکم لاگو ہوتا ہے عمل بر دین کے حوالے سے دور دراز رہنے والے کا حکم جو غیبت کے بعد کا ہے۔

تقلید کریں : تقلید کسی قول کے بغیر دلیل اپنانے کو کہتے ہیں۔ جب عقل کہتی ہے کہ ایمان باللہ بغیر دلیل درست نہیں تو ذات باری تعالیٰ پر ایمان دلیل سے ہے تو مجتہد کا حکم بغیر دلیل ہونے کی کیا منطق ہے

تقلید کی مذمت میں کثیر آیات ہیں ان آیات کے ہوتے ہوئے تقلید کس نے لاگو کی ہے

احتیاط کرنا چاہیے احتیاط کی تین قسمیں بنتی ہیں احتیاط در نص مدرک فقہ میں احتیاط کریں

احتیاط دو فقہاء کے اقوال کے درمیان

ایک فقیہ کے فتوائی میں احتیاط ۔ یہ احتیاط اجتہاد سے زیادہ مشکل ہے اجتہاد کے بارے میں علماء کا یہ نظریہ قائم ہے اجتہاد امت اسلامی کیلئے ہیبت اور عذاب تھا اجتہاد کی خرابی و برائی کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اجتہاد کا سلسلہ بند کیا جائے تفسیر قرآن میں تفسیر بالرائے کرنے سے منع فرمایا ہے احکام بیان کرنے کیلئے رائے دینا کیسے واجب قرار پائے گا۔

تقیہ :

تقیہ یکے از مصطلاحات عقائد مسلمہ غیر متنازعہ شیعہ میں سے ہے اور اس کے منکر کو خارج از شیعہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی غرض و غایت کو حفظ جان و مال و ناموس و از خطرات محتملہ بیان کیا جاتا ہے۔ کبھی برائے مدارات بھی کہا جاتا ہے،۴۔ کہتے ہیں تقیہ ہمارا اور ہمارے آباء کا دین ہے لیکن امام حسین نے یزید کے خلاف قیام کیا۔

۵۔ زید بن علی نے ہشام کے خلاف قیام کیا، امام باقر اور صادق پر ترک جہاد کا الزام لگا۔

تقیہ کا معنی توریہ ہے یعنی الفاظ ذو معنی استعمال کرنے ہیں اس کام میں وہ زیادہ اعلیٰ افصح و بلیغ

مسلط بذبان بولتے ہیں، توریہ سے مراد ایک لفظ بول کر مخاطب کو کسی اور معنی کی طرف متوجہ کرنا اور خود کوئی اور معنی مراد لینا ہے، اس کیلئے یہ مثال دیتے ہیں جولوگ مراجع عظام کے پاس اپنی احتیاجات و نیازات لیکر مرجع کی خدمت میں عرض کرتے ہیں تو مرجع فرماتے ہیں'' واللہ زیر دستم چیزی نیست '' میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے کیونکہ ہاتھ کے نیچے زمین ہی ہوتی ہے، سائل کا مطلوب صندوق والماری میں ہوتا ہے یا خادم کو دروازے پر بھیجتے ہوئے کہتے ہیں آقائی یہاں نہیں ہیں یعنی دروازے کے پاس نہیں اندر بستر پر ہیں ۔ اسی مفہوم میں مصطلحات کثیرہ جعل کرتے ہیں بطور مثال کلمۂ شہید بمعنی گواہ ہے لیکن انہوں نے کلمہ شہید کو اس معنی میں لیا کہ ہمیشہ زندہ رہنا ہے بعض اصل دوم یا سوم عقائد اسلام کے خلاف ہے۔

التقیہ مجلّہ رسالہ الاسلام الصادر من قاہرہ ۵۳ص ۳۹،ص ۱۳۸۳ محمد جواد مغنیہ ان تقول او تفعل غير ما تعتقد لتدفع الضرر عن نفسک او مالک او لتحفظ بکر امتک کما لو کنت بینی قوم لا یدینون مجائدین و قد بلغو الفائد اسقعب علامه جاد لکهتے ہیں هل الفايه تبدر الواسطه هل يجود التوحل الى غايت متروعه من طريق غير مشروعى او من باب العلم و الم

علامہ مغنیہ نے نحل ۱۰۶ اور مومن ۲۸ سے استدلال کیا ہے۔

ان آیات میں جان بچانے کی حد تک تقیہ کو جواز بتایا ہے چنانچہ قصہ عمار اور مومن آل فرعون کی مثال دیتے ہیں کہ وہ ایمان کو چھپا رہے تھے لیکن موسیٰ کی جان کو خطرہ لاحق ہوا تو انہوں نے دفاع کیا، اس طرح آسیہ نے بھی موسیٰ کی حمایت کی اور قصہ عمار بھی واضح تھا لیکن آپلوگوں نے جان سے تجاوز کر مال وعزت کی خاطر بھی تقیہ کو جائز بلکہ واجب قرار دیا ہے لیکن اس کی سند کے بارے میں نہیں بتایا آپ غایت مشروع کے لیے وسیلہ نا مشروع سے مدد حاصل کرتے ہیں یا اہم اور مبہم کی بات کی لہذا آپ کی نظر میں اھل کوفہ کا موقف ترک خروج نصیرہ اپنی جگہ درست پھر یہ شہادتوں کی حدود کہاں

جائیں گیا ظہار حق کہاں کریں گے۔

تقیہ تنہا مظاہر دینی کے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے عقائد سرایت کرنے نفوذ کرنے سے بچانے کے لیے بھی کرتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ حرمین شریفین میں نماز پڑھنے سے گریز کرتے ہیں ،جبکہ تقیہ کی ایک شان نزول ہے امام باقر وصادق کو گردانتے ہیں ااپ دونوں تقیہ کرتے تھے امام صادق نے مدینہ میں قیام کیا اور کبھی مدینہ سے باہر نہیں آئے جبکہ تقیہ کے راویان کوفہ میں ہوتے تھے جو امام صادق سے منسوب احادیث جعل کرتے تھے۔ جب کوئی امام سے ان احادیث کے بارے میں پوچھتا تھا تو امام اس کی نفی کرتے اور کہتے اس شخص نے جھوٹ بولا ہے تو وہ راوی اس سے کہتے تھے امام نے ہم سے تقیہ کہا ہے۔اس طرح اپنے تمام اباطیل کو تقیہ کی برگشت کرتے تھیاس اصول سے انہوں نے ہزاروں احادیث امام سے منسوب کیا ہے جھوٹوں کا کوئی دین نہین ہوتا ہے وہ بھول جاتے ہین پہلے کہا ہے ایک دفعہ کہتے ہین امام صادق تقیہ میں تھے دوسری دفعہ کہتے بنی عباس اور ابنی امیہ تزاحم میں ان کو مہلت ملی ہے۔ان کا کہنا ہے اس سے انہیں بہت فائدہ ہوا ہے یقیناً جھوٹ بولنے والوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے

۱۔ان کے مخالفین میں سرفہرست سنی ہیں جو ہاتھ باندھ کرنماز پڑھتے ہیں،اس وقت سعودی عرب کی کسی مسجد میں ہاتھ کھول کے نماز نہیں پڑھ سکتے لیکن مکہ اور مدینہ میں کسی قسم کی پابندی کا احساس بھی نہیں کرتے ، بہت سے شیعہ مساجد میں ہاتھ کھول کرنماز پڑھتے ہیں اگر وہ تقیہ کر کے ہاتھ باندھ کے پڑھیں تو اور بھی محفوظ ہے لیکن اکثر شیعہ حرمین میں اوقات نماز میں نہیں آتے ہیں اپنی قیام گاہوں میں نماز پڑھتے ہیں اگر حرم ہوتے تو نماز کے وقت حرمین میں نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

۲۔ان کے ائمہ امام زین العابدین سے لیکر آخری امام تک کسی نے اجماع کی قیادت نہیں کی اس کے جواب میں کہتے ہیں وہ تقیہ میں تھے۔

۳۔کہتے ہیں امام باقر وصادق بنی امیہ اور بنی عباس کے اختلافات کے دور میں آزاد تھے انہوں نے علم کو پھیلایا ہے اور بہت سے احکامات کے بارے میں کہتے ہیں امام تقیہ میں تھے۔

مہاجرین مکہ خطرات مالی وناموس سب چھوڑ کے نبی کریمؐ پر ایمان لائے ، ابوسلمہ کے ناموس ام سلمہ مشرکین نے روک دیا اس نے تقیہ نہیں بعض مسلمانوں نے مشرکین سے ڈر کر ہجرت نہیں کی ، ان کے بارے میں آیت اتری بقرہ ۱۹۰ آیت کریمہ میں آیات جہاد وقتال کے بعد آیا ہے جہاد کی راہ میں انفاق کریں اگر اس راہ میں بخل کریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے قرآن کے تحت ہلاک کی تعبیر مقصد حیات سے محروم ہوگا۔

تقیہ کی استناد میں کہتے ہیں کہ یہ خطرات کے موقع پر جان بچانے کیلئے اجازت دی گئی ہے ، لیکن اس کو توسیع دے کر تقیہ نہ کرنے کی صورت میں ایمان سے خارج ہونے کی کیا منطق ہے بیان نہیں کی ہے۔ اس سے بھی توسیع دے اصل بات کو چھپا کر کوئی اور کلمہ ہے اسے توریہ بھی کہتے ہیں جہاں الفاظ ذومعنی استعمال کر کے طرف مقابل سامع یا مخاطب کو اندھیرے میں رکھتے ہیں۔ اس کی بہت سی اشکال وصورت بنی ہیں۔ اصل فلسفہ مذاہب پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے یہ کلمہ جھوٹ کی بدل اختراع کیا ہے بڑے بڑے عالم دین بھی تقیہ کرتے ہیں۔ سنی شیعوں کو تحریف قرآن کے قائل گردانتے ہیں جبکہ اکثر روایات تحریف قرآن ان کے اپنے علماء کی نقل کردہ ہوتی ہیں۔

۲۔ بعض شیعہ علماء نے کہا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے منکر ہیں اور جو تحریف کے قائل ہیں وہ ہم میں سے نہیں لیکن تحریف قرآن کے قائلین کا نام انتہائی تجلیل وتوقیر سے لیتے ہیں جیسا کہ محدث نوری کی تجلیل وتعظیم کرتے ہیں ، بحرانی ، صدوق اور کلینی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ ہمارے بڑے علماء میں سے ہیں۔ دوسری طرف جنہوں نے عدم تحریف قرآن کا اعلان کیا انہوں نے اپنی تفسیر کی کتابوں میں بہت سی جگہ قرآن میں تحریف ہونے کا عندیہ بھی دیا ہے۔ جب ان کے نزدیک تقیہ اصول عقائد میں شمار ہوتا ہے اور ترک تقیہ کی شدت وتکرار کے ساتھ ممانعت ہے تو گویا احتمال قوی لگتا ہے ان کا بیان اپنی جگہ تقیہ ہو جھوٹ کا مبادل ہے۔

۳۔ شیعہ وسنی دونوں اپنی کتابوں میں دین کا ماخذ ومصدر قرآن کہتے ہیں لیکن دلیل دیتے وقت ایت سے استدلال کرنے سے گریز کریں۔

۴۔ کسی کی آمد کے بارے میں انتظار کے بہانے سے بہت سے احکام رکواتے ہیں جیسے جہاد و قتال جس طرح قادیانیوں اور بریلویوں نے کفار سے جنگ کرنے سے منع کیا ہے لیکن جب انہیں ضرورت پڑتی ہے تو کہتے ہیں یہ کام ہم نے خود کرنے ہیں ہم کسی کے انتظار میں نہیں رہیں گے۔

کتب معاجم استخراج آیات میں کلمہ ایمان بھی اپنی مشتق منہ امن کے ساتھ تقریبا ۱۹۲ بار تکرار ہوا ہے، یہ کلمہ جہاں جہاں استعمال ہوا الا ماشذ وندر تصدیق غیر محسوسات کے لئے استعمال ہوا ہے، لہٰذا ملحدین کا یہ کہنا ہم چاند پر دیکھ کے آیا ہے مادے کو چیرا ہے دریا میں غواصی کی ہے وہاں اللہ نظر نہیں آیا ہے اسی طرح یہ کہنا ہم اللہ کو نہیں مانتے ضد اور عناد گری مادہ پرستی کی شعار کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں۔

اللہ اپنے بندوں کو دو قسم کا امن دیتا ہے۔

۱۔ کافر مطلق منکر ربوبیت یا اتباع ادیان منحرفہ لشکر اسلام کے سامنے تسلیم ہو جائیں تو اللہ ان کے جان و مال و ناموس کو امن دیتا ہے، اگر وہ کہیں آمنا یعنی ہم تیری امن میں آتے ہیں۔

۲۔ دوسرا امن، امن آخرت ہے۔ قہر و عذاب یوم القیامۃ عذاب خانہ جھنم سے امن دیتا ہے لہٰذا سورہ نبأ آیت ۱۳ میں ہے اے ایمان والے دو بار آیا ہے، کلمۃ ایمان یا مؤمن تصدیق کو کہتے ہیں لہٰذا ایمان لانے کے بعد جو وعدہ دیا اطمینان میں آئیں گے، یہ ممکن نہیں جب تک ایمان ماورائے غیب نہ ہو کیونکہ تصدیق محسوسات کو ایمان نہیں کہتے لہٰذا عقائد کو غیبیات کے لئے استعمال کرنا تدلیس در ایمانیات میں شمار ہوگا اہل ایمان سے کھیلنے و جنجالی کا حربہ ہوگا اگر اللہ انسانی یا مخترعات انسانی کے ادراکات میں آجائے تو وہ کسی صورت میں اللہ نہیں ہوگا یہاں سے اللہ کو مؤمن کہتے ہیں، ایمان کبھی شریعت محمد ﷺ کی تصدیق کو کہتے ہیں چنانچہ جہاں جہاں آمنوا آیا ہے اس حوالے سے ہر شریعت میں داخل ہونے والے مؤمن کو کہتے ہیں سورہ یوسف آیت ۱۰۶، کبھی اذعان لانفس للحق علی السبیل التصدیق زبان سے اقرار عمل بجوارح اس تعریف کے ایمانیات کی تعداد صرف اللہ ہی تعین کر سکتا ہے نبی کو یہ حق حاصل نہیں چنانچہ پہلے بیان کر چکے ہیں۔

تحریف دردین :

تحریف دردین یہود ونصاریٰ کے علماء کا خود اعتراف ہےان کے پاس تورات اصلی شکل میں نہیں ہے اور قرآن کریم نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہےقرآن کریم کی چندین آیات میں آیا ہے ﴿یُحَرِّفُونَ الْکَلِمَ عَنْ مَواضِعِه﴾ تیسری حقیقت یہودیوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان کے پاں اس وقت مصادر تلمود دار، پروتوکولات صہیونزم ہیں دین نصاریٰ کے مصادر دین بھی آسمانی نہیں ہیں بلکہ حواریوں کی خود لکھی ہوئی کتب ہیں اس کے علاوہ ۳۲۵ء میں حضرت عیسیٰ کی حیثیت تعین کرنے کا نفرنسیں منعقد کہا اس میں یہ سوال موضوع بحث قرار دیا ہے آیا عین بشر ہے یا اللہ ہے اکثریت نے جزالوہیت ہونے کا دعوی کیا۔دین اسلام اللہ ایک دین خالص من اللہ ہے یا اس میں تھریف ہوئی غیرالٰہی بشری نظریات اقوال داخل ہوئی ہے یہ سوال ہے اس سوال کا جواب آپ کو دین سے متعلق تالیف شدہ کتب میں ملیں گے جہاں علماء پر مسئلہ کی دلیل دیتے وقت لکھتے ہین ہمارے پاس چار مصادر ہے قرآن سنت عقل اجماع اس کا مطلب یہ ہوگا آپ کے دین تین تہائی غیر الٰہی ہے اگر عقل اجماع کو منہا کریں گے صرف قرآن اور سنت کو رکھیں گے اس کا مطلب یہ ہوگا دین اللہ کی کتاب اور محمد کی سنت سے مرکب دین ہے وجہ سے قرآن میں ہیرپھیر تو نہیں کر سکے لیکن باقی اقسام وانواع میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کا انہوں نے ارتکاب نہیں کیا ہو۔ہم ذیل میں ایک فہرست پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے کہاں کہاں تحریف کی ہے۔

۱۔قرآن کو میدان نفاذ و تطبیق سے بالکل دور کیا کہ اب اس کی بازگشت کی امید بھی نہیں ہے۔

۲۔احادیث ممنوع تدوین رسولؐ اللہ کو مصدر بنایا گیا ہے حالانکہ ان میں نا قابل عمل ہونے کی تمام صورت حال پائی جاتی ہے۔

۳۔اہل بیت محمد کو بغیر کسی سند کے حجت اللہ بنایا ہے۔

۴۔اصحاب وتابعین کو بھی حجت بنایا ہے۔

۵۔فی زمانہ مسلمانوں کی عملی کتب علماء کی آراء پر مشتمل ہیں جنہیں وہ فقہ کا نام دیتے ہیں۔
۶۔اجماع اور عقل کو بھی حجت گردانا ہے
۷۔زمانہ جاہلیت میں قائم بتوں کی جگہ قبور کو بت بنایا ہے۔
۸۔مغربی درسگاہوں سے فارغ حضرات کا اصرار ہے کہ مسلمان مغربی زندگی کو اپنائیں۔

تربت :

بعض کتب عقائد شیعہ میں تربت امام حسین کو عقائد میں شمار کرتے ہیں اس کو ایک مقدس چیز گردانتے ہیں امراض کیلئے شفاء نماز میں موجب قبولیت نماز مستحب گردانتے ہیں لیکن مقام عمل میں واجب کے برابر گردانتے ہیں اس کی پشت پر کربلا لکھا ہوتا ہے یہاں مسلمانوں کے دیگر فرقے اس کو شرک گردانتے ہیں۔ کہتے ہیں سجود کی دو قسم ہیں **السجود لھا و السجود علیھا** ہم تربت کے لئے سجدہ نہیں کرتے سجدہ اللہ کے لئے کرتے ہیں ہر جگہ کلمات ذو معنی استعمال کرتے ہیں لیکن کس منطق کے تحت اس مٹی پر سجدہ کرتے ہیں اس تہمت کے باوجود اصرار کرتے ہیں دنیا آپ کی مذمت کرتی ہے اگر یہ عمل معمولی ہے تو ہمیشہ اسے اپنی جیب میں کیوں رکھتے ہیں، اس کے پیچھے کربلا معلیٰ کیوں لکھتے ہیں یا روضہ امام حسین کا نقشہ کیوں لگاتے ہیں نیز کعبہ پر کربلا کو برتری کیوں دیتے ہیں، زیارت امام حسین کو حج پر مقدم کیوں کرتے ہیں۔ عالم اسلام کو دنیا کفر و شرک سے لڑنے کے لیے متحد ہو جاو اتحاد کی جرورت اتحاد اس وقت واجب ہے لیکن زیارت عاشورا بلند اا واز لاوڈ سپیکر سے پڑھیں

تثلیث :

تثلیث شاید مادہ غلات کا باب تفصیل ہوگی جس کے معنی تکلف سے تین گردانتے کہا ہوگا کتاب الاسفار المقرب فی الادیان السابقہ والاسلام تالیف دکتور علی عبد الواحد والی عہد کلیہ تربیہ جامعہ الزہراہ ص ۱۲۹ پر لکھتے ہیں عقیدہ تثلیث نصاری اب۔ ابن روح القدس جو ۳۲۵ میلادی کو روم کے شہر نیقہ کانفرنس کی قرارداد کا مرکزی حصہ بنے ہیں اس کی برگشت افلاطونی افلوطین رئیس مدرسہ اسکندریہ

مصر موجد فلسفہ جدید ہے وہ تیسری میلادی میں ہوتے تھے ۲۰۵ کو پیدا ہوئے ۲۷۰ کو وفات ہوئی ان کا کون ومنش کون تھے کے بارے مین کاص نظریہ تھا وہ اول ماخلق اول ا مخلوق مبدء عقل کو گردانتے تھے نیقہ کانفرنس میں تلثیث ان کے فلسفہ سے یہاں اب۔ابن۔روح اب اور ابن دوصفات اضافی سے عارض ہوتے ہی زائل ہوتے ہیں اب ابن روح القدس تین ہے یا ایک ہے کی بحث کو دوسری اصطلاح میں اقنوم ثلاثہ کہا ہے دین نصاری پندرہویں صدی سولہویں صدی سے لاحق کشمکش بڑے روزگار کا ماننا ارباب کلیسا کو توضیح وتشریح تثلیث اقنوم ثلاثہ نہ کرکے کسی وجہ سے عارج ہوئی یہی صورت حال اآج امت اسلامیہ کو لاحق ہے ۔صفات اللہ قابل زوال نہیں، ذات اللہ محل عوارض نہیں ہے، انسانوں کی خواہش اس لیے ہوتی ہے کہ ابن کے ذریعے اپنے کو بقا دیں جبکہ خود اللہ خالق موت و حیات ہے جسے موت عارض نہیں ہوتی صاحبِ جائیداد کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد جائیداد کو سنبھالیں یہ کسی اور کے ہاتھ نہ جائیں جبکہ اللہ آسمان وزمین کا مالک حقیقی خود ہے اس کے مقابل میں کوئی مالک نہیں۔

اللہ سبحانہ ابن سے کیا حاصل کریں کونسی انس ومحبت حاصل کریں گے پوری تاریخ تخلیق میں صرف ۳۳ سال ابن سے کیا نتیجہ اخذ کیا، اس سے پہلے بھی ابن نہیں تھا اور بعد میں بھی ابن نہیں ہے۔ تثلیث قرآن کریم کے تین سوروں میں یہود ونصاری کی اللہ سے اولاد کی نسبت کو شدید لہجات میں رد کیا ہے کتاب دراسہ نقدیہ الہدایہ الانجیل فی القرآن ص ۵۴۷ میں آیا ہے قرآن کریم کی بہت سوروں میں نفی ولد کو براھین جلیلہ قاطعہ سے رد کیا ہے اور ذات باری تعالی کو اس سے منزہ گردانا ہے۔سب سے جامع ساطع واضح آیات سورہ توحید ہے جہاں کلمہ۔قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد یکے بعد دیگرے نفی ولد نفی شرک کرتا ہے یہاں ایک قسم کا تجزیہ وانفصال ہے کیونکہ ولادت جس سے ہوتی ہے اس کا مرکب ہونا ضروری ہے مرکب محتاج واجزاء ہے فاطر ۱۵، بقرہ ۱۱۶ فلسفہ گرائش میں باولاد رہنے اور مرنے کے بعد اپنی اولاد میں بقا چاہتا ہے، جب دیکھتا ہے خود بخود رفتہ رفتہ ضعیف ہو رہا ہے وہ اس ضعف کو اولاد کے ذریعے پر کرنا چاہتا ہے سورہ مریم آیت ۸۸ ﴿وَ قالُوا

اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَداً ۝

اللہ کے لیے ولد تثلیث ۔

اولاد کی تمنا اور اولاد سے لگاؤ درج ذیل بنیادوں کی وجہ سے رہا ہے

۱۔دیکھ بھال

۲۔ اپنی تدبر یادگ

۳۔انتقال جائیداد و وراثت ،اللہ سبحانہ کے لیے بڑھاپا نہیں اور موت وفوت نہیں وہ خود خالق موت و حیات ہے کائنات اس کی ملک مطلق ہے انعام ۔۱۰۱

اللہ اپنی مخلوقات پر غالب ہے کوئی کافر و مرتد اللہ پر غصہ کر کے اور مغلوب کر کے کافر نہیں ہوتا بلکہ اللہ سبحانہ کی طرف سے دیے گئے اختیار آزادی استنغفاوہ کر کے کافر آئے ہیں اللہ اس کو کافر ہونے سے روکتے تھے انعام ۱۰۷ ۔

التوراۃ :

یکے از مصادر عقائد توراۃ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی چونکہ مسلمانوں کی ایمانیات اولیہ میں سے ہیں کہ مسلمان مومن جس طرح قرآن پر ایمان رکھتے ہیں قرآن سے پہلے نازل کتب آسمانی پر یقین ایمان رکھتے ہین انبیاء ماسبق پر نازل کتب ہیں ایک توراۃ دوسرا انجیل پھر صحف کتاب القرآن والتورات ولانجیل تائصف موسی جو کسی عہد قدیم یعنی توراۃ پڑھنے والے یہ سوال کرتے ہیں عہد قدیم کے مولف کون تھے اس کا جواب یہ دیتے تھے اس کا مولف رب ہے تو لوگ توقع نہیں کرتے کہ باقلام سے لکھا ہو جو روح قدس کی تائید ہو اس بارے مین مذید سوالات روکنے کے لیے خلاصہ جواب یہ دیتے حقیقت بہ گزشتہ زمان کے سالوں اس میں بہت کچھ اجافہ ہو گیا ہے اضافات نکالنے کے لیے اصل نسخے کی جرورت ہے اس مقابلہ کر کے اضافات سے پاک کتاب سامنے لائیں مورس بائی جو لکھتے ہیں اصل مسئلہ یہ ہے اسل نسخہ کہاں سے لائیں کتاب مقدس قدیم قبل از میلاد حجرت مسیح

اس کے تین نسخے مختلف بنے تھے یہاں سے اندازہ کرین اب تک اس مین کتنا اجافی مواد ہوں گے
کون مومن باللہ ہوں گے یہ جرئات کرین اضافات کونکالیں اب تو دودھ میں پانی نہیں پانی مین
دودھ کتناملایا ہے چیک کرنے کی ضرورت ہے ملاوٹ کرنے والے تھکنے والے نہیں نہ شرمانے والا ہے
یہی حشر عالم اسلام کولاحق ہے تیس سوسال گزرنے کے بعد محل نزول قرآن مکہ مدینہ سے دور دیار
منافق نشین میں افراد مجہول انسب والحسب مجہول الایمان انسان کاروانسراں سے جمع مرویات لوگوں
پر ٹھونسنے کے لیے حدیث جمع کرنے فضیلت اجر ثواب ان کے حق میں قصہ کہانیاں دوسری طرف ان
کے ناقدین نے ثقہ رواۃ کاذب وصادق یہ کتاب پھر جرح تعدیل کتاب بازار بھر گئے ہیں اصول کافی
عقل قرآن ووجدان ضمیر بنی کریم کی سیرت سے متصادم مجموعہ کتاب کوامام مجہول سے توثیق کریں پھر
علامہ مجلسی خود جامع روایات صعیہ مفقوعہ مجہولہ موجوعہ بھی شرما کے کافی سے ۹ ہزار کو جعیف گردانا گیا
ہے پھر استاد محقق اقای مطہری کہتے ہیں بارہویں صدی کے اجدائی حدیث غیر مقدس کوقدسی کہنے
والے حدیث اپنی تفسیر کے دوران حدیث قدسی کے بارے مین لکھے یہ حدیث ہماری معتبر کتابوں
امثال اصول کافی میں درج ہے ان احادیث کے بارے میں صاحب کوثر لکھتے ہیں سنت ثانیہ قراان
کے ظہور سیاق وسباق پر مقدم ہے علامہ صلاح الدین لکھتے ہیں سند دینا کافی تھقیق کی ضرورت نہیں
حوالہ دینا کافی ہے۔قرآن کریم میں اس کا حوالہ دیا ہے، کتاب دراسات فی الادیان ص ۵۷ پر آیا ہے
توراۃ کلمہ عبرانی ہے، اس کا معنی عبرانی میں شریعت اور ناموس کو کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک دین یہود
بھی آسمانی ادیان میں سے ہے، دین اسلام میں کتب سابقہ پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ قرآن میں
آیا ہے یومنون بما انزل من قبلک لیکن مصطلح یہود میں توراۃ پانچ اسفار کا نام ہے، یہ پانچ اسفار اللہ کی
طرف سے لکھے ہوئے آئے ہیں لیکن یہودیوں کا کہنا ہے یہ اسفار موسیٰ نے خود لکھے ہیں ان پانچ
اسفار کو یونانی زبان میں ترجمہ کیا ہے ۱۔سفر تکوین ۲۔سفر خروج ۳۔سفر الاوین ۴۔سفر عددہ ۵۔سفر
الچنیہ ۔نصاری ان پانچوں کو عہد قدیم کہتے ہیں لیکن یہود نے ان پانچوں کے ساتھ اور بھی شامل کیا
ہے اس کی تعداد ۳۲ ہے ہر کتاب کی قدر وارزش اس کی صحت استناد سے ہوتی ہے، توراۃ کا استناد اللہ

سے ہو یا موسیٰ سے ہو خود ان کے نزدیک متنازع مسئلہ ہے لیکن قرآن نے بطور صراحت واشگاف آیات میں دعویٰ کیا ہے کہ توراہ میں تحریف ہوئی ہے بقرہ ۷۵، بقرہ ۷۹، آل عمران ۷۸، انعام ۹۱ مائدہ ۱۲

تسلسل :

لغة : مصدر تسلسل تسلسلاً :تتابع حتیٰ لکانه السلسلة فی اخذ بعض باطراف بعض۔

مادہ سل۔ حرف سین ولام سے مرکب کلمہ ہے مقائیس اللغہ ج ایک ص ۴۹ پر ہے ''مد شیء فی رفق و خفاء، ثم یحمل علیه فی ذالک سللت الشی ء الاسلال : السرقة (حدیث) الا غلال و الا سلال الاغلال : الخیانة .و الاسلال السرقة و من هذا الباب السلیل: الولد ، کانه سل من امّه انه سلا و من ذالک قال سلسله سمیت بذالک لانها ممتدّة سلسله اتصال الشیء بالشیء و من ذالک سلسلة الحدید''

اصطلاحاً : توقف امر علی امر الیٰ ما لا نهایةوفی التعریفات : ترتیب امور غیر متناهیة'' کتاب مصطلح منطق ص ۲۷ پر آیا ہے ''التسلسل تتابع کانّه سلسله اصطلاح میں تسلسل الا امر الی ما لانها یة و ترتیب امور غیر متناهیة''۔ تعریفات جرجانی میں آیا ہے '' التسلسل هو ترتیب امور غیر متناهیه''۔ یہ کلمہ باب اثبات خالق متعال میں استعمال ہوتا ہے جہاں قانون علت ومعلول کے تحت علت آخر کائنات کے ایک معبود غنی بالذات غیر معلول بحث پر رکے ورنہ تسلسل آئیگا کسی چیز کا سلسلہ مالانہایت باطل ہے۔ ایک دن اہل حدیث کا ایک طالب علم میرے پاس آیا میں نے پوچھا آپ عقائد میں کیا پڑھاتے ہیں تو اس نے کسی کتاب حدیث کا نام لیا میں نے پوچھا آپ اگر کسی کیمونسٹ کو دعوت اسلام دیں گے تو کس چیز سے استناد کر کے دعوت دیں گے کہ تم کو کس نے خلق کیا تو وہ کیمونسٹ کہے گا اسے باپ نے پیدا کیا اور اسکو اس کے باپ نے اس کو پھر اس کے باپ نے تو پھر آپ کیا جواب دیں گے تو وہ خاموش ہو گیا کیونکہ ان کے

نزدیک عقل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

تصوف :

کتاب کشاف اصطلاحات تہانوی ج ا ص ۷۵۴ پر کتاب توضیح المذاھب سے نقل کیا ہے التصوف فی اللغۃ فھو ارتداء صوف وھو من اثر الزھد فی الدنیا وترک تنعم وفی الاصطلاح اھل العرفان تطھیر القلب من جھۃ ماسوای اللہ وتزین الظاھر من حیث العمل والاعتقاد وبالوامر والابتعاد عن النواھی والمواطبۃ علی السنۃ النبی

بعد میں لکھتے ہیں بعض گروہ خود کو صوفی سے متسم کرتے ہیں حالانکہ وہ صوفی نہیں ہے انہیں صوفی کہنا کسی غیر سید کو سید کہنے کے مترادف ہے بعض مدعیان صوفی باطل ہیں۔

صوفیاء کے درجات ومراتب تین ہیں۔

۱۔الواصلون الکامل: یہ طبقہ اولیٰ صوفیہ ہے

۲۔السالکون فی طریق الکمال: یہ طبقہ وسطی والے ہیں

۳۔سکان الارض والحفر اھل المادہ اللاصقون بالتراب یہ طبقہ سفلی ہے جن کی وہمیت وتربیت بدن میں ہی رہتی ہے یہ تو مصطلحات خاصہ صوفی ہیں اوران کے طبقات عدد احصاء میں نہیں ہیں ہو یا شیعہ یا سنی ہو معتزلہ یا اشعری ہو دین پر پیوند ہے ان کے وجود میں آنے کے اسباب دین نہیں دنیا ہے اس کے ثبوت ان مذاہب کے استناد قرآن سے نہیں اجتماعات جلسے جلوس واردات جملہ فتنہ فساد احادیث خودساختہ ہونے کی وجہ سے خود طرائق قدد گروہوں بنے ہوئے ان پر ایک کی تعداد دھائی سے تجاوز کرر ہے اصل سے دور امتہ اسلامیہ کے نذدیک منفور رہونے کی وجہ اپنا نام تعارف بول دیتے ہین اپنے گروہوں کی مذمت فرقہ سے خرج ایک دوسرے سے برائت کرتے ہیں وقتا فوقتا بیانات واپس لیتے ہین شیعہ عمائدین چندین باران سے برائت کا اعلان کیا ہے ایک عرصہ گزرنے کے بعد ایک اور اجلاس میں سب ایک ہونے کا اعلان کرتے ہین مسجد الحرام بریلویوں مزارات پرستوں کی مشرک ہونا

ثابت کرتے ہین پاکستان مین اا کرسب ایک ہونے کا اعلان کرتے ہیں صوفی بھی اس طرح ہے صوفی دونہیں ایک ہیں وہ دین کی اساس کو پشت کرکے زہدو پارسائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔تصوف کے بارے میں قدرے تفصیل سے دراسات فرق ومذاہب کے شمارہ ۵۵ص ۱۱۸پر ملاحظہ کریں تصوف دین اسلام سے ماخوذ نہیں بلکہ اس کی برگشت رہبانیت سابقہ نصاریٰ سے ملتی ہے جس کوقرآن نے مسترد کیا ہے۔تاریخ اسلام میں اس کا سلسلہ زہاد غاشینہ سے شروع ہوا۔دین اسلام ایک مجموعہ منسجم تقسیم ناپذیر ہے اس کے توازن کو درہم برہم کرنے کے لئے یہود مجوس صلیبیوں کے متحدہ علاقہ صنعت فرقہ بصرہ میں لگائے گئے کارخانے کے منتوحات ہیں دین اسلام کوایک جامع کامل شامل سے نکال کر ٹکڑا ٹکڑا تیتر بتر کرنے والا ہے شیعہ وسنی ایک دکھاوا ہے اصلی صوفی نقلی صوفی نامی کوئی نہیں ہے بلکہ شیطانی ابلیسی ہیں ان کے عقائد واعمال اسلام کواوپر نیچے دکھانے کے لئے ہوتے ہیں، پوری امت مسلمہ کو جادہ صراط مستقیم سے خارج کرکے صراط جہنم پرلگانے والے یہی لوگ ہیں ہرآئے دن ان کی نئی اصطلاح نئے نام نئی عبادت نئے طریقے سے سامنے آتی ہیں اسلام عزیز کوتہہ وبالا کرنے والے یہی لوگ ہیں، کوئی گروہ وجماعت ان سے خارج نہیں ہے، ان سے تمیز کرنا مشکل ہے گویا باطنیہ کی پہلی کھیپ یہی مذہب ہے۔اگرچہ دنیا واقعیت میں ذی صوفی والے اہلسنت میں زیادہ ملیں گے لیکن طرز تفکر وطرز عمل میں مشابہت تامہ شیعہ اجکار ونظریات سے ملتے ہیں لیکن خود ان کے درمیان یہ اختلافی مسئلہ ہے شیعہ سے صوفی بنے ہیں یا صوفی شیعہ بنے ہیں۔

تطور :

ایمان بوجود مکون کائنات ماوراء کون کی جگہ مصطلح عقائد کے تحت عقائد میں ایک بحث تطورات عقائد ہے اایا انسانوں کے فی زمانہ جوعقائد پایا جاتا ہے یہی عقائد سابق زمانے میں اس طرح کے تھے ےعقائد سابق عقائد مشرقی شکل ہے چونکہ اس عالم اسلام میں ایک کالص مسلمان بدون گرائش انتساب بفرق ومذاہب نہیں پایا جاتا ہر ایک کسی نکسی مذہب سے وابستگی رکھتا ہے لہذا وہ کتنی ہی نوابع دھر ہی کیوں نہ ہو وہ عقائد کے بارے میں کھل کر بحث نہیں کرسکتے ہین کیونکہ آزاد غیر

جانب دارند مند سب بحث کسی نہ کسی طرح سے یمین وشمال جھکاو ضرب جرور لگے گا مثال کے طور پر عالم اسلام ایک علامہ نصیر الدین طوسی کو سمجھا تا ہے وہ فرقہ باطنیہ سے تعلق رکھتے ملا ملا صدر بھی باطنیہ سے تعلق رکھتے تھے ان کے اعتقاد تفاسیر فلسفی میں بحث نہیں کر سکتے ہیں بلکہ بحث کو اپنے فرقے کی اثبات میں کھینچا ہے اس طرح فخر الدین رازی اپنے دور کے اعلم علوم تھے وہ فرقہ اشاعرہ سے تعلق رکھتے تھے وہ عقلیات میں اتنا آزاد نہیں تھے وحی مصنوعات کر اسان سے تجاوز کرین فلسفی ہونے کے باوجود دتشبیہ باری تعالی بات کریں گے اس طرح علامہ حلی وہ اپنے دور کے امام الغالبین تھے لہذا نہ کسی کی ہمت جرئات ہوتی تھی نہ معاشرہ اتنی آزاد بحث کی اجازت دیتے ہیں لہذا بڑا محقق متصور کل عقائد کو چند بحث میں خلاصہ کر کے گزرتے ہیں فرقوں کے خط کھینچنے کی لکیر سے تجاوز نہین کر سکتے ہین بحث عقائد مین ام المشاکل ام المصاعت جعف وقلت مصادر ہے برائے نام عقل قرآن کا لینا مصادر محور مرکزی احادیث ہوتا ہے احادیچ کا حشر دنیا کو کسمی فی رائعہ نہار ہو گیا ہے وہ قرآن سے بھی استناد نہیں کر سکتا ہے بطور مثال دو حدیث پیش کرتے ہیں جو ہر عقائد کے اولین مصادر مین سے ہیں۔

۱۔ ہر مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے بعد میں والدین اس کو گمراہ کرتے ہین دیگر گمراہ کرنے والوں کا نام نہین لیتے ابھی تک گمراہ اطفال سکول سرپرستی مین ہیں ان کا ذکر نہیں کرتے پھر بھی حدیث کا متن صحیح ہے یا ہر تطبیق ہو گا۔

۲۔ عا؛ مذرہ ہے سورہ اعراف ایت ۱۷۲ کی ایت ہے انسانوں نے عالم زر میں اللہ کا اعتراف کیا تھا لہذا جب بھی کوئی شخص تطور عقائد کا ذکر کرتے ہین تو خود ڈارون کا نام لیتا ہے ڈارون تو اٹھار ہوین صدی کو پیدا ہوا وہ صرف خلقت انسان کی بات کرتا ہے ہمار عقائد تو صرف ایمان با اللہ تک محدود نہیں پہلے ملسمان کہتے تھے اب اس کو گرا کر عقائد کا باب رکھنے کے بعد ماتم سالگرہ کنندہ مزارات قبرستان جانا سب عقائد میں شامل ہو گیا ہے بحث تطور میں یہ بحث کرین گے یہ تمام عقائد پہلے سے تھے یہ مشرق والے عقائد۔

مادہ طور سے مصدر باب تفعیل ہے طور کا معنی جیسا کہ مقائس اللغہ ج ۲ ص ۸۲ پر ہے۔

ط۔و۔ر سے مرکب کلمہ یدل علی معنی واحد وھوالا متداد فی الشی من مکان اوزمان الی مکان الی زمان طورت الدار گھر میں توسیع وتبدیلی لانے کو کہتے ہیں، یہاں سے ایک حالت سے دوسری حالت نقل کرنے کو طور کہتے ہیں

لغت میں حال ستارہ یقال طور الدد طور ای حالا بعد حال تارۃ بعد تارۃ مرہ بعد مرہ و الناس رہ نوز حالات و اشکال اخلاق شئی نوح ۲۴ ،اصطلاح الانشقاق من طیور سابق ال طور لاحق ،طور بھی حدود منئی میں آتا ہے۔اومن حال اس خاص چنانچہ انسان کے بارے میں آیا ہے نطفہ سے علق مقفر۔۔۔۔۔

بطلان نظریہ تطور:

اہم ترین رائج ترین متمسک ترین نظریات الحادی نظریہ تطور ہے، اس نظریہ کے مبتکر ومبدع شاول روبرٹ ڈارون متولد فروری ۱۸۰۹ء متوفی ۱۹ اپریل ۱۸۸۲ء ہیں شاول روبرٹ ڈارون انگلینڈ میں پیدا ہوا اس نے ایک کتاب لکھی جس کا عربی ترجمہ ''اصل الانواع'' ہے۔ہم یہاں کتاب المنھجیۃ فی دراسۃ الادیان وضعیہ تالیف ڈاکٹر عبداللہ علی سمک ص ۶۰ سے نقل کررہے ہیں۔

ڈارون کی کتاب ''اصل الانوع'' کو پہلی بار مصر میں ۱۳۳۶ء میں اسماعیل نامی شخص نے ترجمہ کیا اور مطبع مصر سے چھپوائی اس کے بعد ڈاکٹر سمیل حناء صادق نے ترجمہ کیا۔ڈارون اپنے ابتدائی تعلیمی دور میں طب کی طرف راغب تھا پھر وہ علم لاحوت کی طرف گیا اور علوم طبعی میں مصروف ہوا۔اس دوران اس کی نظر علوم حیاتیات پر پڑی تو اس نے ۱۹۳۸ء میں ایک کتاب لکھی جس پر اہل ادیان نے آواز اٹھائی اور بہت ہنگامہ ہوا۔مذہب تطور کائنات میں ترقی وتمدن یا نشو وارتقاء کے متعلق قدیم مذہب ہے اس مذہب کی تاریخ پیدائش ہزاروں سال پہلے سے ہے اس مذہب کا ابتدائی مفکر ایم کے سمنڈ تھا جو ۶۱۰ قبل مسیح میں تھا اور یونان کا سب سے پہلا فلسفی ہے، جس نے مذہب تطور پر بات کی ہے، اس کے بعد تطور پر بحث کرنے والے اخوان الصفاء ہیں اور ان کے بعد علمائے مسلمین میں جاحز

متوفی ۲۵۵ھ اور ابن مسکویہ متوفی ۴۲۱ھ، ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ اور عصر معاصر میں انگلستان ہر برٹ سنسر ہے جس نے تطور پر بحث میں اصول نشو وارتقاء پر کتاب لکھی ہے یہ انیسویں صدی میں تھے۔ڈارون نے اپنی کتاب اصل الانواع میں تطور کو تدریجاً بیان کیا ہے اس کے دو محور ہیں۔

۱۔روئے زمین پر سب سے پہلے حیات کس میں اور کس صورت میں تھی کہ جس سے باقی حیات پھیلی ہے جو اصل حیات ہے۔

۲۔نوع بشر کس حیات سے پھیلی اور ان دونوں میں کیا ربط ہے، یہاں سے یہ بحث چلی کہ انسان کی اصل کیا ہے اس پر اصل الخلائق لکھی دوسری کتاب ظہور الانسان ہے ان دونوں کا نام تطور ہے۔

تناسخ :

مادہ نسخ سے باب تفاعل کا مصدر ہے کلمہ نسخ کے قریب مشابہ دو اور کلمہ فسخ مسخ، نسخ آئے ہیں۔ مسخ مقائیس ج ۲ ص ۵۵۸ پر ہے۔ن۔س۔خ اصل واحد مختلف فی قیاسہ قیاسہ رفع الشی واثبات غیرہ فی مکانہ ایک چیز کو اٹھا کیا اس جگہ کوئی اور چیز رکھنے کو نسخ کہا، بعض نے تحویل الشی الی شی کسی چیز کو دوسری چیز سے بدلنا اسی سے نسخ کتاب بنائی ہے۔اس معنی میں نسخ ادیان آیا ہے بقرہ **ما ننسخ من اية او ننسهانات بخير منها او مثلها اما ۔** تناسخ مصدر باب تفاعل ہے ایک چیز دوسری سے تبدیل ہونے کو کہتے ہیں۔یہاں اس حوالے سے آیا ہے حیات آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں نے اپنے ہاتھوں کہنے والوں کو تسلی دینے کے لیے یا زیادہ خدمت تابعدار بنانے کے لیے یہ فکر اختراع کیا ہے انسان مرتے فنا نہیں ہوتے روح جسم سے نکلنے کے بعد دوسری شکل میں واپس آتے ہین اس کو انہوں نے تناسخ پیش کیا ایمان مابعد حیات دنیا اس میں گہرا اثر رکھتے ہیں انسان جب مرجاتا ہے تو اس کی تین صورتیں بنتی ہیں ان کو فسخ نسخ مسخ کہتے ہیں یہ عقیدہ براہمہ ہے جو بعثت انباء کے منکر تھے ان کا کہنا ہے اچھے لوگ یا برے لوگ دوبارہ دنیا میں واپس آئیں گے یعنی اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف آتے ہیں کیونکہ حیات برزخ حیات دنیا کی نسبت اعلیٰ حیات ہے۔اسی طرح بعض کلمہ شہید

سے یہی مراد لیتے ہیں کہ شہید در حقیقت مرتا نہیں ہے یہ مذہب ابی الخطاب اسدی نے اختراع کیا ہے۔ یہ نص قرآن کے خلاف ہے کیونکہ کل نفس ذائقة الموت۔ براہمۃ عقیدہ تناسخ رکھتے ہیں یعنی وہ منکر قیامت ہیں یعنی نیک اعمال کے حامل اچھی حالت میں دوبارہ دنیا میں واپس آئینگے اور برے اعمال والے بری حالت میں مسخ ہوکے واپس آئینگے، یہاں اعمال سے مراد ان کی اپنی خدمات اطاعت مراد ہے۔ اسی طرح قیامت کا یکسرہ انکار کرتے ہیں تاکہ تارکین عمل کو سہارا دیں یہی عقیدہ بعض فرق مسلمین اپنے پیشواؤں کے بارے میں رکھتے ہیں کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئینگے۔

توسل :

یکے از مصطلحات عقائد اثباتا و نفیا اوقات علماء و دعاء مولفین و مصنفین کے اوقات کو ہدر و ضائع کرتے آئے ہیں اور لاتعداد انسانوں کو گمراہ کرنے کے علاوہ ان کو جہنم کے راستے پر لگایا ہے قلعہ حصین توحید کو گرنیڈ سے اڑا دیا ہے ہود۱۰۰ ﴿ مِنۡها قائِمٌ وَ حَصيدٌ ﴾ جسے بعض نے احیائے شرک کا نام دیا ہے جو شرک یا بت پرستی دور جاہلیت میں مشرکین کرتے تھے لشکر اسلام کے سامنے ذلت و عار کی حالت میں تسلیم ہونے پر مجبور کیئے تھے۔ باطنیہ نے اسے دوبارہ زندہ کرکے اس کا نام توسل رکھا ہے ایسا کیوں کرتے ہیں کے جواب وهی دیتے ہیں اگر یہ بات ریش تراش تارک صوم وصلاۃ کہتے عدالتوں میں مقدمات لڑنے والے وکلاء اور گواہان کہتے تو اس کی توجیہ ہوسکتی تھی لیکن خود کو مفتی مجتہد عالم زاہد محقق کہنے والے کہیں گے تو چھوٹون کو خیریت ہوگی ان کے مقابلے مین ہم صادقین میں شمار ہو گا دروغ گویان کا حافظ نہیں ہوتے زرا مفاتیح الجنان کو یاد کرے جو مشرکین جاہلیت دیتے تھے کہ ہم نے ان سے واسطہ بنایا ہے ان کی پرستش نہیں کرتے ہیں اس کا ڈھانچہ باطنیوں نے وضاعان احادیث کے ذریعے توحید شرکی رکھا تھا۔ انہوں نے اس سلسلے میں جتنی احادیث جعل کی ہیں ان کے متون سے بوئے گند منافقین آتی ہے، جن حشائش سے انہوں نے تمسک کیا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ اللہ اپنی رحمتیں بغیر توسل و توسط اولیا و اصفیاء عام انسانوں کی حوائج دنیوی اور آخرت میں

بخشش معاصی اور جنت نہیں دیتے۔ یہ عقیدہ بتاتا ہے کہ اولیاء اوصیاء سے توسل نے متوسلین کو ذلیل و خوار کیا ہے توسل سوال کے بغیر یا توسل کے جس کی حوائج رفع کرتے ہیں انہیں عزت دیں۔ اللہ کی رحمت مادی خود بندوں کے ہاتھ میں دی ہے کہ وہ خود کسب کریں یا خود اللہ سبحانہ عنایت کرتے ہیں جیسا کہ زراعت اور پانی اور نباتات کے بارے میں وارد آیات میں فرمایا ہے۔

۲۔ اجابت سوال میں فرمایا میں خود استجابت کرتا ہوں سورہ مومن آیت ۶۰ ﴿وَ قالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾

۳۔ مشرکین نے بارہا اللہ سے بدون واسطہ اولیاء دعا کی اور اللہ نے قبول فرمایا ہے۔

۴۔ سور مائدہ آیت ۳۵ ﴿يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ ابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسيلَةَ وَ جاهِدُوا في سَبيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ سے استناد درست نہیں کیونکہ اللہ ظلم و فسق و خلاف ورزی سے جس میں رسول کی رضایت ضروری ہے درست نہیں کیونکہ اللہ کے نزدیک علی زہراء حضرات حسنین زیادہ عزیز ہے۔

اگر ان سے پوچھا جائیکہ اس کی کیا سند ہے تو مثالوں سے ٹرخاتے ہیں پاکستانی ایرانی حکمرانوں یا مراجع تقلید مقامی یا علماء اعلام جو اعلی مقام پر فائز علماء سے دیتے ہیں ان کے ہاتھ بھی وزیر منشی سے یا ان کے بیٹے بیوی کے سفارشی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے ہیں ایسی مثالیں رب ذوالجلال رؤف و رحیم کے بارے میں دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے اولیاء اوصیاء نے اللہ کی غلط تعریف کی ہے۔ سربراہ مملکت اگر لوگوں کو عام اجازت دیں تو اپنی درخواستیں جب خود لائیں گے بہت سی مصیبت اور مشکلات کا سبب بنے گا ان کو پتہ چل جائے گا یہ مستحق ہے یا نہیں، ان کے وزیر اعتراض کریں گے لوگوں کے مسائل آپ خود حل کریں گے تو آئندہ آپ خود لوگوں کے پاس جائیں یا یہ خطرہ رہتا ہے حاجت کے نام سے مارے نہ جائیں

توسل منافی توحید نہیں:

یہ عنوان کتاب التوحید والشرک فی القرآن تالیف وکیل و مدافع اثناء عشری آیت اللہ جعفر سبحانی

کے صفحہ ۸۹ سے اقتباس ہے، توسل با انبیاء واولیاء بمطابق تحقیقی انبیاء واولیاء سے واسطہ کے طور پر طلب کرے تو یہ منافی توحید نہیں اور نہ ہی شرک ہے مثلاً طلب شفاعت از صالحین جن کو اللہ نے حق شفاعت دیا جو کہ نص قرآن وسنت سے ثابت ہے تو ان سے شفاعت طلب کرنا شرک نہیں ہے یعنی جو شخصیات مامور من اللہ ہیں ان سے حوائج طلب کرنا منافی توحید نہیں اور نہ ہی شرک ہے۔

۲۔اولیاء کی قبور کے حضور ان کی یادوں کو تازہ کرنا عین توحید ہے۔ مومنین کے لئے اللہ اور رسولؐ اور خود مومنین کے علاوہ کوئی اور ولی نہیں ہے، اہل قبور سے سوال قرآن سے متصادم ہے آیات قرآن میں انتہائی شدت سے نفی شفاعت کی ہے استناد میں کسی مختص یا خف گروہ کا ذکر نہیں آیا مجمل ومبہم رکھا ہے

۳۔اولیاء کی کوئی خاص طبقہ کا ذکر کہیں بھی نہیں آیا ہے ہر مومن اللہ کا ولی ہے اللہ اپنے بندوں کا ولی ہے آیات متشابہ سنت کی استناد ثابت نہیں ہے۔

۳۔اولیاء کی تعظیم وتکریم بہت سی شخصیات سے ثابت ہے کیا نہ انہوں نے اپنی جان ومال اہل وعیال کو راہ اللہ میں بشر کی ہدایت کے لیئے خرچ کیا ہے، ان کی تکریم کرنا نیک بندے کی تکریم کرنا ہے، اگر یہ اعتقاد رکھا جائے کہ یہ بندہ خود کسی چیز کا مالک نہیں ہے اللہ کی عطاء سے دے رہا ہے چاہے زندہ ہے یا فوت شدہ ہے اس کی تکریم کرنا منافی توحید یا شرک نہیں ہے۔ یہ جو اولیاء ہیں چاہے انبیاء سے برتر ہوں یا برابر ہوں یا کمتر ہون کی تکریم کرنی چاہیے یہ کہاں سے ثابت ہے اس کی کیا سند ہے اولیاء ہمیشہ اللہ کی بندگی کا اعتراف کرنے والوں کے لئے آیا ہے یہ کوئی خاص منصب نہیں۔ اگر کہتے ہیں یہ کوئی خاص منصب نہیں تو کہتے بندوں حوائج برآوردہ کرنا ان کے اختیار میں دیا قیامت کے دن شفاعت ان کے اختیار میں دی ہے اس کی کیا سند ہے؟ استعانت با اولیاء توحید ہے یا شرک ہے اس کی وضاحت ہونی چاہیئے، اسے میزان وکسوٹی سے گذارنا ضروری ہے اگر کوئی ولی زندہ ہے یا مردہ اس سے مدد مانگنا جیسے عصاء اژدہا بن جائے، مردہ زندہ ہو جائے وغیرہ کا اعتقاد ہے کہ یہ طاقت اس کو اللہ نے تفویض کی ہے اس کی اپنی طاقت وقدرت میں نہیں ہے تو یہ شرک نہیں ہے اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ یہ طاقت وقدرت اس ولی کی ذاتی ہے تو یہ شرک ہوگا اور منافی توحید ہوگا۔

ملاحظات برتوسل:

ہمیں محققین و مدققین و مدافعین متوسلین کے ارشادات پر سوالات کا حق قرآن اور عقل نے دیا ہے کہ نہ جاننے والے جاننے والوں سے سوال کریں۔﴿ **فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ** ﴾لہٰذا اس حق کو استعمال کرتے ہوئے چند سوالات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ا۔آپ نے توسل کے جواز میں انبیاء اولیاء کونیات میں تصرف کی مثال عصائے موسیٰ واحیائے اموات عیسیٰ سے پیش کی ہے انبیاء کا تصرف در کائنات اذن خدا سے کرتے تھے کہاں ہر وہ شخص جن کو اذن حاصل ہے ان سے توسل کر سکتے ہیں موسی عیسی کو اذن حاصل تھے کا ذکر قرآن میں اایا ہے ااپ کے متوسلین کو ازن ھاصل ہونے کی سند کیا ہے توراہ انجیل محرقہ کافی بحار سے۔

کلمہ ازن مادہ اذن سے ماخوذ ہے عضو سماعت کے لیے وجع ہوئے ہیں ایک کلمہ اس اصل موضوع سے نکال کر بطور محاذ دیگر جگہوں میں استعمال محاذ کہتے ہین مجاز استعمال آزاد نہیں ہے اس کی شرائط ہین قرآن کریم مین یہ کلمہ کس معانی میں استعمال ہوا ہے دیکھنا ہوگا وجوہ ونظائر لکھنے والے علماء نے اذن کی چند مصادیق بیان کیے وہاں دیکھنا ہوگا اذن کا کتنی مصداق ہے اس کے بعد دیکھیں انبیاء کو اس استعمال کرنے ان کے جیب رکھنے کے لیے کیا تھا جہاں ضرورت پڑے استعمال کرین یا وہاں مطہراا ب ہون گے تصرف ہمارا ہوگا فعل کو دا اللہ کی ہوگی عصا موسی کی ہوگی پھینکنا موسی نے ہوگا اژدھا اللہ خود بنائین گے نابینا کی اانکھوں پر ہاتھ عیسی لگائیں گے بینا اللہ کریں گے کتنا وضاحت بعد مین کرین گے۔

،اسی طرح یہ کام وہ ہر وقت نہیں کرتے تھے،ان کے پاس اجازت تفویض ہمیشہ ہر وقت جہاں چاہیں نہیں تھی کہ ہر جگہ اسے استعمال کرتے ہیں۔موسیٰ کو طوی میں فرمایا ہم تمہیں دو نشانیاں دیتے ہیں اور فرعون کے پاس جائیں،جب نشانی دکھانے کا وقت آیا تو آپ نے اپنی طرف سے عصاء نہیں پھینکا اور ساتھ ہی رسیاں دیکھ کر کر ڈر گئے وہاں اللہ نے حکم دیا کہ عصاء پھینکو،اسی طرح دریا کو کناروں سے آتا دیکھا تو عصاء نہیں مارا اور جب حکم ہوا تو مارا دوسرا یہ اختیار محدود اور خاص وقت کے لیئے تھا۔موسیٰ نے عصاء کو وہاں استعمال کیا جہاں حکم آیا لیکن کہیں بھی انہوں نے عصاء کو اپنی مرضی سے استعمال

نہیں کیا اگر موسیٰ یا عیسیٰ کو یا کسی اور نبی کو اللہ نے تصرف درکون دیا تھا موسیٰ کیلئے ۹ معجزے کا ذکر آتا ہے ہر ایک کی تفصیل آئی ہے تصرف درکون کا اختیار مطلق اور پھر صرف ۹ معجزے کی حدتک رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت محمد کیلئے صرف ایک معجزے کا بیان ہوا ہے آپ کہتے ہیں کہ ان سے چار ہزار معجزے ہیں ان چار ہزار کی تفصیل کہاں آئی ہے؟ تو کیا وہ چار ہزار اس ایک معجزے کی تفسیر ہیں یا اس ایک معجزے کے مقابل میں چار ہزار ہیں؟ اسی طرح عیسیٰ نے کتنے مردوں کو زندہ کیا یہ سوال باقی ہے؟ اگلا سوال قرآن میں آیا ہے موسیٰ کو اللہ نے چند ایک معجزے دیئے ہیں عصاء اور ید وغیرہ معجزے مرحلہ وار قرآن میں آئے ہیں کیا ہر معجزہ فعل نبی تھے بلکہ فعل خود اللہ کے تھے۔ ہم آپ سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ آپ نے انبیاء کے ساتھ اولیاء کو کیسے شامل کیا۔ کیوں نہیں کہا اللہ اپنے بندوں کی دعاؤں کی اجابت آخرت میں شفاعت نبی کریم سے کرنا چاہتا ہے اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اولیاء کو بطور طفیلی شامل کیا ہے جو ایک علمی و تحقیقی خیانت ہے بلکہ سحر و شعبدہ بازی ہے۔

۲۔ صالحین سے شفاعت طلب کرنے کے بارے میں لکھا ہے یہ نص قرآن وسنت سے ثابت ہے ایت پیش نہیں، لیکن سنت کا اعتقادات میں کوئی دخل ہی نہیں ہے، جیسے قیامت کب ہوگی اور کس نوعیت کی ہوں گی بعد میں کیا ہوگا رسولؐ اللہ کو اس اس بارے میں نص اایات کثیرہ کے کسی قسم کے علم نہیں سواء جو قرآن نے بتایا ہے لہٰذا اعتقادات کا مصدر صرف قرآن ہے تو جن کو حق شفاعت قرآن نے دیا ہے ان کی کوئی وضاحت قرآن میں کہیں بھی نہیں آیا ہے کہ وہ کون ہوں گے۔

۳۔ اولیاء کی حیات و ممات میں ان سے استجابت کرنا یہ آیات کثیرہ کے منافی ہے قرآن کریم میں رسول اللہ سے اعتراف کرایا ہے میں دفع مضرات صلب منفع کا مالک نہیں ہوں اما ممات کے بعد قرآن میں آیا ہے آپ مردہ کو نہیں سنا سکتے ہیں جب رسول اللہ نہیں سنا سکتے ہیں تو اولیاء کون ہوتا ہے ان کی تعظیم کرنا ایک امر مباح آپ پر مباح پر کون اتنا لوگون کو لوٹتے ہیں اور اسراف کرتے ہیں تعظیم کا حکم قرآن کی کس ایت سے ثابت ہے۔ ہے اور منافی توحید نہیں ہے لیکن یہ تعظیم و یاد منانا آپ کہاں سے لائے ہیں کیا اصحاب و یاران رسولؐ اللہ ہر روز آپؐ کے سامنے کمر خمیدہ کرتے تھے، ہمارا بنیادی

سوال یہ ہے کہ یہ اولیاء کون ہیں اور ان کے مصداق کون لوگ ہیں۔

۴۔آپ نے لکھا حیات وممات دونوں میں استعانت طلب کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔جبکہ اس میں تو زمین وآسمان کا فرق ہے قرآن میں ہے مردے نہیں سنتے ہیں بلکہ رسولؐ اللہ سے خطاب میں فرمایا ہے کہ آپؐ مردوں کو نہیں سنا سکتے ہیں آیا یہاں آیت اللہ سبحانی سنا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیا ہے ایسی تعظیم کا کوئی حکم نہیں جو چرچ اور قیصر وکسریٰ کی تعظیم ہوتی تھی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے عبد کے طور پر مخاطب کیا ہے انہیں کوئی اعلیٰ حضرت کا خطاب نہیں دیا ہے۔

دین میں ساری بدعتیں، شرکیات وکفریات آپ کے بنائے ہوئے طفیلی وجعلی اولیاء کے توسط سے ہی آئی ہیں۔

تمام علماء وفقہاء آیت اللہ حضرات ومفتیان دہر اکٹھے ہو جائیں تو کس غیر نبی کو نبی کے اختیارات نہیں دے سکتے اگر دیں گے تو یہ بہت بری تقسیم ہو گی، آپ نے غیر نبی کو نبی کا مقام دیا ہے، جبکہ نہ کسی غیر نبی کے پاس شفاعت کی قدرت ہے اور نہ کسی مریض کو شفایاب کرنے کی قدرت ہے، یہ قدرت تنہا انبیاء کے پاس تھی جو صرف دعوائے نبوت کے اثبات کے لیئے تھی کیونکہ لوگ ہر وقت انبیاء سے حاجتیں طلب نہیں کرتے تھے۔

احادیث اپنی سند ودلالت سے ہٹ کر خود رسولؐ اللہ کو امن نہیں دے سکتیں وہ تو خود کسی کی پناہ کے محتاج مند ہیں چنانچہ طائف سے واپسی کے بعد نبی کریمؐ نے چوراہوں پر کھڑے ہو کر اطراف مکہ سے آنے والوں سے فرمایا میں اللہ کا مبعوث نبی ہوں مجھے دعوت باللہ کرنے کے لئے پناہ دیں لہٰذا عقائد کا تعین صرف قرآن ہی کر سکتا ہے۔

تعدد الہ :

ایک ملک کا ایک سربراہ ہوتا ہے اور نظام چلانے کے لیے متعدد ادارہ جات ہوتے ہیں جو ایک ہی سربراہ کی نگرانی میں کام کرتے ہیں، ایک ہی خزانے سے خرچہ لیتے ہیں۔یہاں سب کا دعویٰ سب کا مقصد اس ملک کی بھلائی ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وزارتوں میں مداخلت برداشت نہیں

کرتے چہ جائیکہ مستقل ریاست کا اعلان کریں دنیا کی سپر طاقت کو برداشت نہیں کہ کوئی ملک ان کی مرضی کے بغیر کسی ملک سے تجارت کرے یا کسی قسم کا تعاون کرے اس حقیقت کو سامنے رکھنے کے بعد اب اس کائنات وسیع ولا محدود کو دیکھیں اس میں کتنے الہ ہونے کے مدعی ہیں جس کی حد واحصاء نہیں ہے کیا مغرب والوں کا سورج چاند الگ ہے مشرق والوں کا الگ ہے جنوب والوں کا الگ ہے شمال والوں کا الگ ہے کتنی حکومتوں وریاستوں نے اپنی الگ ریاست کا اعلان کیا ہے۔

کیا سورج کا اللہ الگ چاند کا الگ زمین کا الگ ہے پانی کا الگ ہے ہوا کا الگ ہے گر ایسا ہے تو کیا کبھی ان الٰہوں کے درمیان اختلاف ہوا ہے اگر اللہ مختلف ہوتے تو اختلاف وشقاق حتمی ناگزیر تھا اذا الذھب کل بما خلق اللہ۔تعدد الہ کے چند مفروضے بنتے ہیں کیا کائنات میں چند الہ کی شرکت ہے، سارے آپس میں تقسیم ہیں، کسی نے خلق کیا ہے کسی نے ارزاق کی ذمہ داری لی ہے، کسی نے ہوا کی ذمہ داری لی ہے، کوئی اس کو فنا کر رہا ہے، کوئی تولید کرتا ہے تو کوئی موت دیتا ہے سب کاموں کو ایک ایک نے اپنے حوالے لیا ہوا ہے اور کمال ہے شرکت رکھنا نقص وعیب ہے اور سب کیوں شرکت سے راضی ہیں ﴿مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَ ما كانَ مَعَهُ مِنْ إِلهٍ إِذاً لَذَهَبَ كُلُّ إِلهٍ بِما خَلَقَ وَ لَعَلا بَعْضُهُمْ عَلى بَعْضٍ سُبْحانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُون﴾ مومنون،۹۱، ﴿قُلْ لَوْ كانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَما يَقُولُونَ إِذاً لاَبْتَغَوْا إِلى ذِي الْعَرْشِ سَبيلاً﴾ اسراء۴۲، ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُناحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فيها مَتاعٌ لَكُمْ وَ اللَّهُ يَعْلَمُ ما تُبْدُونَ وَ ما تَكْتُمُونَ﴾ (نور ۲۹۔)

تواتر :

یکے از ادلہ فرق ومذاہب عقائد واحکام تواتر ہے" کتاب اصول الفقه اسلامی تالیف دکتور وهبه زحیلی ج ۱ ص ۴۵۱ التواتر لغة میں هو التتابع ، یقال : تواتر القوم اذا جاء الواحد بعد الواحد بفترة بينهما ، و منه قوله تعالى : ﴿ثم ارسلنا رسلنا تترى﴾ وفي الاصطلاح : كل خبر بلغت رواته في الكثرة مبلغا احالت العادة

تواطؤهم على الكذب. هي مارواها عن الرسول جمع يمتنع تواطوهم على الكذب في العصور ثلاثه الاولىٰ عصر صحابه و التابعين و تابعي التابعين لان النقل لعبرائد خار لطريق التدوين كتاب اصول العامة للفقه المقارن تاليف محمد تقى الحكيم ص ۱۹۴ التواتر و هو اخبار جماعة تمتنع تواطوهم على الكذب جميعا عن خطا اعهم او ا شتفهاهم او ضزاع جواس''

دلیل تواتر سب سے سادہ وآسان دلیل ہے جس کسی کو اپنے مدعی کو ثابت کرنا ہو جائے تو دعویٰ تواتر کریں اخبار کو کچھ پیسہ دیں کہ اس خبر تواتر کا اعلان کرے کسی سے کتاب لکھیں۔

ا۔آپ نے کہا کہ جماعت کا کسی جھوٹ پر اتفاق ہونا محال ہے یہ کلیہ آپ کہاں سے لائیں ہیں پہلے اس کو ثابت کریں؟

۲۔کسی نے تحقیق کی کہ یہ سب لوگ کسی ایک مسئلے پر جمع نہیں ہو سکتے ہیں ہر کوئی اپنی جگہ تجربہ مکرر ہے تاکہ حکم کریں جمع نہیں ہو سکتے ہیں

۳۔آپ نے احتیاط کر کے دیکھا ہے تواطی پر کذب نہیں کیا ہے

۴۔آیت اور تعریف میں کہا ہے بعض لوگ یکے بعد وقفہ کے ساتھ آئے اس سے اخبار کی حجت ثابت ہونا کس نے کہا ہے

۵۔یہ اصطلاح علمائے اصول وفقہ کی ہے ان کے قول مصادر شریعت نہیں بن سکتی ہے کیونکہ یہ دونوں دین شریعت کے خلاف بننے والی متوازی اصول ہے۔

۶۔حضرت علی نبی کریمؐ کے جانشین نامزد کرنے کی خبر تواتر ہے ۱۴سو سال گزر گئے اس کو قبول کرتے کہ ابوبکر خلیفۃ المسلمین بننے کی خبر تواتر ہے شیعہ ابھی تک تین وقت روزانہ بمعہ افاقہ چھ بار علی کو خلیفہ بلا فصل کہتے ہیں غدیر خم میں جانشین کے لیے اعلان کرنے کی سماعت ونظر کی خبریں ایک لاکھ کے مجمع نے سنا گیا دیکھا گیا اکبر تواشر فی الغرلیکن ۷۵ دین کے بعد ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو ابوبکر جانشین منتخب ہوئے کسی ایک فرد نے خبر غدیر نہیں سنی علی نے بھی نہیں سنائی اپنے دور خلافت میں اس سے استناد

احتجاج بھی نہین کیے دومتہ الجندل ابوموسی اور عمر بن عاص نے علی کو نااہل قرار دیا تو کس نے کہا ہے ہم نے ان کہ اہل قرار دیا ان اشکالات واعتراجات پر تواتر کا جواب دینے کل مسلمان مرتد ہوگئے

۷۔انسانوں کے روزمرہ کاموں میں ممکن ہے اس پر عمل کریں اگر غلط نکلیں زیادہ خرچ نہیں ہوتا لیکن امور دین میں واجب اور حرام ثابت کرنے کیلئے ایت قرآن چاہے تواتر کبر کی کذب کو ڈھاپنے کا کور کہ سکتے ہیں معلوم نہیں یہ حجت کس نے بنائی ہے۔

۸۔آپ کوئی چیز کسی سے منوانا چاہتے ہیں تو کہہ دیں یہ تواتر سے ثابت ہے اس کے بعد کوئی مائی کالال اسے رد نہیں کرسکتا ہے، اسی طرح سارے اصولین میں بھی کوئی ایسا نہیں آیا کہ جو کہے میں خود تحقیق کروں گا تواتر ہے یا نہیں ہے۔

۱۔اس کو اپنے فرقے کے نظام داخلی سے متعلق امور میں اتفاق کیا ہو یہ ممکن ہے ان کیلئے دلیل بنے لیکن دیگران کیلئے دلیل نہیں بن سکتی۔

۲۔عصر صحابہ اور تابعین وتبع تابعین میں کوئی حدیث نقل تواتر سے نقل ہوئی ہے تو یہ اپنی جگہ دعویٰ خرطۃ القتات ہوگی۔

۳۔حصار عثمان کے بعد اصحاب وتابعین میں شدت اختلاف ومخاصمت سب کے سامنے ہے۔

۴۔نبی کریمؐ کا کتابت حدیث سے منع کرنے کے بعد ایک جم غفیر نے پیغمبر اکرمؐ سے نقل شفاہی کیا آپ ایسی احادیث کو کیسے ثابت کریں گے اگر ثابت ہوجائے تو وہ حجت کیسے قرار پائینگی۔

۵۔شیعوں نے امامت کے بارے میں جو احادیث فریقین سے نقل تواتر کی ہیں اہل سنت نے ایسی احادیث سے ابھی تک کسی بھی مسئلہ پر عمل کیا اور نہ تسلیم کیا ہے لہٰذا ایک قسم عقل کی بندی، قلم بندی اور اظہار بندی پائی جاتی ہے جسے دور موسیٰ میں سحر کہتے تھے۔

مجمع انسانی ایک زندگی خوشگوار پرامن ہم آہنگ تعاطف تلاطف متوازن گزارنے کے لیے ایک قانون حمایت ودیزم کی نیازمند ہے وہ قانون معائب ونقائص سے پاک قانون سازی کا خواب

کیسے شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے بطور قطعی حاملان نص طمع نفس امارہ عشاق مال ودولت ایک ایسی قانون سازی سے عاجز وقاصر ہیں وہ ایک ایسی ہستی سے ممکن ہے جو کمال مطلق غنی تعاطف بلاسند نہ رکھتا ہو۔

تواتر

۵۔تواتر دو حصوں میں تقسیم ہو یعنی لفظی ومعنوی لیکن یہاں دو باتوں کی وضاحت کی ضرورت تواتر معنوی کی حجت ملزم ہونے کی کوئی دلیل نہیں اس کو چور دروازہ کہہ سکتے ہیں جس طرح ہماری اسمبلیوں خواتین ٹیکنوکریٹ وغیرہ جیسا ہے تواتر بعد میں بھی وہ تواتر حجت ہے جس میں مسلم غیر مسلم سب شامل ہوتا ہے تیسرا نکتہ کہنا روایات تواتر پایا جاتا ہے یہ اپنی جگہ سوالیہ ہے۔

اخبار الاحاد هي احد ما يروية شخص

عدد رافه شهور العزيز الفريب

احاديث ضعيفه يجوز رواية الاحاديث ضعيفه

احاديث الحاد بين المقبول المردود

الحديث القدسي مارواهالنبي عن االله تيسر المصطله ۱۵۸

حديث مرفوع الى النبي صهابي تابعي

سواء كان الاسناد متصلا او منقطعا او مرسلة.

احادیث متواتر:۔

ماجرائے احادیث متواتر، احادیث متواتر پر قانع اکتفاء کرنے کی اجازت ہے جائز ہے یا عقلی ہے یا روائی ہے۔ کس نے کہا ہے تواتر گروہی، تواتر فرقی حجت ہے کیا تواتر فرقی دوسرے فرقہ پر بھی حجت ہے۔

یکے از احادیث متواتر حدیث ثقلین کو گردانا جاتا ہے اسکی سند سند دیکھنے کی نوبت نہیں آئے گی

پہلے متن کو دیکھتے ہیں اس کے متن چندین جہات سے مخدوش ہے قرآن کی حفاظت اللہ نے نبی کریم پر نہیں چھوڑی تھی نبی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اللہ کے سپرد کردہ تمام ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے ہوگئے ہیں میں لہذا امت چھوڑنا آپ کی ذمہداری میں نہیں تھے اس حدیث میں موجود کا ثقل کلمہ عترت کلمہ سنت تینوں کے محمد کے احاطہ سے باہر تھے چہ جائکہ آپ ان کو بطور صائم کامل کسی کو چھوڑیں، کیونکہ ثقیل وہی ہوگا جس کو اللہ نے ثقیل کہا ہو، اللہ کی ثقیل اور محمدؐ کی ثقیل میں زمین وآسمان کا فرق ہے، محمدؐ پر عبداللہ بن ابی ثقیل تھا۔ اللہ کیلئے ثقیل نہیں محمدؐ کیلئے امت کی چہ مگوئیاں نافرمانی کا رشکنی ثقیل تھے اللہ کیلئے ثقیل نہیں۔

اللہ کی ثقیل کو اللہ نے تحریف گراں سے بچایا، لیکن محمدؐ کے ثقیل کو محمدؐ نہیں بچا سکے۔ اگر کوئی شخص معین متون احادیث کو دیکھیں گے تو معلوم ہوگا یہ احادیث ایک عوامی اجتماع طور پر نیلام حدیث سازی کا ٹھیکہ دیا ہے جس کسی نے جتنی احادیث لائیں گے اس کو اتنا دیں گے

اسی طرح یکے از احادیث متواتر خروج مہدی ہے۔

۱۔ امت کا ابھی تک کسی مہدی پر اتفاق نہیں ہوا۔

۲۔ خود شیعہ نے کسی پر اتفاق نہیں کیا۔

۳۔ بہت سے مہدی حتیٰ خود اہلبیت سے نکلے لیکن کچھ بھی نہ کر سکے، کیونکہ بڑی تعداد کسی غلطی پر اتفاق نہیں ہوسکتی، ایسی صورت حال پاکستان میں اسمبلی کو دیکھیں،

۱۔ اقتدار اور مخالف دونوں زرداری کی صدارت پر اتفاق ہوئے۔

۲۔ اسمبلی والوں کی تنخواہ بڑھانے سہولتیں بڑھانے پر اتفاق ہوئے ہیں۔

۳۔ دین وشریعت مخالف بلوں پر سب نے اتفاق کیا ہے۔

۴۔ صوبہ سرحد میں ہر سال ۲۸ کو چاند دیکھنے پر اتفاق ہوتا ہے۔

احادیث الواصل الینا من الرواۃ ینقسم بقسمین کتاب تیسر المصطلحات الحدیث

۱۔ خبر متواتر کی شرط ہے کہ راوی عدد کثیر پر مشتمل ہو اور اقل عدد دس سے کم نہ ہو۔

۲۔تمام اسناد میں ایسا ہو۔

۳۔عادتاً سب لوگوں کا جھوٹ پر اتفاق ہونا محال ہے یہ دعوا بھی اپنی جگہ غلط بے بنیاد ہے امامیہ کا اتفاق ہے امام اللہ نصب کرتے ہیں۔

۴۔مستند بر حس ہو۔

اثر :

مقائیس اللغۃ ج۱ص۳۵ اثر، ا۔ث۔ر له ثلاثة اصول : تقديم الشيء و ذكرو الشئى،و رسم الشيء الباقی، کتاب **علم** حدیث زید العابدین قربانی صحاج جوھری سے نقل کرتے ہیں اثرت الحدیث ذکر کردی حدیث دیگران کو ذکر کرنا حدیث ماثور ہے اسی سے حدیث ماثور بنیں اثر کا اسم مفعول ماثور آتا ہے بعض خلف از سلف نقل کرتے ہیں بعض نے اثر کو مترادف حدیث گردانا ہے روایت اس کو کہتے ہیں جو پیغمبرؐ سے منقول ہو۔

حرف ج :

جبر :

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ جبر ہے جبر مقائیس اللغہ ج۲ص۲۵٦ پر ہے ج۔ب۔ر۔اصل واحد وهو جنس من العظمه والعلو و الاستقامة، فاالجبار: الذى طال و فات اليه، یہاں سے وہ لکڑی جس سے ہڈی شکستہ کو باندھتے ہیں،اس کی جمع جبائر آتی ہے۔جب سے مغرب نے مادر پدر آزادی کا اعلان کیا اس جنگ نے وہاں سے مشرق اسلامی کی طرف مثل ابر ہہ رخ کیا۔خواتین اور بچوں کیلئے خصوصی طور پر اعلان آزادی کیا۔اب معاشرہ اسلامی میں انپڑھ، پڑھے لکھے لوگوں سے سوال کریں کہ کیا ہم لوگ آزاد ہیں یا مجبور ہیں؟

۱۔دس انسانوں سے پوچھیں ماں باپ بھائی بچوں سے کہتے ہیں تم فلاں لڑکے کے ساتھ نہ جاؤ تو وہ کہتے ہیں میں آزاد ہوں۔

۲۔شوہر بیوی سے کہتا ہے گھر سے باہر نہ جائیں تو کہتی ہے جاؤں گی میں آزاد ہوں۔

۳۔اسمبلی میں حزب مخالف ہنگامہ خیزی کرتی ہے ان سے کہتے ہیں شور شرابہ نہ کریں تو کہتے ہیں ہم آزاد ہیں۔

۴۔آپ کھانا کھانے نہ کھانے، پانی پینے نہ پینے میں آزاد ہیں،لباس کی نوعیت انتخاب کرنے میں آزاد ہیں، کسی مسئلے کے بارے میں پوچھیں تو جواب خود نہیں دیں گے کہیں گے پوچھ کر بتائیں گے،لیکن کہتے ہیں ہم آزاد ہیں۔انسانوں کے پاس بہت سی آزادی ہے لباس اپنی پسند کا پہنتے ہیں،لڑکوں کو عورتوں کا لباس پسند ہے لڑکیوں کو لڑکوں والا لباس پسند ہے کھانا اپنی پسند کا کھاتے ہیں، گاڑی اپنی پسند کی خریدتے ہیں،تعلیم میں موضوع اپنی پسند کا انتخاب کرتے ہیں۔قرآن میں آیات قیامت ۱۴،نجم۔۳۹،

ملک میں برسر اقتدار افراد امانتداری سے ملک چلا سکتے ہیں ان کے پاس اس کے امکانات تھے لیکن انہوں نے خزانے کو ملکی ترقی میں صرف کرنے کی بجائے اپنے اکاؤنٹ بنانے میں صرف کیا۔

حرف حاء۔

حب اہلبیت حب صحابہ یہ بھی عقائد مبدعات میں سے ہین اگر چہ ظاہری طور پر تھیں محبوب میں شیعہ سنی کا اختلاف نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں اختلاف نہیں ہے حکمت عملی مقصد دین میں اساس اللہ اور رسول کو گرا کر اہلبیت مجہول الھویہ اصحاب مجہول الھویہ کی کو ایمان توحید و رسالت کے جا گزین کرنا مقصد امورات نا قابل تسخیر امکان ناپذیر ہو احکام جاری کرنا دلیل ہے شریعت مذاق یا بغاوت کھیل مانند ہے۔

محبت کوئی ایسی باقدر با قیمت چیز نہیں جس کی تقریر کریں جاہلوں بے دینوں بے ضمیرون کے دست گیر ہے وسیلہ ہے بے وقوف بنانا کا سحر جمیلہ ہے یہ ایک سرسری عادی گرائش کا نام ہے اس کی خبر دہندہ صادق کاذب دونوں ہوسکتا ہے اگر اس میں کوئی مفہوم ہوتا تو اللہ سے محبت کرنے کا حکم اا تا اللہ نے

اپنی اطاعت کی عبادت کا حکم تہدید کے دیا حجت کا حکم نہیں دیا حجت ذمہ داریوں سے سرسری جان چھڑانے کا بہانا باری سنگین ذمہداریوں استثنا چاہنے والوں کا جملہ اس کو عقائد میں شامل دوسری صدی رابعہ عدومہ مجھول الجنبہ والھویہ ولدنیہ کا ابداع ہے محبت واقعی گہرائی کسی کے کنٹرول میں نہیں ہوتا ہے لہذا کوئی کسی سے یہ نہیں کہ سکتا ہے ایسی اولاد سے محبت مت کرو قرآن میں تکرار سے آیا ہے اولاد بیوی تمہار دشمن ہے لیکن کرتے ہیں دو تین بیویاں حکم قرآن کے تحت جائز ہے کبھی ضروری ناگزیر بھی ہے لیکن قرآن فرماتے ہیں سب یکساں محبت نہیں کر سکتے ہیں دشمنان اہلبیت حقیقی کا صہ علی فاطمہ حضرات حسنین سے دل میں عداوت دشمنی حقد و کینہ رکھنے والوں ان سے انتقام لینے غیر اہمیت لوگ ان کو نہیں صرف ہم چاہتے ہین بتانے کے لیے شوری ۲۳ سے استناد کیا ہے اور اس مسئلہ بنایا بڑے بڑے پائے کے علماء فرق اس کو ایک اختلاف مسئلہ بنا کر مذاق کیا نبی نے مشرکین سے اپنے لیے محبت کا تقاضا کیا ہے نہ نبی نے اہل مدینہ اسنے اپنی اہلبیت سے محبت کا تقاضا کیا ہے عام معاندین اسلام سے کہا ہے تم سے کوئی چیز نہیں مانگتے تم اپنی قرابت دارون سے محبت کرو۔

حجت :

یکے از مصطلحات عقائد حجت ہے، حج کے بارے ابن فارس مقاییس اللغۃ صفحہ ۲۷۷ پر لکھتے ہیں ﴿ **حج : الهاء و الجيم اصول اربعه . فالاول القصد ، و كل قصد حج، والاصل الاخر : الهجة وهى السنة، و قد يمكن ان يجمع هذا الى الاصل الاول ؛ لان الحج فى السنة لايكون الا مرة واحدة، فكان العام سمى بما فيه من الحج حجة ، والاصل الثالث: الحجاج ، وهو العظم المستدير حول العين ، يقال للعظيم الحجاج احج، و جمع الحجاج احجة. والاصل الرابع :الحجحجة النكوص ، يقال حملوا علينا ثم حجحجوا، والمحجحج :** ﴾

ح۔ج سے مرکب اس کلمہ کے چار اصول ہیں ایک بقصد حج ہے حج کا ایک معنی سنہ ہے حج کا ایک معنی عظم ،ھڈی ہے حج کے ایک معنی غلبہ بھی ہیں

حجت تمام کرو یعنی دلیل پیش کرو، حجت مادہ حج سے ہے حج کے لئے مقاییس جلد اول ص ۲۷۷ میں آیا ہے حج، چار معنی رکھتا ہے قصد کو کہتے ہیں قاصدین بیت اللہ کو حاجی کہا ہے۔اسی سے حجۃ جادہ طریق کو مجہ کہا ہے حاججت فلان میں نے فلان سے احتجاج کیا اور اس پر غلبہ حاصل کیا'' المحاجۃ قارعۃ الطریق الواضح المجۃ وجہ الفقر عند الخصومۃ حاججتہ واحتجہ علیہ'' دین اور شریعت کی اصل ہونے کی حجت قرآن اور سیرت عملی محمد ﷺ ہے چنانچہ سورہ نساء آیت ۱۶۵ میں واضح بتایا ہے آپؐ کے بعد اور کوئی حجت نہیں آئے گی لیکن انعامات سے گذر اوقات کرنے والوں نے اس کی جگہ خرافات گوئی کو جاگزین کیا اس وجہ سے حجۃ الاسلام بہت سستا اور رائیگاں لقب ہوگا زیادہ تر دین سے بے بہرہ اور دنیا سے لطف اندوز کا لقب خاصہ ہو گیا۔

حدیث ثقلین :

حدیث ثقلین دو مختلف عبارتوں میں نقل کی گئی ہے ا۔'' انی تارک فیکم ثقلین کتاب اللہ والسنتی'' ۲۔ 'کتاب اللہ وعترتی' اختلاف تنہا اس حدیث میں نہیں ہے بلکہ اختلاف حدیث سازی کی پالیسی ہے کچھ سادہ لوگ احادیث کے رواج دینے والے یہ توجیہ کریں دونوں نے اپنے اپنے حق میں جعل کیا ہوگا جس طرح جلوسوں میں نعرہ لگاتے ہیں اسی طرح حدیث ساز حدیث تقسیم کرتے وقت دونوں حلقات کے حساب سے نعرے بنائے ہیں اس حدیث کی سند اور متن میں تحقیق کرنے سے روکنے کے لئے اس کو متواتر بنایا ہے لیکن جو لوگ تحقیق کے خلاف ہیں وہ حدیث کے حق میں رہیں گے لیکن حقائق کے متلاشی اس پر قانع نہیں ہوتے وہ خود تواتر کو نشانہ بناتے ہیں مذاہب کی تواتر کی کوئی حیثیت نہیں تواتر صادق میں کوئی فرق نہیں حقائق حقائق ہوتے ہیں احادیث کی تعداد بڑھا کر نہیں منوا سکتے ہیں سند کے بارے میں تحقیق آسان ہے خود تواتر کی صحت ہونے کے بارے میں کتاب اللہ موجود ہے حدیث کا محکم ومیزان صرف سند نہیں ہے سند سے پہلے متن حدیث درست ہونا ضروری ہے اس لئے یہ حدیث نبی کریمؐ سے صادر نہیں ہوسکتی ہے اس میں دو قسم کے سقم پائے جاتے ہیں ثقل قرآن ہے قرآن خود محمدؐ پر حاکم ہے اور سنت پیغمبرؐ شارح قرآن ہے شرح کی رتبہ متن کے بعد ہوتا

ہے وارثین کے لیے کوئی چیز چھوڑتے وقت وہ چیز موجود ہونا ضروری ہے اس وقت سنت اور عترے دونوں موجود نہین تھے ہمسفر کیا چھوڑا ہے اور شارح قرآن متوازی قرآن نہیں ہوسکتا ہے۔ دوسرا حضرت محمدؐ کوکسی کو حجت بنانے کا حق نہیں رکھتا ہے آپ کو نبی رسول مبلغ کہا وکالت کو آپ سے نفی کیا ہے پیغمبرؐ ناقل فتویٰ ہیں خود فتویٰ صادر نہیں کر سکتے ہیں جیسا کہ آیات استفتاء میں آیا ہے۔ چہ جائیکہ حجت بنا کے جائیں۔

حدیث قدسی

کہ مقائیس ج ۲ صفحہ ۳۸۸ ق د س اصل صحیح ، اظنه من الکلام الشرعی الاسلامی ، هو یدل علی الطهر.

ومن ذلک الارض المقدسة هی المطهرة، و تسمی الجنة حظیرة القدس ، ای: الطهر ، و جبرائیل علیه الاسلام روح القدس ، و کل ذلک معناه واحد ، و فی صفة الله تعالی : القدوس ۔

۱۔ حدیث قدسی یعنی بے عیب و بے نقص حدیث، احادیث میں نقائص ومعائب کثیرہ پائے جاتے ہیں جیسے سب سے پہلے نقص اسناد ہے اسناد کی چار اطراف ہیں ا اسناد کی آخر رسول اللہ سے ملنی چاہیے اگر حدیث مرفوع ہو تو یہ حدیث بے عیب نہیں ہوگی بلکہ عیب دار ہوگی جیسے ابو ہریرہ سے نقل کی ہے یہاں دو طرف ہے ابو ہریرہ نے کس سے نقل کی فرض کریں حسان بن ثابت سے نقل کی ہے یہ دوسرا عیب ہے تیسرا عیب ابو ہریرہ سے کس نے نقل کی ہے لہذا حدیث آپ اس کو نبوی کہیں یا قدسی کہیں ہمیں پہنچنے تک احادیث مجہول مشکوک مخدوش راویوں سے گزرنا حتمی اور یقینی ہے لہذا احادیث ایک دوسرے سے نقل کرتے وقت جس سے نقل کیا ہے اس الفاظ مین نقل نہین کیا راوی نے اپنے الفاظ مین نقل کیا ہے یہ ترجمہ حدیث ہے اس حوالے سے بھی قدسی نہیں چوتھا متن احادیث دیکھا حدیث موسوم احادیث قدسی کے متون خدشات اشکالات سے بھری احادیث ہے۔ جس کی طرف نسبت دی گئی ہے۔

متن حدیث اگر کوئی بندہ نوافل سے ہم سے تقرب کریں گے تو میں اس سے اتنا قریب ہو جاؤ ں گا یہاں تک کہ میں اس کی زبان بنوں گا دل بنوں گا ہاتھ بنوں گا وہ جو چاہے بنے گا جس طرح میں جو چاہتا ہوں بن جاتا ہوں یہ حدیث قدسی کتنے اصول کو منہدم کرتی ہے۔

۱۔اصل واجبات کو منہدم کرتی ہے یعنی واجبات کی کوئی حیثیت نہیں تمام حسنات نوافل ہیں۔

۲۔وہ اللہ سے اس حد تک قریب ہو جاتا ہے اللہ اسے بطور مستقیم کشف الہام نداء کرتا ہے، اللہ اس کو عالم ملکوت کی سیر کراتا ہے

۲۔کلام جس سے منسوب ہے وہ نسبت اپنی جگہ درست اور صحیح ہو غلط نہ ہو۔اب آتے ہیں کہتے ہیں کہ حدیث قدسی کلام اللہ ہے لیکن راوی نے یہ کلام اللہ سے نہیں سنا ہے بلکہ انہوں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے لہٰذا اس کو اللہ سے نسبت دینا جھوٹ ہے۔

من تطوع علیہ بن نوافل

حدیث قدسی :

مصطلح حدیث قدسی وہی حدیث ہے یعنی رواہ رسولؐ اللہ عن اللہ سبحانہ، پھر اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے بعض کا کہنا ہے الفاظ اور معنی دونوں اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں لیکن اس کی تلاوت نہیں ہوتی ہے اس لئے اسے حدیث غیر متلو کہتے ہیں۔

قدس کا معنی جیسا

جو شخص نوافل سے قرب چاہے گا لیکن سوال یہ ہے کہ نوافل کسے کہتے ہیں۔علماء نے کہا نوافل تطوع کو کہتے ہیں اور تطوع کسے کہتے ہیں ایک اطاعت ہے جو حکم ملنے پر کرتے ہیں تطوع ہے بغیر حکم اس فعل کو خود انجام دیں تو اطاعت اور تطوع میں کیا فرق ہے۔اطاعت اس کو کہتے ہیں جو مولیٰ کہے اللہ کے حکم کو انجام دینے کا نام اطاعت ہے جبکہ تطوع وہ کام ہے بغیر امر از خود انجام دیں تو اسے تطوع کہتے ہیں۔کتاب مسوسوعہ فقیہ جلد۱۲ صفحہ ۱۴۶ پر کلمہ تطوع کے نیچے لکھتے ہیں التطوع : ھو التبرع ، یقال تطوع بالشئی : تبرع بہ یعنی اپنے آپ خود سے کریں راغب اصفہانی سے نقل کرتے ہیں

التطوع فی الاصل: تکلف الطاعۃ، یعنی اطاعت میں زحمت اپنانا، وھو فی التعارف: التبرع بما لا یلزم کالتنفل یعنی جو چیز لازم نہیں اسے انجام دینا قال تعالیٰ: ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ﴾ بقرہ ۱۸۴ فقہاء نے تطوع کی تعریف اس کے مصدر سے تین تعریفیں کی ہیں۔

الاول: اسم لما زیادۃ علی الفرائض والواجبات، او ما کان مخصوصا بطاعۃ غیر واجبۃ اوھو الفعل المطلوب طلبا غیر جازم. واجب فرائض کے حکم سے زیادہ بجالانے کو یا کوئی اطاعت غیر واجب ہوتو اسے تطوع کہتے ہیں تطوع کے معنی اور اقسام اور غرض وغایت میں اختلاف تضاد کے بعد ایک اور بحث باقی رہ جاتی ہے ان میں اختلاف سے کیا مراد ہے ۲اس فعل سے قرب اللہ میں اضافہ ہوتا ہے اس کی کیا ضمانت ہے اس فعل تطوع کرنے کا کیا حکم ہے ۔ تطوع سنت مستحب یا نفل ہیں۔ جس چیز میں رغبت دلائی گئی ہو اس چیز کو انجام دینا تطوع ہے غیر فرائض وغیر واجبات کو کہتے ہیں یہ تصور اصولیین ہے۔

التطوع: ھو مالم یرد فیہ نقل بخصوصہ ۔ جس میں شارح کی طرف سے حکم نہیں ہے اس کو انجام دینے کو تطوع کہتے ہیں۔

تطوع کی اقسام ہیں اس کی کوئی نظیر عبادات میں پائی جاتی ہے جیسے نماز روزہ حج وغیرہ

فلسفہ تطوع، تطوع بندے کو اللہ سے قریب کرتے ہیں اور اس کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے

ابوحنیفہ، محمد بن ادریس شافعی، امام مالک، احمد ابن حنبل کے بعد محدثین کے نام لیوا نہیں رہے لیکن یہ محدثین، مروجین، مبلغین، مخترعین حدیث کون تھے؟ موریس بکائی نے اپنی تصنیف القرآن و تورات والانجیل میں علم حدیث کی روشنی میں لکھتے ہیں مسلمانوں کے ہاں حدیث شریعت اسلامی کا پہلا مصدر قرار دیا جاتا ہے اس سلسلے میں انجیل اور حدیث میں مشترکہ نکات پائے جاتے ہیں حدیث اور انجیل دونوں نبی کے دنیا سے گزرنے کے چند صدی کے بعد لکھی گئی ہیں، دونوں میں بطور مستقیم نبی سے شفاھی سننے والا نہیں ملتا لہٰذا دونوں کے مصادر عام انسانوں کی طرف برگشت کرتے ہیں موریس بکائی کی یہ منطق حقیقت سے مطابقت اعلی رکھتی ہے اس کے شواہد مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔سلسلہ روایات میں ایک کثیر تعداد روایات ایسی موجود ہے جس سے امت سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا ہے کہ نبی کریم نے اپنے اقوال لکھنے سے شدت سے منع کیا تھا۔جب نبیؐ منع کریں تو کس کی جرأت کی ہوگی کہ آپ کے منع کردہ تدوین پر عمل کریں گے اگر منع کے باوجاد تدوین کی ہے لکھے تو ایسی لکھی احادیث کی حیثیت کیا ہوگی۔

۲۔نبیؐ سے شفاعی سننے والے ہر مدعی کا قول تو قابل قبول نہیں ہوگا بلکہ اس کا قول قابل قبول ہوگا جو نبی کے نزدیک معتمد امین اور موثوق ہو اس پر سب کا اتفاق ہے طبعی طور پر آپ کے معتمد آپ کے موثوق آپ کے نزدیک معتبر دو ہی گروہ ہیں ایک آپ کی اہل بیت جو آپ پر پہلے ایمان لانے والے ہیں ان میں علی، زید حارثہ اور خدیجہ الکبریٰ آتی ہیں ۱۳ سال دور رسالت کے نشیب وفراز کو دیکھا علی ابن ابی طالب جو کہ آپ کی کفالت میں بعثت سے پہلے سے تھے آپ کے خلوت وجلوت میں رہے اسی طرح آپکی بیٹی بعثت کے آٹھ سال بعد سے آپکی معیت میں تھی حضرات حسنین کم سے کم ۴ سال نبیؐ کے اقوال سنے، نبیؐ کے کردار ورفتار کو درک کیا ہے پھر اپنے پدر بزرگوار اور مادر گرامی سے نبیؐ کی باتوں کو سنا ہوگا اسی طرح بیرون خانہ میں آپ کے ساتھ رہنے والے دوست ہیں جو سفر وحضر خلوت و جلوت مخاصمت ومخالفت وعداوت کی چھاؤں میں آپ کی معیت میں ابوبکر صدیق، عثمان بن عفان، طلحہ وزبیر، سعد ابن وقاص اور زید ابن ارقم آتے ہیں ان کے گھر میں تین سال درس اسلام جاری رہا نبی علیہ السلام سے شرف قربت رکھنے والے یہی افراد ہیں۔کتب روایات میں ان سے سننے کی کتنی روایات ہیں اکائی دہائی زیادہ نہیں اگر مبالغہ کریں تو ایک ڈیڑھ سو سے زیادہ کسی کی بھی نہیں ہوں گی لہذا انسان مسلمان کو سوچنا ہوگا ایسا کیوں ہوا کیا ان ذوات کی نبی سے کوئی دلچسپی نہ تھی یا نبی ع کی ذات والا کو زیادہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے نبی سے صحبت شغف زیادہ علی فاطمہ حسنین ابوبکر عمر رکھنے والوں تھے یا عائشہ ابن عمر ابوہریرہ چاہتے تھے یا یاران محمد میں یہ شخصیات زیادہ چاہتے تھے۔

حدیث پوری کی پوری انہی شخصیات کے نام سے قائم وزندہ ہے اس وقت شریعت اسلام کے مصادر یہی ذوات ہیں۔ہم مسلمان ہیں اللہ اور اس کی کتاب پر ایمان راسخ رکھتے ہیں اور اس کی

مخالفت کے نتائج بدترین صورت میں بھگت رہے ہیں، ہمارے اوران ذوات کے درمیان چودہ سو سال کا فاصلہ ہے کسی مسلمان کوان کے حق میں اہانت وجسارت تہمت وافتراء باندھنے کی اجازت نہیں ہے، لیکن دین کا معنی ذمہ داری لینا ہے اپنے لیے بوجھ بنانا ہے ادھار لینا ہے ادھار لینے کا معاہدہ ہوتا ہے معاہدہ کا شوائداور صدق سے ہونا ہم یہ نہین کہیں گے کہ ابوہریرہ نے جھوٹ بولا ہے، لیکن ہم نے ان سے نہیں سنا ہے ہمارے اوران کے درمیان فاصلہ زمانی ہے ہمارے اوپر بھاری بھرکم ذمہ داری اور تکالیف ثقیلہ عائد کرتا ہے، جب تک یقین کامل واطمینان تام نہ ہوجائے احکامات لاگونہیں ہوسکتا ہے کسی نے ام المومنین کے نام سے جھوٹ چلایا ہواصحاب کے نام سے جھوٹ چلایا ہو ۔ان شخصیات میں سے ہرایک کی مفصل تاریخ ہے اسے کھول کر دیکھیں تدوین احادیث کے علاوہ ان کی روزمرہ زندگی کیسے گزرتی تھی، کب ایمان لائے نبیؐ سے شرف ملاقات کب ہوئی وغیرہ یہ چیزیں کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں انہیں سامنے لائیں تاکہ بات واضح وعیاں ہوجائے دیکھنا ہوگا یہ شخصیات فتنہ وفساد میں شریک تھے یانہیں، کوئی یہ کہ ام المومنین نے بصرہ جاکر جنگ نہیں کی تھی انکا فرض بنتا تھایا غلطی کی تھی لیکن وہ پشیمان ہوئی تھی توبہ کی یانہ کی غلطی کی تھی اپنی غلطی پرمص رہیں اللہ انہیں بخشیں گے دین ہے یہ کرکٹ نہیں بدزبانی نہ کریں لیکن حقائق تو سامنے آنے چاہیے ہمارانظریہ اس بات پر ہے کہ جتنی احادیث عائشہ سے منسوب کی ہیں وہ سب عائشہ نے خودرسول اللہ سے سنی تھی اگرکوئی یہ کہے تو جھوٹ بولا ہے غلط بیانی کی ہے لیکن رجال میں آیا ہے دیگران سے نقل کیا ہے اسکا مطلب یہ نکلتا ہے دیگران نے عائشہ سے نسبت دی ہے وہ ابوبکر سے انتقام لینے کے لیے کی ہیں آپ اس حوالے سے ہماری کتاب ’’ فدک وماادرک ماالفدک ‘‘ دیکھ سکتے ہیں وہاں عمروبن عاص اورابوہریرہ کا کردار دیکھیں فتنہ جمل میں یہ کہاں تھے ۔علماء حدیث نے لکھا ہے جوزیادہ حدیث نقل کرتا ہے ان کی حدیث مشکوک ہیں ۔ان سب کی مرویات دیگران سے زیادہ باعث تشویش ہیں احتمال قوی ہے کہ بعد کے لوگوں نے ان سے نسبت دے کراحادیث لکھی ہوں ۔

۴۔شریعت اسلامی کا دوسرا بلکہ پہلا مصدر حدیث ہے کیونکہ قرآن کو حدیث سے باندھا ہوا ہے

حدیث اپنی جگہ مستقل ہے لیکن یہاں مصادر عقائد میں احادیث کا مقام بیان کرنے سے پہلے خود حدیث کا مقام مرتب بیان کرنا ضروری ہے

مراکز جمع الحدیث:

۱۔مدینہ منورہ ۲۔مکۃ المکرّمۃ ۳۔کوفہ ۴۔بصرہ ۵۔مصر ۶۔اندلس

۷۔مغرب ۸۔اندلس ۹۔جرجان ۱۰۔قزوس ۱۱۔خراسان

زمان جمع احادیث دوسری صدی کے درمیان میں دوسرے پچاس سے شروع ہوا ہے جس وقت یہ علاقہ بطور رسمی خریطہ عالم اسلامی میں تھا لیکن مختلف ادیان و مذاہب ومشارب والے علاقے تھے یہاں یہود، مجوسی، مرزوکی، بابکی، دین فروش وآتش پرست والوں کی جائے سکونت تھی۔

احادیث ان ناقلین کے حوالے سے تین قسم کی ہیں

جامعین احادیث ضحیٰ الاسلام احمد امین ج ۲ ص ۸۷ پر ہے مکہ میں ابن جریح متوفی ۱۵۰ھ ۔۔۔اسحاق ۱۵۱ھ، مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ، بصرہ ربیع بن ثوری ۱۶۱ھ شام اوزاعی ۱۵۶ھ یمن معمر ۱۵۳ھ، خراسان ابن مبارک ۱۸۱ھ، مصر اللیث ابن سعد، بخاری ۲۵۶ھ، مسلم ۲۶۰ھ، سنن ابن ماجہ ۲۷۳ھ، سنن ابی داؤد ۲۷۵ھ، ترمذی ۲۷۹ھ، نسائی ۳۰۳ھ، مسند احمد ۲۴۱ھ۔

مکتب تشیع معارف اسلام وقرآن ص ۱۳۲ تحت عنوان بر تدوین حدیث مقالہ نگار کاظم شانہ ص ۱۳۱ پر لکھتے ہیں کتب صحاح ستہ میں موجود احادیث کی تعداد کچھ اس طرح سے ہے۔

۱۔بخاری بنابر نقل ابن خلدون ۹۲۰۰ نو ہزار دوسو احادیث۔

۲۔صحیح مسلم ۷۲۷۵ سات ہزار دوسو پچہتر احادیث۔

۳۔سنن ابن داؤد ۴۸۰۰۔

۴۔جامع ترمذی پانچ ہزار ۵۰۰۰۔

۵۔سنن احمد بن حنبل چودہ ہزار احادیث۔

کتب احادیث اور مصنفین نقل از اصول حدیث دکتور محمد عجاج ص ۳۰۹۔

۱۔ محمد بن اسماعیل متولد ۱۹۲ھ متوفی ۲۵۶ھ، کتاب الجامع الصحیح عدد حدیث ۹۰۸۲، یہ چھ لاکھ احادیث سے نکالی ہیں۔

۲۔ مسلم بن حجاج القشیری متولد ۲۰۴ھ متوفی ۲۶۱ھ۔ تین لاکھ حدیث سے منتخب کتاب صحیح مسلم، صحیح مسلم تین ہزار تیس ۳۰۳۰۔

۳۔ ابوداوٗد سجستانی متولد ۲۰۲ھ متوفی ۲۷۵ھ۔ پانچ لاکھ سے ۴۸۰۰ حدیث انتخاب کیا ہے۔

۴۔ ترمذی متولد ۲۰۹ھ متوفی ۲۷۹ھ۔

۵۔ احمد بن شعیب بن علی الخراسانی متولد ۲۱۵ھ متوفی ۳۰۳ھ۔ احادیث پانچ ہزار سات سو اکسٹھ، ۵۷۶۱۔

۶۔ ابن ماجہ محمد بن یزید تزوین متولد ۲۰۹ھ متوفی ۲۷۳ھ، ۴۳۴۱ حدیث۔

۷۔ احمد بن حنبل متولد ۱۶۲ھ متوفی ۲۴۱ھ۔

حدوث :

ابن فارس نے جمل میں ص ۱۳۱ الحدوث کون شیء بعد ان لم یکن لکھا، کسی چیز کا نہ ہونے کے بعد ہونا عدم کے بعد وجود میں آنا رجل حدث تازہ نونو جوان تازہ حدث خلیل نے العین میں لکھا ہے شاب حدث شابۃ حدثۃ یعنی فتیۃ العین السن والحدث من الاحداث الدھر شبہ نازلہ والاحدوث نفسہ والحدیث الجدید منالاشیاء والحادث یفنی وینتھی جیسے درخت پہلے بیج تھا پھر پودا ہو گیا پھر بڑا ہو گیا پھر ثمر دار ہو گیا پھر کچھ زمانے کے بعد واپس آیا پھر کچھ زمانے کے بعد سوکھ گیا اور اسکی لکڑیاں جلائی جانے لگیں اور یواں وہ فنا ہو جاتا ہے وجود سے ناپید ہوتا ہے چنانچہ سورہ رحمٰن کی آیت ۲۶، ۲۷ میں حادث ہر چیز کا محتاج نہیں ہے جبکہ ہر چیز اپنے وجود میں کسی علت وسبب کی نیاز مندر ہتی ہے، تنہاء وجود میں علت وسبب کی محتاج نہیں بلکہ بقاء کے لئے بھی علت وسبب کی نیاز مندر ہتی ہے جیسے انسان کے وجود میں آنے کے لئے موجد کی ضرورت ہے اسے اسباب ووسائل کی ضرورت ہے، وجود میں رہنے کے

لئے زندگی کرنے جینے کے لئے معیشت کی ضرورت ہے اکل وشرب کی ضرورت ہے، مریض ہوتا ہے تو اسے علاج کی ضرورت ہے، تھکاوٹ میں استراحت کی ضرورت ہے، حالت جوع میں طعام کی ضرورت ہے جبکہ وجود ازلی کو تھکاوٹ خوف نیند عارض نہیں ہوتی ۔

حق :

یک از مصطلحات عقائد بلکہ تمام علوم دینی ومعاشرتی وسیاسی کے صحیح اور غلط ہونے کی واحد کسوٹی کلمہ حق ہے الحق ھو المطابقۃ والموافقۃ ۔الحق کتب معجم فلسفی ج ا ص ۴۸۱ الحق یطلق علی الثابت الذی لایسوغ انکارہ والیقین بعد الشک

الواجب: لعدل والامر المقصی والحال والملک وصدق لحدیث وھو من اسماء اللہ

قال جرجانی الحق ھو الحکم المطابق لواقع ویقابلہ الباطل المطابقۃ والموافقۃ وفی لمفردات

۸۔حق اوجبہ اللہ علی۔

حق آتہ۔

۱۰۔حق قانون۔

۱۱۔حق عطائی۔

الاول یقال لموجد الشیء بسبب ما نقیضہ الحمۃ الحق اللہ سبحانہ سورہ انعام آیت ۶۲ سورہ یونس آیت ۳۲ دی الاعتقاد لشیء المطابق کما علیہ ذالک الشیء استحقاق حقوق

۱۔حق علی اللہ سبحانہ لانہ ھو الخالق ومالک ورب ان یرزقھم

۲۔حق علی العباد اللہ سبحانہ عبد مملوک لہ وھو مالک لہ

۳۔حق العباد من دنیا ومن کنورھا

۱۔الحق الحیازہ

۲۔حق مکسوب غیر

۴۔حق وھبہ بقیمۃ

۵حق تملیک

۶حق اعطاہ الجمہور

۷۔اعطاء مقابل حق باطل

حق:

ضد باطل ۔ابن فارس ت ۳۹۵ ھ نے مقائیس ص ۲۶۹،حق ۔ح ۔ق سے مرکب کی ایک ہی اصل بتایا ہے ''**یدل علی احکام الشیء و صحته**''، کسی چیز احکام اور صحت پر دلالت کرتا ہے '**فالحق نقیض الباطل**'' دوحرف سے مرکب یہ کلمہ مصادیق کثیرہ رکھتا ہے لیکن حق بمعنی ثابت اپنی جگہ چند عناصر سے مرکب ہوتا ہے یعنی ثابت کسی کے لیے، کس کے ذمے کونسی چیز ہے اور کیوں ہے ۔چار عناصر سے ترتیب پاتے ہیں۔

۱۔پہلے مرحلے میں حق بمعنی ثابت مطلق باری تعالی کو حاصل ہے عرب بدو نے کہا اللہ کے سوال تمام باطل ہے زوال پذیر ''لہ الحق ولہ الامر حق'' اس کا صفت ہے وہ ثابت بذات ہے۔کسی سے متکی نہیں ہے۔

۲۔حق العباد تمام مخلوقات محتاج قوام حیات اللہ کے ذمے ہے اس نے پیدا کیا ہے چاہے مطیع ہو یا عاصی سرکش بندوں کے ارزاق اللہ کے ذمے ہیں کیونکہ اس نے خلق کیا ہے جس طرح ہر ذی روح کے ما یتقوم بہ الحیات اللہ پر ہے اس طرح ہدایت روح کے اسباب قوام اللہ پر ہے یہ اسباب اپنی جگہ چند اقسام ہے اللہ ایک بندہ کو بطور استقلال بلا شرکت غیرے اس کو عنایت تو وہ بچہ روح کی تربیت تقویم رہنمائی کر سکے اس حق کا نام عقل ہے جس اصل حلیہ انسان کے ہاتھ پیدا ہوا ہے اس کی نشونما پایا ہے اس کا نام عقل ہے عقل آنے کے بعد وہ مخاطب اوامر ونوہی قرار پاتے ہین دوسرا منفصل ہے یعنی ہدایت ورہنمائی عقل کی رہنمائی تصورات عقل کالکھیں اس کا نامبعثتِ انبیاء ورسل وانزل کتب آیا ہے ہر عالم دین وشریعت پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ جاہل کی رہنمائی کریں۔

۳۔حق اطاعۃ ، بندوں کے ذمے ہے اطاعت خالص اللہ کیلئے ہیں۔اللہ کے ذمے رزق العباد ہیں بندے کے ذمہ اطاعت وانقیاد ہے۔

۴۔کوئی حق کسی کے۔۔۔نہیں ہوتا ہے جب تک اس کا حق اس کے ذمے نہیں حقوق متبادل رہتے ہیں تمام تعلقات علیہ ولہ قائم بحق ہیں۔

حق علم یعنی اسم اللہ ہے'' ﴿مَوْلاهُمُ الْحَق...انعام ٦٢﴾

حق بمعنی واجب ﴿فَرِيقاً هَدى وَ فَرِيقاً حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلالَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّياطينَ أَوْلِياءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ..اعراف..٣٠﴾

حق بمعنی ثبوت ﴿وَ يُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِماتِهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ..يونس ٨٢.﴾

حق بمعنی صدق ﴿بَلْ أَتَيْناهُمْ بِالْحَقِّ وَ إِنَّهُمْ لَكاذِبُونَ ..مومنون ..٩٠﴾

حق بمعنی اختصاص

حق الاول علی والدین طعام ولباس ومکان حتیٰ یبلغ البلوغ '' کیونکہ اولاد از خود پیدانہیں ہوئی۔

''حق الوالدین علی الاول علی طعام الاحسان والتکریم فیھا ۔۔

حرف خ

خبر :

کتاب بحوث منہجیۃ علم البلاغۃ العربیۃ ص۲۲۱ آیا ہے الخبر ما یصح ان یقال لقائلہ انہ صادق فیہ اؤ کاذب خبر کی تعریف یہ ہے کہ ہر شخص خبر کیلئے یہ کہنا درست ہو کہ یہ کاذب ہے یا صادق۔خبر اگر مطابق واقع خارجی رکھتی ہے تو اس کو خبر صادق کہیں گے اگر مطابق خارجی نہیں رکھتی تو اس کو کاذب کہیں گے۔اس میں سنت حدیث،اثر،حدیث قدسی احتمال صدق وکذب رکھتے ہیں جو نبی کریم خلفاءاصحاب سے منسوب ہیں لیکن یہاں بھی تلبیس تدلیس شعبدہ بازی اپنائی گئی اور اصحاب وآل

کے قول کو قول رسول کہہ کے برابر گردانا گیا قدسی کو سند سے بالا دکھانا عمل شاولی ہے۔

ا۔خبر میں قرائن وترجیحات خارجی نہ ملنے کی صورت میں صدق وکذب دونوں برابر ہونگے۔

۲۔ایک طرف گمان راجح ہواور دوسری طرف مرجوح تو راجح کو ظن کہتے ہیں۔طرف مرجوح کو وہم کہتے ہیں۔قرآن میں ظن کی افادیت کو رد کر کے فرمایا ہے ان ظن لایغنی من الحق۔علمائے بلاغت نے کہا ہے احتمال صدق وکذب، مضمون خبر کی حد تک ہے اور مخبر کے حوالے سے ایسا نہیں ہوتا ہے اگر سامع نے خود رسول اللہ سے سنا ہے مخبر اللہ اور اس کے نبی ہو تو احتمال کذب ختم ہو جاتا ہے لیکن اخبار خلاف عقلیات خلاف نقلیات مقطوع یا اخبار بدیہات میں ہو یہ احتمال نہیں آتا ہے۔

۳۔ اگر ایک طرف راجح دوسری طرف مقابل مفقود ہو تو اس کو علم کہتے ہیں۔علماء علم کی پیروی کرتے ہیں جبکہ جاہل ظن وگمان کے پیچھے جاتے ہوں۔ترجیحات گزافی یا حشیش اکثر مواقع پر جعلی اخباروں کو مستند بنانے کے لئے غیر مربود حکایات الحاق کرتے ہیں صحیح بخاری کی خبروں کو منوانے کیلئے جیسے محمد بن اسماعیل مولف صحیح بخاری کے بارے میں نقل کرتے ہیں انہوں نے بخاری لکھتے وقت وضو کر کے یا استخارہ کر کے یا دو رکعت نماز پڑھ کر حدیث لکھتے تھے اگر انہوں نے خود کہا ہے تو یہ دھوکہ ہے اور اگر کسی نے منسوب کیا ہے تو تدلیس ہوگی یہ خبر مربوط نہیں ہے یا یہ کہا کہ میں نے اتنی احادیث میں سے چھنی کر کے انھیں جمع کیا ہے تو یہ اس طرح کا دعوی ہے جس طرح حدیث کے حوالے سے دعوی کیا ہے۔

اس طرح کہتے ہیں فلاں سے نقل کیا ہے یہ خود ایک خبر ہے۔ایک کے بارے میں کہا امام کی دعا سے پیدا ہوئے یہاں مدعی ثابت نہیں، محققین احادیث نے ان کے مندرجات کو غلط ثابت کیا ہے۔مرسلات مرفوعات مقطوعات متن مقدوع سند مخدوش سے ملے ہیں۔یہاں سحر شعبدہ ہے ان کتب میں موجود اخبار اصحاب اتبع سے نبی کریم سے نہ ہونے کے برابر ہے لہذا ان اخبار کے حجت ہونے کی کوئی دلیل نہیں بنتی۔جو دلائل پیش کئے وہ آیات متشابہات وروایات سے ہیں۔

دین اسلام کی بنیادوں کو قرآن میں ایمانیات کہا ہے بعض دیگرین نے اصول دین اور بعض

نے عقائد کہا ہے اسی بنیاد پر قائم احکامات کو فروع دین کو احکام تکلیفہ کہتے ہیں۔ دین اسلام آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ کی طرف سے محمدؐ بن عبداللہ پر نازل ہوا لہذا یہ ہمارے لئے اخبار ہیں، اخبار کے چند انواع ہیں ایک حصہ قرآن ہے جسے تمام مسلمان مانتے ہیں قرآن کی اخباروں میں تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بعض نے کہا ہے قرآن ہی بطریق تواتر ملا ہے لیکن اصل وجہ اعجاز قرآن نے از خود تہدی کیا ہے کہ یہ کتاب محمد اللہ کی طرف سے لائے ہیں اور دوسرا حصہ سنت پیغمبرؐ ہے اور اسے بھی سب مانتے ہیں اس کو محمدؐ نے پیش کیا ہے، اس کے علاوہ اسی کتاب میں کچھ آیات ایسی ہیں جن میں جن و بشر کو تحدی کیا ہے کہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ میں اگر کسی کو شک یا تردد ہے تو اس کا مقابلہ کریں لہذا اسے قبول کرنا ہی پڑے گا لیکن دوسرا حصہ قول و فعل و تقریر رسولؐ اللہ ہے جو اپنی جگہ خبر ہے اور خبر احتمال صدق و کذب دونوں برابر رکھتی ہے جیسا کہ اس علم کے ماہرین کہتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ خبر اور حدیث مترادف ہیں یا ان دونوں میں فرق ہے، علماء میں اختلاف ہے شھید ثانی نے علماء عامہ و خاصہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے دونوں مترادف ہیں، بعض دیگر نے لکھا ہے آپس میں اختلاف ہے خبر اس کو کہتے ہیں جو عام غیر مربوط سے نقل ہو اس کو خبر کہتے ہیں جبکہ سنت رسولؐ اللہ سے مربوط اخبار کو حدیث کہتے ہیں حدیث اخص از خبر ہے لہذا حدیث منقول از سنت کو کہتے ہیں حدیث اعم از خبر ہے بعض احادیث خبر ہیں لیکن ہر خبر حدیث نہیں ہے۔

کتاب موسوعہ مصطلحات تہانوی ج ا ص ۳۵۷ پر لکھا ہے خبر فتح خ ب ر کو بعض نے متراف حدیث قرار دیا ہے بعض نے اعم از حدیث قرار دیا ہے، نحوین کے نزدیک خبر مسند کے لئے ہے۔

خبر کے حوالے سے چند صورتیں بن سکتی ہیں۔

ا۔ مخبر واحد ۲۔ مخبر متعدد ۳۔ مخبر کثیر ۴۔ مخبر کثیر مختلف النہات

خبر کا مضمون۔ ا۔ مخالف بدیہات ۲۔ مخالف عقلیات ۳۔ مخالف قرآن ۴۔ مخالف سنت تامہ مسلمات،

اخبار احاد :

ان اخبار کو کہتے تھے جو حد تواتر کو نہیں پہنچی ہیں اس کی بھی شقیں بنائیں جو اپنی جگہ انواع کی حامل

ہیں۔ا۔مشہور وہ احاد ہے جوایک سے زیادہ راویوں نے دی ہے۔

۲۔اخبار احاد من حیث قبول ورداقسام ہے

اخبار احاد کو صحیح اور حسن میں تقسیم کرنے والا اہل سنت میں ترمذی ہے اور شیعوں سے سید ابن طاؤس متوفی ۶۳۷ اوران کا شاگرد علامہ حلی ہے، یہ بھی ایک بہانہ وحیلہ تھا کہ اس بہانے سے احادیث پر عمل کریں چنانچہ اقسام احادیث صحیح حسن، موثقہ تینوں پر عمل کریں گویا اخبار احاد سے تین چوتھائی پر عمل ہو جائیا سی طرح اخبار کو متواتر اور تواتر کو لفظی اور معنوی میں تقسیم کرنے کا سحر و جادو مکر وفریب حیلہ بہانہ بنا کر بہت سے گزافات منویات شور وشرابہ لر کے قاموس کیے تا کہ من مانی سے اپنے مقاصد پورے کرنے میں اساقف اور اباطیر کو پیچھے چھوڑا ہے۔

حجیت اخبار احاد کی بنیاد ہی غلط ہے، اخبار احاد کا حجت شرعی ہونا تو دور کی بات ہے معمولی کاموں تک بھروسہ نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ طبیعت خبر متحمل صدق و کذب طرفین ہوتی ہے، دونوں طرف مساوی ہوتی ہے جب تک کوئی قرینہ داخلی یا خارجی ایک طرف کیلئے نہ میسر ہو۔ہمیں اخبار شکوک یا مردود کے ذریعے احکام شرعی ثابت کرنے کی کوئی منطق نہیں بنتی کیونکہ حجت تمام کرنا مولا کی ذمہ داری ہے بندے کی ذمہ داری نہیں ہے احتمال در احتمال دے کر اپنے اوپر ذمہ داریاں دونوں میں بیوقوفی ہے یہاں سے انسان عاقل سمجھ دار کے ذہن میں اصل حدیث جو بھی کہیں حجت ہونا مشکوک قرار پاتے ہیں اس تشکیک، آیات نفی شریک تائید کرتا ہے۔۲محمد مبلغ ومنذر ہیں جیسا کہ آیات میں آیا ہے دیگر آیات میں حضرت محمدؐ کی ذمہ داری بیان ہوئی ہے آپ کو تاسیس شریعت کا حق نہیں دیا ہے چنانچہ آیات نفی وکالت دلالت کرتی ہیں۔

احادیث اصول کافی علامہ مغنیہ رسالہ الاسلام صادر از قاہرہ شمارہ ص ۵۳ پر لکھتے ہیں جس وقت میں مقالہ لکھ رہا تھا حدیث۔خبر۔روایت۔اثر کتاب علم حدیث تالیف زین العابدین لاھی ص ۱۹ پر لکھتے ہیں ضروری ہے کہ قبل از ورود در بحث معانی ان چار کلمات کو بیان کریں اوران کے درمیان فرق کو بیان کریں صاحب کتاب کشاف اصطلاحات سے نقل کرتے ہیں حدیث در لغت ضد قدیم کو کہتے ہیں

حدیث تازہو۔

اخلد:

مادہ خلد سے باب افعل اعتماد علی الشی والمیل الیہ اخلد ای الارض اذ اشفق اہل تفسیر نے اخلد کے لئے دو معنی بیان کئے ہیں۔

۱۔عصبی میل: سورہ اعراف آیت ۱۷۶ ﴿وَ لَوْ شِئْنا لَرَفَعْناهُ بِها وَ لكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَواهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذينَ كَذَّبُوا بِآياتِنا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴾

۲۔تخلید دوام وبقاء: سورہ شعراء آیت ۱۲۹ ﴿وَ تَتَّخِذُونَ مَصانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴾

ختم النبوت :

یکے از مصطلحات عقائد ختم نبوت ہے۔نبوت کیوں ختم کیا کیا نا کام ہو گیا تھا ضرورت نہیں رہی نعوذ باللہ جن کو ذمہداری دی تھی وہ اس عہد کو نہیں سنبھال سکے قاصر وعاجز آئے تھے کیسے،اس کا فلسفہ کیا ہے یہ اللہ سبحانہ کی طرف سے ایک عذاب قہر تھا یا رحمت تھا یا غضب اگر رحمت تھا تو اس کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے تھا لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے کیا نتائج مثبت ومنفی برآمد ہوں گے؟ سلسلہ نبوت کیوں ختم ہوا؟ اسے جاری رہنے میں کیا حرج تھی؟ یہاں بہت سے مسائل مفروضات بنتے ہیں نبوت اتصال رب ہے رب باقی ہے تو اتصال رب بھی باقی ہوگا غرض از بعثت انبیاء کیا تھے بعثت انبیاء ہدایت خلق ہے ہدایت محدود ہوتی ہے ہدایت کرنے کے بعد سلسلہ باقی نہیں رہتا ہے اگر کوئی آپ سے کسی راستے کے انجان کی رہنمائی چاہے تو رہنمائی کرنے کے بعد اس کو اپنے حال پر چھوڑتا ہے مسافر کو راستہ دکھانے کے بعد چھوڑ دیتا ہے اللہ کی طرف سے مبعوث انبیاء بھی ہدایت رہنمائی کیلئے آئے تھے انسانوں کو انکی گردنوں گھسیٹ کر اپنی بندگی میں رکھنے کیلئے اور شیطان سے بچانے کیلئے مبعوث نہیں ہوئے تھے اصل نبوت نبی کریمؐ ختم ہونے پر ایمان لانا ایمانیات میں شمار ہوتا ہے، ایمان بہ نبوت محمدؐ بسیط نہیں بلکہ مرکب ہے، ایک طرف سے آپ نبی ہیں تو دوسری طرف خاتم النبیین

ہیں اوراس کے دلائل کیا ہیں۔اس بارے میں باحثین علماء اعتقاد کا کہنا ہے آپؐ کی شریعت خاتم الشرائع اور آپ پر نازل کتاب خاتم کتب ہے یعنی آپ کے بعد سلسلہ بعثت انبیاء اور حجت اللہ بھی ختم ہے سورہ نساء آیت ۱۶۵﴿رُسُلاً مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾عقائد کے تین مدارج ہیں ایک عقائد کو پڑھنا دوسرا سمجھنا ہے اور تیسرا ایک دوسرے سے جوڑ کر اس سے نتیجہ اخذ کرنا ہے۔چوتھا آپ کی ختم نبوت کے معارضین خارجی اوران کے نائبین شیطانی منافقین داخلی کے جوابات دلائل و براہین قاطعہ سے دینا ایک گروہ نے کہا نبوت ختم نہیں ہوئی دوسرے نے کہا نبوت ختم ہوئی ہے لیکن رسالت ختم نہیں ہوئی ہے،ایک گروہ ختم نبوت توڑنے کیلئے حیات عیسیٰ پر اصرار کر کے منافقانہ وذومعنی کلمات استعمال کرتا آیا ہے۔بقاء حیات عیسیٰ ختم نبوت توڑ عقیدہ ہے۔اور پانچواں آپ کی رحلت کے بعد امت اس خلا کو پر کیسے کریں گے۔آپؐ کے دنیا سے رخصت ہوئے چودہ سوتیس سال گزر چکے ہیں اور ایک عرصے سے ختم نبوت مختلف ومتعدد ھجویات کا نشانہ بنی ہے۔

بعض نے کہا امامت مداوم نبوت کی تحریک ختم نبوت کا توڑ ہے،ظہور مہدی،ختم نبوت توڑ ہے تجدد ین کی بشارت نبوت توڑ ہے منصب ومقام اولیاء کی کہانیاں نبوت توڑ ہیں عقیدہ حیات خضر ختم نبوت توڑ ہیں۔

ختم نبوۃ کثیر آیات میں آیا ہے اب آپ خاتم النبیین ہیں آپ کی رسالت خاتم کتب آپ کی کتاب خاتم کتب ہے نبوت نبی کریم محمدؐ نبوت خاتم ہے یعنی آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن چند گروہوں نے اس عقیدے کو مسترد کیا ہے اس سلسلے میں کتاب المدرسۃ الاسلامیہ تالیف محمد بن حامد ناصر اپنی کتاب المدرسۃ العصرانیہ ص ۱۸۳ پر لکھتے ہیں۔ڈاکٹر جودت سعید خالصی جلبی نے علامہ محمد اقبال کی کتاب تجدید فکر دینی پر لکھا ہے ''فکرۃ ختم النبوۃ او کائنا'' محمد اقبال نے لکھا ہے ''نبوت اسلام تبلیغ کما لھا الاخیر فی ادراک الحاصیۃ الی ختم النبوۃ نفسما وھو امر ینطو علی ادراکیھا العمیق بشرعیۃ وعلم گذشتہ وغیرہ صورۃ مختلفہ انتھا

نبوت'' قرآن نے کلمہ وحی کو ایک صفت عامۃ وجود کے طور پر استعمال کیا، اگر حقیقت وحی ایک دوسرے سے مختلف نظر آتی ہے تو وہ مدارج و مراحل تدرج وتطور وجودی کی وجہ سے ہیں، اس سلسلے میں جودت سعید لکھتے ہیں' ابا بکر و عمر نے وفات پیغمبرؐ کے بعد ام ایمن کی زیارت کی تو ان دونوں نے پوچھا آپ کیوں روئی ہیں تو کہنے لگی وحی سماء منقطع ہوگئی۔ جودت لکھتے ہیں ٹھیک ہے وحی سماء منقطع ہوگئی لیکن جہاں ایک دروازہ بند ہوا وہاں ایک دروازہ کھل گیا ہے اور اس آیت سے استدلال کیا وحی کا سلسلہ بند ہوگا۔۔۔۔۔۔۔علامہ اقبال نے تفسیر ختم نبوت کے بارے میں اس کا معنی اختتام امتیازات و توریت ملوک مراد لیا ہے، قرآن نے انسان کو دعوت فکر بآفاق والنفس کی ہے۔

بشر اطاعت و بندگی حق سبحانہ تعالیٰ کیلئے نیاز ہدایت اوامر و نہی اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے انسان کو اس کی اطاعت و بندگی کس طرح کرنی ہے ہدایت ملنی چاہیے اوامر و نہی ہونا چاہیے اگر ایسا ہے کہ اوامر و نہی مکمل ہونے کے بعد ضرورت نبوت ختم ہوگی اوامر و نواہی حق وسبحانہ غیر محدود نہیں ہے نہ ان پر عمل تطبیق کیلئے نبیؐ کا حضور ہونا ضروری اور ناگزیر ہے کیونکہ اوامر و نواہی حق سبحانہ اس طرح سے نہیں ہیں کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان کی افادیت ختم ہو جائے کارآمد نہ رہیں حالت دیگر گوں حوادث کی زد میں آ جائیں اللہ محیط زمان و مکان رکھتا ہے حالات دیگر گوں حوادث سے واقف و آگاہ ہے ﴿ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ﴾ سورہ سبا آیت: ۳ نظام ربوبیت نظام پارلیمان جیسا نہیں ہے حفظ و تطبیق شریعت نبیؐ نے نہیں کرنی ہے بلکہ امت نے ہی کرنی ہے۔

۲۔ اگر ضرورت الگو اسوہ اور نمونہ الٰہی ہے بشر کے سامنے ہمیشہ ایک الٰہی نمونہ ہونا چاہیے تو یہ سلسلہ ختم ہونا نقص غرض ہے یہ تاریخ انبیاء اقوال آئمہ آیات محکمات سے متصادم ہے کیونکہ تاریخ بشریت میں ہمیشہ نبی نہیں رہے آدم تا نوح ادریس والیاس کے علاوہ کسی اور نبی کا ذکر نہیں ملتا ہے نوح تا ابراہیم درمیان میں کسی اور نبی کا ذکر نہیں ملتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ تا خاتم النبین کوئی نہیں آیا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ انبیاء گذشتہ کس نوعیت سے یہاں کس قسم سے تعلق رکھتے تھے یا دوسری قسم سے تعلق رکھتے تھے بعثت انبیاء بطور نمونہ کامل مثال عبودیت و بندگی ربانی برائے ہر زمان و مکان امکان پذیر نہیں ہیں

چہ جائیکہ زمین کی سرحدیں بڑھنے کے ساتھ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ایک زمانہ خاص کیلئے کتنے نبی ہونے ضروری ہیں تعین وتحدید مشکل ہے۔

۳۔ اگر تسلسل کو شخص واحد کے ذریعے دوام بخشیں گے یا بدلتے افراد کی صورت میں رکھیں گے تو درست نتائج معصول مقاصد کا حصول امکان پذیر نہیں ہے۔

لہٰذا ضرورت بعثت انبیاء نمونہ الٰہی نہیں تھی بلکہ ایصال واوامر ونہی حق سبحانہ تعالیٰ تھا جسے پہنچانے کے بعد اس کا تحفظ وتبلیغ خود انسانوں نے ہی کرنا ہے، ان کے ذمہ قرار پائے گا۔ یہاں ختم سلسلہ نبوت اپنی جگہ تنہا بے اشکال نہیں بلکہ ضروری ہے تا کہ مدعیان نبوت کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

آیات خاتمیت:

﴿وَ ما كُنَّا مُعَذِّبينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولاً﴾ (اسراء۔۱۵)

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنا فی كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولاً﴾ (نحل. ۳٦)

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنا بَعْضَهُمْ﴾ (بقره. ۲۵۳)

تعداد انبیاء کتاب وعاظ سلاطین ص ۲۶۲ از ابو ذر ا ایک لاکھ ۲۴ ہزار۔

اس کتاب میں ۱۲۴۰۰۰ میں سے ۳۱۳ نبی مرسل ۵ اولی العزم صاحب شریعت۔ نبی کریمؐ کی نبوت جہانی وعالمی ہے

﴿قُلْ يا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّی رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَميعاً﴾ (اعراف۔۱۵۸)

﴿وَ ما أَرْسَلْناكَ إِلاَّ كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشيراً وَ نَذيراً﴾ (سباء۔۲۸)

﴿يا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْناكَ شاهِداً وَ مُبَشِّراً وَ نَذيرا﴾ (احزاب۔۴۳)

﴿ما كانَ مُحَمَّدٌ أَبا أَحَدٍ﴾ (احزاب۔۴۰)

آپؐ خاتم ادیان، خاتم شریعت، خاتم کتب اور خاتم رسالت ہیں اس کے بارے میں آیات محکمات ساطعات قاطعات ساطع ہیں لیکن اس بارے میں بعض غیر مسلمین یا اہل غرب یا سیکولران مسلمین و منافقین اور خاص کر جراثیم متشرع باطنیہ نے طرح طرح کے شکوک وشبہات چلائے ہیں من جملہ

شکوک وشبہات میں سے ایک ختم شریعت خلود شریعت زمانے کے بڑھتے ہوئے تغیرات وتجددات
نئے حالات نئے تقاضات کے مخالف ہے کس طرح چودہ سو سال پہلے نازل شریعت اثر جدید کے نو
پیش آمد مسائل کا حل پیش کرے گی۔شریعت اسلامی ان مسائل کا حل کرنا دو اہم امور پر متوقف ہے
اس سلسلہ میں علامہ بحاثہ آغائے سبحانی نے اپنی کتاب الہیات کے ج۲ص ۴۸۸ پر لکھا ہے عقل نے
مبہم اور حساس جگہوں پر حاکمیت دی ہے،قرآن اور سنت نے عقل کی حجت اور حاکمیت کو تسلیم کیا ہے
جس کی تفصیل کتب اصول فقہ میں بیان ہوئی ہے کہ کہاں کہاں عقل کو یہ موقع میسر ہوا ہے عقل نے
بہت سی جگہ احکام کشف کیے ہیں،حکم صادر کیے ہیں گو وہ کاشف ہے حکم شریعت ہے عقل کو استقلال
حاصل ہے جیسے قبح ہے عقاب بلا بیان ہے کہ کسی کو سزا نہیں دے سکتے مجرم نہیں ٹھہرا سکتے ہیں کیونکہ
اسے پہلے بیان ہونا چاہیے،جب بیان نہیں تو اس پر سزا نہیں ہے لہٰذا شبہات تحریمی میں یہ نہیں چلتا
ہے اس سلسلہ میں آغائے سبحانی نے امام صادق اور امام موسیٰ ابن جعفر سے ایک روایت نقل کی ہے
اللہ کیلئے لوگوں پر دو حجتیں ہیں ایک حجت ظاہری اور دوسری حجت باطنی ہے،ظاہری حجت میں رسول و
انبیاء ہیں آئمہ ہیں اور باطنی حجت عقل ہے۔آغائے سبحانی سے سوال ہے کہ آپ نے جو عقل کو
حاکمیت دی ہے آیا آپ نے اسے خود عقل سے ثابت کیا ہے یا قرآن سے؟ آپ نے قرآن کا حوالہ
نہیں دیا ہے یہاں آپ نے اس کیلئے اصول فقہ کا حوالہ دیا ہے جبکہ اصول فقہ بہت بعد چوتھی پانچویں
صدی میں وجود میں آئے۔اگرچہ کہتے ہیں اصول فقہ کے مبتکر امام شافعی ہیں لیکن شیعوں کے نزدیک
علم فقہ کے مبتکر بارہویں صدی میں وحید بہبانی ہیں گویا دو سو سال تک لوگ بغیر حجت تھے انہیں پتہ
نہیں تھا کہ عقل حجت ہے یا نہیں اور اسے اصول فق والوں نے کشف کیا ہے کہ عقل حجت ہے لیکن
کلیات کے بارے میں اثبات وجود باری تعالیٰ کے بارے میں احکام بنانے کی اس میں صلاحیت نہیں
ہے اگر ایسا کہیں تو توحید ور شریعت میں نقص ہوگا شریعت میں صرف اللہ کی توحید نہیں ہوگی بلکہ اللہ کی
توحید اور عقل ہوگا،جبکہ عقل کو وضع شریعت میں دخل نہیں ہے ہاں عقل کو یہ حق ہے کہ نصوص قرآن میں
غور کرے ان میں دیکھے کہ فلاں چیز ان میں ملتی ہے یا نہیں،اس لفظ سے حکم نکلتا ہے یا نہیں،فہم و

ادراک آیات میں عقل استعمال ہوسکتی ہے لیکن عقل خود احکام وضع کرے یہ حق عقل کو آپ نے کہاں سے دیا ہے

﴿ما كانَ مُحَمَّدٌ أَبا أَحَدٍ مِنْ رِجالِكُمْ وَ لكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ احزاب ۴۰

خاتمیت نبی کریم محمدؐ کے بعد سلسلہ بعثت انبیاء ورسل دوسر یا رتباط باسماء ارتباط با اللہ دخالت اللہ سب کا خاتمہ ہے یہ دلیل یہ منطق اپنی جگہ دو مفہوم رکھتی ہے ایک تصور یہ جنم لیتا ہے کہ دین اسلام ایک مکمل نظام ہے اب اس کے بعد بعثت انبیاء کی ضرورت نہیں ہے، یہ اسلام کی تا قیام قیامت بشریت کی قیادت ورہبری کرنے کی صلاحیت کی دلیل ہے، اس کا دوسرا مفہوم جس سے اہل نفاق واہل شقاق استفادہ کرتے ہوئے اس میں اشکال ونقص وعیب نکالتے ہیں وہ یہ ہے کہ گذشت زمان کے تحت دنیا دیگر گوں ہونے کے بعد انسانوں کی ضروریات بدلنے کے بعد اب اسلام ان مسائل کے سامنے کیا کرسکتا ہے وہ صدیوں گزرنے کے بعد اس جدید دور کے مسائل کو حل نہیں کرسکتا ہے اسے ہم ختم نبوت کا منفی پہلو کہتے ہیں۔

عندہ تحقیق معلوم ہوا ایک گروہ نبی کریم محمدؐ کو تجسم الوہیت گردانتا ہے یعنی ان کے لئے موت ناپذیر ہے جبکہ منکرین ختم نبوت اوران کے درمیان رشتہ استادی شاگردی کا ہے۔ان کے علاوہ ایک اور گروہ بھی تسلسل نبوت کو امامت میں گردانتا ہے اس ملک میں دشمنان داخل محمد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں بلاشبہ نبوت کا سلسلہ نبی کریمؐ پر ختم ہوا ہے اس کی کیا دلیل ہے پہلے آپ کو اس سلسلے میں آیات پیش کرنا چاہئیں ؟ آپ مسلمان ہیں اور جانتے ہیں ایک عرصہ سے ختم نبوت کے خلاف وقتاً فوقتاً حملہ کررہے ہیں صلیبیوں نے مسلمان ملکوں پر حملہ جاری رکھا، یہاں تک کہ آج ہم ان کے مستعمرات بن گئے لیکن آپ کو ابھی تک یہی پتہ نہیں کہ نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کی کیا دلیل ہے اور اس کے لئے ہمارے پاس کونسی آیت ہے اور یہ آیت اپنی جگہ معنی میں استحکام رکھتی ہے یا ذو معنی ہے۔

۲ آج اگر اس ملک کے اخباروں میں آجائے کہ ختم نبوت کا مسئلہ پھر چھڑ گیا ہے تو

مسلمانوں کے بال تک نہیں ہلتے ہیں گویا ختم نبوت پر ایمان باقی ہے لیکن عمل منسوخ ہے۔ آیا آج ہم مسلمان عملاً اس عقیدے پر قائم ہیں یا اس کو رسمی طور پر کہا جاتا ہے لیکن عملاً ختم ہے۔ جس طرح بعض قرآن کے بارے میں کہتے ہیں یہ تلاوت کی حد تک باقی ہے اور اس کا حکم منسوخ ہے۔

ختم نبوت یعنی سلسلہ بعثت انبیاء کیوں ختم ہوا اور آپ کے پاس ختم نبوت کے کیا دلائل ہیں۔

ا۔ تکمیل و تمیم دین ہے یعنی انبیاء جو دین لائے تھے وہ مکمل ہو گیا ہے، اب انبیاء اور کیا لائیں گے۔ ﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيناً ﴾ (مائدہ۔۳)

۲۔ قرآن حکیم وہ کتاب ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو اپنے آخری مرحلے کو پہنچ چکی ہے، اب یہ کتاب منسوخ نہیں ہوگی ﴿ لا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ ﴾ نہ ضائع ہوگی اور اللہ نے خود حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔

۳۔ نبوت ورسالت محمدؐ عالمی و زمانی ہے یعنی تا قیامت ہے اسی طرح عالمی مکانی یعنی روئے زمین پر کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔

تیسرا مسئلہ نبی کریم محمدؐ ختمی مرتبت کی وفات کے بعد قیادت و رہبری من اللہ کا دور ختم ہو چکا ہے لیکن ان کی جگہ کون لے گا، اس باگ ڈور کو کون سنبھالے گا، امت کو کون جمع کرے گا، شریعت کو کون نافذ کرے گا۔ یہاں نفاذ شریعت چاہیے نبیؐ کی غیر موجودگی میں یہ کام اب امت کو کرنا ہے،

بدر و احد اور احزاب میں جنگ کس نے لڑی ہے امت نے جو قربانی دی اس کی تعریف میں آیات آئی ہیں، اللہ کی طرف سے صرف ہدایت ہوتی ہے اب نفاذ کرنا ہے چنانچہ واضح ہوا کہ نبوت ختم ہونے کا مطلب اللہ نے یہ ذمہ داری اب امت کے سپرد کر دی ہے، امت کی اللہ کی طرف سے رہنمائی کا نہ ہونا دلیل ہے کہ اللہ نے دین کامل کر دیا اور اب اس کے عملی نفاذ کی ذمہ داری امت کے سپرد چھوڑی ہے۔ ختم نبوت بذات خود دلیل ہے کہ بعد رسولؐ قیادت کو منصوص من اللہ کہنا غلط ہے لہٰذا جن افراد نے منصوصیت کی تحریک چلائی اور منصوصیت کو ثابت کرنے کیلئے انہوں نے امامت کا باب کھولا،

یہاں آپ غور کریں کہ ان کی اس تحریک کے اہداف کیا ہیں جبکہ امامت امتداد نبوت یعنی انکار خاتمیت ہے۔ ماننا پڑے گا رسول اللہ کی جگہ اب خالی ہی رہے گی لیکن حکومت کا نظم ونسق اب امت کو سنبھالنا ہوگا۔ یہ جو رونا پیٹنا چیخ وپکار کرتے ہیں کہ یہ کیسے ہوگا کیا اللہ اور اس کا رسولؐ دونوں نے امت کو مثل ماہی بیابان چھوڑا ہے، یہ بات غلط ہے ۲۳ سالہ دور تجربہ قیادت میں گزارنے والی امت پر چھوڑا ہے یہ جو حوزہ والے کہتے ہیں کیا ہمج الرعی چھوڑا ہے یہ بات غلط ہے، ہمج الرعی نہیں چھوڑا بلکہ مومنین پر چھوڑا ہے اگر ایک باپ کثیر اولاد رکھتا ہے اور سب اولاد ایک جیسی ہے جس میں کوئی چھوٹا نہیں ہے اگر باپ مرجائے اور کسی کو گھر کے کاموں کے لیے معین نہیں کریں گے تو معیوب نہیں ہے کہ بیٹوں میں خواہ مخواہ کسی کو ذمہ داری دے کر ان میں جھگڑا کرائے تو اس مسئلہ میں امت مومنین پر چھوڑا ہے امت مسلمہ پر چھوڑا ہے لہٰذا یہاں پیغمبرؐ کی دخالت کسی بھی عقلی وشرعی اصول کے ساتھ نہیں بنتی ہے۔

یہ منصب عقلی طور پر کس کو ملے گا کسی کو نہیں، کسی کو یہاں رکھنا ہے تو ترجیحات از خود بنائیں گے آیا ترجیحات نظام فارسی کے تحت بنائیں گے، ترجیحات نظام رومی کے تحت بنائیں گے ترجیحات نظام ہندی کے تحت بنائیں گے۔ ابھی تک جو ترجیحات بنائی گئی ہیں وہ رومی وفارسی اور یورپی ومغربی بنیاد پر ہیں آپ اس کی تصدیق کر سکتے ہیں جیسے ایران اور سعودی عرب کے انتخاب رہبر ورہبران وامراء و وزراء کو دیکھ سکتے ہیں۔ ان کی ملک اور بیرون ملک عیاشیوں کو دیکھنا ہوگا۔ پاکستان کا نام اس لئے نہیں لیا کیونکہ یہاں ان کا دعویٰ ہے اسلام نہیں ہے کیونکہ ان کا دعویٰ دوقومی نظریہ اب ختم ہو چکا ہے اب انکے نزدیک ہندو مسلم کو گھل مل کے رہنا چاہیے ہندو مسلم کا فرق ہی ختم ہونا چاہیے۔ الغرض مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو ترجیحات قرآن کے اندر سے بنانا ہوں گی اور اس حوالے سے ترجیحات کیا ہیں۔

۱۔ حاکم کو بڑا شجاع ہونا چاہیے لیکن کونسی شجاعت آیا پہلوانوں سے لڑنے والی شجاعت؟

۲۔ سب سے زیادہ علم کا حامل ہونا چاہیے اعلیٰ درس گاہوں میں تدریس کرتا ہو، کہتے ہیں علم

زیادہ ہونا اچھا ہے اچھی صفت ہے لیکن کتنے اور کن علوم میں ماہر ہونا ضروری ہے۔انہوں نے علم زیادہ ہونے کی شرط کہاں سے لی ہے قیادت جائے استعمال علم نہیں، قیادت درسگاہ نہیں بلکہ قیادت لوگوں کو سنبھالنے کی ایک مہارت ہے قیادت کو لوگوں کو جمع کرنے کا ہنر چاہیے یہاں باریک بینی چاہیے لہٰذا یہاں اس حوالے سے نہ اس میں علم شرط ہے اور نہ اس میں بڑی شجاعت شرط ہے شجاعت میدانی کہیں امت کیلئے اور کہیں خود کیلئے آفت بن سکتی ہے اس میں جو چیز شرط ہے وہ یہ کہ نظام کو نشیب و فراز میں محفوظ رکھنا اور آگے بڑھانا آتا ہو۔دنیا میں ثابت ہے کہ بہت سے ان پڑھوں نے اچھے طریقے سے دنیا میں حکومت چلائی ہے لہٰذا کہتے ہیں کہ علی سب سے افضل ہیں علی علم میں، پیغمبرؐ کی خدمت میں، میدان میں، جنگوں میں، ہر جگہ ہر لحاظ سے علی جیسی کوئی ہستی نہیں تھی لیکن یہ کہنا کہ یہ صفت علی کو مرجعیت و قیادت کیلئے سب سے اولیٰ بناتی ہے اس کی کوئی منطق نہیں ہے، نہ ابوبکر اولیٰ ہیں نہ عمر اولیٰ ہیں نہ اور کوئی اولیٰ ہے اولیٰ صرف اسلام ہے، جو اسلام کی سربلندی اور فائدے میں ہو، لہٰذا جو اسلام کو اٹھائے گا اسلام کو بچائے گا وہ قابل تعریف ہوگا۔

جب خلافت کا مسئلہ ختم ہو چکا دور خلافت نبیؐ اپنے میرے سے نکل چکی ہے، بنی امیہ کے بعد بنی عباس اور ان کے بعد سالوں سال گزر گئے صدیاں گزر گئی ہیں اب اس امامت کا چرچا کرنا، منصوصیت کا چرچا کرنا افضلیت کی بات کرنا دو حال سے خالی نہیں ہے۔

آپ کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ یہ منافقت ہے جو اسلام کی خاطر نہیں بلکہ اسلام مخالفین کی خاطر ہے۔یہ جو منصوصیت کا دعویٰ کرتے ہیں اگر اس کے ذکر کرنے میں کوئی فائدہ ہے تو اسے ایران میں عملی طور پر کرنا چاہیے تھا ایران کیوں منصوصیت پر نہیں چلتا اور منصوصیت سے ہٹ کر جمہوریت کے ترانے گاتے ہیں کتنے سال ہو گئے ۔ایران میں جمہوریت پر چل رہی ہے۔اسی طرح اگر منصوصیت غلط ہے تو سعودیہ کیوں منصوصیت پر اپنا نظام چلا رہا ہے۔قارئین یہاں باور کریں اور سمجھ لیں یہاں شیعہ اور سنی کا مسئلہ نہیں بلکہ یہاں پس پشت ایک فرقہ ہے جو ان کی قیادت کرتا ہے، جس نے امت مسلمہ کو کنارے پر لگانے کیلئے کہانیاں

گھڑی ہیں۔

آخری نکتہ یہ ہے کہ یہ امامت کا مسئلہ نہیں کیونکہ آپ امامت کیلئے نہیں لڑ رہے ہیں آپ علی کی امامت کیلئے اہل بیت کی امامت کیلئے نہیں لڑ رہے بلکہ آپ الوہیت اللہ کو ختم کر کے اللہ کو نیچے اتارنے اور ہر شخص کیلئے الوہیت کا دعویٰ کرنے کا راستہ فراہم کرنا چاہتے ہیں اس کیلئے یہ تحریک چلی کہ آپ اللہ کی صفات کو بندوں سے ملا رہے ہیں، اللہ کے استحقاق کو بھی بندوں کو دے رہے ہیں یہ جو کہتے ہیں ابن عباس نے ام المومنین عائشہ سے خطاب کیا یہ غلط ہے جو یہاں مناسب اور جڑتا ہے کہ عائشہ نے کہا میری جگہ پر میرے گھر پر امام حسن کو دفنانے نہیں دیں گے تو انہوں نے کہا کہ آپ کیلئے نواں حصہ ملتا ہے یہاں سے۔ آٹھ حصے بیویوں کے تقسیم کے بعد نواں حصہ آپ کو ملتا ہے آٹھ میں سے نواں حصہ آپ کو ملے گا آپ کا یہ آٹھ میں سے نواں حصہ کہنا کل پر تصرف ہے تو یہاں ہم بھی کہہ سکتے ہیں آپ نے امامت کے نام پر کل اسلام پر کل الوہیت پر تصرف کیا ہے۔

خلافت :

یکے از مصطلحات عقیدہ کلمہ خلافت ہے کلمہ خلافت مادہ خلف سے کلمات ظرفیہ میں مقابل امام ہے دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں دونوں کلمات ظرفیہ مبہم غیر محدود کیلئے استعمال ہوتے ہیں دونوں میں کسی قسم کی قدسیت نہیں پائی جاتی ہے نہ دونوں میں کوئی قباحت پائی جاتی ہے دونوں کلمہ مدح اور ذم دونوں میں آیا ہے ﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ. اعراف. ۱۶۹﴾ محسوس ایسا ہوتا ہے بلکہ یقین کامل ہوتا ہے مصطلحات عقائد اور خود عقائد اسلام دشمنی میں بنایا ہے یہ دونوں بنانے والے غیر عربی، زبان عربی کی خصوصیات و امتیاز سے انجان کے علاوہ پہلی صدی کی تاریخ سے بھی انجان یا متجاہل بن کے عمداً بنایا ہے کیونکہ کلمہ خلیفہ ابوبکر کے علاوہ کسی اور کیلئے استعمال ہی نہیں ہوا ہے کیونکہ استعمال ہی غلط بنے۔ نظام خلافت کے نعرے لگانے والے عمر بھر نظام الحادی کی جزء اور پشت پناہ رہے، اس نظام کی تعریف کر رہے نہ خلفاء کی تعریف بلکہ اسلام کو مخدوش معشوش بنانے کیلئے یہ نعرہ بلند کر رہے، ایک طرف سے ایک گروہ ان کو سب وشتم کا نشانہ بنائے ہیں دوسری طرف سے چاروں ایک نظام نہیں

رکھتے تھے ایک دوسرے سے مختلف تھے، محسوس ہوتا ہے بنانے والے شیعہ تھے نہ سنی بلکہ اسلام مخالف تھے۔عقائد میں شمار کرنے کی وجہ یہ ہے شیعہ جانشینی نبی سے بچانے کیلئے یہ جانشین نبی نہیں ہے بلکہ خود نبی جسے اللہ نے ان پر نص کیا ہے اس کیلئے کلمہ امام سے استدلال کیا گیا ہے ان کے مقابل دوسرے گروہ نے ابوبکر کو ضرورت کے تحت امت نے خود انتخاب کیا ہے ان دونوں کے نام جھگڑا کرایا ہے اس وجہ سے یہ عقائد میں شامل ہو گئے ہیں کلمہ خلیفہ نبی کریم کے بعد ابوبکر کے لیے استعمال ہوا ہے، مادہ خلف اور صیغہ خلیفہ دونوں میں کہیں بھی مماثلت کی شرط نہیں ہے۔ایک اعلی مرتبہ پر فائز انسان سے فاسد خلیفہ چھوڑیں جیسے نوح کا خلیفہ ایک مشرک تھا اور جیسے موسی و محمد خلیفہ بنے مراتب و درجات کا فرق ہے کیونکہ آپ ایک لحاظ سے جانشین محمد بنے یعنی شریعت محمدؐ کے نفاذ کنندہ بنے لیکن آپ کے بعد حضرت عمر آپ کے جانشین منتخب ہوئے تو آپ کیلئے یہ کلمہ بے معنی ہو گیا کیونکہ آپ خلیفہ رسول اللہ نہیں تھے کیونکہ آپ تو ابوبکر کے خلیفہ بنے تھے آپ پریشان تھے کہ آپ کو کس کلمہ سے یاد کریں، ایک دفعہ مغیرہ بن شعبہ نے عمر کے پاس آ کر کہا ''اسلام علیک یا امیر المومنین'' تو عمر نے کہا تم نے یہ کس بنیاد پر کہا تو اس نے کہا کیا آپ ہمارے امیر ہیں یا نہیں تو آپ نے کہا ہوں، پھر اس نے سوال کیا۔کیا ہم مومنین نہیں تو کہا ہاں تو پھر آپ کو امیر المومنین کہنے میں کیا حرج ہے۔اس طرح کلمہ امیر المومنین انتخاب کیا گیا۔خلیفہ کا استعمال ختم ہو گیا پھر تا اختتام بنی عباس کے نہ خلیفہ کہتے تھے نہ امام بلکہ امر المومنین کہتے تھے کلمہ خلیفہ یا خلافت یا امام یا امامت نبی کریمؐ کے بعد کسی بھی ہستی کیلئے استعمال نہیں ہوا اور نہ اس لفظ میں حسن ہے اور نہ استعمال ہوا ہے۔اس کے باوجود اس پر اس قدر اصرار سے اندازہ ہوتا ہے یہ باطنیہ کا معزوم سوء ہے اور بدقسمتی سے امت مسلمہ پر ایک گروہ کی مخفی حکمرانی رہی ہے جن کا دائمی منشور یہ تھا کہ امت مسلمہ کو ہمیشہ لا یعنی غیر مفہوم الفاظ و کلمات و حرکات میں مصروف رکھیں۔انہوں نے اس غیر مقدس لفظ کو مقدس لفظ بنا کر اس کا چرچا کیا، ابھی تک بہت بڑے پائے کے علماء و دانشمندان یہ کہتے ہیں کہ نظام خلافت چلائیں گے۔کسی نے بھی یہ نہیں کہا یہ کلمہ اور یہ مطالبہ درست نہیں ہے۔یہ کوئی نظام نہیں ہے ایک حوالے سے یہ تنسیخ نظام اسلام بتاتے ہیں۔جیسے یہ ایک

غیر واضح معنی غیر میں مصداق صالح و فاسد سب کے لئے مستعمل کلمہ ہے جس کی امت مسلمہ پوجا کرتی ہے۔ خلیفہ ابوبکر کے علاوہ کسی بھی فرد کے لئے یہ کلمہ استعمال نہیں ہوا چاہے وہ صالحین میں سے ہو یا فاسقین میں سے اسی طرح کلمہ امام بھی ہے حتیٰ حضرت علی کے لئے بھی ان کے اپنے دور حکومت میں بھی کلمہ امام استعمال نہیں کرتے تھے اس کلمہ کو اٹھانے کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ پر حد سے زیادہ افتراء باندھا گیا ہے اس کلمہ کے حوالے سے بات کرنے والوں کے تضادات و تناقصات ان کے بولنے اور پڑھنے سے واضح نظر آتے ہیں انہیں اس کلمہ کے لیے بہت سینہ مارنا پڑتا ہے تقیہ کی وجہ سے یا دورخی دکھانے کے لئے انکار کرنا پڑتا ہے کبھی اس کو اصول مذہب بنانا پڑتا ہے کبھی خود کو ان کے علوم کا وارث قرار دینا پڑتا ہے کبھی ان کے فضائل میں انہیں کل قرآن قرار دینا پڑتا ہے اور کبھی شعراء سے موسوعات پیش کرتے ہیں۔ امت اسلامیہ پہلے دن سے مسئلہ امامت وخلافت کے بارے میں اختلاف میں پڑی تھی دین اسلام کے مخالفین نے یہ سحر اور جادو اپنی مخفی تنظیم کی تاریخ تاسیس، مکان تاسیس اور شرکاء تاسیس کو مخفی رکھنے کی خاطر کیا ہے کیونکہ تاریخ عثمان تک اس منطق کے کوئی آثار و نشانی نہیں ملتے ہیں کہتے ہیں کہ علی بحساب خاندان محمدؐ میں واحد شخصیت ہونے کے ناطے خود کو امت مسلمہ کی تاریخ وتقدیر میں شریک سمجھتے تھے اسی لئے عباس نے علی سے کہا کہ کیا رسولؐ سے پوچھوں کہ رسولؐ اللہ کی جانشینی میں ہمارا کردار کیا ہوگا تو علی نے انہیں منع کیا۔

۲۔ علی کے حامیوں میں سلمان، ابوذر، عمار، فضل اور عقیل میں سے کسی نے بھی تند و تیز الفاظ میں کوئی تاریخی احتجاج ریکارڈ نہیں کروایا یہاں تک کہ وہ دنیا سے گزر گئے۔

۳۔ نبوت کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد جانشینی کا کسی خاندان کیلئے مخصوص ہونا کسی منطق سے نہیں بنتا۔ علی کے لائق و قابل ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ پورا خاندان یا اس خاندان سے کوئی نہ کوئی فرد مدت طویل تک اس منصب پر رہے گا۔

۴۔ اگر خاندان نبوت خود کو اس کا حق دار سمجھتے تو بطور مخفی شکل کوئی تنظیم بنا لیتے یا حضرت عثمان کے حصار کے دنوں میں بطور نمایاں کردار ادا کرتے

۵۔کلمہ خلیفہ ابوبکر کے بعد کسی کیلئے بھی استعمال نہیں ہوا اس کے باوجود اس کلمے کو اس قدر گھسیٹ گھسیٹ کر چلانا یہ کسی کے مفاد میں نہیں ہے۔

خضر مصادر خرافات دین :

خضر کون تھے، ان کا اصلی نام کیا تھا، باپ کا نام کیا تھا، وہ کب پیدا ہوئے کب وفات پائے یا کیا ابھی تک زندہ ہیں تو کہاں زندہ ہیں انک کی زوجہ کہاں ہے ان کا خاندان کہاں ہے ان کی اولاد کتنی ہے اب تک ان سے ان کی کتنی نسل پھیلی وغیرہ یہ سب سوال جواب طلب ہیں جواب ندارد بلکہ یہ سب خرافاتوں، خزعبلاتوں، اساطیر، افسانوں، کہانیوں، شرکیات کیلئے استعارہ تامہ ہے، اس حوالے سے امت اسلام میں اس کا نمونہ ابو ہریرہ دوسی ہیں، ان دونوں کے باپوں کے نام سے جنگلات قیل وقال پائے جاتے ہیں۔ ان کا اپنا اور والد کا نام کیا تھا؟ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا تمام نامعقول نامشروع اعمال واقوال وحرکات ان سے منسوب کر کے چلاتے ہیں۔ ان کو خضر کہنے کی توجیہ میں کہا گیا ہے کہ وہ جہاں بیٹھتے وہ جگہ سبز ہو جاتی تھی، کب اور کہاں پیدا ہوئے اختلاف شدید پایا جاتا ہے

مقائیس ج۱ص۳۶۶ خ ض ر اصل واحد مستقیم ، و محمول علیه . فالخضرة من الوان معروفة . و الخضراء : السماء، للونها، كما سميت الارض الغبراء

تفصیل کیلئے کتاب تہذیب التہذیب تالیف ابن حجر عسقلانی متوفی ۵۸۲ ج ۱۲ ملاحظہ فرمائیں ص ۲۸۸۔ اسی طرح ابوھریرہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ امام ابوزہرہ نے شیخ مغیرہ کے نام سے اور عبدالحسین شرف الدین نے ابوھبر کے نام سے ان کو مقدوح ومشکوک ومطعون قرار دیا ہے ۔جس مطعون شخص نے علی کو مطعون کر کے لوگوں کو ساتھ دینے سے روکا تھا۔ لیکن ایسی محیر العقول باتوں کے راوی کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف نہیں کیا ہے۔ اس سے احتمال ظن و گمان سے تجاوز کر کے یقین کو پہنچ جاتا ہے کہ مذہب شیعہ اور سنی علم دین میں اختلاف کی وجہ سے نہیں

بنے بلکہ دونوں فرزند باطنیہ ہیں۔ان کے بارے میں صرف فرقوں کا اتفاق پایا جاتا ہے ابھی تک کسی بھی فرقے نے ان کے وجود کے بارے میں اختلاف نہیں کیا ہے کہ ایسا کوئی آدمی نہیں ہے، جس طرح نکاح کی جگہ متعہ وسری ومسیار، قرآن کی جگہ حدیث، امام مہدی کی آمد،عیسیٰ کی حیات، نسخ قرآن تخصیص قرآن کے بارے میں حدیث محمدﷺ کی جگہ اصحاب وآل کی روایت پیش کرتے ہیں یہ دونوں فرقے قرآن ومحمدﷺ کو کنارے پر لگانے میں متحد ہیں۔جس طرح خضر انبیاء کے معلم و معاون اور رہنمائی کرنے والا ہے، موسیٰ اولولعزم رسول کو امتحان میں فیل کرنے والا خضر ابوحنیفہ کی قبر پر بیٹھ کر ابوحنیفہ سے تلمذ کرنے والا خضر ہے۔

خضر :

یہ شخصیت تصوری موھومی عنقائی عبقری مصدر وماخذ خرافات جعلیات ہے دنیا اس وقت ذراع سراغ رسانی ابلاغ کے لیے جتنے بھی وسائل قدیم وجدید ضد اسلام بوق فوخ پھونک کرتا ہے اتنی ہی فرقہ باطنیہ خضر کے نام سے جو محط تلویزاں کھولا تھا ابھی تک چل رہا ہے فلسفی عرفان مفسر قرآن علوم عربی کے مبتکران مفروران زھاو پارسا ادعیہ وزیارت نویسان سے نشر ہوتی ہے وہ سب خضر چینل سے نشر ہوا عقل آیات قرآن ومتاشابہات بھی ان کی سند نہیں تمام اسناد کی برگشت صنع کر اان کو جاتی ہے

ان کے قدم کا مس تہہ کیا سورج نے اپنی شعوائیں نہ پھنکیں ہواس کے ساتھ ان کے اجداد میں بھی اختلاف ہے۔

بعض نے فرزند آدم بعض نے نوح معاصر زمان موسیٰ آپ کے بعد نبی یا ولی تھے وفات پائے یا ابھی تک زندہ ہے ان میں سے کوئی بھی ثابت کرنا خرطتہ القتات تضیع اوقات بلکہ تضیع دین وایمان بھی ہے۔مسلمانوں میں ایسی خرافات خزعبلات خلاف عقل وشرع کی برگشت ان کو جاتی ہے ان کے وجود پر مصدر کتاب مفاتح جھنم ہے اور وقت حاضر کے صوفیا یا اولیاء کو شک رہی ہے اس کے علاوہ ایسی ابحاث کو امکان عقلی کہہ کر جاری رکھنے والے جامع علوم عقلی ونقلی رکھنے والوں پر حیرت ہوتی ہے جبکہ

عقل کی واضح دلیل ہے کہ امکان عقلی کو میدان اثبات میں ثابت کرنے کیلیئے دلائل محکم چاہیے۔

۲۔ان کے سلسلہ نسب میں ایسے اختلافات، زخرفات کی دلیل ہیں انبیاء کی تاریخ میں اس جیسی کوئی مثال نہیں ملتی ہے نسلی اختلافات ایسے ذوات کیلیئے عیب ہیں

۳۔قواعد عقلی قرآنی اس کورد کرتے ہیں

۱. كُلُّ نَفْسٍ ذائِقَةُ الْمَوْتِ

۲. وَ ما جَعَلْنا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ،

۳. أَ فَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخالِدُونَ

۴۔ولی کا مقام نبی یابالاتراز کا کوئی منصب فارمولانہیں ہے۔

۵۔تضارب روایات سقوط اصل کا سبب بنتی ہیں۔

کتاب قصص الانبیاء تالیف عبدالوھاب تجار متوفی ۱۹۴۱ء تحت عنوان ما اسم العبد الصالح ۔علماء نے اس کو عبدالصالح سے متعارف کیا ہے انکے نام ان کے نبی یا رسول یا ولی ہونے نیز وہ کس زمانے میں تھے اور اس وقت وہ زندہ ہیں یا مردہ ہیں اس میں اختلاف شدید پایا جاتا ہے۔

۱۔ان کے نام کے بارے میں بعض نے کہا ہے ان کا نام خضر تھا بعض نے بلیا بن ملکاں، بعض نے الیسع اور بعض نے الیاس رکھا ہے۔

۲۔بعض نے عبد صالح کو ملائکہ کہا اور کہا کہ اس کا نام عامر تھا بعض نے کہا احمد تھا نیز ان کے باپ کے نام میں بھی اختلاف ہے بعض نے کہا آدم کے صلبی فرزند تھے، بعض نے ان کو فرزند فرعون کہا ہے، بعض ابن الیصس بعض نے ابن کلیاں اکثر نے بلیا بن ملکاں کہا ہے۔خضر ان کا لقب تھا وہ نبی تھے بخاری نے ان کے زندہ ہونے کا انکار کیا ہے، صحیح مسلم میں نبی کریم سے مروی روایت میں ہے کہ ہر صاحب نفس جب سو سال کا ہوجاتا ہے بعض نے اس آیت سے استدلال کیا ہے(وَ ما جَعَلْنا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَ فَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخالِدُونَ ، كُلُّ نَفْسٍ ذائِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ إِلَيْنا تُرْجَعُونَ) سورہ انبیاء۳۴۔۳۵ اگر زندہ ہوتا تو نبی کریم

کے پاس آ کر جنگوں میں شرکت کرتا۔ابراہیم حربی سے ان کے بارے میں پوچھا تو کہا یہ بات شیطان نے القاء کی ہے بعض نے کہا وہ سکندر مقدونی کے خالہ زاد بھائی تھے خضر وزیر سکندر مقدونی تھے یہ جھوٹ ہے کیونکہ سکندر مقدونی موسیٰ کے ایک ہزار سال گزرنے کے بعد آتے ہیں۔

ان قیل وقال نامربوط وغیر معقول سے اہل فکر و دانش و تعقل و تفکر کیلئے بہت سی باتیں کھل جاتی ہیں اس جیسی اور کتنی کہانیاں ہیں کسی بھی قیل وقال کے رد کرنے کے مجاز نہیں تھے نقد کل طور پر ممنوع تھے

کتاب کشاف المصطلحات ج۱ ص ۷۴۶ خضر صوفیوں کے نزدیک مفہوم و معنی بسیط رکھتا ہے جس طرح ادریس بمعنی قبض ہے خضر ایک شخص انسانی ہے زبان موسیٰ سے ابھی تک زندہ ہے یا کوئی روحانی شخص وہستی ہے گمشدگان کی رہنمائی کرتے ہیں ایسی بات میرے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

حرف د:

دآبۃ:

کتاب نزھۃ الاعین ابن جوزی ص۱۲۲، دآبہ اسم فاعل ہے، دب یدب، دبیا کل مامن علی الارض دآبہ قرآن میں دآبہ تین معنوں میں آیا ہے۔

۱۔اجمیع یابدب علی الارض سورہ ہود آیت ۶ ﴿﴾ سورہ شوریٰ آیت ۲۹ ﴿﴾

۲۔الارضہ سورہ سباء آیت ۱۲ ﴿﴾

۳۔الخارجہ فی آخر الزمان سورہ نمل آیت ۸۲ ﴿﴾

کتاب وجوہ النظائر دامغانی ص۲۱۲ پر پانچ مصادیق بتائے گئے ہیں۔

۲۔خلق عظیم سورہ نمل آیت ۸۲ ﴿﴾

۳۔دآبہ بمعنی دوام ماملاء الناس والانعام

۴۔مادب وجہ الارض

۵۔کل من رزق من الدابہ سورہ ہود آیت ۶ ﴿﴾ سورہ شوریٰ آیت ۲۹ ﴿﴾

☆ لیکن علم کا معنی کشف حقائق، اصابہ حقائق ہے۔ علم کی غرض وغایت مقصد کی تشخص منزل تک رسائی کے طور طریقے ہیں، علم مقصود و مطلوب بذاتہ نہیں بنتا ہے، ہم نے پہلے بھی عرض کیا جس طرح انسانی جسم کی بقاء کیلئے غذا ناگزیر ہے اسی طرح روح کی نشو ونما کیلئے علم ضروری ہے، اگر علم حاصل نہیں کرینگے تو روح مرجائے گی روح ذلیل ہوگی جس طرح غذا کھانے ازدواج کرنے کھیتی باڑی کرنے شجر کاری کرنے اور دوکانداری کرنے کی کوئی فضیلت نہیں اسی طرح حصول علم کی کوئی فضیلت نہیں بلکہ ضروریات میں سے ہے۔ جس طرح آیات کا شان نزول ہوتا ہے اسی طرح روایات کا بھی شان نزول ہوتا ہے چاہے درست یا جعل کی ہو۔ علم کی فضیلت کی جتنی روایات ہیں ان کا شان نزول ہے کہ یہ مغرب کو خوش کرنے کیلئے بیان کی گئی ہیں اس کی ایک مثال اعلیٰ علمی اسناد حاصل کرنے والے کسی بڑے انسان کا کارڈ لے کر بعض لفافے میں کچھ لے کر نوکری کی تلاش میں ذلیل وخوار ہوتے نظر آتے ہیں۔ منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد وسیلہ کا دور ختم ہوجاتا ہے، تشخص میں بھی جہالت و خطاء حائل ہوتی ہے تو مطلوب ومقصود کی تلاش کرنے والا اپنے مقصود تک نہیں پہنچ پاتا ہے۔ دین وعلم میں جنگ کی کوئی بنیاد نہیں بنتی ہے، تاریخ علم ودین کی جنگ کا تعاقب ہمیشہ ناگفتہ بہ چیز پر جا کر رکتا ہے، لیکن جن لوگوں نے اس مصنوعی جنگ کو چھیڑا ہے ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ دنیا میں دین کے مصادیق کی تعداد شماریات سے باہر ہیں اور، سب سے پست ترین مذہب گاؤ پرستی ہے، جس طرح علم کے بہت سے مصادیق ہیں شاید سب سے پست علم، علم فضلات شناسی ہوگا۔ آپ کی مراد علم ضد دین سے مراد کونسا علم ہے، دین کس نوع کے علم کی مخالفت کرتا ہے، بعض علوم کا دین سے کوئی رشتہ اور تعلق ہی نہیں تو دین اس کے ساتھ کیوں جنگ لڑے دین حقیقت بھی ہے اور دین مصنوعی وہمی خیالی بھی ہے تو علم کو دین کی کس شکل سے اختلاف ہے اس حقیقت کو واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ علم کے بارے میں علماء کہتے ہیں شرف العلوم شرف الغایات سے وابستہ ہے تمام علوم ایک درجہ کے نہیں ہیں جس علم کے غایات اشرف ہوں گی وہ علم دیگر علوم پر فضیلت رکھتا ہے آپ کے پاس مراتب وجودی چار ہیں۔

۱۔جمادات ۲۔نباتات ۳۔حیوانات ۴۔انسان

مندرجہ بالا مراتب وجودی کے ہی تناسب سے علم آتا ہے، ان چار موجودات میں سے کس موجود سے متعلق علم کو فضیلت و برتری حاصل ہے، کیا سبزی، شجرکاری کے لئے زمین شناسی کی ضرورت ہے کہ وہ توانائیاں ضائع نہ ہوں جو گندم بونے کے لئے صرف ہوں، زمین شناسی اور پٹرول کی تلاش والی زمین شناسی دونوں ایک درجہ کا علم ہے، کیا علم ہندسہ اور انسانوں کے دل کا آپریشن کرنے والا علم ایک درجہ کا ہے، یقیناً اس میں جائے اختلاف نہیں ہر علم اپنی جگہ انسانی مفاد میں ہے، خدمت انسان کے لئے ہے، فرض کریں اگر روئے زمین پر کوئی انسان نہیں تو اس علم کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے ان علوم کے فوائد خدمت انسان میں ہیں، یہ انسانوں کے لئے ہیں، جب یہ علم انسان کے لئے ہے تو علوم وسیلہ ہوں گے اور انسان غایت علم ہوگا، غایات اور وسائل وذرائع میں فرق ہوتا ہے، غایت وسیلے سے اعلیٰ وافضل ہوتی ہے، لہٰذا علماء نے کہا ہے ''شرف العلوم بشرف الغایات'' لہٰذا جس طرح انسان اشرف المخلوقات ہے اسی تناسب میں علوم میں اشرف العلوم ہوگا، ابھی تک کسی نے نہیں کہا کہ علم خود انسان سے افضل ہے اسی طرح انسان جس غایت کے لئے تخلیق کیا گیا اس مقصد کو سمجھنا ہے جو اس سے بہتر اشرف علوم ہوگا لہٰذا انسان اہداف عالیہ نہ رکھنے والے کتنے ہی حس ومحال قدرت وطاقت اسناد عالیہ کے حامل کیوں نہ ہوں نباتات وحیوانات سے بھی بدتر ہے لہٰذا انسان بے غایت کو اللہ نے خاسر سافل کہا ہے۔ یہ تمام علوم ایک دفعہ اس کے جسمانی اجزاء سے متعلق ہوتے ہیں، ایک دفعہ اس کی ضروریات زندگی سے متعلق ہوتے ہیں، نباتات میں قوت نباتیت اور حیوانات میں حیوانیت کہاں سے آتی ہے اسی طرح ایک علم روح انسان سے متعلق ہے، علم تو ایک علم ہے اور علم الوسیلہ ہے کسی ایک اور علم تک پہنچنے کے لئے جسے مقدمات علوم کہتے ہیں جیسے علم لسانیات، علم منطق جن کو علم آلہ بھی کہتے ہیں۔ اس علم کی غایت انسان نہیں ہے، ایک علم، علم الجراثیم ہے، یہ جراثیم کہاں سے آتے ہیں کیوں آتے ہیں ان کا خاتمہ کیسے ہوگا یہ ساری تحقیقات انسان کے لئے ہیں لیکن اس تحقیق کے طور وطریقے خود انسان کے بارے میں بھی چلائے ہیں، جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا اب علوم کی بھی اقسام ہیں، علم

طبیعت، علم ریاضی، علم فلکی، علم اقتصادیات، اور علم منطق، علوم اجتماعی، علوم تاریخی وغیرہ سب کے موضوعات مختلف ہیں، جس طرح موضوعات مختلف ہیں اسی طرح اہداف وغایات بھی مختلف ہیں۔ علم انسان کو درپیش ایک مشکلہ کا حل پیش کرتا ہے۔ لیکن دین انسان کے طغیان، سرکشی، جبر وتشدد، ظلم و جنایت، بربریت، استحصالیت، استعماریت، گروہ بندیت، سرقت، منی لانڈرنگ، آف شور کمپنی سے لوٹ مار، کرپشن کے انسداد کا حل پیش کرتا ہے، یہ سارے علوم انسان کے انفرادی، قومی اور علاقائی مسائل حل کرتے ہیں، جبکہ علم دین کل انسانیت کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ علوم کے درجات و مراتب ہیں۔ علم وہمیات، علم کہانت، علم جن، علم مقدمات، علم فنون، علم اقتصادیات، علم تشریحات، علم طب،، علم اجتماع، علم سیاسیات کیا یہ سب برابر ہیں؟ تضاد وتنافر کہاں ہوتا ہے؟ جنگ کہاں چلتی ہے؟ کیا جنگ کم علم اور زیادہ علم والوں کے درمیان چلتی ہے؟ انسان کے ساختہ اور الٰہی دین کے درمیان چلتی ہے۔ نئ اصطلاح میں حاملان دین اور حاملان خرافات کے درمیان جنگ ہے۔ اس طرح کم دیانت والوں اور دین داروں کے درمیان جنگ چلتی ہے کیونکہ کم دیانت والے دین کے نام سے علم کا ایک شعبہ اٹھاتے ہیں اور دین کو گدھا گاڑی پر چلاتے ہیں اور عالم دین کو چیلنج کرتے ہیں۔ عالم اپنے برابر والے کو کنارے پر لگانے کے لئے ہمیشہ ذاتیات کو اٹھاتے ہیں، گرچہ یہ افسوس ناک بات ہے لیکن علماء میں بھی چپقلش وکھچاؤ اور تضاد وتناقض حتی مجتہدین میں بھی چلا ہے جیسے خراسانی اور یزدی میں، علماء تہران اور فضل اللہ نوری میں، لبنان میں شمس الدین اور فضل اللہ میں، فضل اللہ عاملی میں، راجہ ناصر اور ساجد نقوی میں، یہاں کہیں بھی کوئی بھی مسئلہ دینی نہیں تھا بلکہ مسائل دنیاوی تھے۔ لہٰذا جنگ ہمیشہ اپنے طبقات میں چلتی ہے ڈاکٹروں کی ڈاکٹروں کے ساتھ جنگ، انجینئروں کی انجینئروں کے ساتھ، سیاستدانوں کی سیاستدانوں کے ساتھ۔ لیکن جب تضاد آتا ہے تو دین، علم کے ساتھ جنگ کا سبب نہیں بنتا ہے، دین دینداروں سے نہیں لڑتا ہے، چنانچہ پاکستان کے مسلمانوں نے سیکولروں کے ہر آئے دن نخرے ونرغے اور دین کے بارے میں طعنے کے خلاف کبھی مظاہرہ نہیں کیا ہے دھرنا نہیں دیا ہے۔ یہ فرقے ہیں جو ایک دوسرے سے لڑتے ہیں، چنانچہ وحدت المسلمین تحریک

اسلامی نے ہمیشہ فرق مسلمین کے مقابل سیکولروں کی حمایت کی ہے اگر حقیقت دیکھنا چاہیں تو جس ملک میں ہم رہتے ہیں، اس ملک کا دیوالیہ منی لانڈرنگ، کرپشن، جعلی اکاونٹ بنانے والوں نے کیا یا دین داروں نے کیا ہے۔ جو حس میں نہیں آتا وہ مادیین کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے لہٰذا مادیین، اخلاقیات، ایمانیات بالغیب، وجود ماورائے مادہ کو نہیں مانتے ہیں۔ جس دلیل کو انھوں نے بہت فخر و ناز سے اٹھایا ہے ان کے خیال میں وہ دلیل نا قابل رد ہے بلکہ یہ دو اور دو چار کی طرح ہے، جبکہ عقلا کے نزدیک وہ دلیل تار عنکبوت سے بھی گئی گذری ہے، اس دلیل کا نام ہے کہ دین و علم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ہیں یعنی مادہ پہلے سے تھا جو چیز قدامت رکھتی ہو وہ خالق سے بے نیاز ہوتی ہے لیکن مادہ اپنی جگہ قدامت رکھتا ہے، لیکن یہ منطق کیسے تسلیم کی جائے اس منطق کو تسلیم کرنے کی چند وجوہات بن سکتی ہیں۔

دلالت :

دلالت مقاییس ص ۴۱۵ پر آیا ہے د، ل، ی ان تین حروف سے مرکب کلمہ یدل علی مقاربۃ الشیئ مداناتہ بسھولۃ ورفق یقال ادلیت الدلواذا ارسلتہ فی البئر ۔
کلمہ ''د ل وٰ'' دلالت کرتا ہے کوئی چیز کسی سے نزدیک ہو جائے جیسے ڈول کنویں میں پانی نکالنے کیلئے ڈالتے ہیں۔ دلالت کی جمع دلائل آتی ہے، یعنی کسی چیز کی رہنمائی کریں راستہ دکھائیں۔
اصطلاح میں دلالت جس چیز پر علم کسی اور چیز کا علم اس کو دلالت کہتے ہیں۔ دلالت دو عنصر پر مشتمل ہوتی ہے ایک دال بنتا ہے اور دوسرا مدلول علیہ مثلاً گھر کے صحن میں پتھر گرتا ہے کسی نے پتھر پھینکا ہے وہ آدمی مدلول ہے۔ یہاں سے عرب بدو نے کہا البعرۃ تدل علی البعیر، و الأثر یدل علی المؤثر، فسماء ذات ابراج و ارض ذات فجاج الا تدل علی الخالق القدیر؟
علماء منطق نے دلالت کی چند قسمیں بیان کیں ہیں۔ ۱ دلالت لفظی اس مدعی پر لفظاً دلالت کرتی ہے، ۲ دلالت طبعی اس کے لئے انسان مریض کے سانس یا کھانسی کی مثال دیتی ہے، ۳۔ دلالت وضعی

یعنی اشارے وسیع وعریض جادہ وچوراہوں پر سیدھا جانے دائیں طرف بائیں طرف بادلوں یا سرکوں یا آگے موڑ کے نشانات لگاتے ہیں۔

نشانات راستوں اور گلیوں میں نظر آتے ہیں دلالت کرتے ہیں، سب سے زیادہ رائج بامعنی دلالت دلالت لفظی ہے جسے سلطان دلائل کہہ سکتے ہیں۔ دلالت لفظی میں تمام علوم وفنون ومعاملات لین دین امور دین ودنیا اسی دلالت پر قائم ہیں اس کی بھی چند اقسام ہیں ا۔ دلالت مباشرہ یہ لفظ کا پہلا معنی ہے جو علماء لغت بتاتے ہیں، کتب لغت میں کلمات کے معانی دو قسم کے کرتے ہیں یعنی ایک معنی بسیط بتاتے ہیں دوسرا معانی مرکب بتاتے ہیں اس کو علماء منطق دلالت مطابقہ کہتے ہیں۔ کبھی لفظ کا آدھا معنی بتاتے ہیں اس کو دلالت تظمنی کہتے ہیں اور کبھی لفظ سے باہر کے معنی بتاتے ہیں اس کو دلالت التزامی کہتے ہیں۔ کلمہ دین معنی مرکب رکھتا ہے ایمانیات یعنی ماورائے حس ایمان لائیں جیسے ذات باری تعالیٰ کے وجود اور واحدانیت پر ایمان یہاں سوائے عقل کوئی دلیل نقل کارآمد نہیں اس کے بعد ایمان نبوت نبی کریم محمد ﷺ پر ایمان اور بروز آخرت پر ایمان ہے اس کو اصول دین بھی کہتے ہیں جن کے اوپر شریعت قائم ہوتی ہے حلال حرام عبادات معاملات وہ نقل عن اللہ سے ثبت ہوتا ہے ۔اب آتے ہیں اصول وشریعت کے دلائل ۔اصول میں سب سے پہلی دلیل عقل ہے، عقل سے مراد عقل فلسفی نہیں، عقل منطقی نہیں ہے، عقل علاقائی نہیں ہے، عقل عربی نہیں، عقل ہندی نہیں ہے، عقل الیکٹرانک نہیں ہے بلکہ عقل عقلاء ہے۔ جس شخص کے پاس ذرہ برابر بھی عقل ہے وہ اس کی سمجھ ہیں آجائے گا۔ یہ عقل محدود ہوتی ہے اور چند جگہوں پر استعمال ہوتی ہے۔ یہ ہر شخص پڑھے لکھے، دانشور، جاہل، ان پڑھ سب کو آتی ہے چنانچہ اس کو علماء غلط مشہور کہتے ہیں

۲۔ دلیل شریعت شریعت لانے والے انبیاء ہیں، اللہ کی طرف سے نبی آنا چاہئے اللہ ہمارا خالق و مالک ہے، اس کی طرف سے نمائندہ آنا چاہئے جو ہماری رہنمائی کرے یہاں عقل یہ نہیں کہتی کہ فرزند عمران نہیں، فرزند مریم نہیں یا فرزند عبداللہ نہیں۔ عقل کہتی ہے جو بھی آئے وہ ثابت کرے نشانی دے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ نشانیاں مختلف ہوتی ہیں ایک دفعہ خود نشانی محکم دلیل ہے جو اپنے مدعیٰ

پر ہے۔جن لوگوں کو اس کی ذات پر اطمینان نہیں وہ دلیل چاہتے ہیں اس دلیل کو قرآن میں آیت کہا ہے لیکن علماء کلام نے اس کے لئے کلمہ معجزہ اختراع کیا ہے یہ کلمہ مولدہ ہے، تقریب اذہان کے لئے اشکال نہیں لیکن اصول تعریف کے تحت جامع افراد مانع اغیار نہیں ہے۔ کہتے ہیں خاتم الانبیاء سے معجزات طلب کیے لیکن اللہ نے مسترد کیے یہ نشانیاں نبوت پر دلالت نہیں رکھتی۔اللہ نے فرمایا ہم نے آپ کو ایسی دلیل دی ہے جو آپ کے بعد بھی نشانی رہے گا جو قرآن ہے جو محمدؐ کے نبی ہونے خاتم ہونے کی دلیل ہے کیونکہ انسان اس کی کوئی مثال نہیں لا سکے، قرآن کی دلیل ہے کہ بشر اس جیسا کلام نہیں لا سکتے۔

شریعت پر دلیل

پانچ وقت کی نماز، ایک مہینہ کے روزے، حج بیت اللہ کہاں سے ثابت ہے یہ سب قرآن سے ثابت ہیں کوئی فرض تکالیف شرعیہ عقل سے ثابت نہیں ہے کوئی ایسا فریضہ نہ ہو جو عقل کے خلاف ہو عقل کے خلاف نہیں ہونا چاہئے عقل کے مطابق ہونا ضروری ہے عقل سے ثابت نہیں ہے کیونکہ عقل نہیں کہتی نماز پڑھنی چاہئے، روزہ رکھنا چاہئے حج کرنا ہے بلکہ عقل کہتی ہے اللہ ہمارا مالک ہے اور ہمیں اس کی اطاعت کرنی چاہئے ۔

آیات قرآن کے چند مظاہر ہیں۔

۱۔ دلالت لفظی جو واضح ہے۔

۲۔ دلالت لفظی کے تین مصادیق ہیں۔ایک دلالت ظاہری یعنی ظاہر لفظ سے یہی سمجھ میں آتا ہے، اور دوسرا احتمال بھی ہوسکتا ہے، دوسری دلالت محکم یعنی جس کا ایک ہی معنی ہے یہاں دوسرا احتمال نہیں، تیسری دلالت تاویلی یعنی ظاہر قطعاً مراد نہیں یعنی اس کا معنی تاویل ہوگا لیکن تاویل کون کرسکتا ہے؟ تاویل خود نبی کریں گے یا اسے آیات محکم کی طرف پلٹائیں گے۔

دلائل میں دغل تدلیس سے قائم معاشرہ میں دلائل کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے، معاشرے

میں دلائل کے حوالے سے افراط وتفریط ہوتی ہے۔

۱۔ جو کسی بھی چیز کو نہیں مانتے انہیں سوفسطائی کہتے ہیں۔

۲۔ بعض۔۔۔دلائل حکمرانی اقوایا کی استبداد ہے، ہر شخص اپنی جگہ آزاد و خود مختار ہے انسان کی آزادی کو کوئی نہیں چھین سکتا۔

۳۔ ہمیں پتہ نہیں کون صحیح کہتا ہے کون غلط کہتا ہے ایسے لوگوں کو مفاد پرستان نہیں سکھاتے ہیں ہر جگہ یہی بات دہرائیں۔

۴۔ کچھ لوگ کہتے ہیں جو سب کہتے ہیں وہ صحیح ہے وہ جو اکثر کہتے ہیں وہ صحیح ہے یہ دنیا میں چلتے دلائل ہیں صحافیوں حکمرانوں وکلاء طاقتوران کی باتیں ہوتی ہیں ان کی غلط حرکتیں حکمت عملی قرار دیتے ہیں مصنوعی دلائل چھوڑے ہوئے ہیں، معاشرہ دینی کی دو شاخیں ہیں ایک وہی شاخہ مصنوعی ہے جو دینی نہیں اور بے دینوں کے نمائندہ ہیں جنہیں آج کل فرقے کہتے ہیں، فرقے جس نام سے بھی ہوں مصنوع باطنیہ ہیں باطنیہ نے وجود میں آکر اعلان کیا تھا کہ ہم دین کو علم وفلسفہ سے دھوئیں گے لیکن کھلے لفظوں میں دین سے جنگ میں انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا جس طرح یہودیوں کے ساتھ ہوا تھا چنانچہ یہاں سے انہوں نے لوگوں کو بے دینی کے راستے پر لگانے کیلئے دائیں بائیں گروہ بنائے اور ہر گروہ کو اپنے حال پر چھوڑا وہ جو کچھ کرسکتا ہے کریں اپنے اندر شگاف وشقاق بھی ڈالیں بہر حال انہوں نے اسلام کو کسی صورت میں معاشرے میں مروج ہونے سے روکنا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے دلائل کے انبار لگائے اور ہر دلیل میں رخ موڑ دیا آیئے دیکھتے ہیں انہوں نے ظاہری طور پر معاشرے میں موجود گرائی کے حساب سے دلائل تقسیم کیا،

۱۔ مشاہداتی، تجرباتی۔۔۔

۲۔ عقلی، قرآن وسنت، اجماع۔

دعا۔

یکے از عقائد مدخولہ در اسلام کلمہ دعاء ہے دین کی اساس ایمان ہے کن چیزوں پر ایمان لانا ہے قرآن میں آیا ہے دوسرا اعمال ہے جس میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ و جہاد آیا ہے اس میں دعا نہیں آیا ہے۔ کلمہ دعا پکارنے کو کہتے ہیں، علام عربیہ نے کلمہ دعا کسی کو پکارنے کیلئے کہا ہے، چاہے اپنے سے اوپر ہو یا نیچے ہو، شریف ہو نا ذلیل وخوار ہو تمام پکارنے کیلئے کلمہ دعا استعمال کرتے لیکن آیت قرآن میں ۱۲ ہے نبی کریم کو عام آدمیوں جیسا نہ پکاریں۔ اللہ عالم سوا کفا ہے اس کے لیے پکارنے کی ضرورت نہیں وہ قریب از حبل الورید ہے آیات قرآن میں ہر فرد کو داس کو پکارنے کے لیے کہا اجتماعی دعوں کی کوئی سند نہیں جتنی بھی دعاون کی کتب ہیں ان کی برگشت صوفیاء کی دعا ہے، بعض کی اسناد خضر مجہول کی طرف برگشت ہوتی ہے، خضر مجہول کی طرف برگشت ہوتی ہے، خضر مصدر مرجع تمام اباطیل ہے جس کی تفصیل کلمہ ''خضر'' میں بیان کی ہے۔ اگر توحید شناس ایک جماعت ان کتابوں میں موجود اذکار اور ذکور کو دیکھیں کہ یہ دعا نہیں اللہ سے مناظرہ و مجادلہ ہے یکے از مصطلحات عقائد کلمہ دعا ہے بندگان اپنے دکھ و مصیبت، عجز و ناتوانی حالات خسارہ نقص و ناکامی مرض اور بے بسی و بے چارگی میں کسی دوسرے کو پکارتے ہیں بلاتے ہیں۔ ابن فارس مقائس نے مادہ د۔ع۔و کی ایک اصل بیان کی ہے <u>اس کے معنی ہیں کہ ان تمیل شئی الیک صوت وکلام۔ ادعو، دعوۃ صاحب وجوہ قرآن نیشاپوری</u> نے دعا کے پانچ مصادیق بیان کئے ہیں

۱۔ الاستعانہ بقرہ ۲۳، یونس ۳۸، ھود ۱۳، غافر ۲۶

۲۔سوال بقرہ ۶۱۔۶۸۔ ۶۹۔۷۱ غافر ۶۰

۳۔ عبادت انعام ۷۱، یونس ۱۰۷، قصص ۸۸، فرقان ۵۵

۴۔نداء اسراء ۵۲، قمر ۶

۵۔ القول اعراف ۵، یونس ۱۰، انبیاء ۱۵

دعا :

ابن فارس نے مقائیس اللغۃ ج اول ص ۴۰۹ لکھا ہے

[دعو : الدال والعين والحرف المعتل اصل واحد ، وهو ان تميل الشيء اليک بصوت و كلام يكون منک : تقول : دعوت أدعو دعاء ، ويحمل على الباب مجازاً ان يقال : دعاء فلاناً مكان كذا، اذا قصد ذلک المكان، كان المكان دعاه ، وهذا من فصيح كلامهم، قال ذو الرمة]

اس سے دواعی الدھر کہتے ہیں، علماء صرف نے کہا ہے دعا مصدر قیاسی ہے کیونکہ جو افعال دلالت بر اصوات کرتے ہیں وہ بروزن فعال آتا ہے، دعاء میں ہمزہ واؤ کی جگہ دعاؤ۔

لغت میں دعا کے معنی طلب سوال، طلب طالب فعل من غیرہ۔

شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے کہا ہے ''معنی دعا حقیقۃ ھوالطلب'' اعراف ۱۳۴، بقرہ ۶۱، عمران ۱۳۸، انعام ۴۰۔۴۱، اسراء ۱۱،

۲۔دعاء بمعنی عبادت بقرہ ۱۸۶، اعراف ۵۵، اعراف ۱۹۴، انعام ۵۶، نساء ۱۱۷،

۳۔ضراعۃ الی اللہ بقرہ ۲۳

۴۔نداء وصاح کہف ۵۲، نمل ۸۰، روم ۵۲، قمر ۶، اسراء ۵۲

قرآن کریم میں انسان کو دائم الذکر اللہ رہنے کا حکم ہے قیام وقعود خواب و بیداری عمل دینوی میں مصروف حالت میں اسی ذات کو اپنے سامنے رکھیں اسی کو یاد کریں نماز افضل ترین دعا ہے اس سے افضل و برتر اللہ کی عبادت نہیں ہوسکتی ہے عبادت اللہ کی مصداق جلی ہے اس کے بعد حج بیت اللہ ہے اس کے بعد صوم رمضان ہیں اس میں ظاہری طور پر تو عبادت نظر آتی ہے اس کو عبادت اس لئے کہا گیا ہے یہ خالص اسی ذات کے حکم پر عمل کر کے کرتے ہیں لہٰذا سورہ توبہ ۳۰ اور ۳۱ میں احبار اور رہبا کی بات بغیر تحقیق من وعن ماننے کو ان کی اطاعت کرنے کو عبادت کہا ہے لہٰذا اسی طرح حوائج مانگنا لمبی لمبی حاجتیں مانگنا کتب دعائیں وغیرہ سب اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کی سازش ہے غیر شعوری طور پر اللہ سے روگردانی ہے نماز خود ایک بہترین دعا ہے نماز ختم کرنے کے بعد پھر دعا کا کیا مطلب بنتا ہے ۔

کتاب موسوعۃ نحو وصرف واعراب ص ۳۶۸ پر آیا ہے۔ ''**هو طلب فعل شیء او الكشف عنه بشرط ان يكون من ادنى لا على كان من لا على الى الادنى، فهو ام وان بين مساوى فهو التملس**''۔

حروف مقطعات کا معنی یا تو بلکل نہیں یا غیر رسول اللہ اور کوئی نہیں جانتا۔ اللہ اور رسول کے درمیان ایک راز ہیں جبکہ ہمزہ کیلئے علماء نحو نے چار معانی بیان کیے لیکن ق ص ن کے لئے معنی نہیں۔ اگر یہ حروف اللہ اور رسول کے درمیان راز ہے تو ان سوروں کے افتتاح میں کیوں لائے ہیں، ان سوروں میں مومن کافر ملحد منافق سب سے خطاب ہے۔

دعاة الالحاد :

تاریخ بشریت میں الحاد کی طرف دعوت دینے والی اہم شخصیات یہودی تھیں جیسے۔

۱۔ فرائیڈ غاوی ۱۹۳۹ موٴسس مدرسہ تحلیل نفسی جس نے انسانوں کی تمام سرگرمیوں کو جنسیات کی طرف برگشت دی ہے۔

۲۔ دورکاہم، یہ اجتماع کو مرکز سمجھتا تھا، ۱۹۷۷ء فرانسیسی یہودی تھا۔

۳۔ برجستون ۱۹۴۱ء فرانسیسی نژاد یہودی تھا۔

۵۔ نیقو کامیکاوٴلی ۱۵۲۷ء حصول مقصد کے لئے ہر حرکت وعمل کو درست سمجھتا تھا۔

۶۔ مارکوز ۱۰۷۹ء حکومت آمریت کا داعی تھا۔

بشریت کو الحاد کے راستے پر چڑھانے والے خواص کے نام ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ کتاب کواشف زیوف ص ۴۱۹ سب سے پہلے نظریہ الحاد پھیلانے والے دیمقراطیس فیلسوف یونان متوفی ۳۶۱ قبل میلادی تھا۔ ۲۷۰ قبل از میلادی

۲۔ ابیقور: فیلسوف یونانی متوفی ۲۷۰ قبل از میلادی۔

۳۔ توماس ھوبز: فیلسوف انگریزی متوفی ۱۶۷۹ میلادی۔

۴۔داقیدھیوم :اسکتلندی متوفی ۱۷۷۶ میلادی۔

۵۔شوبن ھور: فیلسوف المانی ۱۸۶۰ میلادی۔

۶۔کارل مارکس: یہود المانی مؤسس کمیونزم متوفی ۱۸۸۳ میلادی۔

۷۔بخنر طبیب وفیلسوف المانی متوفی ۱۸۹۹ میلادی۔

۸۔نیشہ فیلسوف المانی متوفی ۱۹۰۰ میلادی۔

۹۔سبنسر فیلسوف انگریزی متوفی ۱۹۰۳ میلادی۔

۱۰۔برٹرنڈ رسل فیلسوف انگریزی متوفی ۱۹۷۰ میلادی۔

دور :

الدور :

لغة :مصدر دار، عُود الشیء الیٰ ما کان علیه ، او الیٰ حیث کان، الدور :
النوبة نحو : هذا دورک فی القاء القصیدة ، والدور ، ترتیب الشخص بالنسبةللآخرین ،

نحو : حضور رب فی الصف ،

الدور الاجتماعی : السلوک المتوقع من الفرد فی الجماعة، و بالدور : بالترتیب ، وقام بدور : شارک بنصیب کبیر.

اصطلاحاً : تعریف شیء اوالبرهنة علیه الا بالاول

ویقول الجرجانی : توقف الشیء علیٰ ما یتوقف علیه

مصدردار عود شیء الی ماکان علیه او الی حیث کان والدز ه والتسویة هذا دورک دور مقاییس دال ،واو ،را اصل واحد یدل علی احداق شیء بشیء من حوالیه دار یدور دورا نا الدوارهی: الدهر لانه یدور بالناس اهوالا .دوران تعریفات جرجانی ص ۱۰۴ لغة الطواف فی حول الشیء . واصطلاحا هو ترتیب

الشیء علی الشیء الدور هو تقف الشیء علی مایتوقف علیه و یسمی دور مصرح کما یتوقف الف علی باء و با علی جیم و جیم علی الف.

الدین :

کلمہ دین دواطراف مانگتا ہے،

۱۔طرف قہر سلطہ حکم ،امر،اکراہ،اجبار،مجاعۃ ،استخدام،استعمال قوۃ جواس کی ملکیت میں آئے تمام شرائط تسلط غلبہ مالکیت ،اس کیلئے بلا معارض بلا منازع حاصل ہے،مخلوقات موجودات بلا شرکت غیر کے اس کی ملکیت میں ہے،عبد محض عبد قن ہے،الا لہ دین خالص جواس کی ملکیت میں ہو وہ کسی قسم کی آزادی حریت نامی کا سوچ بھی نہیں سکتا ہے نہ کوئی روزگار کیلئے سوچ سکتا ہے اس نے اس کو پیدا کیا وہ مجبور تھا ہر آئے دن نموظاہری جسمی داخلی اندرونی ہوتی تھی وہ کچھ کر نہیں سکتے تھے قد بالا ہوتے تھے جوان ہوتے تھے بوڑھے ہوتے تھے نیند آتی تھی بیدار ہوتے تھے بیمار ہوتے تھے آخر میں مرنے کی خبر سنتے تھے وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے آگے حساب کتاب لینے کی خبر سنتے تھے کچھ بول نہیں سکتے تھے دیکھا جائیگا۔

حضرت علی کی اعلمیت ذات وصفات کے بارے میں موسوعات پر موسوعات لکھی گئی ہیں ،علمیت حضرت ثابت کر کے ان کو عالم برزخ میں خلیفہ بلافصل بنانا چاہتے ہیں یا خود وارث حقیقی دیکھنا چاہتے ہیں،اس کی کیا تفسیر کریں گے؟ کیا منکرین اللہ کم ہیں یا منکرین علی زیادہ ہیں؟ یا اثبات باری سے زیادہ اثبات خلافت زیادہ ضروری ہے؟اگر علم لا یخفی منہ شئی اللہ کو ثابت کرتے ہیں تو جھوٹ حرام خوری کم ہوجاتی ہے۔

دنیا میں رائج ادیان چار ہیں جوایک دوسرے کے مقابل میں صلاحیت اوراہلیت قیادت و رہبری بشریت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔دین یہود دین نصاریٰ ،دین اسلام یعنی وضعی بشران چاروں میں سے جس کو بھی انتخاب کریں ترجیح دیں تو ظاہری طور پر دین یہود، دین نصاریٰ آزادی دین کا دعویٰ

پیش کرتے ہیں لیکن وہ طویل عرصہ تک تبدیل ادیان کیلئے بہت سے منصوبوں پر عمل پیرا ہونے من جملہ چھوٹی عمر سے کالج یونیورسٹیاں اس کے بعد مغربی درسگاہوں میں داخلہ، دوہری شہریت اقتصادی سیاسی سب سے استفادہ کراتے ہیں لیکن اس شرط پر کہ دین اسلام کا نفاذ نہیں ہونے دینا ساتھ ہر طرح طمع ولالچ دیتے ہیں تو ضروری اور ناگزیر ہے کہ ہم دین کے معنی کو واضح وروشن انداز میں سمجھ لیں۔دین کا معنی ومفہوم کیا ہے، کلمہ دین عربی زبان میں کونسا رکھتا ہے اس کو سمجھنے کیلئے ہمیں معاجم لغت عرب دیکھنا ہوگی، معاجم لغت عرب میں اس کے لئے بہت سے معانی بیان ہوئے ہیں بعض نے دین کے معنی ملت لکھا ہے، بعض نے شریعت لکھا ہے بعض نے دین یعنی اسلام، ملت اسلام، شریعت اسلام، عادت، طریقت، کثیر معنی لکھیں ہیں۔اس لیے کتاب لغت سے ایک جامع معنی اخذ کرنا مشکل اور دشوار بن گیا ہے ہر ایک اپنی جگہ ایک معنی کو اخذ کرتا ہے یہ اس لئے نہیں ہے کہ یہ کلمہ بذات خود کثیر المعنی ہے۔لغت میں نقص وضعف ہے لغت آپ کو صحیح اور حقیقی معنی دینے سے قاصر وعاجز ہے جبکہ عربی زبان اپنے مافی الضمیر کو مدعیٰ ومقصود ومطلوب کو بیان و واضح کرنے میں خود کو متعارف کراتی ہے جو زبان اپنے آپ کو تبین وتوضیح مطالب میں خود کفیل تعارف کراتی ہے اس کا یہ حشر ہو تو کس زبان پر بھروسہ کریں اور دین کا معنی کہاں سے اخذ کریں۔اس سلسلے میں مصر کے ایک عالم دین، قرآن اور اسلام سے بے حد، غیر معمولی اور غیر عادی محبت وشغف رکھنے والی ہستی بنام محمد عبداللہ دراز نامی عالم بزرگ گزرے ہیں آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بطور نعمت عطا کئے ہوئے ہماری اس مملکت عزیز مفتخر عالم اسلام پاکستان میں ۱۹۵۸ء نومبر میں مہمان بن کے یہاں تشریف لائے تھے آپ عالم اسلامی کو درپیش مسائل پر ملت اسلامی کو قرآنی اسلامی نظریات پر مبنی نصائح ہدایات دینے کی غرض سے صعوبت سفر برداشت کر کے یہاں تشریف لائے تھے اللہ نے ملائکہ رحمت کو انہیں اپنی طرف بلانے کے لئے اس سیمینار ہال میں بھیجا وہ یہاں سے لقاء اللہ کی طرف عازم سفر الی اللہ ہوئے۔انہوں نے اس سلسلے میں ایک جامع کتاب دین کے نام سے لکھی ہے، اس میں انہوں نے اصل دین جوشش دین، دین انسان کہاں سے اور کدھر سے نکلتا ہے، اسی طرح دنیا میں

جاری ادیان ادیان وضعی، بوزی، وسنی، برہمی، اور ادیان سماوی یہودی، مسیحی، مجوسی، صابئی سب کی عدم صلاحیت اور لیاقت کو واضح کرنے کے بعد عربی زبان میں دین کے جو کثرت معانی بیان کیے ہیں ان کا تجزیہ وشگاف انداز میں کیا ہے۔ آپ نے اسکے جز جز کا معنی بیان کیا ہے اور اس کا حل بھی پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ کلمہ دین عربی زبان میں تین طریقے سے استعمال ہوا ہے۔ کلمہ دین بغیر حرف جر متعدی بنفسہ ہوتا ہے پہلا طریقہ متعدی بنفسہ بغیر معاونت واسطہ حروف جر تعدی ہوتا ہے جیسے دانه یدینه۔ ایک دفعہ متعدی لام کے ساتھ دانہ لہ۔ تیسرا یہ مادہ باء سے متعدی ہوتا ہے دانہ بہ اب آتے ہیں ان تین طریقے کو اس کے کثیر المعنی پر تطبیق کرتے ہیں لغت میں آیا ہے الطاعه، الخضوع، الاستسلام، الاستعلاء، الملک ، السلطان، الجزاء، الحساب ، العادة، الملة ، الشریعة اسکے لئے لغت میں بارہ معنی ذکر کئے ہیں۔ ان بارہ میں سے معنی کو آپ نے برگشت دینی ہے متعدی بنفسہ، متعدی بلام، متعدی باء عربی لغت میں جیسے صاحب مقاییس نے اس کا معنی لکھا ہے التزام لانقیاد یعنی دوسرے کی اتباع قبول کرنا۔ تابع ہونے کا حکم دینا۔ دوسرا معنی الزام انقیاء اتباع کو اپنانا تیسرا وہ بنیاد جس سے انسان اتباع کرتے ہیں تو دین تین معنی کی طرف برگشت کرتا ہے ایک ہے الزام کرنے والا وہ کون ہے وہ مالک ہے بادشاہ ہے، سلطان وحاکم ہے سلطان ہی بندے کو مسخر کر سکتے ہیں مطیع بناتے ہیں ذلیل کرتے ہیں مقہور کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں کثیر آیات میں آیا ہے آسمان وزمین و مافیھا ان دونوں میں جتنی مخلوق ہے وہ مسخر ہیں اس ذات کے لئے اس معنی میں دین یعنی جو صاحب قدرت ہے اسے دین کہتے ہیں حکم دینے والے امر دینے والے کو دین کہتے ہیں۔

دوسرا اس کی اطاعت میں آنے والا اطاعت کسے کہتے ہیں اپنی مرضی واختیار سے اس کی پیروی کریں ایسا کرنے والے اس کے بندے ہیں بندے ازخود اس کی اطاعت کرتے ہیں دانه له اطاعت آتا ہے خضوع آتا ہے تسلیم آتا ہے جب اطاعت ہوگی تو جزاء ہوگی جب اطاعت ہوگی تو حساب ہوگا۔

تیسرا معنی ہے عادۃ یعنی جس نظام پر آپ عمل کرتے ہوں دین ہے۔ دین یعنی اللہ، دین یعنی بندے، دین یعنی شریعت۔

الدين : الشريعة ، و الدين : الملة لكن الدين يقال اعتباراً بالطاعة و الانقياد للشريعة قوله :﴿يَوۡمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دينَهُمُ الۡحَقَّ ﴾ نور ۲۴ اى جزاهم او حسابهم . قوله : ﴿وَ إِنَّ الدِّينَ لَواقِعٌ﴾ الذاريات ٦ اى فى حكمه و شريعة قوله : ﴿وَ لَهُ الدِّينُ واصِبا﴾ نحل ٥٢ اى الطاعة قوله: ﴿وَ لا يَدينُونَ دينَ الۡحَق﴾ توبه ۹ اى التوحيد قوله : ﴿ غَيۡرَ مَدينين﴾ واقعه ٨٦ اى مملوكين مدبرين قوله :﴿إِنَّا لَمَدينُون﴾ صافات ۵۳ اى محاسبون او مجزيون او مسوسون قوله : ﴿أَ فَغَيۡرَ دينِ اللَّهِ يَبۡغُونَ﴾آل عمران ۸۳ يعنى الاسلام بدليل قوله :﴿وَ مَنۡ يَبۡتَغِ غَيۡرَ الۡإِسۡلامِ دينا﴾ آل عمران ٨٥ قوله ﴿لا إِكۡراهَ فِى الدِّينِ﴾ بقره ٢٥٦ . ﴿لا تَغۡلُوا فى دينِكُمۡ﴾ نساء ١٧١

مدین شہر یہاں کے لوگ بعض نے کہا عادت کو دین کہتے ہیں قرضہ ادھار کو دین اس لئے کہتے ہیں اس میں ذل انقیاد ہے۔ لغت عرب میں ملک، خدمت، عزت، ذلت، اکراہ، حسان، عادت، عبادت، قہر، سلطان، تذلل، خضوع، اطاعت، معصیت، اسلام، توحید وغیرہ ہیں اور اگر ہم یہ کوشش کریں ان تمام معنوں کی برگشت بنیادی معانی کی طرف کریں تو تین معانی کی طرف تھوڑے سے فرق کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ ایک معنی ہے اور اس کی تین فعل ہیں کلمہ دین متعدی بنفسہ ہے کبھی حروف لام سے متعدی ہوتا ہے جیسے دان لہ یا بادان لہ، دانہ دانہ اس کو اپنے قبضے میں لیا جب اس کے قبضے میں آتا ہے تو وہ اس پر حکم کرتا ہے، ملک میں لاتا ہے قہرہ ہے اب یہ ادھر ادھر نہیں جا سکتا ہے حساب کرتا ہے، ملک تصرف جس طرح بادشاہ رعیت کے ساتھ خیال رکھتا ہے اپنے غلام کا خیال رکھتا ہے دیّان الدین قیامت کے دن کا قاضی ہے دان لہ یعنی اس کی اطاعت کی، الدین للہ عبادت اللہ کے لئے ہے خضوع اللہ کے لئے خشوع حکم ملک اللہ کے لئے ہے مالک یوم الدین دان لہ جب کہیں گے یہ اس کے لئے لازمہ

ہوگا۔ دین کا معنی عبادت ہے دین کہے یا عادت کہے یہاں سے انسان کے سامنے سوال ہوتا ہے کہ کس کے سامنے خاضع ہونا چاہیئے دین کی جمع ادیان آتی ہے، ادیان دوقسم کے ہیں ادیان زمینی اور دوسرے ادیان آسمانی ہیں، ادیان آسمانی میں یہود، نصارا، اسلام ہیں دین اسلام آخری دین سماوی ہے۔ اس دین کے دوحصہ اصول، فروع دونوں ایک دوسرے میں مدغم ومندرج ہے۔

دین کے معنی تین ہیں دین کے تین مصادیق ہیں۔

۱۔ ایمان بہ طاقت عظمی ماورائے کائنات جو مالک کل کون ومکین ہے۔

۲۔ تسلیم اس مالک حقیقی قادر وقاہر جابر کے سامنے خاضع وخاشع ذلیل ہونے کودان لہ کہتے ہیں یعنی اس کے حضور تسلیم ہوجائے۔

۳۔ اسلام اطاعت کرنے کے نہج کواس کی طرف سے نازل نظام پرعمل پیرا ہونے کو کہتا ہے، یہ دان بہ میں آتا ہے۔

دین کی افادیت :

انسان سادہ تازہ بلوغت رسیدہ ہونے سے لیکر عمالقہ وعباقر تک کسی بھی کام کرنے سے پہلے اس کام سے اپنے لئے عائد فوائد کے بارے میں سوچتے اور پوچھتے ہیں انسانوں میں ایسے لوگ کم ہونگے جو دیگران کے فائدے کیلئے اپنا وقت صرف کریں۔ اس اصول انگزمرہ کے تحت انسان کو سعوت دیں، وجود باری تعالیٰ پرایمان لائیں تو وہ پوچھے گا اس سے مجھے کیا فائدہ ملے گا۔ اس کا جواب اس طرح دیا جاسکتا ہے۔ انسان کا اس دنیا میں ایک سعادت مند زندگی امن وسکون پرآسائش والی زندگی گزارنا تن تنہائی میں امکان پذیر نہیں جب تک وہ دوسروں سے تعاون ہمکاری تبادل کا طریقہ کارنہ اپنائیں۔ جب آپس میں مل جل کرایک دوسرے سے تعاون ہمکاری پراتفاق کرنا ہے تو ہر انسان اپنے فائدے کومقدم یا دوسرے سے زیادہ کھینچنے کی کوشش کرتا ہے، رفتہ رفتہ یہ دوسرے کیلئے زیان وخسارے کا باعث بنتے ہیں، دوسری طرف تعاون اور ہمکاری چھوڑ بھی نہیں سکتے ہیں اور جاری رکھنے میں بھی زیادہ نقصان رہتا ہے۔ یہاں سے ایک دوسرے سے نقصان پہنچانے کوختم کرنے کیلئے

قانون بنانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

انسان کی زندگی میں دین کا کردار

مومن وملحد کافر وفاسق جاہل وعالم دانشمند ونادان انسانوں کا اتفاق ہے کہ انسان دیگر تمام مخلوقات زمینی پر شرافت و برتری رکھتا ہے کیونکہ وہ اپنی زندگی کا طور وطریقہ کم وبیش خود انتخاب کرتے ہیں، وہ ایک خود مختار مخلوق ہے اس کے ساتھ ہی انسان دانشمند وخردمند نے یہ بھی احساس کیا کہ جہاں آزادی اور خود مختاری انسانوں کے لئے باعث افتخار ہے وہ ضعیف وناتوان انسانوں کیلئے موجب خطرہ باعث بدامنی بنتی ہے۔ ان کی جان ومال عزت وناموس سب قدرتمندوں کے نرغے میں رہتی ہے اور انسانی معاشرہ افراط وتفریط ہرج ومرج کی وجہ سے میدان جنگ بنتا ہے۔ اسی وجہ سے قدیم ادوار سے عصر ترقی وتمدن تک انسان ضعیف ناتوان اقویاء کے خطرات سے محفوظ ومامون رہنے کے لئے کسی قوی فرد یا جماعت کی پناہ میں جاتے ہیں اور وہ اس تحفظ کے بدلے میں ان سے جو کام لینا چاہیں لیتے ہیں لیکن دیگر اقویٰ سے انہیں پناہ ملے یہ فکر یہ سوچ چھوٹے مراحل سے طے کرتے کرتے بین الاقوامی سطح تک پہنچی۔ چھوٹے محلوں میں جرگے سے شروع ہوتے ہوئے حکومتیں بنائی گئی اور وہ حکومت اپنی جگہ غیر محفوظ پا کر عالمی سطح کے قوانین ادارے بنائے گئے اور وہ بھی محفوظ نہیں رہے وہ بھی اقویاء کے نرغے میں گئے، وہ ادارے بھی ایک فالتو غیر موثر غیر فعال ادارے کی شکل اختیار کر گئے کہ پوری دنیا پر ایک حکومت کے نرغے میں رہے، اس نے دنیا میں بدامنی خوف وہراس کے حالات پیدا کئے ہیں پوری دنیا کے سامنے ہیں حتی وہ حکومت اپنی جگہ اس ملک وعوام کے اختیارات سے باہر ایک گروہ ایک جماعت کی چنگل میں رہے وہ جہاں حملہ کرنا چاہیں حملہ کرسکتا ہے غرض انسانوں نے یہ متفقہ فیصلہ کرلیا ہے کہ آزادی کو بھی محدود کرنے کی ضرورت ہے۔ انسانوں کی آزادی کو محدود کرنے کو آئین حیات آئین زندگی کا نام دیا ہے۔ یہ طے شدہ بات ہوگی کہ انسانی زندگی کو ہرج مرج افراط و تفریط سے بچانے کیلئے آئین چاہئے، یہ آئین دنیا میں دو صورتوں میں پیش ہوا ہے آئین وضعی جسے انسان نے خود بنایا ہے دوسرا آئین سماوی الٰہی ہے ان کا دعویٰ ہے کہ ان کے بنائے گئے آئین اللہ کی

طرف سے آیا ہے اسے دین کہتے ہیں۔ دنیا میں دین سماوی کے نام سے تین دین پائے جاتے ہیں دین یہود، دین نصاریٰ اور دین اسلام لیکن دین یہود برائے نام سماوی رہ گیا ہے آجکل جو چل رہا ہے وہ تلمود پروٹوکالات یہود چلاتے ہیں، وہ بشریت کے دشمن متعارف ہورہا ہے دوسرا نصاریٰ گرچہ اس وقت وبناتی منوار ہاہے لیکن وہ الحادیوں کا علمبردار بنا ہوا ہے وہ دنیا کو الحادستان بنانے ہر تلے ہوئے ہیں۔

محمد تقی ایران میں ایک بڑا نامور خطیب بنام فلسفی تھے وہ ایک دفعہ بس میں سفر کررہے تھے، اس وقت مغرب اور مشرق کی حکومتیں ضد ادیان تبلیغات کی مہم چلارہی تھیں، بس میں ضد دین، دین پھیلانے والے مولویوں کو بہت سنا رہے تھے دریں اثناء بس کے اوپر ایک کارٹن میں مالٹے رکھے ہوئے تھے جو نیچے گرے تو سب ان پر ٹوٹ پڑے کارٹن کے مالک نے خطیب سے کہا آپ انہیں سمجھائیں تو خطیب نے کہا دیکھو آپ سب مسلمان ہیں شیعہ اہلبیت ہیں علماء فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کا مال اس کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کرسکتے اس پر سب نے مالٹے واپس کیے تو آقائے فلسفی نے مالٹوں کے مالک سے کہا دین وہاں کام آتا ہے جہاں بے دین بے چارہ ہوتا ہے۔

دین :

سوال ہے کہ دین انسان کے کہاں کام آتا ہے جواب میں کہتے ہیں آخرت میں کام آتا ہے، دین ادھار ہے لیکن یہ منطق اغفال واغما دھوکہ وتدلیس ہے کیونکہ دین انسان کی دنیا میں کام آتا ہے اور ساتھ ہی آخرت میں اسے اس کا ثواب بھی ملتا ہے، اس کی دلیل یہ آیات ہے۔

۱۔ فلنحیینہ حیاء ملیبہ نحل ۹۷،

۲۔ اگر دین پر عمل نہ کریں تو معیت وہلاک ہوگا شوریٰ ۲۱، زلزال ۸، رعد ۲۸ شعرای ۱۲۸ انعام ۱۲۰

کیا دین صرف آخرت کے لیے ہے یا دنیا میں بھی اس کے فوائد ہیں یا دین انسان کے لیے کہاں اور کس کام آئے گا سیکولروں اور ان کی زبان بولنے والوں کا جواب ہے دین صرف آخرت میں کام آئے گا، دین ادھار ہے یہ کہنے کی منطق منطق ناصحین انبیاء نہیں ہے بلکہ اعداد عددی جن وانس کی

ہے اس میں اغفال اغماء تدلیس دھوکہ فریب کے سواء کچھ نہیں ہے۔ دین انسان کی دنیا و آخرت دونوں بھلائیوں کے لیے ہے۔اس کے بہت سے دلائل وشوائد وقر آنی موجود ہیں۔

ا۔ نبی کریمؐ کو جب اس آیت کریمہ فاصدع بسما اوا تومرہ کے تحت حکم ہوا تو آپ کوہ ابوقیس پر گئے اور قبائل وعشائر قریش سے فرمایا ’’جئتکم بخیر دنیا والاخرہ‘‘

۲۔ جب نبی کریمؐ کو دین کو عملی زندگی میں تطبیق کر کے دکھانے کا موقع ملا تو عرب پسماندہ طائف الملوک ارباب اقتدار کے موالی حکام ولایت روم وفارس وحبش والوں کے خلیض سردی گرمی صحت و شفاء طلب ارزاق کے لیے اپنی سبیل بننے والوں کی دہلیز پر روم وفارس کے ارزاق کو لائے بادشاہان زادوں کو رعایا عربوں کو والی بنایا۔

۳۔سورہ نحل ۹۷، طہ ۱۲۴، شوری ۲، زلزلہ ۸، رعد ۲۸، شعراء ۱۲۸ انعام ۱۲۵ میں آیا ہے مریم ۷۶

دین ودیانت انسانوں کے لئے ایک فالتو چیز ہے یا ٹھوس چیز ہے یا عمق وجود داخل ذات سے نکلی ہوئی چیز ہے، اس حوالے سے تین قسم کے نظریات پائے جاتے ہیں۔

ا۔ایک فالتو چیز جیسے چھٹی انگلی ہے جسے ظاہر ہونے سے شرمندگی یا کمتری کا احساس ہوتا ہے جب کہ آج کل فرقے والے مجامع عمومی کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات کے جواب دیتے وقت ان کی زبان میں لکنت آتی ہے اور اپنے فرقے کا نام لینے سے گریز کرتے ہوئے بادل ناخواستہ تقیہ کر کے کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں جیسا کہ آجکل نوجوانوں سے اسکولوں کالجوں میں جب پوچھا جاتا ہے کہ کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں تو اپنے فرقہ کا نام لینے سے شرماتے ہیں اور ڈرتے بھی ہیں۔ ہمارے داماد عابد سے آفس میں کسی نے پوچھا آپ کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں تو بادل نخواستہ کہا مسلمان ہوں، پوچھنے والے نے کہا ڈرنے کی بات نہیں میں بھی کافر ہوں۔ کارل مارکس نے جو کہا کہ مذہب افیون شعوب ہے تو اس کا مصداق فرقے ہیں۔ میلاد آئمہ کے نام سے چراغاں، ماتم کے نام سے سینہ زنی وزنجیر زنی یہ افیون شعوب نہیں تو اور کیا ہیں۔

۲۔مارکس نے کہا ہے دین ارباب مال ودولت نے مزدوروں کو ان کے مال اور کام میں سرقت و

خیانت جیسی حرکتوں سے باز رکھنے کیلئے گڑھی گئی چیز ہے اس بارے میں ہمارے پاس کئی کتابیں ہیں لیکن تین کتابیں انتہائی اہم ہیں۔ا۔ دور الدین فی الحیات تالیف علامہ مہدی آصفی ۲۔الدین بحوث فی مھمدہ الدراسۃ ۳۔ فی تاریخ ادیان تالیف عالم مدافع علامہ محمد عبداللہ دراز تاریخ ادیان تالیف عبدالقادر بخوش

تاریخ ادیان کتابوں کے بارے میں جوابات مسخرات استھزات اہانت اور جسارت آمیز جواب دینے والوں کے جواب لکھنے کے بعد دین سے دفاع کیا

۳۔دیانت انسانوں کے لئے ایک ضروری اور ناگزیر چیز ہے اس کے بغیر انسانی معاشرہ ہرج ومرج کا شکار رہتا ہے جنگل کی مانند رہتا ہے لہٰذا وہ ایک نظام وآئین کے نیازمند ہیں یہ آئین کبھی خود انسانوں کا بنا ہوا نظام ہوتا ہے جسے ادیان وضعی کہتے ہیں ان کے مقابل میں بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ خالق انسان کی طرف سے آتا ہے اس نظام وآئین کو ادیان سماوی کہتے ہیں ادیان سماوی میں تین ادیان کا نام لیتے ہیں دین یہود دین نصاریٰ دین اسلام۔

۱۷۸۹م میں یہودیوں کی قیادت ورہبری علیہ کنائس انقلاب آیا اس انقلاب کے بعد دین نصاریٰ بطور دین آسمانی شریعت کے قیادت سے نااہلی خارج گردانا گیا اس کے بعد یورپ افراتفری کا شکار ہوگیا کوئی طاقت قدرت قوت جو سب کو اپنے اپنے حدود تک محدود رکھنے کی ضرورت کا احساس کیا ہے ایک نیا دین وجود میں آیا جسکا نام دین انسانیت رکھا جہاں بیک وقت اس نے تین کارنامے انجام دیئے۔ا۔ دین نصاریٰ جو اس وقت دین آسمانی والٰہی کے نام سے بشریت کی قیادت کرنا تھا اسی کو دینی قیادت سے بےدخل کیا ۲۔اس کی جگہ دین انسانیت کو جاگزین کیا ۳۔ عمومی طور پر دین کا نام ونشان مٹا کر لادینیت معاشرہ قائم کیا جائے

یہاں پہلا بحث یہ ہے

ا۔کائنات میں ایک وجود غیر محدود غیر مرئی موجود ہے۔

۲۔کسی وجود اعظم کا اعتقاد، وہ وجود اپنی جگہ منفرد واحد واحد ہے

دین فطری ہے یا مسلط :

دین باہر سے ایک فکر مسلط ہے یا اندر سے جوشیدہ ہے، دین اندر سے جوشیدہ ہونے کے داعیوں کی ایک دلیل فطرت وخلقت انسان ہے، انسان کی خلقت ایک ایسی چیز کی متلاشی ہے جو اپنی ذات سے باہر تلاش کرتا ہے، کبھی وہ اس تلاش میں ایک مجعول یا غلط چیز تک پہنچتے ہیں اور وہاں پر رک جاتے ہیں انہیں قرآن نے صنم یا وثن کہا ہے اور جب اس کی تلاش متلاشی حقیقی تک پہنچنے سے پہلے پر رک جاتی ہے اور معبود و مطلوب تک جاری نہیں رہتی تو کرب و اضطراب میں مبتلا ہوتا ہے ہر دگر گوں حالات میں وہ اس کو پکارتا ہے۔ بحث ایمانیات میں مشغول و مصروف انسانوں نے انسان کے اندر اس خاصیت کو احساس اللہ ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ اس بحث پر گفتگو کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ انسان اس لفظ کے معانی مصادیق کا جائزہ لے کہ کہیں انسان مصادیق کاذبہ ساختہ جعلی نقلی کو نہ اٹھائے۔ اس سلسلے میں ہم بحث مصطلحات عقائد میں کریں گے کہ انسانوں کے درمیان افہام و تفہیم کے لئے کبھی شرح اسم کرتے ہیں کبھی ضد سے تعریف کرتے ہیں اور کبھی معنی المعنی کے نام سے کرتے ہیں اور اس کو عوامی محاورہ کہتے ہیں، یہ چیزیں علمی فکری بنیادی مسائل میں استعمال نہیں ہوتی کیونکہ علمی اور بنیادی مسائل میں اصلی کلمے کو اٹھاتے ہیں، مثلاً فطرت کا ایک معنی عادت ہے یعنی بہت سی چیزیں انسانی عادت ہوتی ہیں جنہیں چھوڑنا ناممکن ہوتا ہے کیا اس کو بھی فطرت کہتے ہیں جیسے سگریٹ، پان، چرس ،افیون، شراب خوری، جنسیات کا عادی ہونا یہ فطرت میں نہیں آتی ہیں، فطرت و عادت میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے عادت انسان کے اندر باہر سے آتی ہے معاشرے سے آتی ہے، والدین سے ملتی ہے، بھائیوں سے اخذ کرتا ہے، گلی کوچوں سے ملتی ہے اسی طرح علاقائی ہوتی ہے اور بین الاقوامی ہوتی ہے، درس گاہوں سے ملتی ہے، جیسے ہمارے ملک میں بعض انپڑھ جاہل بھی جب غلطی کرتے ہیں تو سوری کہتے ہیں حالانکہ انہوں نے انگریزی نہیں پڑھی یہ عادت انہیں باہر سے ملی ہے۔ جبکہ فطرت ذات سے ابھرتی ہے یہ کسی سے سیکھنے سے نہیں آتی وہ اندر موجود ہوتی ہے، مشرق اقصیٰ سے لیکر مغرب اقصیٰ تک شمال اقصیٰ سے جنوب اقصیٰ تک زمین سے آسمان تک کوئی بھی انسان ہو، چاہے وہ فقیر وغنی

ہو عالم وجاھل ہو، صاحب مقام وشخصیت ہو ذلیل وخوار انسان ہو مصیبتوں میں ہو خوشحالی میں ہو اس میں یہ خاصیت پائی جائے تو اسے فطرت کہتے ہیں یہ اصل وجود فطرت ہے جو ہر انسان میں پائی جاتی ہے۔

دین:

د۔ی۔ن سے مرکب یہ کلمہ عربی میں دو طرح پڑھا جاتا ہے ایک صرف د پر فتح سے پڑھا جاتا ہے اس وقت اس کا معنی قرضہ ادھار بنتا ہے دوسرا تلفظ د پر کسرہ سے پڑھا جاتا ہے اس وقت اس کو تین طرح سے پڑھایا جاتا ہے، ا۔دانہ ۲۔دان لہ ۳۔داں بہ پہلے میں اس کو مقھور اور مملوک ومحکوم بنانا ۲ دالہ اس کے سامنے خاضے ہو گیا ۳۔دان بہ اس طرح اس کے سامنے خاضع اور مطیع بن گیا یہ چاروں معنی لغوی ہیں جو ہمارے اذہان میں ہیں وہ معنی اصطلاح دین ہے دین کا معنی اصطلاحی کچھ اس طرح سے ہے۔

دین کا اصطلاحی معنی اپنے سے مافوق ہستی کے سامنے خاضع بے بس بے اختیار ہونا جسے کل کائنات جمادات نباتات حیوانات ظہور حشرات انسان خاضع ومقھور رہتا ہے وہ ذات کون ہے اور کون ہو سکتا ہے وہ معبود کس نوع کی ہوگی، سب سے بالا سب سے اونچا واعلیٰ ہوگی یا خود انسان ہوگا یا انسان سے بھی گری ہوئی کوئی چیز ہوگی، یا انسان کا ساختہ مولا دریا پرست، گھوڑا درخت ہے جبکہ خود اعلیٰ وارفع اسناد علمی کا حامل کروڑوں انسانوں کی زندگی سے کھیلنے والا جب مندر میں جوتے اتار کر ہاتھ باندھ کر انتہائی انکساری وفروتنی سے خاضع ہو جائے اور ان کی تقریبات میں ایک دوسرے پر رنگ پھینکیں اس طرح مسلمانان پاکستان کے سربراہ اعلیٰ بھی کہیں کہ آئندہ ہمیں بھی ان تقریبات میں بلائیں تاکہ ان کے لئے تبرکات وتحسینات بھیجیں، آپ اس کو دانشور کہیں گے یا تعبیر قرآن کے تحت ﴿إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ کہیں گے۔ دین کا معنی سب سے عظیم ہستی جس سے کوئی مافوق ہستی نہ ہو اس کے سامنے تسلیم ہونے کو کہتے ہیں یہاں سے ایک سلسلہ سوالات کا بھرمار شروع ہوتی ہے آیا سوچ انسانوں کے اذہان میں کیسے آتی ہے مختلف آراء ونظریات پائے جاتے

ہیں انسان عالم اور دانشمند بلکہ عاقل کو چاہیے ان نظریات میں سے جو بھی انتخاب کریں دلیل و برہان سے انتخاب کریں اور اپنے منتخب نظریہ کی اچھائی وخوبی کو دیگران کے سامنے رکھیں اس سلسلے میں بعض یہ نظریات ہیں یہ جہل و نادانی کی وجہ سے انسانوں کے خطورات میں عارض ہوا وہمیات ہیں جنہیں علوم کشفیات نے دھویا ہے اب علم آنے کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہی یہ نظر آنے کے بعد ایک اہل ادیان جنگ کا آغاز ہو گیا اس جنگ کا نام جنگ بین علم و دین ہو گیا ہے اصولی طور پر علم پرستوں کے مقابل میں اہل ادیان یہود و نصاریٰ اور مسلمان کو صف واحد کا اتحادی بنا چاہیے تھا الٹے سے یہود کھلم کھلا علم پرستوں دین سے مزاحمتوں کرنے والوں کے اتحادی بن گئے نصاریٰ بھی کشمش غیر علانیہ ان کے اتحادی بن گئے مسلمان تنہا میدان میں رہے، ان شاءاللہ اس بارے میں ہماری ایک کتاب علم و دین میں جنگ کے نام سے آئے گی۔ یہاں ہم خود دین کا تعارف کریں گے بدقسمتی سے یہود و نصاری یہاں اس جنگ میں علم والوں کے ساتھ جا کے ملے ہیں اپنے مسلمان نے یہاں ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جو سنیوں نے اپنے خلفاء کے مذمت احادیث گڑ ان کو شیعوں کو دیا ہے بغض علی جنہوں نے اہل مذہب کے ساتھ علم پرستی میں شامل ہو کر اپنی عظمت بزرگی علم میں افادیت گڑ کر دیا ہے۔

دین و علم

دین و علم کے درمیان نسبت رشتہ تفاوت امتیازات افتخارات میں قضاوت کس سے کی جائے۔

۱۔ کیا ان دونوں کے درمیان قاضی قضاوت خود حملہ آوروں سے کرائیں یا تیسرے فریق کو دی جائے۔

۲۔ عوامی ریفرینڈم کیا جائے یا کوئی جرگہ بٹھایا جائے

علم والوں سے پوچھتے ہیں علم کو کس نے پیداء کیا جواب متکشفین وسائل ھیات نے پیدا کئے ہر ایک وسیلہ کے الگ مکشف ہے۔ علم نے اپنے حق زحمت حاصل کیا یا عوام اس کے مدلول ہیں۔ علم نے عامۃ الناس کے درمیان تنازعات میں کبھی قاضی بنا ہے جواب نہیں میں ہے یہ ہمارا موضوع ہے۔

علم نے اپنے ثمرات کسی بھی علاقے میں مفت تقسیم کئے ہیں۔علم کبھی بھی نظام اجتماعی پر توجہ دی ہے کوئی ایسا نظام اجتماعی کام کیا جس میں دنیا بھر کے تمام انسان برابری رکھتے ہیں۔دین کا مصنوع کون اللہ ہے۔علم اپنے سے پہلے والوں سے استفادہ کیا ہے یا نہیں۔دینا پھیلانے والوں نے کوئی حق زحمت لیا ہے،فروخت کیا ہے۔دین نے کسی بھی دور مین زندگی کی ایک پہلو کو زیادہ ترجیح دی ہے

اتحد و اتفق علیه بلا ای اختلاف او بلا..علم هو..

اتفق و ما اتفقا

ومن سوء حظ المسلمین و علی کبت شعورهم اتفاق الفریقان التمضاریان و..المبغضان الحاقدان یعنی الشیعه واهل السنة بغیر هما علی التقلید الافیونی حسب التعبیر المارکسین بلا فاللعقل والقرآن ولاعلم الذی یدعون ان یدل الدین۔

’’**بلا ای سناد من حشیش و خسیس**‘‘ایسا کیوں،کیا تقلیدین کوئی شائبہ خیر پایا جاتا ہے’’**لا کلا الف کلا بل هو شر محض بل هو اشر من شر**‘‘۔روزہ کھولنے کے لئے صرف دوتین۔۔۔۔مساوی کیلئے اختلاف جاری رکھا،نماز نفل تمام نفلیات’’**مبتنی بر ادلة تسامح سنن هے وه ضود بلا ای اسناد**‘‘ہے۔

۲۔**یکم شوال ما یسمی بل هو ماتم علی فقدان مقدارات الاسللام و اجازه و اباحته..الفناء و الشرف و تعطیل یوم القییمة علی الاسلام**‘‘علماء ایران مال ملت ایران سے بلا استحقاق ماہانہ کے علاوہ دیگر رعایات سے لینے کے باوجود رقم خطیر برائے نمائندگا عیدی دینے سے یہ غصب حقوق مردم نہیں اور کیا پھر کہتے خوش خوردوں خوش پوشیدن اشکال دار سہولیات میں غیر بوں سے پوچھا پاکستان کی حکومت اپنے۔۔کو اپنے ذمہ عائد تمام حقوق کی جگہ عید میں چھٹی دیتے

ہیں کیوں اس لئے یہ ساختہ کارخانہ احادیث ہے یہ ایک موقع ہے ملت کو ایک سال کیلئے سلائیں۔

تقلید اپنے وضع کردہ اصول عقائد احکام۔۔۔۔احکام جائزانہ کو جاری رکھنے کیلئے سوال استفسار کے دروازے دوبارہ نہ کھولنے کیلئے ایک بڑا ظلم نالہ ہے، صائع خرافات سے پاکستان اپنے فقہ میں لکھتے ہیں تقلید سے بہت فائدہ ہوا ہے۔

دین اور علم :

دین مجرد اعتقاد قلبی و تعقلی نہیں ہے، جیسے انسانوں کے اذہان میں سینکڑوں تصورات و خیالات پائے جاتے ہیں جن کی کوئی افادیت واثرات اس وقت تک نہیں ہوتے چاہے خیر ہو یا شر جب تک وہ عملی ترجمان نہ بن جائیں، وہ اوہام خیالات ترجیحات وتخیلات کی حد تک ہوتے ہیں، اس طرح انسانی اعمال اگر کسی باارزش گراں قدر افکار صحیح پر راسخ وقائم نہ ہوں تو وہ کرکٹ والوں کی ورزش جیسے ہی رہتے ہیں، یہ اعمال اس درخت کی مانند ہیں جو ثمر نہیں دیتا یا اس بادل کی مانند ہیں جو بارش نہیں برساتے چنانچہ عمل بلا اعتقاد خانہ بلا اساس ہے۔ وہ علم جو قابل ترجمان عمل نہ ہو وہ باعث افزودگی نہیں ہوتا۔

دین، علم کے بارے میں کیا کہتے ہیں یا اس کے برعکس علم، دین کے بارے کیا کہتا ہے کے اس سوال میں تدلیس سحر انگیزی ہے کیونکہ علم اور دین دونوں جواہرات میں سے نہیں بلکہ عوارضات میں سے ہیں لہٰذا سوال یوں ہے عالم دین کے بارے میں کیا کہتے ہیں یا دیندار علم کے بارے میں کیا کہتے ہیں سوال اس طرح ہونا چاہیے یہ عنوان دو مفہوم رکھتا ہے اور دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ایک یہ کہ دین علم کے بارے میں کیا کہتا ہے یعنی دین علم کے بارے میں اس آیت کریمہ میں سوال کے جواب میں جیسا کہتے ہیں **يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِر ، يسئلونك عن الكفار والحشر** ، میں ایسا کہیں نہیں دیکھا۔

دوسرا دیندار علم کے بارے میں کیا کہتے ہیں اسی طرح علم، دین کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

۲۔ عالمِ دین، علم کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو اس کیلئے علماء کے مراتب ودرجات حاصل کردہ علم کو

دیکھنا ہوگا وہ کس نوع کا علم رکھتے ہیں اور وہ فی زمان کس کے معلم و مرید بنے ہیں، عالم کی انواع و اقسام ہیں۔

۱۔ علم کمیشن، علم رشوت ستانی، علم سرمایہ سازی، علم شراب سازی، علم جنسیات سازی، علم اغیار سازی، علم روضہ خوانی، علم شعر وغیرہ کے علم کے علماء کہیں گے دین فرسودہ وہمات وخرافات سے انسان کو محدود کرتا ہے۔

۲۔ وہ عالم دین جو فقر و بدبختی میں زندگی گزارنے کو گوارا زندگی سمجھتے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں میرے بیٹے کو بے دین بنا رہے ہیں مسیحی بنا رہے ہیں سارے استاد مسیحی کیمونسٹ ہیں لہذا وہ عالم کہے گا عالم بننے سے جاہل رہنا بہتر ہے۔

۳۔ تیسرا عالم کہتا ہے میں نے آپ کے بچے کو ریاضیات سکھانی ہے کیمسٹری، فزکس سیکھانا ہے صنعت سازی، زراعت سیکھانی ہے تو کہیں مہربانی۔

مسلمین کو علم سے اختلاف نہیں :

مسلمین کو علم سے شکایت نہیں بلکہ علم بہ قیمت دین فروشوں سے اختلاف ہے، ان کا کہنا ایسا علم ہمارے لیے نا قابل قبول نہیں ہے اگر مشرق میں سے یا مسلمانوں میں سے کوئی کہے کہ علم اور دین یکساں ہیں تو یہ زبان نفاق ہے کیونکہ علم کو امپورٹڈ کرنے والے کہتے ہیں دونوں میں تضاد ہے۔ علم رائیگاں کے عادی والوں کا کہنا ہے بہ قیمت دین علم کی فضیلت کی منطق نہیں۔ دین اور علم میں تقابل سلب وایجاب، تضاد وتناقض کا اعلان ماضی قریب میں ہوا ہے۔ غلبہ اسلام کے خلاف یہ ایک مصنوعی تبلیغاتی جنگ ہے۔ نیز اس کا میدانِ مشرق اسلامی ہے۔ مغربی یہودی اور نصرانی نے مسلمانوں کے یہود و نصاریٰ بننے سے مایوس ہونے کے بعد انھیں کم سے کم ملحد بنانے کی خاطر یہودی الحاد کی پشت پر کھڑے ہیں، ورنہ جنگ علم والدین کا مفہوم نہیں بنتا ہے کیونکہ اس وقت دین کا مظاہرہ عالمی سطح پر دین نصاریٰ اور دین اسلام ہے جبکہ دین نصاریٰ اسلام کے مقابل میں دوگنے ہیں نیز مغربی حکومتیں دین نصاریٰ کی سرپرستی کرتی ہیں لہٰذا بطور عمومی دین کے خلاف جنگ کے کوئی معنیٰ نہیں بنتے ہیں ۔

کیونکہ نصاریٰ ہر حوالے سے دنیا پر چھائے ہوئے ہیں، اور اس تجادل کا نشانہ صرف اسلام ہے۔ دین اسلام لوگوں کو ایک ایسی فکر پیش کرتا ہے جو قابل نقاش وجدال اور مباحثہ نہیں اس فکر کو قبول کرنا ناگزیر ہے اور اس حوالے سے انسان کو یہ حق حاصل ہے، چاہے ایمان لائے یا مسترد کرے۔ دین اسلام کے مخالفین کا یہ بھی کہنا ہے کہ علم پہلے فکر پیش کرتا ہے، پھر اس پر مباحثہ مناظرہ مجادلہ کرتے ہیں اس کے تمام اطراف وجوانب پر بحث کرتے ہیں یہ فکر قابل قبول ہے یا نہیں، جبکہ دین لوگوں کو ایک سلسلہ احکامات، ھدایات، دستورات دیتا ہے، وہ قبول کرنے یا رد کرنے میں خود مختار نہیں قبول کرنا ضروری و ناگزیر ہے، اسی طرح کہتے ہیں اصل میں دین اس وقت آیا تھا جس وقت بشر، حیرت، وحشت میں تھا کہ کائنات کی دگرگونی کے ساتھ کیا رویہ اپنائے وہ ہر طرف انسان خود کو ضعیف ناتواں پاتا تھا تو اس وقت دین نے انسان خائف کو تسلی دی ہدایت کی ہے جبکہ علم ہمیشہ مسلسل تحقیقات میں مصروف رہا اور نئے مسائل کا حل نکالا ہے۔ اس اصول کو رد کرتے ہوئے مادیین کہتے ہیں کائنات میں کوئی چیز پیدا نہیں ہوسکتی ہے تو فناء بھی نہیں ہوسکتی ہے اس کا معنی کائنات ہمیشہ سے تھی اور رہے گی یہ قول لافوضیہ نے کہا ہے کائنات میں کوئی چیز پیدا ہوتی ہے نہ فناء۔ مادیین عصر مارکس تک اس نظریہ کے معتقد تھے۔

انسان کے وجود میں دین کا داخلہ۔

۱۔ دین باہر سے انسان کے اندر داخل کیا گیا ہے یعنی انسان بے دین پیدا ہوتا ہے اور دین اس کے اندر باہر سے داخل ہوتا ہے۔

۲۔ دین انسان کے اندر سے نکلتا ہے وہ اسکی عمق ذات سے نکلتا ہے۔

مغربی فلاسفہ اور ان کے ماننے والوں کا کہنا ہے دین باہر سے انسان پر ٹھونسا گیا ہے یہ فکر یورپ میں ضد کلیسا تحریکات سے شروع ہوتے وقت شروع ہوئی ہے۔ انہوں نے دین کو انسان پر ٹھونسنے کے لیے مختلف توجیہات پیش کی ہیں۔ ان کے مقابل میں ایک بڑا گروہ فلسفا علماء طبیعات کا کہنا ہے دین انسان کے عمق ذات سے نکلتا ہے، اس سلسلے میں علامہ ڈاکٹر محمد عبداللہ دراز نے اپنی کتاب الدین میں دونوں نظریات کو موضوعات کے اندر تقسیم بندی کی اور موضوعات بنائے ہیں۔ آپ نے پہلا نظریہ

علماء کونیات اور طبیعیات کا پیش کیا ہے جن کا کہنا ہے فکر دین انسان کے اندر مظاہر کونیات کی دگرگونی سے عارض ہوئی ہے خاص کر فلکیات اور عناصر کی ترکیبات سے پیدا ہوئی ہے ان میں سے مذاہب نفسی انسانی نفس پر تحقیق کرنے والے علماء نے ان بحوث میں انسانوں کے اندر پایا جانے والا عقیدہ الوہیت کو اٹھایا ہے، ان کا کہنا ہے انسان کے لیے یہ ضرورت نہ تھا اور نہ ہی یہ مسئلہ درپیش تھا کہ وہ طبیعت اشیاء اور جمال اشیاء خوفناک حالات پر غور وخوض کرے نہ عالم ارواح میں نظر آنے والے تجربات پر غور کرنے سے یہ فکر آئی ہے بلکہ انسان کا اپنے نفس پر غور کرنے سے اپنی عادی زندگی پر نظر ڈالنے سے ابھری ہے انسان اپنے آپ پر غور کرے تو اس کے لیے کافی ہے کہ اس کا نفس ایک ایسی حقیقت و واقعیت والا اور بالا کی طرف اس کی رہنمائی ہوتی ہے اس فکر کا نظریہ دینے والے علماء میں سے ایک سابانیہ ہے، اس کا نام اوجیت سبانیہ ہے۔

سبانیہ نے فلسفہ دین پر بحث کرتے ہوئے اس کا عنوان عقیدہ الٰہی پر بعض ملاحظات رکھا۔ یہ جو عقیدہ ہے جو انسان کے اندر ابتدائی شعور میں پیدا ہوتا ہے اس کی حساسیت اور ارادہ میں تضاد پیدا کرتا ہے حساسیت اور ارادہ دو چیزوں ہیں جس سے حیات انسان بنتی ہے، حیات انسانی کا نفس درحقیقت دو متناقص حرکتوں پر قائم ہے ایک باہر سے اندر داخل ہوتا ہے اور دوسرا اندر سے باہر آتا ہے، جو باہر سے نفس کے اندر احساسات سے داخل ہوتا ہے اس کو انفعال یا متاثر ہوتا ہے، دوسری چیز نفس انسانی کا اشیاء پر جواب ہے ردعمل اسے ارادہ کہتے ہیں حالت تاثیر نفس اور دوسرا فعالیت نفس ہے یہ دونوں ایک جگہ منطبق یا ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ احساسیت کی کوشش ہوتی ہے کہ ارادہ کو دبا دے جہاں کہیں اندر سے حرکت نکلتے دیکھتا ہے تو باہر سے اسے دبا دیا جاتا ہے، کبھی کبھار ارادہ وہ سخت ردعمل دکھاتا ہے اور بیرونی دباؤ کو رد کرتا ہے گویا اندرونی بیرونی یا عالم نفس اور خارج میں جنگ ختم نا پزیر ہے اور تمام دردوالم فکر و پریشانی اسی سے نکلتی ہیں لیکن نور بھی اسی سے نکلتا ہے یعنی چنگاری نکلتی ہے حیات نفسانی دردوالم ہوش میں آنا یہ سب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے، اگر ہم ان حالات کی طرف نظر کریں گے تو سب چیزیں تناقض سے پیدا ہوتی ہیں اور ایک چیز کا دوسرے پیدا ہوتا ہے رغبت علمی کا انجام جہالت

کا اعتراف ہوتا ہے آخر میں اس کا خاتمہ ہوتا ہے رغبت استتاع خواہشات کو پورا کرنا انسان کے اندر جر ثو ہمہ فنا پیدا کرتا ہے حرص وطمع میں اضافہ پیدا کرتا ہے اطمینان کو فاریغ اور درد والم میں اضافہ کرتے ہیں یہ بات ایک اعلانیہ غلطی ہے کہ انسان اس جنگ سے نجات کے لیے علمی پیش رفت پر زہر دے مشکلات کا حل علمی پیش رفت میں نہیں ہے علم کو انسان کو مخمصہ وتناقضات وسرکشی میں اضافہ کا باعث بنتا ہے، قتل ہلاکت دھما کہ کرنے کے آلات کو علم تیار کرتا ہے یہ نئ علمی ایجاد ایک نئ مصیبت اور ہلاکت کی حالات پیدا کرتے ہیں، ہر علم کی پیش رفت انسان کی آزادی میں غلامی کی زنجیر سے بندھا ہوتا ہے، ہمیں آزادی سے روکتے ہیں، علم اور عمل میں جنگ ہے، فکر وحرکت میں جنگ ہے، اخلاق وقوانین میں جنگ ہے اور اس جنگ کا خاتمہ یاس وناامیدی ہے۔

دین انسان کے اندر سے نکلتا ہے اس نظریہ کے داعیوں میں سے ایک ڈیکارٹ تھا، کتاب الدین تالیف داکتر عبداللہ دراز ص ۱۳۹ اثبات وجود باری تعالی میں ڈیکارٹ کا نظریہ صرف اس حوالے سے قابل قدر ہے کہ اس نے دین کے منبع نفس انسانی بتایا ہے لیکن اصل دین کہاں سے نکلتا ہے، کیسے نکلتا ہے اس کے جواز اور نظریات کیا ہیں اس نے اس پر بحث نہیں کی ہے بلکہ صرف اتنا کہا کہ دین کی اساس نفس انسان وفطرت انسان ہے۔ڈیکارٹ نے عقیدہ وجود باری تعالی کے بارے میں تجربہ نفسی پر اعتماد کیا ہے، اس نے دیگر تجربات پر عقیدہ نفسی کو زیادہ آسان اور قریب قرار دیا ہے اگر کوئی انسان آنکھ پر پٹی لگائے اور کان بند کرے اور اپنا تعلق کائنات اور معاشرہ سے کاٹے اور پھر اپنی ذات کے بارے میں سوچنا شروع کرے اور اپنے افکار وتصورات کو حرکت میں لائے تو وہ عقیدہ توحید اپنے نفس میں پائے گا کیسے ڈیکارٹ کہتا ہے شک اور یقین کے درمیان فرق پر غور کریں یا جہل وعلم یا اپنی کمال ونقص کے بارے میں سوچیں تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ مفکر موجود ہے کمال کا تصور کسی اور سے نہیں ہے کمال کا تصور انسان کے اندر سے نکلتا ہے، اپنے نقص کو دیکھ کر کمال کا تصور کرتا ہے کیونکہ انسان جس چیز کو مفقود نہیں پائیں گے اس کی تلاش میں نہیں نکلے گا، اس کی محرومیت کا احساس نہیں ہوگا کہ مجھے یہ چیز نہیں مل رہی ہے اگر میرے اندر موجود کامل کا تصور نہ ہو تو نقص کا پتہ نہیں چلتا، رغبت

کمال واحد دلیل ہے کہ وہ پہلے نفس کے اندر نقص سے پہلے کمال موجود ہے یہ فکر فکر سلبی نہیں ہے، فکر دو قسم کی ہوتی ہے فکر مثبت یا فکر منفی ظلمت فکر منفی یا فکر سلبی ہے تو حقائق کا جمع ایجاب ہے، جتنے کمال ہیں وہ عرصہ عدم سے نہیں آئے ہیں کیونکہ عدم کوئی خلق نہیں کرتا ہے، عدد کہاں سے بنتا ہے صفر سے نہیں بنتا ہے، جس کمال میں فاقد ہوں اس کی تلاش میں ہوں وہ میرے پاس نہیں وہ مجھے چاہیے لیکن وہ کمال میرے پاس بالقوہ موجود ہے اس کو حاصل کرنے میں مصروف ہوں یہ فکر میرے اندر پائی جاتی ہے۔

پیدائش دین

پیدائش وظہور دین جامع انسانی میں پہلی بار کس تاریخ اور کس جگہ ظہور ہوا اس حوالے سے علماء نظریات ظہور دیانت کے بارے میں مختلف متضاد نظریات پیش کرتے ہیں، بعض علماء ادیان نے کہا، دین فطرت انسانی میں سمویا ہوا خمیرہ شدہ ہے۔ تاریخ ادیان پر لکھنے والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دین انسان کے لئے ضروری اور ناگزیر چیز ہے بشر کسی بھی وقت کسی بھی حالت میں دین سے بے نیاز لاتعلق نہیں رہ سکتا، چاہے وہ انسان ابتداء بشر سے ہو یا عصر معاصر دور ترقی وتمدن کا ہو۔ فکر تصور دین عمق وجود انسانی میں بویا ہوا بیج یا گھاڑا گیا پودا ہے۔ یہ سوال ہی غلط ہے کہ انسان میں فکر دین کب در آئی ہے کیونکہ دین اور انسان دونوں جڑوا پیدا ہوئے ہیں۔ تاریخ ادیان لکھنے والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دین انسان کے لئے ایک امر ضروری اور ناگزیر ہے کوئی بھی انسان انفرادی اجتماعی طور پر دین سے بے نیاز نہیں رہ سکتا ہے چاہے وہ معاشرہ بدو دیہاتی ہو یا شہری فکر تدین انسان کی ذات میں رگڑھا ہوا ہے بشر جب سے پیدا ہوئے جس دین اسکے ساتھ ہے آثار کہن پر تحقیق کرنے والوں کا کہنا ہے کہ جب ہم زمین میں دفنائے گئے ذخائر کی معلومات حاصل کرتے ہیں تو زمین میں بہت سی ایسی چیزیں ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بشر دین سے متاثر تھا اور ان کے ساتھ دینی نشانیاں مل جاتی ہیں، مغربی یورپ شمال کے قبرستانوں میں جہاں بشر دفن ہیں ان کے اردگرد میں ایسے پتھر ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانے کے انسان اپنے مردہ کو دفن کرتے وقت ایک خاص جہت کی طرف رکھتے اور ان کے ساتھ بعض چیزیں دفناتے تھے۔ ان تحقیقات کرنے والوں کا کہنا ہے کہ انہیں

کوئی بھی معاشرہ نہیں ملتا جس کا کوئی دین نہ ہو لہذا کسی شخص یا کسی ٹولے کا اس کے خلاف ہونا اس اصول کا نقص نہیں بنتا ہے، انسانوں کی اکثریت دین کی قائل تھی گرچہ گروہ ملحد کیوں نہ ہوں۔ برسون نے کہا ہے ماضی اور عصر معاصر میں بہت سے ایسے معاشرے اور گروہ ملتے ہیں جن کے پاس علم وفن و ہنر نہ رہا ہو فلسفہ نہ پڑا ہو لیکن ایسا کوئی اجتماع نہیں ملتا جن کے پاس کوئی دین نہ ہو۔ دراست ادیان کے طالب علم محقق اور تحقیق کرنے والے استاد لا ہوتی المعنی رودلف اوتو متوفی ۱۹۳۷ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے فکر تقدس دینی ایک وسیع واضح صورت میں ہر زمانے سے موجود تھی۔ قدامت دیانت کے بارے میں جاننے کے شائقین شاہنیوں کے سامنے یہ سوال کہ بشر میں فکر تدین کب سے آئی ہے بڑھتی ہوئی ترقی تمدن دیگر گوں علوم کی پیش رفت میں اس دین کا انجام کیا ہوگا ان کا کیا وظیفہ ہے دینداروں کی انفرادی اور اجتماعی طور پر کیا ذمہ داری ہے۔ آیا فکر تدین پہلے سے بشر میں تھی یا بعد میں بشر میں آئی ہے اٹھارویں صدی کے مصنفین مؤلفین جنہوں نے انقلاب فرانس کی بنیاد رکھی انہیں نے لکھا ہے فکر دین ایک نئی ایجاد شدہ تنظیم ہے انھوں نے اپنے اغراض کو بشریت پر ٹھانسا ہے۔ اس سلسلے میں فولتر کا کہنا ہے بشر نے ایک طویل عرصہ مادی زندگی گزاری ہے خالص والی نہیں وہ کاشتکاری، نجاری، معماری، لوہاری اور تجارت میں مستغرق تھے فکر دینی فکر روحانی ان میں بعد میں آئی ہے بلکہ یہ کہنا درست ہے فکر اللہ پرستی یہ مکار، حیلہ گر، دھوکا باز کاہنوں قیسیسیوں کی اختراع کردہ ہے۔ انہیں کوئی بعض ثنیف، پست، احمق، جاہل اور نادان تصدیق کرنے والے ملے ہیں، اسی طرح جان جانکروسو نے بھی کہا ہے مگر قانون اس کی قیمت نہیں جو افراد زمین پر جتنا قبضہ کر سکے کر لیا جی بھر کے قبضہ کیا بہت مال و دولت بنائی انہوں نے اپنے مال و دولت کو بچانے کے لئے دین کو اختراع کیا ہے ایک نظام و قانون بنائے تا کہ سادہ عوام کو دھوکہ دیدیں فقراء کو اپنی فقر و بدبختی میں محدود رکھیں۔

دیانت مولود اجتماع ہے یہ نظریہ دورکائم یہودی فرانسیسی جو ۱۸۰۸۔۱۸۱۷ کے زمانے میں تھا اس نے علم اجتماع میں تخصص کیا تھا بعد میں قائد و رہبر علم اجتماع بنا۔ اس نے کہا ہے اصل دین اخلاق ہے باقی تصورات زمانی و مکانی مولود و اختر ع اجتماع ہیں دورکائم اور اس سے پہلے دو یہودیوں نے ایک پوشیدہ

سری منصوبہ خصوصی انتخاب کیا تھا۔

دین علم پر قائم ہے دین لوگوں کو جبر و اکراہ یا اغفال و اغما سحر و جادو سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں ہوشیار رہنے کی دعوت دینے کے ذریعے قبول علوم پر قائم ہیں یا تفکر و تدبر کے بعد فیصلہ کرنے کا دعوت دیتے ہیں۔ دین علم پر قائم ہے نیز دین بتائے گا کس علم کو سیکھنا ہے۔ دوسرا سوال علم عین دین ہے یا ضد دین ہے علم عین دین نہیں لہٰذا بے دینوں کا راج ہے اس لیے علم ضد دین چلایا ہے۔ یہ تصور اٹھارویں صدی کے دین سے بدظن بدگمان نفرت ہونے والوں کا ہے دین سے نفرت دین سے کراہت ہونے کی دین سے کیوں نفرت ہو جائیں سوائے یہ سوال کھولنے تحلیل کرنے کی ضرورت ہے خاص کر دنیا میں اس وقت تین ادیان کے داعی ہیں ا۔ دین یہود ۲۔ دین نصاریٰ ہے ۳۔ دین اسلام ہے ان تینوں میں سے کون سا دین ضد علم ہو سکتا ہے جن لوگوں نے یہ خبر اڑائی ہے، پہلے کہاں سے اڑائی ہے انہوں نے خود کس دین کو نظر میں رکھ کر یہ فکر اڑائی ہے یقیناً انہوں نے اس کے متعلق کہا ہوگا جس کو وہ لوگ جانتے ہیں۔ پہلی مرتبہ یہ خبر مغرب میں نشر ہوتی ہے مغرب میں اسلام نہیں تھا وہاں دین نصاریٰ تھا لہٰذا وہاں کی اصل صورت حال سے آگاہی ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ایک کتاب فاضل محترم نے عقیدہ و اثار ہا فی بناء الجعل یہ ہے العداء بنی العلم و دین کے عنوان کے تحت آیا ہے۔ یہ اس وقت یہودی حکومت کے قیام سے مایوس ہونے کے بعد کہ ہم لوگوں کو یہودی نہیں بنا سکتے کیونکہ یہودی انبیاء سے جنگ انبیاء سے اختلاف انبیاء سے سرکشی اور دین سے بغاوت کے مظاہر کی وجہ سے لوگوں نے یہودی ہونا پسند نہیں کیا، جس طرح مصر و ایران میں قائم حکومت اسماعیلی کا دین سے کھیل دین کو نیچے کرنے دین سے آزادی چاہنے دین سے رہائی چاہنے کی وجہ سے لوگوں نے اسماعیلی دین سے نفرت کی ہے اب اسماعیلیت پھلنے پھولنے کی گنجائش ختم ہوگئی وہ اب معاشرے میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے چنانچہ آغا خان اوّل جب پہلی بار ہندوستان آیا تو وہ خود کو اسماعیلی ظاہر کرنے سے گریز کرتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اسماعیلی پہلے دن سے دائیں اور بائیں بازوؤں میں تقسیم تھے بائیں کو قرامطہ کہتے جو دین کا مذاق اڑانے والے تھے چنانچہ ان لوگوں نے بلتستان میں اپنے

مراکز قائم کرنا چاہے تو یہاں اپنے ملازمین کے لئے ایک جماعت خانہ کی ضرورت پیش کر کے جماعت خانہ بنایا بلتستان میں مراکز تعلیم سکردو تھا یہاں بازار سے قریب ایک جگہ کشمرا اور دوسری جگہ کھچوں نامی جگہ تھی یہاں بلتستان میں دو مقتدر عالم رہتے تھے، ان دونوں نے انہیں اپنے دل میں جگہ دی یہاں سے ان دونوں نے ان کے منشور کا استقبال کیا، جماعت والے اب رگ وخون عام و خاص میں مثل بکٹیریا داخل ہوتے ہیں اب انہیں کسی کے دل سے مومن حقیقی ہونے کا پتہ چلے تو اس کی خیر نہیں لیکن باہر دیکھا اندر سے منافق والے ملے ان کو انہوں نے پکڑ لیا کہ یہ ہمارے کام کے ہیں۔

غرض مسیحیوں کا مزاج تھا ان کے دین کا کاروان ۳۲۰ کو روم کے شہر نیقیہ میں انحراف کے راستے پر تھا رفتہ عالم ایک طرف سے اللہ کا جو تصور کلیسا پیش کر رہے ہیں اور کلیسا اس تصور کے محافظ کے عنوان سے بدترین آمریت واستبدادیت چلا رہا ہے کوئی لوگوں کے گناہ کا سودا کر رہا ہے کوئی جنت کا سرٹیفیکیٹ حسب خواہش دیتے رہے اور آدم کی خطاء امت کے گردن پر لگانے کی بات کر رہے تھے۔

استبداد جہاں بھی ہو اس کو گرانے کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں ایک اقتدار پر قابض شخص کو کسی نہ کسی طریقے سے ہٹایا جائے، دوسرا جو فکر وسوچ جس کی بنیاد پر وہ قابض ہے اس فکر اور سوچ کا حل دیتے ہیں اس کا بے اساس ہونا عیاں کرتے ہیں چنانچہ یورپ میں لوثر نامی شخص نے ۱۰۴۶ میں کلیسا کے خلاف آواز اٹھائی آپ ہمارے وطن اسلامی میں آنکھ کھول کر دیکھیں ہم مسلمانوں کے ہاں رائج دین بھی کلیسا کے پیش کردہ دین جیسا بن گیا ہے، ہم ان سے مختلف ہیں یا درمیان کی صورت حال میں ہیں۔ اسماعیل صفوی نے ایک نقاب اثنا عشری بنایا، اسماعیلیوں کے چہرے پر اثنا عشری کا نقاب لگایا جبکہ عقیدہ وہی عقیدہ اسماعیلی ہے اس کا نام اثنا عشری رکھا ہے، جس طرح یہودیوں نے لوگوں کو یہودی بنانے سے مایوس ہونے کے بعد لوگوں کو الحاد کی طرف دعوت دینا شروع کی، اگر خالص دین میں خرابی و برائی اور نقص وعیب کو بنیاد بنا کر اسکی وجہ سے نفرت ہوئی تھی تو اسے کلیساء تک محدود ہونا چاہیے تھا۔ انھوں نے کلیساء کا نام لے کر کل ادیان سے جنگ بلا امان کا اعلان کیا لیکن ارادہ الٰہی دین کی صدا کو نہ مٹنے نہ بجھنے کا تھا تو وہ مٹا نہیں سکے نہ بجھا سکے غرض دین سے جنگ گرچہ اٹھارویں صدی

سے بتاتے ہیں لیکن اس تضاد کا یا دین کے خلاف جنگ کا اعلان اخوان صفاء نے چوتھی صدی میں کیا تھا۔ان کا کہنا تھا دین کو علم سے شست وشو دھونے کی ضرورت ہے چناچہ اخوان صفاء نے علم کے نام سے دین کو دھونے کی درس گاہیں بنائیں انکا نام دینی درس گاہیں یا مدارس دینی رکھا، جس میں صرف علم ہی سکھائیں گے کونسا علم سکھائیں گے، وہ علم جو اسلام آنے سے پہلے عرب بدو بولتے تھے، عربی کلمات پر قرأت صحیح طریقے سے کریں یعنی جیسے بلوچی ، پنجابی ،سندھی ، پشتو، بلتی، نگری، گلگتی ، انگریزی بولنا سیکھنے کیلئے انگریزی کی طرح ان زبانوں کی کلاسز میں شرکت کرتے ہیں اسی طرح عربی بول چال آنا چاہیے انگریزی اس لیے سیکھتے ہیں کیونکہ انگریزوں نے کہا ہے ترقی کرنے کیلئے انگریزی سیکھنا ضروری ہے، ملک میں انگریزی بولنے والے بہت نکلے ہیں جو ایک دوسرے سے سبقت لیتے ہیں انگریزی بولنے میں عمران کا نواز سے مقابلہ عمران کا بلاول سے مقابلہ بلاول کا زرداری سے مقابلہ ہے سب کا اتفاق ہے انگریزی سب سے زیادہ اچھی بلاول بولتا ہے بلاول پاکستان میں ترقی کیلئے آخری تجربہ ہے کیونکہ اس کے بار بار اعلان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پاکستان میں کوئی مسیحی یا ہندو حکمران لانے کا عزم رکھتا ہے۔دینی مدارس کا بھی یہی حال ہے وہ سمجھتے ہیں کہ عالم دین بننے کے لئے عربی آنی چاہیے جس کو نحو آتی ہے وہ بہت بڑا عالم ہے، اسی طرح ایک علم اصول فقہ سے ہے یہ سب سے اہم علم ہے مجتہد بننے کیلئے یہ علم سیکھنا ضروری ہے اس کے بغیر دعویٰ اجتہاد نہیں کر سکتے ہیں اس علم کی خوبی یہ ہے کہ احکام شریعہ بتانے کیلئے اللہ کی کتاب سے بے نیاز کرتا ہے دین وشریعت سے بے نیاز کرتا ہے۔دین وشریعت سے غیر مربوط درس گاہ پر دینی مدارس کا بورڈ لگانے کی وجہ سے این جی اوز کو اعتراض ہے یہ کیا ہو گیا ہے ہم سے پیسہ بھی لے لیا اور بورڈ دین کا لگاتے ہیں ہمیں یہ منظور نہیں ہے۔

وہ عالم دین، عالم فرہنگ ، عالم کیمیائی ، عالم ریاضی ، اقتصادی ، سیاسی ، عاص نادانی سب دیکھ سکتا ہے جس میں اگر سب ایک دو ہزار مخلوط اجتماع نے لاتعداد روایت کیا ہے تو کافی ہے چاند حساب ریاضی مائکروسکوپ سے دیکھنے سے روزے نہیں کھل سکتا ہے چاند ختم نہیں چاند اسی مدار میں بند ہوتا ہے جب

مدار سے باہر نہ آئیں نہ دیکھیں حکم لاگو نہیں ہوتا۔ جس طرح علماء کی مفادات چاند سے جیسے وہ ایک اور فائدہ اور کھاتہ حاصل کرنا ہے۔ فطرہ کے نام سے۔

علم حس اگاہر کنجکاوی حس فطرت انسان ہے کہ وہ محتاج امر و نہی رکھتا ہے لیکن انسان کے اندر بہت سی فطریات پائی جاتی ہیں ان میں بعض افراط و تفریط زیان ہیں اسے تعدیل توازن میں رکھنا ضروری اور ناگزیر ہے بطور مثال بقاء زندگی کے لئے کھانا پینا ضروری ہے جس کے لئے ہدایت کی ضرورت نہیں بچے کو جب ضرورت ہوتی ہے تو روتا ہے بڑے کو جب ضرورت ہوتی ہے تو خود تلاش کرتا ہے، جس طرح کھانے کے لئے اجر و ثواب امر و نہی نہیں ہوتی اس طرح عمل جنسی ازدواج فطری ہے یہاں امر و نہی اجر و ثواب نہیں ہوتا ہے اسی کے بڑھنے سے فوائد پیدا ہوتے ہیں تو تعدیل توازن کی صلاحیت ہے لہذا علم بھی ایسا ہی ہے وہ ہدایات کی ضرورت رکھتا ہے محتاج نہیں ہے لہذا اکثر و بیشتر فضیلت علم سے متعلق منسوب احادیث مجہول الحال و مشکوک ہیں شاید نادان علماء کی جعل کردہ ہیں یا مشنری سکول سے نفرت کرنے کی وجہ سے وضع کی گئی ہیں چنانچہ موضوعات مصنوعات لکھنے والوں نے ان احادیث کے متن و سند دونوں پر تنقید کی ہے۔

حرف ر

رجعت :

کتاب مقائیس ابن فارس ۳۹۵ ج اص ۵۱۲ پر آیا ہے ر۔ ج۔ ع اصل کبیر مطرد منقاس بدل علی رد و تکرار تقول رجع یرجع رجوعا اذ اعاد و رجع الرجل امراتہ و جعی مرجعہ طلاق شدہ زوجہ کی طرف دوبارہ رجوع کرنے کو کہتے ہیں

مصطلح عقائد میں انسان مرنے کے بعد دوبارہ اس دنیا میں واپس اانے کو رجعت کہتے ہیں یہ عقیدہ مذاہب فاسدہ خاص کر براھمہ کا مذہب ہے اس رجوع کو مصطلح عقائد میں تناسخ کہتے ہین وہ دیکھیں عقائد امامیہ رجعت عقیدہ نمبر ۳۲، صاحب کتاب نے اس عقیدے کے ماخذ و مصدر کو اہل بیت اطہار سے وارد روایات سے استناد کیا ہے ان سے وارد روایات میں آیا ہے کہ اللہ ایک مردہ قوم

کو دوبارہ دنیا میں اسی شکل میں واپس لائے گا اور ایک قوم کو عزت ملے گی ایک قوم ذلیل ہوگی ظالمین سے اہل باطل سے اہل حق بدلہ لیں گے مظلوم ظالم سے بدلہ لیں گے یہ دور قیام امام مہدی وآل محمد میں ہوگا۔اس میں واپس پلٹنے والے دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ جن کے ایمان اعلیٰ درجے پر پہنچے ہیں اور دوسرا گروہ وہ ہے جن کی شقاوت آخر تک پہنچی ہے انہوں نے اس کیلئے سورہ مومن کی آیت نمبر ۱۱ سے استناد کیا ہے۔

مواخذہ : ۱۔ عقائد انہیں کہتے ہیں جن پر ایمان لانے کا حکم دیا ہو، ایمان لانے کا حکم صرف اللہ ہی دیتا ہے کیونکہ وہ مالک ہے، نبی عقیدہ جعل نہیں کر سکتے ہیں آئمہ سورہ نساء کی آیت ۱۶۵ کے تحت حجت نہیں ہیں۔آپ پہلے مہدی کے وجود کو ثابت کریں کہ امام حسن عسکری نے کسی اجتماع میں اہل عدول کے محضر میں فرمایا ہو کہ یہ میرا فرزند میرے بعد حجت ہے جو حجت ہو وہ اپنے بعد حجت معین نہیں کر سکتے ہیں۔نبی اپنے بعد حجت معین نہیں کر سکتے ہیں چہ جائیکہ امام اپنے بعد حجت معین کرے۔حجت اسے کہتے ہیں جو دلائل و براہین سے قانع و مطمئن کرے جسے لوگوں نے دیکھا ہی نہیں وہ کیسے اللہ کی حجت ہوگی۔

۲۔کائنات سفلی سے اولیٰ کی طرف جاتی ہے نیچے سے اوپر کی جانب جاتی ہے اسفل سے اعلیٰ کی طرف جاتی ہے یہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف پلٹانا ہے

۳۔قرآنی آیات کے تحت حساب کا دن یوم القیامۃ ہے یوم القیامۃ سے پہلے حساب کتاب نہیں ہے یہ ان آیات سے متصادم ہے۔؟؟؟(آیات لکھنی ہیں)

یہ جو ایک گروہ کا کہنا ہے آپ کے خیال میں گروہ کتنے ہونگے دس ہزار، بیس ہزار۔

اسی طرح کاملین اور شقاوت والوں کا کیا معیار اور کسوٹی ہے، آدم سے لے کر اس وقت تک کتنے خلائق گزرے ہونگے۔آپ نے ہر حدیث کو عقیدہ بنایا ہے چاہے وہ حدیث صحیح ہی نہ ہو۔ایک پائے کے عالم ہوتے ہوئے پہلے اپنی حدیث کے چہرہ کو بنانا تھا

رزق :

باب اعتقاد ۲۴۱ (۲۴ ذیقعد ۱۴۴۲ھ)

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ رزق ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے قرآن کریم میں اپنے بندوں سے اپنی ربوبیت اور الوہیت کے لئے بندوں کو ملنے والی ارزاق سے استنا کرتے ہوئے فرمایا یہ جوارزاق تمہیں مل رہی ہیں وہ تمہیں کون دیتا ہے یہ سب کس نے پیدا کیں ہیں۔ علماء وجوہ والنظائر نے رزق کے مصادیق میں کم وکیف کے اختلاف کے ساتھ وجوہات بیان کیں ہیں ان کتابوں میں سے ایک کتاب وجوہ القرآن تالیف اماعیل بن احمد نیشاپوری ت ۴۳۰ق ص ۲۲۰ پر لکھا ہے قرآن میں رزق کے نو مصادیق ہیں۔

۱۔رزق بمعنی عطاء بقرہ ۶۰، بقرہ ۳، اعراف ۱۶۰

۲۔طعام ابراھیم ۳۲، بقرہ ۲۵، مریم ۶۲، صافات ۴۱، ص ۵۴

۳۔جنت بقرہ ۲۱۲، عمران ۳۷، غافر ۴۰

۴۔حوت انعام ۱۴۰، یونس ۵۹

۵۔ اماکن ھود ۸۸، نحل ۷۵، نحل ۷۱

۶۔مطر غافر ۱۳، ذاریات ۲۲، جاشیہ ۵، واقعہ ۸۱

۷۔الحسنہ طٰہ ۱۳۱

۹۔ ثواب الطلاق

رازق العباد۔

وجود باری تعالی پر ایمان لانا ضروری اور نا گزیر ہونے کے باوجود اس کو بحث عقائد میں نہیں لاتے ہیں حالانکہ اللہ سبحانہ اپنی ربوبیت کے دلائل میں ہیں بندوں کی ارزاق سے استناد کیا ہے یہ جو ارزق تمکھاتے ہو وہ کہاں سے آتا ہے ایات کثیرہ اس مدعی کو ثابت کرتی ہے

جن وانس حیوان حشرات غرض تمام ذی رزق سے زندہ رہتے بعض کی ارزاق نباتات بعض کی ارزاق دیگر حیوانات بعض خود اپنے جنس کو کھاتے ہیں تمام حیوانات میں سے مچھلی کی غذا خود مچھلی ہوتی ہے انسان بھی مچھلی کھاتے ہیں اس کے باوجود اس کا سلسلہ ختم نہیں ہوا ہے تبارک اللہ احسن

العقائد میں اس کے بارے میں تفصیل سے بحث تلاش ایت حق افاق حیوانات میں بیان کرتے ہیں۔ حیوانات حشرات سے لیکر فیل وانسان محتاج غذا ہیں۔ سورہ ھود ۷ ہر بندہ کا رزق اللہ دیتا ہے لیکن ارزاق کی نوعیت کیا ہے کہاں سے آتا ہے یہ خود اپنی جگہ محیر العقل وحیرت انگیز ہے۔ کتاب حیوان دہری جلد اوّل ص ۲۵٦ پر آیا ہے ثعلب لومڑی کے بارے میں لکھتے ہیں بھیڑیا لومڑی کا شکار کرتا ہے۔

مقائیس ج ا صفحہ ۴٦۲ میں آیا ہے ر۔ز۔ق <u>اصل واحد یدل علی عطاء القوت، ثم تحمل علیہ غیر القوت فالرزق: عطاء اللہ جل ثناوہ، ویقال: رزقہ اللہ رزقا:</u> رزق اسم ہے رزق معاش میں انحصار اللہ کو کہا جاتا ہے، جس طرح انسان کا اصل وجود اللہ سبحانہ کی ایجاد و تخلیق ہے اسی طرح اسکی بقا و دوام کا قوام بھی اسی کی طرف سے ہوتا ہے تنہا انسان نہیں بلکہ تمام ذی روح زمین کے اوپر یا اندر رہنے والوں کی قوت اللہ دیتے ہیں۔ رزق کو کبھی آسمان کی طرف کبھی زمین کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ جیسا کہ ذاریات ۲۲ ﴿﴾ رزق آسمان میں بتایا ہے، حج آیت ۲۱ میں رزق کو زمین میں بتایا ہے۔ ہود ٦، عنکبوت ۱۷، انعام ۳۸ میں مخلوقات کے ارزاق کی کفالت اللہ سبحانہ نے اپنے شئون ربوبیت میں گنی ہے، یہاں سے معلوم ہوتا ہے رزق صرف کھانے والی چیزوں کو نہیں کہتے ہیں۔ رزق کے عناصر ترکیبی کئی چیزوں سے بنتا ہے۔

۱۔ زمین ہے، جتنی سبزیاں حبوب یا میوہ جات زمین سے نکلتے ہیں۔

۲۔ پانی آسمان سے آتا ہو یا زمین سے نکلتا ہو۔ آسمان میں پانی زمین سے اٹھا کر سحاب سے نازل کرتے ہیں طہٰ ۵۳ ﴿﴾ حج ٦۳ ﴿﴾ فاطر آیت ۲۷ ﴿﴾

۳۔ زمین اور پانی دونوں ملا کے ارزاق پیدا کرتا ہے سے جو بنتا ہے جو کاشتکار بوتے ہیں جو زمین سے اگتا ہے لیکن اسے کون اگاتا ہے؟ انعام ۱۴۱ ، واقعہ ٦۴ ﴿﴾

۴۔ عمل انسان سعی وکوشش " وان لیس لانسان الاماسعی "

۵۔ عنصر پنجم عنصر رزق خور یعنی کھانے والا ہے، یہاں یہ رزق انسان کو پہنچتا ہے اس میں

انسان کا کردار ہوتا ہے منفق ارزاق ہے یا کسی کی زحمت سے حاصل شدہ ہے یا استحقاق عمل یعنی مزدوری ہے یا کاروبار سے آیا ہے، فی سبیل اللہ کے حصول کیلئے زحمت نہیں کرتے ہیں۔

رزق انسان تک پہنچنے کے ذرائع:

ا۔مقدر: اللہ خود کسی نہ کسی طریقے سے پہنچاتا ہے۔

۲۔خود کسب کرتا ہے۔

۳۔چوری ڈاکہ سے دوسروں کی کمائی چھینتا ہے۔

رزق کی بحث عقائد میں اس لئے لائے ہیں تا کہ تجزیہ کریں آیا رزق انسان کو مقدر شدہ جگہ سے آتا ہے یا اسے خود انسان کسب کرتا ہے۔

کتاب وجوہ القرآن اسماعیل بن احمد حیری نیشاپوری ص۲۲۰ تا ۲۳۰۔ رزق کے لئے نو مصادیق بیان کیے ہیں۔

ا۔عصاء: سورہ بقرہ آیت ۶۰ ﴿وَ إِذِ اسْتَسْقى مُوسى لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتا عَشْرَةَ عَيْناً قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُناسٍ مَشْرَبَهُمْ كُلُوا وَ اشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَ لا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدينَ﴾ سورہ اعراف آیت ۱۶۰ ﴿أَوْحَيْنا إِلى مُوسى إِذِ اسْتَسْقاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِبْ بِعَصاكَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتا عَشْرَةَ عَيْنا﴾

۲۔طعام: سورہ بقرہ آیت ۲۵ ﴿رُزِقْنا مِنْ قَبْلُ وَ أُتُوا بِهِ مُتَشابِهاً وَ لَهُمْ فيها أَزْواجٌ مُطَهَّرَةٌ وَ هُمْ فيها خالِدُونَ﴾ سورہ مریم آیت ۶۲ ﴿لا يَسْمَعُونَ فيها لَغْواً إِلاَّ سَلاماً وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فيها بُكْرَةً وَ عَشِيًّا﴾ سورہ صافات آیت ۴۱ ﴿أُولئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَعْلُومٌ﴾ سورہ ص آیت ۵۴ ﴿إِنَّ هذا لَرِزْقُنا ما لَهُ مِنْ نَفادٍ﴾ سورہ ابراہیم آیت ۳۲ ﴿اللَّهُ الَّذی خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَراتِ رِزْقاً لَكُمْ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهارَ﴾

۳۔رزق الجنۃ: سورہ غافر آیت ۴۰ ﴿فَأُولئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فيها بِغَيْرِ حِسابٍ

﴾

۴۔میوہ جات:سورہ آل عمران آیت ۳۷﴿قالَ یا مَرْیَمُ أَنَّی لَکِ هذا قالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ یَرْزُقُ مَنْ یَشاءُ بِغَیْرِ حِساب﴾

۵۔حوت:سورہ کھف آیت ۶۳﴿قالَ أَ رَأَیْتَ إِذْ أَوَیْنا إِلَی الصَّخْرَةِ فَإِنِّی نَسیتُ الْحُوتَ وَ ما أَنْسانیهُ إِلاَّ الشَّیْطانُ أَنْ أَذْکُرَهُ وَ اتَّخَذَ سَبیلَهُ فِی الْبَحْرِ عَجَباً ﴾

ہر وہ چیز جو زمین پر چلتی ہے اس کو رزق اللہ دیتا ہے۔

آیات حق بینی سے رزق ہے

تمہاری اموال میں سائل ومحروم کا بھی حصہ ہے معارج ۲۰۔۲۴

پہلے رزق کا معنی مفہوم واضحکرین طلاق ۲ شعراوی ص ۱۰۷۹ پر آیا ہے۔

رزق ہر وہ چیز جو انسان کے فائدے میں وہ رزق ہے جس سے انسان رزق بناتے ہیں

۱۔قوۃ بدن رزق

۲۔حکمت ودوراندیشی رزق

۳۔علم رزق

۴۔تواضع رزق ہے

۵۔میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے رزق

۶۔ ہر وہ چیز جو انسان کی زندگی کو چلانے میں معاون ہے وہ رزق ہے۔

انسان کے پاس ایک کھانے پینے کا رزق ہے دوسرے پاس لباس تیسرے کے پاس رہائش بنانے کا وسائل ہے چوتھے کے پاس پانی صاف کرنے کا رزق ہے لباس بنانے کا مال ہے اس کو عربی میں رائسالما کہتے ہیں انسان کے پاس مال نہیں لیکن صحت وعافیت ہے مال کسب کرسکتا ہے وہ رزق ہے

تکوین الرزق رزق کیسے تکون پاتے ہیں

سورہ منافقین ایت ۱۰ کی تفسیر میں شعراوی ص ۱۰۴۸۴ پر آیا ہے عناصر رزق

۱۔حرکت انسان حرکت محتاج طاقت وقدرت سے وجود میں آتا ہے یہ حرکت کسی فکر غرض وغاایت کے تحت حرکت میں آئی ہے اس میں انسان کے جوارح پاؤں ہاتھ آتا ہے دل پاؤں ہاتھ تینوں مخلوق اللہ سبحانہ ہے حرکت روئے زمین پر ہوتی ہے انسان زمین سے پیدا ہوئے ہیں وہ زمین ہی پر حرکت کرتے ہیں رزق رزق اللہ ہے

رزق کسب خالص انسان نہیں بلکہ اللہ کے عطا کردہ اعضاء وجوارح سے بنا ہے اعضاء و جوارح وجوانح دونوں اللہ کے عطا کردہ ہبہ اس کے باوجود انسان کی طرف نسبت دیا ہے۔

۲۔زمین سے رزق نکلتا ہے وہ خالص ملک اللہ ہے انفاق تفقت السوق

خود انسان اپنا مالک نہیں ہے نفس خود اللہ کا ہے زمین اللہ کی ہے پانی اللہ کا ہے۔

روح :

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ روح ہے یہ کلمہ بحث عقائد میں چند جگہ موضوع بحث بنتا ہے

۱۔سب سے پہلے روح جسم مادی میں ہوتے ہوئے رویئت بصری میں نہیں آتی ہے یہاں سے وجود باری تعالی کے منکرین جب اللہ کے وجود رویئت میں نہ اانے کی دلیل بنا کر اصل وجود باری تعالی سے انکار کرتے ہیں تو اللہ پرستان ان سے کہتے ہیں تم ہارے جسم میں روح ہے نظر نہیں آتی ہے کیوں کیسے مانتے ہو جسم سے نکلنے کے بعد عالم برزخ میں منتقل ہوتی ہے لہٰذا بحث وجود باری تعالیٰ میں بطور دلیل پیش کرتے ہیں، روح کو انسان کے اندر ایمان بغیب ایمان ماورائے حس کے طور پر پیش کرتے ہیں، اور مادیوں کے عدم رویت اللہ کے جواب بطور نقص پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں تمہارے اندر روح تمہیں نظر آتی ہے لہٰذا ضروری نہیں ہے کہ ہر موجود نظر میں آئے ہر انسان روح رکھتا ہے لیکن نظر میں نہیں آتی ہے۔

۲۔دوسری کائنات ازلی ہے خود بخود وجود میں آئی ہے۔ان سے سوال ہے یہ روح کیسے وجود میں آئی اور کون اسے وجود میں لایا۔

۳۔دین سے کھیلنے والوں اوراس میں تشکیک پھیلانے والوں نے معاد میں ایک نئی بحث چھیڑی کہ قیامت میں معاد ارواح ہوگی یا جسمانی ہوگی یہ بحث منکرین قیامت نے عقیدہ قیامت کو ہلکا سستا یا متنازعہ بنانے کے لیے چھیڑی ہے انہوں نے ان مسائل کو اٹھایا کہ حساب کتاب سزاو جزا روح کی ہو گی معاد روحانی ہوگی یا جسمانی۔

ا۔ایک حقیقت اور واقعیت ناطقہ بلاشک وتردید ہے۔

۲۔دوسرا اس کی حقیقت اصل کیا ہے ۔

اس لیے یہودیوں نے نبی کریمؐ کو مسائل مشکلہ میں پھنسانے کیلئے جو مسائل اٹھائے ان میں سے ایک روح کو اٹھایا تھا سورہ اسراء ایت ۸۵ میں اللہ سبحانہ نے جواب میں فرمایا روح ایک مخلوق حق سبحانہ ہے تمہیں جو قوت وقدرت فہم دی ہے وہ بہت کم ہے۔ قرآن کریم میں کلمہ روح اس مقوم انسانی کو کہا ہے جس سے انسان موجودی متحرک بنتا ہے اوراس کے چھیننے کے بعد اس کا جسد کچھ دیر کے بعد سخت ہوجاتا ہے اور پھر راکھ مٹی بن جاتی ہے قرآن کریم میں جبرئیل امین وحی کو روح کہا ہے حضرت مسیح کو بھی روح کہا ہے۔

حیات کیسے شروع ہوئی اگر اس سوال کا جواب نفی میں آئے کہ ہمیں معلوم نہیں تو ہم آگاہ کریں گے کہ ہمارے پاس ایک فارمولا ہے حیات کیسے ختم ہوتی ہے وہ بھی پتہ نہیں کیسے ہوئی اس وقت دید قوت ادراک نہیں رکھتے ہیں لیکن اللہ سبحانہ حیات کیسے ختم کرتے ہیں اس نے ہمیں دکھایا ہے جسے دیکھنے کے بعد پتہ چلے گا حیات کیسے شروع ہوئی، نقص ختم حیات خروج روح سے ہوا ہے تو شروعات حیات دخول روح سے ہوئی ہوگی اور سب سے پہلے انسان سے روح نکلنے کے بعد جسم سخت ہوجاتا ہے اور رفتہ رفتہ پہلے حالت مٹی ہوجاتی ہے۔

مراحل تخلیق شعراوی ج۵ص۲۸۱۶ **اصل الخلق ما اخلطئه الحق بتراب بعد الخلط الماء بتراب حار ولینا** جب دلہن کو کچھ عرصے کے لیے چھوئیں تو حماء مسنون ہوجائے گا پھر صلصال ہوجائے گا پھر یہ قالب ہوا اس میں حرکت نہیں حرکت اس وقت آئی جب نفخ روح ہوا حجر

۲۹۔

مقائیس اللغۃ صفحہ ۴۹۴ پر آیا ہے

” روح : الراء والواو والحاء اصل کبیر مطرد یدل علی سعة و فسحة و اطراد.و اصل[ذالک] کلمه الریح، واصل الیاء فی الریح والواو ، و انما قلبت یاء لکسرة ما قبلها.“

قرآن مجید میں روح کے دو معنیٰ بیان ہوئے ہیں ایک بمعنیٰ راحت سورہ واقعہ آیت ۸۹ ﴿فَرَوْحٌ وَ رَيْحانٌ وَ جَنَّةُ نَعيمٍ ﴾ دوسرا بمعنیٰ رحمت سورہ یوسف آیت ۸۷ ﴿يا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَ أَخيهِ وَ لا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلاَّ الْقَوْمُ الْكافِرُونَ ﴾

قرآن مجید میں روح کے چھ مصادیق بیان ہوئے ہیں۔

۱۔ بمعنیٰ رحمت سورہ مجادلہ آیت ۲۲ ﴿أُولئِكَ كَتَبَ فی قُلُوبِهِمُ الْإيمانَ وَ أَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْری مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ خالِدينَ فيها رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ أُولئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ)﴾

۲۔ بمعنیٰ ملائکہ سورہ النباء آیت ۳۸ ﴿يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَ الْمَلائِكَةُ صَفًّا لا يَتَكَلَّمُونَ إِلاَّ مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمنُ وَ قالَ صَوابا﴾

۳۔ بمعنیٰ جبرائیل سورہ نحل ﴿قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذينَ آمَنُوا وَ هُدىً وَ بُشْرى لِلْمُسْلِمينَ ﴾ سورہ بقرہ آیت ۸۷،۲۵۳ ﴿وَ آتَيْنا عيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّناتِ وَ أَيَّدْناهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ﴾ سورہ قدر آیت ۴ ﴿تَنَزَّلُ الْمَلائِكَةُ وَ الرُّوحُ فيها بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ﴾

۴۔ بمعنیٰ وحی سورہ نحل آیت ۲ ﴿يُنَزِّلُ الْمَلائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلى مَنْ يَشاءُ مِنْ عِبادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لا إِلهَ إِلاَّ أَنَا فَاتَّقُونِ﴾ سورہ المومن آیت ۱۵ ﴿رَفيعُ الدَّرَجاتِ ذُو الْعَرْشِ

یُلْقِی الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلی مَنْ یَشاءُ مِنْ عِبادِهِ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلاقِ ﴾سورہ شوریٰ آیت ۵۲﴿وَ کَذلِکَ أَوْحَیْنا إِلَیْکَ رُوحاً مِنْ أَمْرِنا ما کُنْتَ تَدْری مَا الْکِتابُ وَ لاَ الْإیمانُ ﴾

۵۔ بمعنیٰ عیسیٰ ابن مریم سورہ نساء آیت ۱۷۱﴿إِنَّمَا الْمَسیحُ عیسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَ کَلِمَتُهُ أَلْقاها إِلی مَرْیَمَ وَ رُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَ رُسُلِهِ وَ لا تَقُولُوا ثَلاثَةٌ ......﴾

۶۔ بمعنیٰ حیات سورہ اسراء آیت ۸۵﴿وَ یَسْئَلُونَکَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی وَ ما أُوتیتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلاَّ قَلیلاً ﴾

روئیۃ

یکے از مصطلحات عقائد ہے، روئیت کے بارے میں دامغانی ص ۲۴۴ پر لکھتے ہیں روئیت کے تین مصادر ہیں۔

۱۔ روئیت بمعنیٰ علم نساء ۱۰ ابراہیم ۲۴

۲۔ الرویۃ المشاھدہ العمران ۱۳، انسان ۲۰

۳۔ الاعتبار نحل ۲۹۔۴۸

حرف ز

زکریا :

یکے از مصطلحات اعتقاد اسم مبارک زکریا ہے آپ کا اسم مبارک بھی زکریا تھے یہاں ذکر کرنے کی مناسبت یہ ہے اہل اسلام کو اللہ کا حکم ہے کہ محمدؐ کی طرح گذشتہ انبیاء پر بھی ایمان لائیں، اس حوالے ذکر نہیں کرتے بلکہ اس حوالہ سے زکریا کو طلب اولاد کیلئے اسباب کی ضرورت تھی یقین رکھتے تھے لیکن خود اور زوجہ اس مرحلے سے گزرنے کے بعد مایوس ہو گئے تھے پریشان تھے جب زکریا کو اللہ نے بغیر سبب اولاد سے یا اللہ نے رفع موانع کیے قرآن میں آیا ہے واصلحنا زوجہ ہم نے منع ولادت کو رفع کیا عنائتیں کیں۔

زمان :

کلمہ زمان بھی یکے از مصطلحات عقائد میں سے ہے جو کثیر مواقع پر استعمال ہوتا ہے خود کلمہ زمان سے لوگ آشنا و مانوس ہیں لیکن اس کی حقیقت اپنی جگہ مجہول ہے۔ زمان کو یکے از عناصر نا قابل انفکاک مادہ میں گنا گیا ہے سابق زمانے میں مادہ کی تعریف میں تین عناصر کا ذکر تے تھے کہ مادہ طول عرض عمق رکھتا ہے مادہ تین بُعد رکھتا ہے لیکن البرٹ آئین سٹائین نے زمان کی تعریف میں بعد چہارم کا بھی اضافہ کیا لیکن وہ کہاں سے استناد کیا ہے ہم نے نہیں پڑھا ہے پتہ نہیں ہے ہم انسان انعقاد در نطفہ در رحم رکھتے ہیں ہمیں تاریخ آمد کا پتہ نہیں تاریخ ولادت معلوم نہیں تاریخ وفات معلوم نہیں لیکن اللہ جانتا ہے یہ سب ایک خاص زمانہ میں وقوع ہوتا ہے۔ حقیقت زمان ایک دوسرے سے مختلف ہے آپ ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں کسی جگہ عصر کی ہوگی کسی جگہ ابھی صبح ہوئی ہوگی اسی طرح ہر سیارے پر اپنا زمانہ ہے میں اور آپ جہاں گفتگو کر رہے ہیں لیکن دونوں کی ولادت اور زمان مختلف ہے، ایک شخص نیویارک میں صبح اٹھا لندن میں اپنے بھائی اور بیٹے سے اور افریقا میں اپنے باپ اور ماموں سے بات کرتا ہے لیکن ہر ایک کا وقت مختلف ہے، زمان خود ایک حقیقت جرمی نہیں بلکہ حقیقت اختراعی ہے لہذا ہر ایک کا زمان دوسرے زمان سے مختلف ہے، زمین کا اپنا زمان ہے جو اس کی اپنی گردش سے بنتا ہے، سورج کا اپنا زمان ہے، چاند کا اپنا زمان ہے دیگر ستاروں کا اپنا زمان ہے گویا گلو گیر و جدا ناپذیر مادہ ہے۔ لیکن زمان بھی عقائد میں شامل کرنے کی وجہ سے اسکی وضاحت ضروری ہے اہل ادیان کو عمومی طور پر اہل اسلام کو خصوصی طور پر کلمات مستعملات در عقائد سے واقف و آگاہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ کلمہ کبھی عقائد مثبت ہوتا ہے اور کبھی عقائد منفی ہوتا ہے کلمہ زمان اس کا مترادف کلمہ دھر ہے منکر اللہ کا کہنا ہے کہ انسانوں کو جو موت لاحق ہوتی ہے وہ اللہ نہیں بلکہ زمانہ خود لاتا ہے ﴿هَلۡ أَتَى عَلَى الۡإِنۡسانِ حينٌ مِنَ الدَّهۡرِ﴾ یہ تو منکرین اللہ اور قیامت والوں کا عقیدہ ہو گیا۔ کیا مسلمان اپنے عقائد نہیں رکھتے ہیں جب کسی کو ناگوار مصیبت آجاتی ہے تو کہتے ہیں یہ گردش زمانہ ہے

زیارت قبور :

زیارت القبور یکے از مصطلحات عقائد زیارت قبور ہے۔اس کی اساس و بنیاد نہ ہونے کی وجہ سے فلسفہ تراشی وحکمت تراشی جو کچھ دنیا میں مفاد پرستان وسائل و ذرائع ابلاغ بناتے ہیں سحر و جادو جدید کرتے ہیں زیارت قبور انسان مسلمان کے لئے اپنے امور دنیا سے کٹ کر ایک نئی بت پرستی کا دروازہ کھولنا ہے۔جس کے پہلے مرحلہ میں انبیاء اور انکے اہلبیت کی قبور کا انتخاب کیا اور بعد میں گمنام قبور کا انکشاف بلکہ بدنام لوگوں کے مزارات بلکہ بے دینوں اور ملحدین کو اولیا بنانے کا اہتمام کیا ہے یہ اس حوالے سے کسی بھی قسم کی دلیل نہیں رکھتے ہیں حتی انبیاء، آئمہ واصحاب والا مقام ہی کیوں نہ ہوں وہ عالم برزخ میں ہوتے ہیں قبور میں ان کا جسد ہوتا ہے۔جسم روح کا لباس ہوتا ہے گویا ان کے بال ونعلین کی پوجا مانند ہے اس سحر وشعبدہ کو چلانے کیلئے زیارت قبرستان کی شرعی حیثیت گڑھی اور کہا کہ یہ روایت متواتر سے ثابت ہے اور روایات متواتر واجب العمل ہیں۔

ا۔ یکے از روایات متوارترات منصوص من اللہ ہے حالانکہ حضرت علی سے لیکر امام حسن عسکری تک کسی نے عمل نہیں کیا۔آئمہ کا نام لیتے ہیں لوگوں کے منتخب ہیں۔

عقائد سے متعلق تالیفات وتصنیفات عمائد اکابرین کے نام سے متعارف کروائی گئی ہیں ان میں جو احکام ہیں وہ مشکوک ومخدوش ہیں بفرض محال جائز اعمال بھی ہوں جیسے کتب عقائد میں قبور انبیاء وآئمہ واولیا کی زیارات ک بھی عقائد میں شمار کیا گیا ہے لیکن زیارات کی کوئی موثق سند دینے کے لئے قرآن اور سنت عملی رسولؐ سے استناد نہیں کیا ہے بلکہ رسول اللہ پر تہمت وافتراء باندھ کر اپنی اباطیل کو عقائد میں شمار کیا ہے، کہتے ہیں متعہ کی پیغمبرؐ نے پہلے اجازت دی تھی بعد میں ممانعت کی تھی ۔زیارت قبرستان پہلے منع کی تھی بعد میں اجازت دی تھی گویا یہ نبی کریمؐ کو بھی نعوذ باللہ تحریک انصاف کے سربراہ جیسا سمجھتے ہیں کہ جو بار بار وعدہ خلافی کرتے ہوئے یوٹرن لیتے ہیں۔انہوں نے دلیل شرعی آیت قرآن اور سنت عملی رسول اللہ سے محروم ہونے کے بعد فلسفہ تراشی کرنا شروع کیا اور کہا کہ زیارت قبور یاد موت کی خاطر ہے لیکن خود موت کو یاد نہیں کرتے اپنے زعم میں ثواب پارسل کرنے جاتے ہیں گویا قبروں میں مقبور انسان ہماری طرف دیکھ رہے ہیں قبروں کو دنیوی اغراضِ شوم کی خاطر

ایک کاروبار کے طور پر اٹھایا بعض قبرستانوں کی فیس کہاں تک پہنچی ہوئی ہے دنیا کو سب معلوم ہے، مسلمانوں کی سرنگونی اغیار کے سامنے غلامی کی برگشت انہی کی ثقافت و بدعات سے ہے۔ کتب کثیرہ میں زیارات کو متواتر کہا گیا ہے لہٰذا یہ عقائد میں ایک بدعت ہوگی نیز اس میں تدلیس بھی ہے انبیاء کیلئے ائمہ کی زیارت کا نام لے کر پھر ان کی اولاد وزوجات اور ان کے دوست احباب کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ اسلام کے خلاف ایک محاذ ہے بعض قبور کے اضافات سے واضح ہوجاتا ہے بطور مثال۔

۱۔ سامرا میں سرداب غیبت امام مہدی۔

۲۔ کربلاء واطراف میں نامولود اولادوں کی قبور۔

۳۔ کوفہ میں مختار خونخواہ اقتدار پرست کی قبر۔

۴۔ ایران میں بنی ہاشم اقتدار پرست ودولت پرستان کی قبور۔

۵۔ کاشان میں قاتل خلیفہ دوم کی قبر۔

۶۔ بصرہ میں علی کے خلاف خروج کرنے والے طلحہ وزبیر کی قبور۔

۷۔ نجف میں امیر المومنین علی بن ابی طالب سے منسوب قبر۔

۸۔ شام میں حضرت زینب، ام کلثوم، سکینہ اور رقیہ کی قبور۔ مزید معلومات کیلئے مصر اور پاکستان کے مزارات کے بارے میں دراسات فرق میں ملاحظہ کریں۔ ایران میں مشہد وقم کے مزارات کی کتنی فیس ہے انسانوں کو مرنے سے پہلے قبروں کی فیس کی پریشانی لاحق ہے ان قبور میں جا کے شرک بجالانے کے واضح ثبوت وہاں رکھے گئے مزید زیارت ناموں کے موسوعات اور مفاتیح الجنان دیکھ سکتے ہیں۔ ملک میں کمیونسٹ الحاد کے داعی کے قبر اور دین کو پرانا کہنے والی کی قبر پر رقص و ناچ والوں کا اجتماع اور ایران سے روپوش وفرار ہوکر مساجد کا رواں گوضائی کرنے والوں کو قاضی الحاجات قرار دیا ہے ۔

۹۔ ہمارے ملک میں کرپشن خور، آف شور، ملک فروش، منی لانڈرنگ دین وشریعت کا مذاق اڑانے والوں کی قبروں کی تعداد سینکڑوں نہیں ہزاروں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ گویا یہ ضروریات میں

گنا جاتا ہے۔

زیارت قبور آئمہ :

عقائد امامیہ میں چھتیس واں عقیدہ زیارت مصنف بزرگوار فرماتے ہیں امامیہ کو یہ افتخار حاصل ہے زیارت قبور آئمہ اوران پر بلند وبالا ضخیم تزئینات قضی وذہبی سے آراستہ بنانے اور وہاں اپنے آئمہ کو عرش الوہیت پر بٹھانے کا اعزاز حاصل ہے غلط بیانی کی ہے یہ صرف آپ کے آئمہ کو تنہا حاصل نہیں اگر اس جرم کا اعزاز صوفیوں کو جاتے ہیں۔ متوفیان کیلئے مزارات بنانا اگر مخصوص ذوات پاک وطیب اسلام کے شیداؤں، نبی کریم کے فدائیوں تک محدود ہوتے تو آپ یہ افتخار اپنے لئے مخصوص کرتے ہیں آپ نے ان کی زوجات مطلقات مفروقات کیلئے قبور بنائی ہیں آپ نے قاتل خلیفہ مسلمین ابولولو کیلئے بھی مزار بنایا ہے۔ حضرت زینب کی کتنی قبور بنائی ہیں، آپ نے خون نفاس کے خطرہ لگنے والی جگہ کو بھی مزار بنایا۔ انہوں نے مشرق زمین کے تہ بہ تہ کو مزارات بنایا ہے کسی جگہ عمارت کھڑا کر کے صندوقچہ چندہ جمع کرنا اہل دلس ودغل کا کام ہے دنیا میں کتنی ملحدین منکرین ادیان کا قبر مزار نہیں بنایا اتاترک محمد علی جناح علامہ اقبال بھٹو بے نظیر اور کتنی مجھول یہ حقد وکینہ از اسلام ہے یہ ضد اسلام مورچہ خانہ ہے اگر یہ دین ہوتا ہے تو سینکڑوں مجہول الحال قبور نہیں ہوتے ایک شخص کے چندین قبر نہیں ہوئی اس قبر سے حاصل رقوم کسی کے مصرف میں جاتے واضح ہوتی ہے یہاں پڑھنے والے زیارت کی عبارات اپنی جگہ گواہ صدق ہے یہاں اہل دلس ودغل سے تعلق رکھتے ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ آئمہ نے وصیت کی اور اپنے شیعوں کو اپنی زیارت کرنے کی دعوت ورغبت دی ہے اس کا اجر وثواب معین کیا ہے۔ یہ قبور دعاؤں کی استجابت کی جگہ ہیں منقطع من اللہ ہونے کی جگہ ہے، آئمہ سے وفاداری کرنے کی جگہ ہے، آئمہ واولیاء کا حق ہے کہ ان کی قبور کی زیارت کی جائے ان سے وفا کا حق ان کی قبور کی زیارت سے ادا ہوتا ہے یہ آپ کا زیارت قبور کے بارے عقائد کا مظاہرہ ہے

اب ہم ان زیارت قبور کے بارے میں بحث وگفتگو کریں گے

۲۔ اس کی اسناد شرعی کیا ہیں اس پر کیا دلائل و براہین ہیں قبروں کی زیارت کی دلیل دیکھیے کہ یہ

روایات کس کتاب میں جمع ہیں، ہمیں ان زیارتوں کے بارے لکھنے والوں کی شخصیات کو دیکھنا ہے کہ وہ کس قسم کی شخصیت تھے اور ان روایات کو کن کتابوں سے کن راویوں سے نقل کیے ہیں۔

۳۔ ان روایات کے متن کو دیکھنا ہے، اگر ان روایات کے متن غلط ہونے اور نادرست ہونے کی کوئی نشانی مل گئے تو اسناد دیکھنے کی ضرورت خودبخود ختم ہوگی تو علماء حدیث لکھتے ہیں معمولی چیز کیلئے بہت اعلیٰ وارفع اور کثیر ثواب بیان کرنا دلیل ہے کہ یہ احادیث خودساختہ ہیں۔ان آئمہ کی زیارت کو ستر ہزار، بیس ہزار، تیس ہزار چالیس ہزار حج پر برتری دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے واجب کردہ فرائض پر ان زیارات کو ترجیح دی گئی ہے۔ چنانچہ قبور زیارت اہل بیت کی عظمت وسربلندی کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمیشہ دین اسلام کے اصول کو ختم کرنے کیلئے ہے اس کو کی بنیاد رکھنے والے باطنیہ ہیں جن کا اعلان تھا کہ ہم علم اور فلسفہ سے دین کو شستشو کریں گے دین کو دھوئیں گے۔اخوان الصفاء کا دین کو دھونے کی کاوش کا ایک حصہ ہے اس حوالے سے آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔قبروں کی زیارت کی دلیل دیکھیے کہ یہ روایات کس کتاب میں جمع ہیں، ہمیں ان زیارتوں کے بارے لکھنے والوں کی شخصیات کو دیکھنا ہے کہ وہ کس قسم کی شخصیت تھے اور ان روایات کو کن کتابوں سے کن راویوں سے نقل کیے ہیں۔

۳۔ ان روایات کے متن کو دیکھنا ہے، اگر ان روایات کے متن غلط ہونے اور نادرست ہونے کی کوئی نشانی مل گئے تو اسناد دیکھنے کی ضرورت خودبخود ختم ہوگی تو علماء حدیث لکھتے ہیں معمولی چیز کیلئے بہت اعلیٰ وارفع اور کثیر ثواب بیان کرنا دلیل ہے کہ یہ احادیث خودساختہ ہیں۔ان آئمہ کی زیارت کو ستر ہزار، بیس ہزار، تیس ہزار چالیس ہزار حج پر برتری دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے واجب کردہ فرائض پر ان زیارات کو ترجیح دی گئی ہے۔ چنانچہ قبور زیارت اہل بیت کی عظمت وسربلندی کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمیشہ دین اسلام کے اصول کو ختم کرنے کیلئے ہے اس کو کی بنیاد رکھنے والے باطنیہ ہیں جن کا اعلان تھا کہ ہم علم اور فلسفہ سے دین کو شستشو کریں گے دین کو دھوئیں گے۔اخوان الصفاء کا دین کو دھونے کی کاوش کا ایک حصہ ہے اس حوالے سے آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

زیارت قبور کے فائدے کس کو ہوئے ہیں، یہاں ان فوائد کی تین اطراف ہیں ایک طرف خود آئمہ ہیں کہ انہیں ان لوگوں کی حاضری سے کیا فائدہ ہوگا، لوگوں کا جم غفیر ان کی قبروں پر حاضر ہونے سے یہ اللہ کے حضور میں مقرب وقریب ہونگے قریب ہونگے ان کے مقام ومنزلت میں اضافہ ہوگا اس کی کوئی دلیل نہیں انسان اتنا ہی اللہ سے قریب ہوتا ہے جتنے صالح افعال اس نے خود انجام دیئے ہوتے ہیں انکی وفات کے بعد ان کا سلسلہ تقرب اللہ کا تمام تصور ختم ہو جاتا ہے وفات کے بعد وہ اپنے کیے ہوئے اعمال کے ساتھ محشور ہوتا ہے دوسروں کی کارکردگی ان کے حصے میں ان کے فائدے میں نہیں آسکتی ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

دنیا بھر کے معتقدین کا ان آئمہ کی قبروں پر جا کر نذر و نیاز دے کر اپنے خرچے سے اپنی کمائی سے وہاں رکھے ہوئے صندوقوں اور ضریحوں کو بھرنے سے ان آئمہ کو کیا ملا ہے۔ دنیا میں آئمہ اپنے دور میں رضائے اللہ کے حصول کی سعی وکوشش میں رہتے تھے ان کا دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں تھا دنیا میں انہوں نے مصیبتیں کاٹیں غرض آئمہ اللہ سے مربوط تھے دنیا بھر کے شیعہ موالی، لداخ وگلگت کارگل سے ہندوستانی حکومت کی بقاء کیلئے دعا کرتے ہیں، افغانستان کے شمال کو دیکھیں جب سے کیمونسٹ آئے تو انہوں نے ان کا استقبال کیا اور مسلمانوں کے خلاف کفر والحاد، ضد دین والوں کا ساتھ دیا ہے بلتستان وگلگت کو دیکھیں ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف دین الٰہی کو نسخ کرنے والے آغا خان اور کمیونزم کے ساتھ ہیں۔ نہ ان کی بنی ہے اور نہ ان کی دنیا بنی ہے اور نہ ان کو وہاں سے کوئی دولت ملی ہے لہٰذا ان ضریحوں، بلند عمارات اور زیارتوں سے کس کو فائدہ ہوا ہے۔ شاہ عباس صفوی کو فائدہ ہوا ہے ناصر الدین کو فائدہ ہوا ہے، عراق میں آنے والے ظالم وجابر حکمرانوں کو فائدہ ہوا ہے، ان قبور سے ہمیشہ ظالمین ہی کو فائدہ ہوا ہے مظلومین کو ان قبور سے کچھ نہیں ملا ہے۔

زیارت قبور مومنین:

آغائے سبحانی کی کتاب فرہنگ عقائد مذاہب ج ۳ ص ۱۵۰ میں آیا ہے کہ نبی کریمؐ نے زیارت قبور کا حکم فرمایا، "**زوروا القبور فانها تذكرة الموت**" ابن ماجہ ج ا ص ۱۱۵، ۱۱۴، ترمذی ج

۳ص۲۷۴،''کنت نھتکم عن زیارۃالقبور نزور ھا فانھا تزھد فی الدنیا تذکرۃ الاخرۃ'' دومتضاد حدیث خود بتاتے یہ خودساختہ ہیں نبی کریم مجتہدنہیں تھے کہ ہراائے دن فتاوی بدلدیں متعہ کرنے سے منع کریں پھراجازت دین شعرگوئی سے منع کرین پھراجازت دیں نبی کریم مشرع نہیں تھے ناقل فتوی اللہ تھے

نبی کریمؐ کو جوشان ومقام اللہ نے دیا ہے آغائے سبحانی اس سے مافوق مقام دینے پر بضد ہیں گویا دور جاہلیت میں کثرت لغویات ولھویات میں مسابقت کے مقابلہ کی مانند نبی کریمؐ کو بھی اپنی نورہ کشتی میں کھینچنے کیلئے لکھتے ہیں نبی کریمؐ نے پہلے زیارت قبور سے منع فرمایا تھا بعد میں حکم دیا قبور مومنین کی زیارت کرو کیونکہ اس سے یاد موت آتی ہے کیاان قبور کروڑ پتی ارب پتی بننے والوں کو یاد موت آتی ہے پہلے منع فرمایا بعد میں بعض کو اجازت دی تھی، متعہ پہلے منع فرمایا بعد میں اجازت دی تھی ۔لیکن وہ کونسا قبرستان جہاں جا کرانسان کو یاد موت آتی ہے آیا شہباز قلندر کی قبر ہے، علی ہجویری داتا گنج کی قبر ہے، عبداللہ شاہ کی قبر ہے، نجف میں مجھول قبر امیر المومنین، یا دنیا بھر کے نوٹوں سے پر قبور ہیں یا سخی حسن کا قبرستان ہے یا گڑھی خدا بخش ہے جہاں سندھ کی ترقی وتعلیم کا بجٹ ان قبور پر خرچ ہوتا ہے، ایران کے شہر کاشان میں قاتل عمر بن خطاب، قبر مختار ثقفی، قبر عبدالقادر بغداد، قبر ابو حنیفہ یا قبر امام رضا جہاں ضریحوں میں دنیا بھر کی کرنسیوں سے بھرے ہوتے ہیں، غرباء ومساکین مانگتے ہیں لیکن کچھ بھی نہیں دیتے، یا قبر امیر المومنین جہاں سونا ہی سونا ہے جسے دیکھنے کے بعد فقراء ومساکین کے لعاب زبان بھر آتے ہیں کتنی شان وشوکت ہے یا پاکستان میں وادی حسین ہے جہاں عالیشان ترین عمارت ہے کہاں یاد موت آتی ہے لوگ تو تکبر وغرور میں کھانے اور میوے لے کے جاتے ہیں۔

اللہ نے قرآن میں نبی کریمؐ سے خطاب میں فرمایا آپ مردے کو نہیں سنا سکتے، تو ہم مردوں کو کیسے سنا سکتے ہیں؟

زیارت قبور۔فتاوی علی طنطاوی جز اول ص۳۱۴ ابراہیم جمال موتے خرطوم سے سوال کیا زیارت قبور

جائز ہے یا نہیں جواب میں طنطاوی نے لکھا ہے
پیغمبر نے پہلی مرتبہ قبور کی زیارت پر منع کیا تھا پھر مباح کیا تھا سائل سوال کرتے ہین آے ہم زیارت کریں یہ نہ کریں اگر زیارت کریں گے تو کیسے کریں گے یہ سوال فتاوی طنطاوی ج ۲ میں ص ۱۳۱ پر سوال کیا زیارت قبور شرک سے خالی ہو بدعتوں سے خالی ہو وہ بھی مختلف ہے بعض نے منع کیا بعض نے اجازت دی ہے اجازت دینے والوں کی سند یہ کہ پیغمبر نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت نہ کریں اسی بنیاد پر میری نصیحت ہے خواتین قبروں کی زیارت نہ کریں جو کہ مفاسد سے خالی نہیں ہے جبکہ اہل تشیع کے کتب عقائد میں اس کو امتیازات وافتخارات میں شمار کیا ہے شیعہ مزارات کی بہت امتیاز کرتے ہیں ان کے لیے بے شمار بڑی عمارتیں بناتے ہیں بہت عقید تمند یسے دولت مندی سے بناتے ہیں۔ آئمہ نے ان کی زیارات کے لیے سفارش کی ہیں اور خدا کی طرف سے بہت اجر پانے کی خاطر شیعوں کو بہت ترغیب دی ہے زیارت کی فضیلت میں کتاب کامل وزیارات کی طرف رجوع کریں عقائد امامیہ تالیف محمد رزا مظفر دونوں کی زیارت کے بارے میں عبادات پر اہل اسلام پابند قرآن وسنت وسیرت نبی کریم کے پابند والوں کو بہت سے تحفظات ہیں
ا۔ مسلمانوں کے پاس یہ بات مسلمات میں سے ہے ہمارے نبی احکامات ہدایات بغیر وحی نہیں کرتے تھے اس بنیاد پر ہم علی طنطاوی جن کو یہ سوال بہت مہنگا پڑ گیا بے چارہ عوامی ریلے کے ڈر سے اس کو جائز قرار دیا ہے اور اس کی سند میں حدیث محصول پیش کیا ہے پیغمبر اکرم نے پہلے منع کیا تھا بعد میں اجازت دی تھی اگر فتاوی ہر آئے دن بدلتے رہیں گے تو مفتی دیار شام ومصر عراق اور رسول اللہ میں کیا فرق رہے گا وصل باللہ لغوی ہو جائے گا اس کی مثال عام طور پر دنیا کے سربراہان، تنظیموں اور احزاب کے روساء عصر معاصر موسوم یوٹرن جناب وزیر اعظم عمران خان کی مثال دیتے ہیں۔ پہلے ایک حکم دیتے ہیں پھر اس کو ختم کرتے ہیں بعض نے اس طریقے کی تحسین کی ہے انسان کو اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا چاہیے بعض دیگران کا کہنا ہے پھر تو بھی وزیر اعظم صدر بن سکتا ہوں آپ کے پاس غلطیوں کو صحیح میں بدلنے کا الہ اجتہاد ہے لہذا ثواب کی بجائے کا ایک طریقہ غلط گوئی ہے جو ہوئی ہیں معاف کر دیں اصطلاح اجتہاد میں ان کو غلطیوں پر ایک اجر ملے گا صحیح کے دن دو اجر ملیں گے کوئی مسلمان اپنے نبی کے بارے میں ایسا تصور نہیں کر سکتے اس حدیث سے بو آتی ہے امت مسلمہ میں حلال حرام کی دیوار کو گرنیڈ سے مسمار کرنے والوں نے شریعت اسلام میں ایسا کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے ان سے سوال ہے ان دونوں میں سے کس کی سند وحی ہے ان دونوں میں سے ایک سند وحی ہے اور ایک بغیر سند دیا ہے تو پیغمبر سے سوال ہوگا نبی کریم کو اللہ نے سختی سے منع فرمایا ہے اپنی طرف

سے کوئی فتوی نہ دیں آپ نے اور کہا گیا ہے۔شدت سے منع ہے اپنی طرف سے کوئی فتوی نہ دیں اما شیعہ جن کو یہ افتخار حاصل ہے وہ قبور آئمہ کو عالی شان طریقے سے بنائیں ان سے چند سوال ہیں۔
۲۔قبور کو عالی شان بنانے کا حکم آئمہ نے دیا ہے یہ کب دیا ہے آئمہ نے اور یہ کب شروع ہوا ہے اوراس کی سند کہاں سے دیں گے سب سے پہلے ادھر کیس نے کھڑی کی ہے۔
۳۔ان قبور میں لامحدود مال جمع ہوتا ہے یہ اموال کہاں خرچ ہوتا ہے۔
۴۔ان قبور پر حضر ہونے والے زائر جن عبادات سے اپنے مزور کو زیارت کرتے ہیں شرک پر مبنی ہے تصدیق کے لیے محدث قمی کی مفاتیح الجنان کو اٹھائیں ان قبور کو بنانے میں آپ کو بہت مال و دولت خرث کرنا پڑا ہے وہاں ااپ کو بہت جھوٹ بھی بولنا پڑا ہے۔ان جھوٹوں کو جمع کریں گے تو وہ موسوعہ اسفار کا ذبین ہوگا۔

زیارات قبور۔

ملک میں سنت کاروان مختلف متعدد نئی یں اٹھاتے ہیں ادیان فاسدہ مذاہب باطلہ نے اپنی درآمد کے لیے اپنے فائدے کے لیے ایک ایک ایسی صنعت جس میں اخراجات سرمایا کاری کم ہو اور فائدہ زیادہ ہو ایک ایسی صنعت کیا ہو سکتی ہے ادیان و مذاہب کی تاریخ پڑھیں اوران کے ماہرین سے مشورہ لیا ایک ایسی صنعت جس کی اخراجات کم ہو فائدہ بخشا و ریقینی ہو بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہو وہ کس قسم کی صنعت ہو سکتی ہے انہوں نے کہا اس کے لیے بہت سوچنا پڑے گا تاریخ پڑھنا پڑے گی چند دن مہلت دیں کیونکہ اپنی نوع میں یہ پہلا سوال ہے تو سوچنا پڑے گا چند دن کے بعد آ جائیں چند دن کے بعد ان سے سوال کیا ہے آپ سے مشورہ طلب کا تھا جواب کا دن آج معین کیا تھا سوچا ہے یا نہیں انہوں نے کہا بہت دماغ کھانے والا سوال ہے آخر میں ایک تجویز ہے فیس بڑی ہوگئی تجویز یہ ہے مردہ فروشی کی صنعت لگائیں مردہ کچھ کھاتا نہیں ہے آپ سے حساب نہیں لیتا تو کہا یہ تجویز بہت پسند اائی ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے محلوں میں صنعت لگائیں گے صنعتوں میں رضائیت بہت ہے جو بڑے نام کے ہوں گے اس کی مالیت بہت بکتا ہے اس کے لیے انہوں نے پہلا نام علماء ذوحات کی قبریں بنائیں پھر ان کا نام اولیاء رکھا پھر انہیں آئمہ کے نام سے منسوب کیا پھر بھی اس کو مقام نہیں ملا تو

وہ ایک ٹکڑا مسجد کے نام سے بنایا یہاں نماز مردے کی طرف نہیں ہوئی ہے نماز مسجد میں ہوتی ہے قبر کی زیارت صرف زیارت ہوئی ہے ان کے مخالفین سے کہا تمہاری ایسی کہ تیسی یہاں دو مسئلے ہیں قبر کو مسجد بنانا یعنی سجدہ قبر سجدہ الہ اور سجدہ ولہ پر اشکال ہے سجدہ الہ اشکال ہے یہ راہ فراری ہے سجدہ جب قبر اونچا ہوا اس پر چادر پر چلو چراغ پر چلو اندر پیسے کی بھر مار ہو زائر فقیر بے وقوف کی توجہ کا مرکز وہ قبر ہوتا ہے کوئی نہیں کہے گا کہ مسجد جا رہا ہوں کہے گا روضے پر جا رہا ہوں مقصد روضہ ہی ہے چنانچہ قبر سازوں نے مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے ان قبور میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب بتایا ہے دنیا جانتی ہے یہ کتنی درآمد صنعت ہے وزارت اوقاف کے سینیر سیکٹریوں سے پوچھیں اس میں کتنا پیسہ آتا ہے اور کس کے اکاؤنٹ میں جاتا ہے چاہے پاکستان کے صوفیوں کی قبریں ہوں یا امامزادوں کو انکو چھوڑیں خراسان میں امام رضا کی نجف میں امام علی کی، کربلا میں امام حسین کی ان زیارت گاہوں سے حاصل درآمدات اپنی تاریخ میں کتنی دفعہ اسلام مسلمین کی سربلندی کے لیے کوئی بچت بنائی ہے یا بچایا ہو یا اس کا کوئی نمونہ عالمی صفات پر پیش کریں الف سے ے تک سب جھوٹ ہے فریب دھوکہ ہے صوفیوں کا تو بند نہیں ہے آئمہ اپنی دنیا میں بدتریں فقر و فاقہ مشکلات مصائب میں گزرے ہیں اب ان کے نام سے حاصل دولت فاسقین و فاجرین بے دینوں کے عیش و نوش ہیں۔

حرف س

سابقون واقعہ ۱۰، ۱۱ ﴿وَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ .أُولِئِکَ الْمُقَرَّبُونَ﴾

سبب:

ابن فارس نے (کتاب کا نام) جلد اول ص ۱۵۱ پر لکھا ہے س، ب بے مشدّت ابن فارس نے ابن درید سے نقل کیا ہے سب قطع کو کہتے ہیں سبّ کے دو معنی ہے ایک عقر سبّ العاقر یعنی اونٹ کے پاؤں کاٹنا ہے۔

۲۔ دوسرا الحبل سبّ رسی کو کہتے ہیں صاحب عین نے لکھا ہے السبّ الذی یوصل بہ شیء بشیء فھو سببہ، ہر وہ چیز جو دوسری چیز تک پہنچاتی ہے اسے سب کہتے ہیں ''وسبب الطریق انک تصل بہ الی ماترید''۔ سبب مترادف علت ہے لیکن فرق اتنا ہے سبب وجود میں آتا ہے تو مسبب وجود میں آتا ہے۔ سبب کے بعد مسبب وجود میں آتا ہے اس کے مقابل میں علت پہلے آتی ہے۔

سبحان :

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ سبحان ہے ،اللہ سبحانہ سے نالائق ناسزاوار صفات ۔۔۔۔کرنے کیلئے دلاتے ہیں قرآن کریم میں یہ کلمہ تکرار سے آیا ہے۔کتاب مقائیس ج ا ص ۵۸۲ اس کلمۃ کے اصل مادہ ،س ،ب ،ح کے بارے میں لکھا ہے ''اصلان احد هما جنس من العبادة ،و الآخر جنس من السعي .فالاول السبحة،وهي الصلاة، و يختص بذلك ماكان نفلا غير فرض و معني الآخر السجة و هو السباحة ،العوم في الماء و السابح من الخيل ،الحسن مد اليدين في الجري '' قرآن کریم کے چند سورہ اس کلمۃ سے شروع ہوتے ہیں ،اسراء،حدید،حشر،ص ،جمعۃ ،تغابن۔

کلمہ سبحان تنزیہ اللہ سبحانہ کیلئے آتا ہے کہ اللہ ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک ہے، جو چیزیں انسانوں کیلئے باعث کمال وافتخار ہیں وہ اللہ کیلئے نقص وعیب ہیں۔اسی طرح اس ذات سے مربوط چیزوں کیلئے نقص وعیب نہیں ہے۔دین اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے لہذا جو چیزیں دین سے منسوب کی جائیں ان سے دین کو تنزیہ کرنا چاہیئے ۔

سجدہ گاہ :

قرآن اور سنت عملی رسول ؐاللہ میں سجدہ خاک پر کرنے کا کہیں بھی تذکرہ نہیں آیا ہے معنی رکوع خم کرنے جبکہ سجدہ سر زمین پر رکھنے کو کہتے ہیں۔زمین عربی کلمہ ارض کا ترجمہ فارسی ہے اور ارض کا معنی کل ما اسفلک ہے یعنی ہر وہ چیز جو تمہارے نیچے ہے کو کہتے ہیں اس لئے ارض کا معنی خاک نہیں ہے سجدہ گاہ کے نام سے جو ٹکیہ بنائی گئی ہے یہ مٹی اگر کربلا کی ہوتی یا وہاں موجود کسی پہاڑ سے اٹھائی ہوتی تو وہ پہاڑ بھی ختم ہو کے نیچے چند میل گہرا گھڑا بن چکا ہوتا،ابھی تک ایسا کوئی ثبوت سامنے نہیں آیا۔یہ علاقائی سطح پر فیکٹریاں بناتی ہیں اور کربلا کا نام صرف رخ موڑنے کیلئے ہوتا ہے جس میں جھوٹ در جھوٹ ہے۔

اس بات کو چلانے کیلئے فقہی مسلہ بنایا کہ سجدہ خاک پر ہونا چاہیئے یعنی خاک تربت امام حسین پر سجدہ کرنا ہے۔اس کی فضیلت میں وسائل مستدرکات،وسائل الشیعہ میں سینکڑوں احادیث نقل کی ہیں لیکن اطمینان بخش نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اہلسنت کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔جیسے ہمارے ملک میں گھریلوضروریات باہر سے درآمد کرتے ہیں۔ویسے انہیں اہلسنت اوران کی کتابوں صحیح بخاری سے بہت چڑ رہتی ہے لیکن اپنے بے بنیادو بے اساس عقائدو بدعات پر انہیں صحیح بخاری کی احادیث پر ناز ہے،جیسے امام مہدی،متعہ،خاک پر سجدہ وغیرہ کے بارے میں بخاری اور مسلم سے نقل کرتے ہیں لیکن ان کا پورا مذہب جھوٹ توریہ اوردھوکہ دہی سے چل رہاہے،انہی میں سے ایک سجدہ گاہ ہے سجدہ بر خاک مسئلہ فقہی نہیں ہے بلکہ مسئلہ فسادی ہے اس کو امت میں فساد پھیلانے کا بطور شعار استعمال کرتے ہیں جس طرح تیسری صدی میں بغداد شہر میں اہل حدیث ہوتے تھے وفساد پھیلانے کے لیے معاویہ کا نام لیتے تھے معاویہ ضال المومنین جبکہ نبی کریم کی نو بیویوں بھائی سمیت حال المومنین تھے ان میں سے کسی کا نام نہیں لیتے تھے اگر یہ خالص فقہی ہوتا تو اس کے دوسری طرف خاک کربلاء یا روضہ امام حسین کا نقشہ نہیں لگاتا یہ ایک قسم کا شعار ہے ہم دل سے کعبہ کو نہیں مانتے ہمارا قلعہ کربلا ہے اس کے پیچھے کربلا معلیٰ لکھتے ہیں یا روزہ امام حسین کا نقش لگاتے ہیں یہاں بھی توریہ اپناتے ہوئے کہتے ہیں ہمارا اصل مقصد ہمارا اصل قبلہ کربلا بتانا مقصود ہے ان کا اصل مقصود کربلا بھی نہیں کیونکہ یہ لوگ دشمن امام ہیں ۔اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ انہوں نے قیام مقدس امام کو ضائع کرنے کیلئے امام حسین پر رونے پیٹنے کی کہانی بنائی ہے۔اگران کا مقصد صرف سجدہ ہوتا تو روضہ امام حسین کا نقشہ لگانے کی کوئی منطق نہیں بنتی۔اس مٹی کو کربلا رمز سمجھیں،جس پر نام کربلا یا نقش روضہ حسین لگایا ہے اگر کوئی اعتراض کرے تو فوراً قبول کرتے ہیں جس نے کیا ہے غلطی کیا ہے کہیں گے۔

پورا واقعہ کربلا شعر پر چلایا گیا ہے جو کہ نص قرآن اور سیرت عملی رسول اللہ کے تحت مردود و ملعون ہے،شعر وشعراء دونوں زینت غاوین ہیں،اس کے مظاہر سینہ زنی ،زنجیر زنی اور تمام محرمات اسلام ہیں جنہیں وہ امام حسین کے نام سے کرتے ہیں۔محمد حسین کاشف الغطاء سے کسی نے اس کے

بارے میں پوچھا تو کہا تمام موازین شریعت کے تحت اس کا حرام ہونا قطعی ہے لیکن امام کے بارے میں ان کے نام سے کئے جانے والے افعال وحرکات کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ باطنیہ کے جیالوں سے خطرہ ہے کیونکہ انہوں نے کسی کو بھی نہیں بخشا ہے۔

میں نے بہت سوں سے پوچھا یہ حکم کہاں سے لیا ہے کہ مٹی پر سجدہ ہونا چاہئیے ؟ تو سب خاموش ہو جاتے ہیں۔

حرف س

سنہای الٰہی

قوانین تغیر ناپذیر حق سبحانہ

۱۔فتح ۲۳

۲۔فاطر ۴۳

۳۔ ھدایت لیل ۱۲

۴۔ رحمت توبہ۱۱۵

۵۔ادامۂ فیض بقرہ۱۰٦

٦۔ازما حق امتحان مائدہ ۴۸، عنکبوت ۲

۷۔مبداء اھل دنیا وآخرت اسراء ۲۰

۸۔تدافع بین حق والباطل بقرہ ۲۵۱، انبیاء ۱۸ سباء ۱۹۔ ۴۹

۱۔ربوبیت اورالوہیت میں اس کا کوئی بدل نہ قرار دیں۔

۲۔دوسرے اطاعت اور بندگی صرف اسی کی کریں اطاعت صرف مالک رازق کا ہوتا ہے۔

<u>مقائیس اللغۃ ج ا ص ۱۷۵ پر آیا ہے</u>

<u>سنہ : السین والنون والھاء س.ن.ہ اصل واحد یدل علی زمان</u> فالسنۃ معروفۃ

قاموس قرآن طریقہ انفال ۳۸ ﴿ فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴾ احزاب ۳۸ ﴿ فيما فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ﴾ غافر ۸۵ ﴿ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبادِهِ ﴾ فاطر ۴۳ ﴿ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلاً ﴾ ۴۲

مفردات نے سنہ کے دو مادے بتائے ہیں:

السينهه ، بقولهم ساتهت فلان عاملة سنه سنه سوره بقرہ آیت ۲۵۵ **﴿ لا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَ لا نَوْمٌ ﴾**

سنت مادہ سنو، س۔ن۔و، سے ہے۔

السنة و كتاب مكانتها في التشريح الاسلامي مصطفی سباعی ص ۵۷

السنۃ فی الغہ الطریقۃ المحمود كانت او مذمومة و من قول اينما من سنة حسن فلما جر ماد اجر...وفي اصلاح المحدثين ما اثر عن النبي من قول او فعل او تقرير خلقة او خلقه او يره مواد كان قبل البعثه اور بعد البعثه وفي.....اصوليين ما نقل عن النبي من قول او فعل او تقرير۔

متن میں نقص ہے یہ احادیث آیات محکمات احادیث مسلمہ اصول مسلمہ عقلیہ سے متصادم ہیں

حدیث قدسی کی اسناد کے بارے میں موسوعۃ سین جیم ۸۴۳

سنه كتاب الوجوه و النظائر في قرآن الكريم دامغانى كلمه سنه میں اس کے تین معانی ذکر کیے ہیں ۱. الحدب ۲. الايام و الدهور ۳. السنة بعينها

۱. قومه منها : السنين يعني الحدب . قوله تعالى في سورة الاعراف " ولقد اخذنا آل فرعون بالسنين و نقص من الثمرات" يعني الحدب

۲. الثاني : السنين الايام و الدهور . قوله تعالى في سورة يونس " لتعلموا عدد السنين و الحساب " يعني الايام الدهور

۳. الثاث : السنين يعني السنة بعينها . قوله تعالى في سورة كهف " ولبثوا في

کفھم ثلثمائة سنین و از داود تسعاً یعنی ثلثمائة سنة

سنت نبی کریمؐ کومصدر عقائد وشریعت قرار دینے والوں کو چندیں سوالوں کا سامنا ہے۔

۱۔قرآن کریم کی چندیں آیات میں نبی کریم فیصلوں پر شدید قسم کے اعتقاد کیا ہے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔

۲۔نبی کریمؐ کی سنت جوصحاح ستہ وکتب اربعہ میں ہے ان میں احادیث موضوعہ وضعیفہ ومرسلات سے پر ہیں۔

سحوروشعوذہ :

جادوگراں وساحران باطنیہ اسلام ومسلمین کے خلاف سحوروشعبذہ وہ جادوقدیم وجدید اپناتے ہوئے ان کی آنکھوں کوخیرہ کرنے حقائق بینی سے روکنے، ان کی سماعت کوحق سماعت سے روکنے اور دل ودماغ کواسلام ومسلمین کیلئے سوچ سے باز رکھنے میں کامیاب رہے ہیں۔ساحران فراعنہ موسیٰ پر ایمان لائے لیکن ساحران باطنیہ نے فراعنہ اجیال کوغلبہ دیا ہے۔چنانچہ سحر کے بارے میں وسیع پیمانے پر بحث کرنے کی ضرورت ہے کہ سحر وجادو حضرت موسیٰ کے بعد ختم نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا سلسلہ جاری ہے، امت اسلامیہ جادوگراں وساحران سے محفوظ نہیں رہی بلکہ بری طرح سے اس میں پھنسی ہوئی ہے ہم یہاں پہلے مرحلے میں سحر کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں

سحر س۔ح۔رمقائیس ج ۱ صفحہ ۵۸۹ س.ح.ر اصول ثلاثه متبا نية : احدهما عضو من الاعضاء، والاخر خدع و شبهه، و الثالث وقت من الاوقات .

فالعضو السحر ، و هو مالصق بالحلقوم و المریء من اعلی البطن ، ویقال هی الرئة، ویقال منه للجبان : انتفخ سحر ویقال له السحر و السحر و السحر .

و اما الثانی فالسحر قال قوم : هو اخراج الباطل فی صورة الحق ، ویقال هو الخديعة، و احتجوا بقول القائل

فان تسالينا فيم نحن فاننا

عصافیر من ھذا الانام المسحر کانه اراد المخدوع ، الذی خدعته الدنیا و غرته، و یقال المسحر الذی جعل له سحر و من کان ذا سحر لم یجد بدا من مطعم و مشرب.

و اما الوقت فالسحر ، و ھو قبل الصبح و جمع السحر اسحار ، ویقولون : اتیتک سحر ، اذاکان لیوم بعینه ، فان اراد بکوۃ و سحرا من الاسحار قال : اتیتک سحراً.

کتاب دائرۃ معارف القرن العشرین محمد فرید وجدی ج۵ صفحہ ۵۵ پر لکھتے ہیں

﴿السحر﴾ ھی الاخذۃ کل مالطف ماخذہ و دق. وقیل السحر ھو تصویر الباطل بصورۃ الحق

قال العلماء ھو ما یستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیاطین مما لا یقدر علیه الانسان

موسوعۃ کشاف اصطلاحات ج۱ ص۹۳۵ سحر 'س' پر کسرہ 'ح' پر فتحہ'' ھو فعل یخفیٰ سببه و یوھم قلب الشئی عن حقیقته ، کذا قال ابن مسعود :و فی کشف الکشاف السحر فی اصل اللغة الصرف حکاہ الازھری عن الفراء ویونس ، وقال : و سمی السحر سحرًا لانه صرف الشی عن جھته، فکان الساحر لما اری الباطل حقا ای فی صورۃ الحق و خیل الشیء علی غیر حقیقته فقد سحر الشیء عن وجھه ای صرفه . و ذکر عن اللیث انه عمل یتقرب به الی الشیطان و معونة منه . و کل ذلک الامر کینونة السحر ، فلم یصل الی تعریف یعول علیه فی کتب الفقه .

والمشھور عند الحکماء منه غیر المعروف فی الشعر و لا قرب انه الاتیان بخارق عن مزاولة قول او فعل محرم فی الشرع ، اجری الله سبحانه سنته بحصوله عنده ابتلاء . فان کان کفرا فی نفسه کعبادۃ الکواکب او انضم معه اعتقاد تاثیر من

غیر ہ تعالیٰ کفر صاحبه و الا فسق و بد ع .''

سحر یعنی حقیقت کو الٹا دیکھنا یعنی باطل کو حق دیکھنا،بعض نے کہا کسی کو باطل باطل دیکھنے سے روکنا ہے

تفسیر شعراوی میں لکھا ہے ''ماهوا السحر ....السحر هوا اختر اعات الفعل و اول طلو ع

النهار حیث یختلط الظلام...و یصح کل شی غیر و اضح و هکذا السحر یخیل

الیک انه و اقع و هو لیس یو اقع انه قائم علی شی سحر العین لتری ما لیس و اقعا

علی انه حقیقه و لکن بغیر طبعه الشیاء ..''اعراف۱۱۶،طہ۷۷

سحر حقیقت اور واقعیت رکھتا ہے یا وہم ہے طہ۷۰ دیکھیں شعراوی ۴۹۳

سحر موسوعۃ کویتۃ ۲۴ص ۲۵۹ پر سحر کی تعریف لکھتے ہیں

السحر لغة : کل مالطف ماخذه و دق، و منه قول النبی ﷺ : [ان من البیان

لسحرا] و سحر ه ای خدعه ، و منه قو له تعالیٰ : ﴿قالو انما انت من المسحرین ﴾

ای المخدو عین

اسلام کو روکنے کنارے پر لگانے کیلئے کیے گئے بعض جادو و شعبدہ کا ذکر کرتا ہوں

سحر جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں باطل کو حق کے روپ میں پیش کرنا ہے اس سلسلے میں حضرت علی کا

ایک فرمان ہے فیوخذ من منافقت ایت لاتلبسو الحق الباطل

سحر کتاب مو سو عه عالمیة ج ۱۲ ص ۱۹۸ استخدام المفترض للقدرة فق

البشریة او غیر الطبیعة ،بو ساطة شخص لمحاو لة التحکم فی تصر فات البشر او

الاحداث و الظو هر الطبیعة. و یحقق السحر نعض النتائج احیانا، و لکن لتلک

النتائج اسباب اخر ی. علی سبیل المثال ر بما یقوم الشخص بتر دید تعو یذة

سحریة لیجعل العدو مریضاً. و ر بما یعلم العدو عن تلک التعو یذة فیخاف و

یشعر فعلاً بانه مریض .

السحر...ج ۵ ص ۵۴ لاخذ با لطف ماخذه و ادق قیل السحر هو تصویر الباطل

بصوره الحق قال العلماء یا یستفار فی تحصیله با التقرب الی شیاطین ما لابعد علیه الانسان. وقال ابن خلدون هو علی یکفیه الستعداد بقدره النفوس البشر علی التخبرات فی عالم القاصر ما بمعن او بغیفر بغیر معین من الامور.

سحر۔س ح ر سے مرکب یہ کلمہ تین مصادیق رکھتا ہے اور تینوں کے درمیان ایک جامع معنی ہے کہ کسی لطیف ودقیق وباریک کو کہتے ہیں۔

کتاب موسوعہ کشاف اصطلاحات ج۱ص ۹۳۵ سحرِ س پر کسرہ ح پر جزم ایسا فعل جس کی علت پوشیدہ ہے ''ھو فعل تخفی سببہ ویوھم قلت شئ عن حقیقت'' سحر کو سحر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اصل جہت سے منہ موڑتا ہے ساحر جب باطل کا ارادہ کرتے ہیں یا باطل کو حق دکھاتے ہیں تو ناظر کو غیر حقیقی صورت دکھاتے ہیں، اس کو اصل حقیقت سے روکا جاتا ہے، یہ ایک عمل ہے جس سے شیطان سے قریب ہوتے ہیں وہ سحر کے حصول میں شیطان سے مدد لیتے ہیں انسان خود اس میں مستقل نہیں اپنے جیسے سے معاونت حاصل کرتے ہیں یہاں سے یہ چیز واضح ہے کہ ساحر اور اس کے معاون میں تناسب پایا جاتا ہے دیکھیں اس کا معاون ومددگار کون ہے۔

فخر رازی نے سحر کی چند قسمیں بیان کی ہیں

۱۔سحر کلانیون ہے جو ستارہ پرستوں سے نکلتا ہے، ابراہیم خلیل انہی میں مبعوث ہوئے۔

۲۔سحر کی ایک قسم مخیلات وچشم بندی ہے بعض اسے صرف خیال اور وہم قرار دیتے ہیں۔

نیز اس علم کا مرکز کہاں ہے اس علم کی بدایت کہاں اور کب سے شروع ہوئی ہیں۔اس بارے میں علماء لکھتے ہیں یہ علم میلاد مسیح سے پانچ ہزار سال قبل موجود تھا۔اسکا عروج دور موسیٰ میں ہوا اور اختتام یا اسکی رونق کم ہوتی گئی۔باطنیہ یا ماسونیہ مستشرقین و مستضعفین سیکولروں کے مشنری سکولوں احزاب سیاسی و دینی علم دوست اور علم پرستوں کی صورت میں کام کر رہے ہیں سوچنا ہوگا

سحر وشعبدہ:

سحر جادو شعبدہ بازی حواس کو دھوکہ دینے نظر بندی کر کے کسی چیز کی حقیقت کے خلاف حق بنا کر پیش

کئے جانے کو کہتے ہیں۔

سحر باطل کو حقیقت دکھانے کو کہتے ہیں لیکن کیسے کرتے ہیں دیکھا نہیں سنا نہیں لیکن اس الجھن میں پھنسایا کہ سحر ایک حقیقت ہے جہاں ایک سے انکار اور دوسرے سے اقرار کروایا، تیسرے نے کہا ہاں یہ حقیقت ہے تو فوراً کہا آپ اہل سنت ہیں اور جس کسی نے کہا اسکی کوئی حقیقت نہیں تو کہا آپ معتزلہ ہیں۔ یہ پہلا سحر تھا کہ لوگوں کو دو گروہوں میں منحصر کر کے رکھا۔ یہ بحث نہیں کی گئی کہ سحر و جادو شعبدہ کی کتنی اقسام ہیں اور اسکا کیا طور وطریقہ استعمال ہوتا ہے۔ بیس بائیس سال پہلے واہ میں کسی امام باڑے کے باہر گھوڑے کے ٹاپوں کے نشان دکھ کر مشہور کیا گیا کہ امام حسین کے بھائی عباس گھوڑے پر بیٹھ کر یہاں آئے تھے۔ اتنے عرصے سے لوگ ان نشانوں کی جگہ کی زیارت کرنے دور دور سے آتے ہیں جہاں کوئی نشان نہیں اس کیلئے کہتے ہیں انہیں دیکھنے کیلئے عقیدت والی آنکھیں ہونے چاہئیں یہی سحر ہے۔

سحر کتاب موسوی ..ص ۱۹۸ استخدام اغبترض القدره فق البشر او غیر...لمحادله تحکم فاتصرفات البشر او الاحداث و تطوریه.و یحقق السحر نتائج احیانا ولکن لتلک انتاج اسباب اخری علی سبیل المثال السحر...ج ۵ ص ۵۴ لاخذ با لطف ماخذه وادق قبل السحر هو تصویر الباطل بصوره الحا وقال العلماء یا یستفار فی تحصیله با التقرب الی شیاطین ما لابعد علیه الانسان. وقال ابن خلدون هو علی یکفیه الستعداد بقدره النفوس البشر علی التخبرات فی عالم القاصر ما بمعن او بغیفر بغیر معین من الامور.

سحر وشعبدہ:۔

سحر وشعبدہ کے معنی اور اصطلاع بیان کرنے بعد اب ہم اس علم کے انقضا دوانصرام یا دوام و بقاء عروج و ترقی کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ اس علم کی بدایت کہاں اور کب سے شروع ہوئی ہے۔ اس بارے میں علماء لکھتے ہیں یہ علم میلاد مسیح سے پانچ ہزار سال قبل موجود تھا۔ اسکا عروج دور

موسیٰ میں ہوا پھر اختتام ہوا یا اسکی رونق کم ہوتی گئی۔

عصور وسطی میں علم کیمیاء جسے خیمیا کہتے تھے وہ ایک ایسی چیز کی تلاش میں تھے کہ جس کے ذریعے حدید و دیگر کسی معادن سے سونا بناتے

۱۸ میلادی میں سحر پر تحقیق کرنا شروع کی۔

آیہ ۱۰۱ کی تفسیر شعراوی ص ۴۹۷ کی آخری سطر میں لکھا ہے "ماهوا السحر....السحر هوا اختراعات الفعل و اول طلوع النهار حيث يختلط الظلام...ويصح كل شی غير واضح وهكذا السحر يخيل اليک انه واقع وهو ليس يواقع انه قائم علی شی سحر العين لتری ما ليس واقعا علی انه حقيقه ولكن بغير طبعه الشياء .." اعراف ۱۱۶، طی ۷۷

سحر حقیقت اور واقعیت رکھتا ہے یا وھم ہے ط ۷۰ دیکھیں شعراوی ۴۹۳

سحر موسوۃ کویتۃ ۲۴ ص ۲۵۹۔

سحر:۔

کتاب نزھۃ العین ص ۱۵۷ ش ۱۶۱ اسم لما لطیف وخفی بینہ والسحر انواع الشعبدہ، مفسرین نے قرآن میں سحر کے پانچ مصداق بتائے ہیں۔

۱۔ سحر الذی یاخذ العین والقلب: سورہ بقرہ آیت ۱۰۲ ﴿﴾ سورہ اعراف آیت ۱۱۶ ﴿﴾

۲۔ العلم: سورہ زخرف آیت ۴۹ ﴿﴾

۳۔ الکذب: سورہ قمر آیت ۲ ﴿﴾

۴۔ جنون: سورہ اسراء آیت ۴۷ ﴿﴾

۵۔ الصرف: سورہ مومنون آیت ۸۹ ﴿﴾

سوء:

وجوہ النظائر کلمہ سوء۔ سو مایسور برا لکھنے کو کہتے ہیں یہاں سے ہی عورت کے کشف ہونے کو

سوء کہتے ہیں۔

۱۔ بمعنی شدت سورہ بقرہ آیت ۴۹ ﴿سوء العذاب﴾

۲۔ برا ارادہ سورہ یوسف آیت ۲۰ ﴿﴾

۳۔ عقر۔ سورہ اعراف آیت ۸۳ ﴿﴾ سورہ ہود آیت ۶۴ ﴿﴾ سورہ شعراء آیت ۱۵۶ ﴿﴾ سورہ فصلت آیت ۳۲ ﴿﴾

۴۔ برص۔ سورہ طٰہٰ آیت ۲۲ ﴿﴾

۵۔ عذاب۔ سورہ نحل آیت ۲۷ ﴿﴾ سورہ رعد آیت ۱۱ ﴿﴾ سورہ زمر آیت ۶۱ ﴿﴾

۶۔ شرک۔ سورہ نحل آیت ۲۸، ۱۱۹ ﴿﴾

۷۔ ضر۔ سورہ اعراف آیت ۱۸۸ ﴿﴾ سورہ نمل آیت ۶۲ ﴿﴾

۸۔ ذنب۔ سورہ نساء آیت ۱۷ ﴿﴾ سورہ انعام آیت ۵۲ ﴿﴾

۹۔ قتل ہمزیمت۔ سورہ آل عمران آیت ۱۷۲ ﴿فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَ فَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَ اتَّبَعُوا رِضْوانَ اللَّهِ وَ اللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ﴾ سورہ احزاب آیت ۱۷ ﴿﴾

۱۰۔ بمعنی مشن۔ سورہ غافر آیت ۵۲ ﴿﴾

سحر حقیقت رکھتا ہے یا نہیں : سحر اثر کرتا ہے یا نہیں

دونوں الگ باتیں ہیں ایک سحر حقیقت نہیں رکھتا ہے جیسا کہ کتب لغت میں آیا ہے سحر غیر حقیقت کا دکھاوا ہے جو حقیقت نہیں ہے۔

سحر اثر کرتا ہے یا نہیں یہاں دو سوال ہیں سحر ان افراد پر اثر کرتا ہے جن کی حقیقت شناسی ضعیف و کمزور ہوتی ہے جن کی بینائی کمزور ہے وہ بینائی میں غلطی کرتے ہیں، جن کی سماعت کمزور ہے وہ سماعت میں غلطی کرتے ہیں، جن کا دماغ کمزور ہے دماغ میں سمجھ میں غلطی کرتے ہیں، جس کے فیصلے میں کمزوری ہے وہ فیصلہ کرنے میں غلطی کرتا ہے، جن کا ایمان اللہ پر نہیں ہے، جن کا ایمان تبلیغات پر ہے جن کا ایمان دکھاوے پر مبنی ہے ان پر اثر کرتا ہے۔ جب ساحرین نے رسی پھینکی تو سانپ بن گئے

تو سانپ سے سب ڈرتے ہیں حقیقی سانپ سے سب ڈرتے ہیں لیکن ساحرین نہیں ڈرے کیونکہ وہ جانتے تھے یہ اصلی سانپ نہیں ہیں حقیقی سانپ نہیں ہیں لیکن موسیٰ ڈر گئے کیونکہ موسیٰ سحر نہیں کرتے تھے سحر کیا ہوتا ہے موسیٰ کو پتہ نہیں تھا موسیٰ نے دیکھا یہ رسیاں چلتی ہیں تو موسیٰ ڈر رہے تھے تو اللہ نے ان سے فرمایا سورہ طٰہٰ آیت:٦٦ ﴿ فَإِذا حِبالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّها تَسْعى ﴾ ساحرین نہیں ڈرے تھے کیونکہ وہ انکا عمل تھا تو اللہ نے کیا فرمایا لاتخف ڈرو نہیں تو اس کا معنی سحر ناشناس افراد پر اثر کرتا ہے ﴿ فَأَوْجَسَ في نَفْسِهِ خيفَةً مُوسى ﴾ موسیٰ کے دل میں ڈر آ گیا خوف آیا تو اللہ نے فرمایا ﴿ قُلْنا لا تَخَفْ ﴾ فرمایا ڈرو نہیں آپ ہی برتر ہونگے کامیاب ہونگے ﴿ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلى ﴾

اور جب حقیقت میں موسیٰ نے عصا پھینکا تو ساحران منہ کے بل گر پڑے اور سجدے میں گر گئے کیونکہ وہ سحر اور غیر سحر میں تمیز کرتے تھے وہ جانتے تھے کہ موسیٰ نے جو پھینکا وہ سحر نہیں ہے۔

عصور وسطی میں علم کیمیاء کو خیمیا کہتے تھے وہ ایک ایسے مواد کی تلاش میں تھے کہ جس کے ذریعے حدید و دیگر معادن سے سونا بناتے۔ ابھی تک ایسا فارمولا دنیا میں نہیں ملا کہ عناصر سے سونا بن جائے لیکن فاطمہ زہرا کیلئے ایک کنیز فضہ کے نام سے اختراع کی گئی جو یہ علم جانتی تھی لیکن یہ کنیز کس کی بیٹی تھی، اس کی ماں کا کیا نام تھا، اس کی بیٹیوں کا نام تو آیا لیکن اسکے شوہر کا نام کیا تھا کہاں سے تعلق رکھتی تھی ان سوالات کا جواب کہیں نہیں ملتا ہے یہ کنیز بنسبت جن تھی یا ملائکہ یا کسی اور مخلوق نا معلوم کی بیٹی تھی لیکن آیت اللہ جواد آملی فرماتے ہیں کہ فضہ ایک زن عارفہ تھی جو عام مواد سے سونا بناتی ہے جو ابھی تک اور کوئی نہیں بنا سکا۔ اس کی مولا کی زبان نثر و شعر میں اپنے بچوں کی گزر اوقات کو لقمہ حیات کو چھیننے کا الزام لگا کر خلیفۃ المسلمین کے چہرے کو مسخ کرتے آئے ہیں کیا یہ سحر و جادو علیہ السلام نہیں کیا یہ نسخہ کامیاب نہیں ہوا۔

سحر سے مسلمانوں کو کیسے گمراہ کیا جائے اور اسکے لئے کونسے طریقے اپنائے جائیں، اس کے لئے دقیق ترین لطیف ترین طریقے یا وسیلے کیا ہیں جن سے شروع کیا جائے۔ دین اسلام تین ستون پر قائم ہے۔

۱۔ پہلا ستون ایمانیات واحکامات سے مرکب ہے اس کا مصدر قرآن ہے۔

۲۔ دوسرا ستون حضرت محمدؐ ہیں قرآن اور حضرت محمدؐ دونوں لازم وملزوم نا قابل انفکاک ہیں قرآن کیا ہے سب کا جواب ایک ہی ہے کہ اللہ کا کلام ہے اور محمدؐ کون ہیں وہ اللہ کے مبعوث نبی ہیں، قرآن آپ لائے ہیں اس کا شاہد وگواہ خود قرآن ہے۔

۳۔ تیسرا ستون امت مسلمہ ہے امت بغیر اسلام ومحمدؐ کے نام سے ادھوری ہوگی، قرآن بغیر محمدؐ ادھورا ہے اور محمدؐ کے بغیر امت مسلمہ ادھوری ہے۔

لہٰذا ساحران کی تمام تر کاوش اس نکتہ پر مرکوز رہی کہ محمدؐ اور قرآن کسی طرح تہہ وبالا ہو جائیں۔ قرآن اور محمدؐ کے اسمائے گرامی بغیر تعظیم وتوقیر وتکریم کے نہیں لئے جاسکتے ہیں چہ جائیکہ ان سے لوگوں کو دور کیا جائے چنانچہ اس کیلئے انہوں نے پہلے مرحلہ میں ابا بکر، عمر اور علی کے درمیان اختلاف کی کہانی بنائی کہ علی نے انتخاب ابوبکر سے اختلاف کیا اس طرح ابوبکر کو غاصب حق فاطمہ دکھایا اس طرح فدک کے نام سے حضرت زہرا سے منسوب خطبہ بنایا، زہرا سے منسوب خطبہ کا متن آپس میں اختلاف رکھتا ہے کیونکہ جھوٹ بولنے والوں کا حافظہ نہیں ہوتا ہے اس خطبے کا راوی عبداللہ المحض ہے جو اپنے بیٹوں کے اقتدار کیلئے بے چین و بے قرار تھا اور مصادر کیلئے سلیم قیس نامی شخص کو اس قصہ کا قہرمان بنایا گیا ہے۔

۴۔ ان لوگوں نے پوری کوشش کی کہ قرآن کو کسی نہ کسی طریقہ سے کنارے پر لگایا جائے۔ اس کا نام مجامع عمومی میں نہ اٹھے۔

☆ اگر اٹھائیں تو اس کا کوئی کردار نہ ہو اور یہ برائے نام رہے۔

☆ اس کو سمجھنے سمجھانے کے تمام ذرائع بند کریں۔

☆ اٹھانے والے کو مطعون ومجھور اور بدنام کریں۔

☆ قرآن کو روکنے کیلئے تفسیر کی شرط لگائی کہ قرآن بغیر تفسیر جائز نہیں ہے اور کہا کہ اس کے فہم وادراک کے لئے تفسیر ضروری ہے۔

۵۔ قرآن کا واضح اور واشگاف الفاظ میں شاعروں کو غاوون کہنے اور شاعری کو نبی کریم محمدؐ کیلئے

نامناسب اور ناموزوں کہنے کے باوجود محفل میلادی شعر سے چلاتے ہیں، امام حسین کے نام سے منسوب اجتماعات کو شاعروں کے قبضہ میں دے کر شعر سے چلاتے ہیں، دوران اجتماعات دین کی سر بلندی اور دین کو اٹھانا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ قرآن اور اہل بیت کو برابر و مساوی قرار دیا۔

سحر جو کہ باطل ہے اس کو حق کہہ کر پیش کرنا۔ امت اسلامی میں ساحران کی فہرست پیش کرتے ہیں۔

۱۔ اہلبیت نبی کے نام سے امت میں شگاف۔

۲۔ اصحاب نبی یاران باوفا کا نام لے کر غداران مجہول الحال کے نام سے مذہب کا اختراع۔

۳۔ ترک جہاد۔ توبہ ۹۴۔۹۵۔۹۶ توبہ۔۱۱۸

۴۔ اصحاب کی فضیلت مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَ الَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَماءُ بَيْنَهُم کے نام سے بزدلان کو عذراں میدان جنگ سے فراریان کو رضی اللہ عنہ قرار دیا اہلبیت اور اصحاب کی تقدیس کر کے اسلام کو ممسوخ نا قابل تطبیق بنادیا

۵۔ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی توبہ۔۱۰۷ (وَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِداً ضِراراً وَ كُفْراً وَ تَفْرِيقاً بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ إِرْصاداً لِمَنْ حارَبَ اللَّهَ وَ رَسُولَه)

۶۔ جنگ تبوک میں معذرت کرنے والے۔

۷۔ جمعہ چھوڑنے والے سورہ جمعہ

۸۔ سورہ منافقون

۹۔ مردود توبہ۔۱۰۱ (وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرابِ مُنافِقُونَ وَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفاقِ لا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ)

۱۰۔ سورہ حجرات ۲ (لا تَرْفَعُوا أَصْواتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ)

۱۱۔ آل انبیاء صافات ۱۱۳ (وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِما مُحْسِنٌ وَ ظالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِين)

۱۲۔ یوسف ۱۱۵ (فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَ أَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيابَتِ الْجُبِّ وَ أَوْحَيْنا إِلَيْهِ

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هذا وَ هُمْ لا يَشْعُرُونَ)

۱۳۔ نساء ۹۷(إِنَّ الَّذينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَةُ ظالِمي أَنْفُسِهِمْ قالُوا فيمَ كُنْتُمْ قالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفينَ فِي الْأَرْضِ قالُوا أَ لَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ واسِعَةً فَتُهاجِرُوا فيها فَأُولئِكَ مَأْواهُمْ جَهَنَّمُ وَ ساءَتْ مَصيرا)

۱۴۔ مذموم اجتہاد، قرآن وسنت کا نام لے کر خود اپنی رائے سے دین اللہ کو دین انسان بنایا ۔

<u>۱۵۔ بغیر کسی ربط واشارہ کے اجتماع کو غدیر خم لقب امامت بنایا</u>

۱۶۔ عصمت ۱۷۔ ولایت ۱۸۔ علم غیب

۱۹۔ سنت میں توسیع کرتے ہوئے اس میں سنت اصحاب وتابعین کا بھی شامل کیا۔

۲۰۔ بغیر استناد از رسول ان کے قول کو اسکی جگہ رکھا۔

۲۱۔ سنت میں سند سے جان چھڑانے کیلئے سنت کو فقہ بنایا اور فقہ آنے کے بعد بغیر کسی تردد کے ہر شخص اپنی آراء پیش کرسکتا ہے۔

۲۲۔ فقہ میں سند کیلئے قرآن وسنت کی جگہ اجماع وقیاس وغیرہ کو لگایا۔

سحر وشعبدہ :

سحر وشعبدہ کے لغوی واصطلاحی معنی بیان کرنے بعد اس علم کے انقضا د وانصرام یا دوام وبقاء عروج وترقی کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ آیا آج یہ علم ختم ہو چکا ہے اس کا کوئی وجود نہیں اسے سکھانے والی کوئی درس گاہ نہیں، آج دنیا میں علم فصاحت وبلاغت کا چرچا ہے، ترقی وتمدن کا چرچا ہے، ادیان سماوی کے خلاف سحر وجادو کا نام تک نہیں تھا، سحر وجادو شعبدہ کی کتنی اقسام ہیں اور اسکا کیا طور وطریقہ استعمال ہے کیا سحر وجادو کا دور ختم ہو گیا ہے اور اب اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی، طالب و مطلوب دونوں نہیں رہے ہیں۔ نبی اسلام مبعوث بارسالت ہوئے تو سحر وجادو کی جگہ قرآن میں آیت آئی ہم جیسے نافہم وناسمجھ کے ذہن میں سوال آتا ہے کہ قرآن میں اللہ نے جن وبشر کو تحدی کی ہے لیکن اس کی جگہ حدیث مشکوک ومخدوش کی ضرب ملعب بغیر کسی مزاحمت جاگزیں ہوئی، دین اسلام

کی برگشت قرآن اور سنت عملی رسول اللہ کی طرف ہوتی ہے لیکن دونوں کو کنارے پر لگا کر پیچھے پھینک کر آسانی سے اہل بیت واصحاب مشکوک وصحیح کو کس نے رہبر بنایا ہے۔ چند سال پہلے واہ میں کسی امام باڑے کے باہر گھوڑے کی ٹاپوں کے نشانی دکھائے گئے کہارات کو امام گھوڑے پر بیٹھ کر یہاں تشریف لائے تھے۔ محمد الرسول اللہ خاتم النبیین ہیں بشریت کے لئے بہترین نمونہ ہیں اس کی جگہ اسوہ حسینی بنایا گیا اور پھر اس کو چھوڑ کر غازی عباس کو بنایا پھر ان دونوں کو چھوڑ کر گھوڑے کے پیچھے لگے ہیں امت اسلامیہ کو پاگل دیوانہ بنا کر ملحدین، صلیبین، منافقین مجوس کی قیادت میں دیا گیا کیا یہ سحر وجادو نہیں ہے؟

ساحران مقابل اسلام ومسلمین:

۱۔ قرآن کو تحریف کریں یا تعطیل کریں۔

۲۔ محمدؐ کو اسوہ واحد سے خارج کریں اور امت کیلئے قیادات متعدد و متضاد متضارب پیدا کریں اور ہر قوم اپنا اسوہ از خود انتخاب کریں۔

۳۔ مسلمانوں کو کسی بھی وقت نشاۃ ثانیہ کیلئے اٹھنے کے مواقع ختم کریں، یہ لوائح عمل ساحران کو دیئے گئے ہیں لیکن ساحران نے اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کس قسم ونوع کے سحر وشعبذہ استعمال کیے ہیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ اسلام نے جس بنیاد کو دفنایا تھا اور تمام انسانوں کو یکساں قرار دیا کہ کوئی خاندان کسی پر برتری نہیں رکھتے ہیں حجرات:۱۳ (یاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْناكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثى وَ جَعَلْناكُمْ شُعُوباً وَ قَبائِلَ لِتَعارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقاكُم)

﴿فَإِذا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلا أَنْساب﴾۔ نبی کریم نے فرمایا لا فضل لعربی علی العجمی

۲۔ اس مدفون بالیدہ جسے جاہلیت اولیٰ نے اٹھایا تھا اس کو دوبارہ اٹھانے کیلئے طریقہ ساحری اپنایا کہ ہم صرف اہلبیت کو اٹھا رہے ہیں بعد میں کس کس کو نہیں اٹھایا اہلبیت کے نام سے فاسق فاجر زانی شرابی ظالم کہتے ہیں ہم خاندان اہل بیت سے ہیں جو لوگوں کیلئے قبول ہونگے فارس وروم مشرکین

عراق والے اہلبیت نبی کے نام سے رسالت نبی کو مارا کیا یہ سحر نہیں؟

۳۔ جب اہلبیت کو برتری نہیں دی جائیگی تو اصحاب کو بھی برتری نہیں ملے گی اہل بیت کو برتری دے کر اصحاب میں توسیع دینے سے مجرمین وظالمین منافقین مشرکین کے ناجائز حرکات وسکنات کی مذمت میں آیات آئی ہیں ان کے کرادر کو سنت جیسا مقام دیا، کیا یہ سحر نہیں ہے؟؟ ﴿مَرَدُوا عَلَى النِّفاقِ لا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ ﴿يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لا يَرْضى عَنِ الْقَوْمِ الْفاسِقِين﴾ رسول اللہ کو پہاڑ کے تنگے سے گرانے والوں کو کتنی عزت ملی، مسجد ضرار بنانے والوں کو کتنی عزت ملی لیکن یاران باوفاء ان مناصب کے لائق وسزاوار تھے لیکن جرائم وموبقات کے مرتکب والوں کو کیسے اٹھایا گیا کلمہ اصحاب کے لغوی معنی میں ترمیم کی آیت میں تحریف معنوی کی مؤلف قلوب مسلمین کو امیر المومنین بننے کیلئے لائق وسزاوار قرار دیا جبکہ اہل بیت اور اصحاب کلی طور پر کوئی فضیلت کے حامل نہیں تھے۔

۴۔ اصل دین کا مسودہ قرآن تھا تعظیم تفخیم تقدیم رسول اللہ کے نام سے سنت رسول کو پہلے مرحلے میں برابری دی بعد میں تنہا سنت کو حجت گردانا اور پھر سنت میں بھی اصحاب وتابعین کو حتیٰ خیر قرون تک اضافہ کیا۔

۵۔ اجتہاد عین شرک تھا استنباط از قرآن کے نام پر اپنی رائے کو مصدر شریعت بنایا۔

۶۔ کئی سحر وجادو سے فضائل علی کے نام سے سیرت علی کو مسخ کیا اور علی کو عنقاء جیسا ناپید ہونے والی مخلوق جیسا بنایا اور اس طرح علی سے انتقام لیا۔

۷۔ علی نے تین خلفاء گزرنے کے بعد جانشینی امت حفظ اسلام کی خاطر بادل نخواستہ قبول فرمایا ان کے لقاء اللہ ہونے کے مختصر عرصے کے بعد تاج پوشی نص امامت شعراء اور مذموم بے سروپا اشعار کے ذریعے محرمات اعمال منہم عندارتکاب کرنے کا جشن منایا یہ جز وسحر تھا اور کچھ نہیں۔

سنت :

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ سنت بحث عقائد میں دو زاویے بحث آئے ہیں مصادر میں عقائد

میں ذکر مصادر دوسری درجہ میں ذکر کرتے لیکن واقیعت کا رجی یہی اول وآخر مصدر ہے دوسری بحث عقائد اصول وموازین قوانین مسلمہ غیر متنازعہ پر استوار ہونا ضروری ہے وہ اصول وہ قانوں کونسی ہے جس پر یہ عقیدہ کا ستوں کھڑا کیا ہے سنت کی جمع سنن ہے سنہ عام کو کہتے ہیں اس کے چند مصادیق ہیں ان مصادیق میں ایک مصداق قانون ہے آئین ہے قانون، آئین سے مراد کسی چیز کا ایک ہی طریقہ وسلیقہ پر رہنا ہے اس میں کوئی تغیر وتبدل وقفہ نہیں آتا ہے یہاں سے کہتے ہیں سنت کونیہ اس مجموعہ کائنات کا ایک قانون ہے اب تک جو ہم نے سنا ہے سب سے بڑے خاندان کا نام مجرہ ہے ہر ایک مجرے میں میلیون میلیون منظومات ہیں مجرے کے خاندانوں میں قائم ہمارے خاندان کا نام منظومہ شمسی ہے منظومہ اپنے اندر چند چھوٹے بڑے خاندان رکھتے ہیں اب تک گیارہ کا بتایا گیا ہے اس کا ایک خاندان زمین ہے اور اس کا ایک قمر ہے اور یہ سورج کے حصار میں ہے ہر ایک ستارے کی اپنی قانون مجموعہ منظوم کا اپنا قانون ہے اسی طرح مخلوقات حیوانات انسان ہر ایک کا اپنا قانون ہے علماء کے حیرت انگیز انکشافات وہ اس کے قانون کو دیکھ کر کئے ہیں اس سلسلے میں میرے پاس علماء اعلام خاص کر اس میں سالہا سال گزارنے والوں کی خدمت میں پیش کرنے کی کوئی چیز نہیں لیکن کچھ سنی سنائی بات ہے کہ انسان جہاں کہیں سے چاہے گرم علاقہ ہو یا سرد، خط استواء ہو یا قطب جنوبی وشمالی ہو سب کا مجموعی درجہ حرارت ۳۷ ڈگری ہوتا ہے اس سے کم یا زیادہ خطرہ میں آتا ہے گردے کا اپنا درجہ حرارت ہے کلیجے کا اپنا درجہ حرارت ہے اسی کو سنن کونیہ کہتے ہیں یہ سنن انسانوں میں برابر اثر انداز ہوتا ہے

سنت اجتماعی اقوام وملل کے سقوط وزوال وصعودی کا بھی قانون ہے بطور مثال ۱۶ صدی صدی سے پہلے یورپ میں وحشت تاریک بھی طوائف ملوک مل کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے ان پر حملہ آوروں میں ایک مسلمان تھے ۔۔۔ وہاں انہوں نے حکومت کی۔ پندرہویں صدی حکومت کی پھر یورپ والے اٹھے مسلمانوں پر حملہ کیا شکست کھائی پھر عالمی جنگ دوم ہوئی پھر یورپ نے دیار اسلامی پر قبضہ کیا مدارس درستگاہوں میں زبان یہاں کی ہوگی لیکن نظام ان کا ہوگا کچھ عرصہ گزرنے

کے بعد زبان بھی ان ہی کی ہوگی ہے جہاں چوڑا، مراسی، ان پڑھ بھی اٹھتے بیٹھتے[sorry] سوری کہتے ہیں یہاں تک کہ عدالت عظمٰی نے سرکاری دفاتر اور اراکین پر لازم قرار دیا ہے کہ اردو بولیں صدر مملکت کو بھی احکام جاری کئے ہیں لیکن وزیر اعظم کی اقوام متحدہ میں اردو میں تقریر کیلئے یہاں کے مسلمان انتظار میں رہے کہ وزیر اعظم اردو میں خطاب کریں گے لیکن وزیر اعظم نے اس کو اپنے لئے ذلت سمجھا اور انگریزی مین خطاب کیا سربراہ عدالت عظمی ملک کے مختلف آئینی اداروں میں جاتے، سینٹ میں جاتے، کانفرنسوں میں انگریزی میں خطاب کرتے، سربراہ عدالت اردو میں تقریر و جواب کی بجائے انگریزی میں دیتے ہیں ان سربراہوں کے ہاتھوں مسلمان ذلیل ہوگئے ان کی خاطر مساجد میں نماز پر پابندی کی گئی اسی طرح قانون پر عمل نہ ہوتے ہوئے صدمہ ہوا۔

مسلمانوں نے یورپ پر حملہ کیا اندلس میں حکومت قائم کی اس وقت دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم کا فرق نہیں ہوتا تھا تعلیم علوم عربیہ ہی نبوغت فلسفہ منطق تھا۔ یورپ اسی وقت بلتستان پاراچنار کشمیر یہاں سے بہت سے مسیحوں نے پڑا یہاں فارغ ہونے والے مسیحوں کے عالمی پاپ کا انتخاب کیا بریلوی دیوبند بھی یہی نصاب پڑھتے تھے جب انگریز نے قبضہ کیا وہ بھی یہی صرف ونحو کا نصاب رکھتے تھے۔ وہ اپنی نصاب درسی زبان انگریزی کے علاوہ تبدیل دین کا بھی لیکچر دیتے تھے یہاں تک کہ ہندوٗ پاکستانیوں کو بھی تعلیم دین کے نام تعلیم سے نفرت ہوگئی علماء کی اولاد بھی درس دیتے تو وہ درس بوسیدہ تھے یورپ نے اسلام کے خلاف بجٹ معین کیا اس کو عالمی امداد کا نام دیا۔ شیوخ کویت امارات نے اپنے امورات میں مداخلت سے روکنے کیلئے مدارس پر توجہ دی نصاب قرون وسطی ہوگیا درسگاہوں میں بیسویں صدی کا ہوگیا دینی درسگاہوں میں ہر دفعہ نصاب بدلا، دینی درسگاہوں ہزار سال پرانا نصاب نہ چلتا ہے اور نہ ہی سکھایا جاتا ہے نہ کسب معاش۔ یہاں مفت خوری سکھائی جاتی ہے اب نوبت یہاں تک آگئی ہے کہتے ہیں ہم نے آپ کی بہت خدمت کی ہے یہاں سے دین کے نام کا بورڈ ہٹادیں۔ حضرت علی نے نہج البلاغہ کی خطبہ نمبر ۲۷ میں فرمایا ﴿**ما غزی قوم قط فی عقر دارھم الا ذلو**﴾ ''اللہ کی قسم جن افراد یا قوموں پر ان کے گھروں کے حدود کے اندر ہی حملہ ہوجاتا ہے وہ

ذلیل وخوار ہوتے ہیں''۔

سنت انبیاء یعنی انبیاء کی پوری عمر جس ایک ہی طریقے پر گزری ہو اور اس کے ناقلین بہت زیادہ ہوں اس کو سنت کہتے ہیں۔سنن یا قوانین کے مصادر کائنات میں چلتے مصادر سے اخذ کرتے ہیں، اس کائنات میں تین قسم کے قانون ہیں ایک سنت کونی ہے جو جمادات نباتات اور حیوانات میں نظر آتی ہیں بشریت نے جس چیز کو کشف کیا ہے جس پر انہیں فخر و ناز اور غرور ہے اور یہ غرور کچھ حد تک اپنی جگہ درست بھی ہے یعنی جو گذشتہ ادوار میں کشف نہیں ہوا اسے انہوں نے کشف کیا ہے۔اس سنن کے حوالے سے انہوں نے جمادات کے ذرے میں دیکھا نباتات وحیوانات انسانوں کے خلیہ میں دیکھا تو اس کو قانون کونیہ کہتے ہیں، کوئی بھی شخص خلاف قانون کونیہ کام کریں گے تو اس کو ہلاک ہونا ختم ہونا ناکام ہونا ہے قوانین کونیہ کسی کو اجازت نہیں دیتے کہ اس سے لڑیں اس کی مخالفت کریں چنانچہ یہ قوانین اپنی جگہ تغیر وتبدل ناپذیر ہیں جیسا کہ سورہ احزاب آیت:۱۲ اسراء:۷۷ انعام:۳۴ بقرہ :۲۱۴ میں آیا ہے، سنت یعنی مسلسل مطرد ہونے کو کہتے ہیں۔دوسرا قانون، قانون اجتماع ہے اس پر کم توجہ رہی عمل نہیں کر رہے ہیں، قانون اجتماع جس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے محافظین ونافذین قوانین کی گرفت میں آتے ہیں لیکن اس پر عمل نہ کرنے سے سعادتوں سے محروم ہوتے ہوں ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ قوانین بنانے والوں نے عام انسانوں کا مفاد نظر میں نہیں رکھا ہے صرف ایک گروہ یا ایک ملت کے مفادات کو نظر میں رکھا ہے جیسے قوانین سرمایہ داری سرمایہ داروں کے مفادات میں ہیں، قوانین اشتراکی اشتراکیوں کے مفادات میں ہیں صرف آئین اسلام وہ ہے جس میں تمام انسانوں کے مفادات کو نظر میں رکھا گیا ہے لیکن وہ قانون کس کتاب میں محدود ہے وہ صرف قرآن کی آیات میں متفرق ہے اس قانون جس پر عمل کرنے سے سعادت دنیا سے قریب ہو جائے اور مسترد کرنے سے زوال فنا اور نابودی کی طرف جائیں گے اس حوالہ سے انسان دو حصوں میں تقسیم ہیں انسان کا ایک ڈھانچہ ہے اعضاء وجوارح ہیں علم اعضاء، یہ علم اعضاء کے جو قوانین ہیں دل کا اپنا قانون ہے گردے کا اپنا قانون ہے جگر کا اپنا، دماغ کا اپنا ہر اعضاء کا اپنا مجموعی طور پر ایک قانون ہے، اس

قانون کی کوئی مخالفت نہیں کرسکتا ہے یہ قانون بھی قوانین تکوینہ میں سے ہیں اگر انسان اس قانون کی مخالفت کرے گا تو ختم ہوجائے گا مرجائے گا لہذا اس کے توازن کو برقرار رکھنے میں تغیر و تبدل کمی و بیشی کو روکنے کے لیے علم طب وجود میں آیا ہے، علم طب اس کا مداوی کرتے ہیں۔ دوسرا قانون تشریعی کا مطلب ہے کہ اللہ نے اس قانون کا نفاذ کرنے کی ذمہ داری خود انسان کو دی ہے کہ تم اپنی مرضی سے اپنے انتخاب سے اپنے اختیار سے اس کو نافذ کرو، نفاذ نہ کرنے کی صورت میں اس کے دو نتائج برآمد ہوں گے، ایک نتیجہ دنیا میں شقاوت سے گزریں گے اور دوسرا نتیجہ آخرت میں اس عالم میں دردناک پاداش ملے گی۔ مرحوم باقر الصدر اپنے دروس قرآنیہ کے ذیل میں رکھتے ہیں قانون قومی امت اسلام بحثیت ایک قوم مسلمان زندہ رہنے فنا ہونے کے لیے ایک قانون ہے اگر وہ قانون پر عمل پیرا نہیں ہوئے تو اس سزا بحثیت قوم اس دنیا میں ملتی ہے۔ اس قانون میں ایک عرصہ کے لیے ایک مدت کے لیے انسان کو مہلت دیتے ہیں کہ مخالفت کریں مخالفت دوام ہونے کی صورت میں اس کے نتائج اس دنیا میں ملتے ہیں۔ یہاں سے ہم یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ دین اسلام انسانی زندگی کو سدھارنے میں کس حد تک کردار ادا کرسکتا ہے۔

﴿وَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذا جاءَ أَجَلُهُمْ لا يَسْتَأْخِرُونَ ساعَةً وَ لا يَسْتَقْدِمُونَ﴾

انسان اگر عناد تکبر غرور یہ بھی انسان کو مدہوش غافل کرنے میں افیون سے کم نہیں اگر کوئی علمی غرور رکھتا ہو، طاقت کا حیلہ بہانے کا غرور رکھتا ہو، یا محض عناد دشمنی پر مبنی نہ ہو تو وہ درک کرتے ہیں اعتراف کرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز قانون سے باہر نہیں، کیڑے مکوڑے، بیکٹیریا سے انسان تک ایک قانون کے اندر ہیں، یہ قانون کس نے بنائے؟ اللہ واحد قہار جبار نے بنائے ہیں اور کسی کا دخل نہیں ہے۔ انسان آنکھ کا آپریشن کرسکتا ہے اس کو عارض امراض دور کرسکتا ہے، پھیپھڑوں کا جگر کا آپریشن کرسکتا ہے لیکن ان میں سے کوئی چیز بنا نہیں سکتا ہے۔ ان سب کا قانون ہے اس حوالے سے دیکھنا یہ ہے اللہ کے قوانین کتنی قسم کے ہیں۔

قانون تکوینی: اللہ کے ایک قانون کو قانون تکوینی کہتے ہیں، کائنات کے اجزاء کو گوڑنے میں

مثلاً زرے کے قانون الیکٹرون پروٹون سے ہیں، خلیہ کا ایک الگ قانون ہے، انسان کیلئے ایک قانون۔ انسان ایک فرد ہے ہزاروں انسانوں کے درمیان بھی ایک قانون ہے اور اپنی ذات کے اندر بھی ایک قانون رکھتا ہے، جیسا کہ دل ہے دماغ ہے، دل کو کچھ عارض ہو بھی جائے تو کچھ عرصہ تک زندہ رہ سکتے ہیں لیکن دماغ کے ختم ہونے سے فوراً ہی موت واقع ہو جاتی ہے، زندہ نہیں رہا جا سکتا ہے۔ یہ قوانین تکوینی مجرہ و نظام شمسی جیسے ہیں، زمین کی گردش کا اپنا ایک نظام ہے لیکن وہ تابع شمس ہے، سورج کا نظام شمسی میں ایک اپنا قانون ہے، وہ استقلالی قانون ہے اور ایک تابعی اس کا مجرے کے اندر ہے۔ لہٰذا کائنات کی کسی چیز کے بننے میں کسی کا دخل نہیں ہے یہ ایک قانون ہے۔

قانون اجتماعی: ایک قانون ہے جس کو اجتماعی کہتے ہیں، جس طرح فرد پیدا ہوتا ہے اور مرتا ہے اسی طرح قومیں بھی پیدا ہوتی ہیں اور مرتی ہیں۔ اقوام اجتماعات انسانی کی بقاء اور دوام ایک قانون کے اندر چلتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں مختلف اقوام آتی ہیں، کوئی کافر، کوئی ملحد ہوتے ہیں، کچھ امیر کچھ فقیر ہوتے ہیں، کچھ صاحب عقل و شعور ہوتی ہیں اور کچھ بے عقل گدھے ہوتے ہیں، کوئی عزیز ہوتا ہے تو کوئی ذلیل ہوتا ہے، یہ سب ویسے ہی چلتا ہے یا سب ایک قانون کے تابع ہوتا ہے؟ مسلمان ایک دفعہ عروج و دوام لیتے ہیں اور ایک دفعہ ذلیل و رسواء ہوتے ہیں، یہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ ایک قانون ہے یا غیر قانون ہے؟

قانون تشریعی: پہلے دو قوانین صرف اللہ کے قانون ہیں، تسخیری و تکوینی، اس میں وقفہ نہیں ہوتا ہے کسی اور کا دخل نہیں ہوتا ہے لیکن تشریعی قانون میں چند نکتے ہیں، ایک تو یہ انسان کو اختیار دیا ہے کہ رد کریں یا اپنائیں، قانون تشریعی میں ایک حد تک اجازت دی ہے۔ اپنانا تو صحیح ہے رد کرنے کی اجازت کہاں سے دی ہے؟ اگر کوئی قانون رد کرنے کی اجازت ہو تو کوئی قانون چل نہیں سکتا ہے دنیا میں، یہ جو اجازت دی ہے اس کا مطلب ہے کہ آپ کو کچھ مہلت دی ہے مدت دی ہے کہ اس مدت میں اپنا فیصلہ کریں آگے ہم گرفت میں لے لیں گے مثلاً ایک قاتل یا حکومتی رٹ کے خلاف والوں کو کچھ وقت ملتا ہے کہ وہ سوچیں اس بارے میں، کچھ عرصہ بعد گرفت میں لیتے ہیں لیکن اس جیسا قانون

اجتماعی بھی ہے، اس قانون کو حسب ضرورت تاخیر کر سکتا ہے لیکن قانون کو چھوڑ نہیں سکتا ہے، اس کے عوامل واسباب میں دخل کر سکتے ہیں۔

ا۔ یہ جو اجتماعی دگرگوں ہے یہ ایسے ہی نہیں چھوڑا ہے یہ عروج وزوال ایک قانون کے تحت ہوتا ہے۔قرآن میں آیا ہے۔﴿قُلْ لا أَمْلِكُ لِنَفْسي‏ ضَرًّا وَ لا نَفْعاً إِلاَّ ما شاءَ اللَّهُ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذا جاءَ أَجَلُهُمْ فَلا يَسْتَأْخِرُونَ ساعَةً وَ لا يَسْتَقْدِمُونَ. .یونس . ۴۹﴾﴿وَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذا جاءَ أَجَلُهُمْ لا يَسْتَأْخِرُونَ ساعَةً وَ لا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ ہر قوم کا ایک قانون ہے،﴿وَ ما أَهْلَكْنا مِنْ قَرْيَةٍ إِلاَّ وَ لَها كِتابٌ مَعْلُومٌ (۴)ما تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَها وَ ما يَسْتَأْخِرُونَ. . .حجر . .۵﴾﴿ما تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَها وَ ما يَسْتَأْخِرُونَ . .مومنون .۴۳﴾﴿أَ وَ لَمْ يَنْظُرُوا في‏ مَلَكُوتِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ ما خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْ‏ءٍ وَ أَنْ عَسى‏ أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ فَبِأَيِّ حَديثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ. .اعراف. .۱۸۵﴾

اس کو کہتے ہیں قانون اجتماعی، قوموں کے عروج وزوال، فنا وصعود ایک قانون کے تحت ہے۔ یہ قانون اپنے ہاتھ سے انجام تک پہنچتا ہے اور ایک دفعہ انسان اس کے اسباب وعوامل کو دیکھ کر روک بھی سکتے ہیں۔مثلاً ایک قوم ذلیل ہوگیا اس کو احساس ہوگیا کہ ہم کیوں ذلیل ہوگئے ہیں ہم تو پہلے عزیز تھے۔ جس طرح آج کل مسلمان یہی بات کرتے ہیں کہ پہلے ہم عزیز تھے اور اب ہم ذلیل ہوئے ہیں یہی دہراتے رہتے ہیں۔ دوسو صدی ہونے کو آئی ہے لیکن بس یہی دہراتے رہتے ہیں کہ پہلے ہم عزیز تھے لیکن اب ہم ذلیل ہوگئے ہیں، جب ذلیل ہوئے ہیں تو اس ذلت سے نکلنے کا کیا طریقہ ہے اس پر غور نہیں کرتے۔﴿وَ إِنْ كادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْها وَ إِذاً لا يَلْبَثُونَ خِلافَكَ إِلاَّ قَليلاً (۷۶)سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنا وَ لا تَجِدُ لِسُنَّتِنا تَحْويلاً . .اسراء ۷۷﴾ نبی کریم کو مشرکین نے مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا تو اللہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آج انہوں نے آپ کو مجبور کیا ہے شہر چھوڑنے پر تو ان کیلئے میدان خالی ہوگیا ہے لیکن یہ واپس خود ان پر پلٹ کر پڑے گا۔قانون اجتماعی مثل قانون طبیعات ہے، اگر ایک پتھر دیوار پر ماریں

گے تو وہ پلٹ کے واپس آئے گا۔﴿اسْتِكْباراً فِي الْأَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّءِ وَ لا يَحيقُ الْمَكْرُ السَّيِّءُ إِلاَّ بِأَهْلِهِ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلاَّ سُنَّتَ الْأَوَّلينَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْديلاً وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْويلاً..فاطر..۴۳﴾﴿سُنَّةَ اللَّهِ الَّتي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْديلاً..فتح..۲۳﴾﴿لَهُ مُعَقِّباتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لا يُغَيِّرُ ما بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا ما بِأَنْفُسِهِمْ وَ إِذا أَرادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءاً فَلا مَرَدَّ لَهُ وَ ما لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ والٍ..رعد..۱۱﴾ یہ آیات بتاتی ہیں قانون ہے۔قانون اجتماعی میں مداخلت کریں اوراس کونابودی تک لے جائیں،فرض کریں مسلمانوں کی ایک عزت ہے وقار ہے بلندی ہےاور چار سو سال تک مسیحیوں کے گھٹنے سامنے ٹیکے رکھائے،ہر روز شکست کھانے کے بعد وہ حیران ہوئے کہ ان کے ساتھ کیا کریں؟ان کو کیسے اپنے سامنے خاضع کریں ذلیل کریں؟ ان عوامل کا تجزیہ کیا اور اس پر عمل کیا۔﴿ذلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّراً نِعْمَةً أَنْعَمَها عَلى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا ما بِأَنْفُسِهِمْ وَ أَنَّ اللَّهَ سَميعٌ عَليمٌ ..انفال ..۵۳﴾﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْساءُ وَ الضَّرَّاءُ وَ زُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَ الَّذينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتى نَصْرُ اللَّهِ أَلا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَريبٌ..بقره..۲۱۴﴾

قوموں کا زوال کہاں سے آتا ہے۔قوموں کے زوال کے اسباب وجوہات اسراف وتبذیر ہے۔ایک اسراف ہے،ایک تبذیر ہےاور ایک اتراف ہے،قناعت ہے۔

۱۔مرحلہ اول قناعت ہے،جتنا ضرورت ہے اتنا استعمال کرتے ہیں اس سے تجاوز نہیں کرتے ۔

۲۔تھوڑا زیادہ کرتے ہیں،اس کو اسراف کہتے ہیں۔

۳۔تبذیر یعنی بے فائدہ خرچ کرتے ہیں۔تبذیر بذر سے لیا ہے،اور بذر بیج کو کہتے ہیں، کاشتکار بیج بوتا ہے،وہ بیج کو زمین میں پھینکتا ہے دفن کرتا ہے،تو ابھی صرف امید ہی ہے ورنہ تو بیج

ضائع ہی ہے۔لہٰذا کہتے ہیں کہ اگر آپ کے پاس سو فیصد واپسی کا امید نہ ہو تو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

۴۔ترف یعنی بے ہودگی سے خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔قوموں کے زوال

اسراف،تبذیر،اتراف،اور بطرت ہیں۔یہ چار لفظ ہمیشہ یاد رکھیں اور لغت معنی یاد رکھیں۔﴿وَ کَمْ أَهْلَكْنا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعيشَتَها فَتِلْكَ مَساكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلاَّ قَليلاً وَ كُنَّا نَحْنُ الْوارِثينَ..قصص..۵۸﴾﴿وَ إِذا أَرَدْنا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنا مُتْرَفيها فَفَسَقُوا فيها فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْناها تَدْميراً (۱۶)وَ كَمْ أَهْلَكْنا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ وَ كَفى‏ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبادِهِ خَبيراً بَصيراً..۱۷.اسراء﴾﴿وَ لَوْ أَنَّهُمْ أَقامُوا التَّوْراةَ وَ الْإِنْجيلَ وَ ما أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ وَ كَثيرٌ مِنْهُمْ ساءَ ما يَعْمَلُونَ ..مائده ۶۶﴾﴿وَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرى‏ آمَنُوا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنا عَلَيْهِمْ بَرَكاتٍ مِنَ السَّماءِ وَ الْأَرْضِ وَ لكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْناهُمْ بِما كانُوا يَكْسِبُونَ...اعراف..۹۶﴾﴿وَ أَنْ لَوِ اسْتَقامُوا عَلَى الطَّريقَةِ لَأَسْقَيْناهُمْ ماءً غَدَقاً..جن.۱۶﴾﴿بَلْ قالُوا إِنَّا وَجَدْنا آباءَنا عَلى‏ أُمَّةٍ وَ إِنَّا عَلى‏ آثارِهِمْ مُهْتَدُونَ..زخرف..۲۲﴾

قوموں کی عروج وزوال کسی قانون کے تحت ہے یا ستفاقی ہے یا جبر تاریخ ہے یا قضاء وقدر ہے یہ تینوں عوامل کا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے اس کے بعد اگلا مرحلہ ترقی پر مترقی افراد اپنی ترقی کا قصیدہ خوانی کریں فخر ومباہات کریں کہ ہم نے ترقی کی ہے کہ ہم نے ترقی کی ہے باقی پیچھے رہ گیا ہے کیوں رہ گیا ہے اس لئے کہ ہم اہل تھے اور وہ نا اہل تھے۔

۲۔شکست والے کا کیا موقف ہونا چاہیئے کہ وہ از سر نو اپنی شکست کو دیکھیں،تجزیہ کریں میدان عمل میں اتریں یہ ایک طریقہ ہے دوسرا طریقہ سنت مشرکین ہے اپنی زوال کے مرثیے پڑھیں۔

۳۔تیسرا موقف اپنے گزشتہ بزرگان پر فخر کریں امریکہ و یورپ اگر آج ترقی کر رہے ہیں تو یہ

آج کی بات ہے، پہلے وہ ذلیل وخوار تھے اس وقت وہ کہاں تھے جب ہمارے بزرگان کا سورج آسمان پر نکلے تھے، ان کی ایسی کی تیسی سب چیزیں ہم سے لی ہیں۔

۴۔جن کی کوئی رائے نہیں اپنے کاروبار میں رہتا ہے اپنے کسب ومعاش میں رہتا ہے، کفر و الحاد کوایجنٹ بن کران کے صدقات بانٹتا ہے۔عیش ونوش میں ہے، ایک جوزراعت میں ہے دنیا سے ہمارا کیا تعلق ہے؟ دنیا سے ہمیں کیا ملے گا؟ ملک ترقی کریں گے سیاست دان کھائیں گے، ملک ترقی کریں گے تو فلاں کھائیں گے، ترقی کریں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ ترقی نہیں کریں گے تو کیا نقصان ہوگا؟ اسباب وعلل کی تلاش احساس کرنے والے کہ ہم واقعاً ذلیل ہوا ہے بعض کو احساس تک نہیں ہوتا ہے کہ ہم ذلیل ہوگئے ہیں۔جیس کہ آج کے مسلمان، بہت سے مسلمانوں کو یہ احساس تک نہیں کہ ہم ذلیل ہوگئے ہیں، اگر کوئی کہتا ہے تو شاید فتنہ فساد چاہتے ہوں گے یا لوگوں سے اگلوانا چاہتے ہوں گے یا مسلمانوں پر طنز کرنا چاہتے ہوں گے۔ان تمام نکات پر بحث کرنے کی ضرورت ہے، اس کا مرثیہ کرنے والے حضرات صرف زبانی یا سرسری نکات اٹھاتے ہیں، دردمند دکھاتے ہیں یہ سوال اب زبان زدعام ہے مسلمان کیوں ترقی نہیں کررہا ہے؟ تو انقلابی حضرات نے ایک سادہ سادہ نسخہ بتایا ہے، وہ نسخہ جو ہے وہ اس جیسا ہے، کرونا کیلئے اچھی نسخہ و بہترین نسخہ نسوار ہے۔ہم نے بہت تقریر سنی ہے آیات کہا ہے کہ قوموں کی تغیر کیلئے اپنے میں تغیر لانا ہے اور یہ آیت پڑھتے ہیں ﴿**لا يُغَيِّرُ ما بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا ما بِأَنفُسِهِمْ ..رعد . ۱۱**﴾ تغیر انفس کیسے کریں گے؟ انفس میں تغیر کیسے لائیں گے؟ ترقی کیلئے تو کہتے ہیں جہاد بالنفس کرنا چاہیئے، کہتے ہی اخلاق ٹھیک کرنا چاہیئے، معمولی ہے چاہنے والے دردمند اگر اٹھیں گے اور بنیاد سے اس کے عوامل کو نہیں اٹھایا ہے سرسری اٹھایا ہے، دشمن کی کارکردگی کا جائزہ لیا ہے تو وہ تو وہ غلط راستے پر چلیں گے صحیح راستے پر نہیں چلیں گے۔قوموں کے زوال کا احساس اسوقت ہوا ہے جب عالم اسلام پر نکبت مصیبت حکومت استعماری یورپ مسلط ہوئے، اسوقت محمد عبدہ میدان میں اترے ان کو برطانیہ کی طرف سے جامعہ الازہر کا رئیس بنایا، شیخ جامعہ ازہر۔عام طور پر مسلمان اسی پر قانع ہوتا ہے ایک اچھا مصلح ہمیں ملا ہے لوگ باتوں پر زیادہ کان

دھرتے ہیں، نفاق وایمان کی زبان کی تمیز نہیں ہوتا ہے۔ جیسے کہ آج کل قادیانوں کے مسائل میں کہتے ہیں کہ ہم جان دیں گے لیکن ایسا ہونے نہیں دیں گے یا فلاں کے ہوتے ہوئے ایسا نہیں ہوگا ، وہ کاظمی صاحب کہ جو نظام مصطفیٰ کے امیر تھے، پیپلز پارٹی کے اتحادی تھے انہوں نے کہا کہ زرداری صاحب کے ہوتے ہوئے اسلام کو کوئی زد نہیں ہوگا، نظام اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ اور اب کہتے ہیں کہ ہمارے ہوتے ہوئے بندر بننے نہیں دیں گے ہم ہوتے ہوئے قادیانی نہیں آنے دیں گے۔ ایسی باتیں کرتے ہیں یہی باتیں محمد عبدہ کیلئے کہہ رہے تھے اور انگریز نے یہ سیاست اپنائی کہ جتنے کام اسلام کے خلاف کروانے ہیں سب انہی سے کرانا ہیں۔ اس وقت انہوں نے درس قرآن دیا، انہی میں سے ایک ان کی تفسیر ہے المنار، جس میں آیات قرآنی کی جدید ترقی سے تفسیر کی ہے۔ انہی میں سے ایک موضوع اقوام کے عروج وزوال پر بحث کی، اور ان کے عوامل پر بحث کی، اوج رفتہ کا باز یاب کرانے کی بحث کی، یہ بات انڈونیشیا میں ایک دردمند بنام محمد بسیونی عمران کو پسند آئی تو اس نے محمد رضا رشید صاحب مجلّہ المنار کو خط بھیجا اور یہ لکھا کہ آپ اس موضوع پر لکھ رہے ہیں آپ یہ سوال امیر البیان، شکیب ارسلان کو دعوت دیں کہ وہ ہمیں تجویز دیں ہم کیسے ترقی کریں؟ تو یہ خط مجلّہ المنار میں چھپا، امیر البیان کو ملے۔ تو شکیب ارسلان نے اس کا جواب لکھا کہ مسلمان کیسے ہیں کیا ہیں اور یورپ کیسے ہیں، ترقی کی ایک مثال دیا ہے کہا کہ ایک بڑے مغربی شخصیت نے ایک مسلمان کو نوکری پر رکھا تھا اس سے کہا تھا کہ آپ جو چیزیں بازار سے خریدیں گے تو فلاں دکان سے خریدیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ماہانہ خرچے میں سے کچھ پیسہ بچایا اور مالک کو دیا کہ پہلے مہینے کے خرچے سے بچا ہے حضور اس لئے بچا ہے کہ ہم نے بازار میں گھوما تو ایک اور دکان سے سامان سستا مل رہے تھے تو میں نے وہاں سے سستا خریدا۔ اس پر وہ شخص بولا کہ تم نے غلط جگہ سے خریدا ہے فائدہ ہو یا نقصان ہو سامان وہاں سے ہی خریدنا ہے جہاں سے میں نے کہا ہے تو جب مسلمان نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ تاجر مسیحی تھا۔ امیر ارسلان کا یہ کہنا تھا کہ ہم اقتصادی میدان میں ان کی سیرت پر چلیں۔ ان کی یہ بات تو کسی حد تک ٹھیک ہے لیکن اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا۔ کرونا ہے تو پیناڈول سے نہیں ٹھیک ہوگا، اگر

واقعی کچھ ہے۔[لماذا تاخر المسلمون تالیف الامام شکیب ارسلان]

۲۔ایک مسلمان نے مسلمانوں کے درد والم محسوس کرتے ہوئے بات اٹھائی جس پر کتاب بھی لکھی لیکن وہ خود ٹائی ڈالتا ہے اور جو شخص اٹھتے بیٹھتے ٹائی ڈالتا ہو وہ اسلام کو کیسے آگے لے جائے گا؟ یہ ٹائی صرف ٹائی نہیں یہ بت ہے۔تو ہمیں اسباب وعلل ڈھونڈھنا چاہیئے ہمارے زوال کے تین مسئلے ہیں۔

ایک مسئلہ سیاسی ہے پچاس سال سے ہمیں دھرنوں میں مظاہروں میں ''ہم اقتدار پر آ کے اسلام لائیں گے'' ایسی باتوں میں پھنسا کے رکھا ہے۔کوئی اگر کہیں کہ نہیں تو وہ مردود ہو گیا۔

دوسرا مسئلہ ہے کہ بنیادی مسائل کو درک کریں، کہ آیا اسلام نافذ کیلئے یہ طریقہ صحیح ہے؟ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے؟ اجازت مانگیں گے تو کہیں گے خمینی نے فرمایا ہے فلاں عالم دین نے فرمایا ہے۔اسلام اس طرح سے نہیں چلتا ہے کہ آپ احتجاج کریں اور لوگوں کی املاک کو جلا دیں۔

تین میدان میں دیکھنا ہے، سیاسی میدان میں دوسرا اقتصادی میدان میں اور تیسرا ثقافتی میدان میں، اقتدار پر چھلانگ مارنا اچھا نہیں ہے، یہ اسلامی نہیں ہے۔اقتصاد تو آپ کے پاس ہے ،اقتصاد سے مراد ملک میں لوگوں کو سستی اشیاء فراہم کرنا نہیں ہے، صنعتیں لگانا نہیں ہے، فیکٹریاں لگانا نہیں ہے۔اقتصاد سے مراد ہر انسان اپنے استعمال کو اپنے کسب کی حدود میں رکھیں، اپنے کسب کو حدود میں رکھیں۔دین اسلام کے بنیادی مسائل، ایمانی مسائل سب اقتصاد میں ہیں اور اقتصاد سے مراد ملک کا نظام نہیں، ملک ہر چیز سب پر نہیں ٹھونس رہا ہے، ملک آپ کے گھر کی، کسب معاش کی الحمدللہ ابھی تک پڑتال نہیں کرتا، ہر ایک کو یہ کہ میری درآمد جائز ہے یا نہیں؟ اور مجھے کتنا خرچ کرنا ہے کو دیکھنا ہوگا۔جتنے بھی حکومتی سطح پر ملازم چھٹیاں لیتے ہیں اور پھر چھٹی کے کا پیسہ لیتے ہیں یہ جائز نہیں ،حکومت اگر دیتی بھی ہے تو ان کیلئے اس مال پر تصرف جائز نہیں ہے۔پھر تنخواہ کے علاوہ الاونس دے دیں، بچوں کیلئے الائنس دے دیں، صحت الاونس دے دیں یہ جتنے بھی بہت سے تصریفات وہ کر رہے ہیں خلاف قانون کر رہے ہیں، قانون اسلام نہیں قانون رعیت قانون ملت کر رہا ہے۔الغرض ایک

ثقافت ہے اور ایک اقتصاد ہے اور اقتصاد کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے، اقتصاد میں ایک بات کسب مال ہے اور دوسرا خرچ مال ہے، خرچ مال میں آپ کے پاس چار لفظ ہیں۔

ا۔ ایک خرچ کفاف ہے قناعت ہے۔

۲۔ خرچ اسراف ہے۔ ۳۔ خرچ تبذیر ہے۔ ۴۔ خرچ اتراف ہے۔

دنیا میں جتنی قوموں پر زوال آیا ہے وہ انہی تینوں، اسراف، تبذیر اور اتراف کی وجہ سے آیا ہے۔ ان تینوں کو سمجھیں، گہرائی میں جا کر غور وحوض کریں۔ اسراف لغت میں کسے کہتے ہیں اور معاشرے میں عرف میں کس کو کہتے ہیں۔ تبذیر کسے کہتے ہیں اور ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور اتراف کسے کہتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں۔ بطر کسے کہتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں۔ اور آپ کو قرآن میں ملے گا کہ جتنی قومیں اللہ نے نابود کیں، برباد کی ہیں وہ مسرفین تھے، مترفین تھے، مبذرین تھے۔ تینوں کی تعلیم کی برگشت شیطان کو جاتی ہے۔

لماذا تاخر المسلمون؟

اس سوال کا دو طرف سے جواب دیا گیا ہے ایک ترقی یافتہ مما لک امریکا یورپ روس اور چین جاپان وغیرہ نے دیا ہے مسلمانوں کو پیچھے ان کے دین کو پیچھے چھوڑا ہے یورپ والوں نے مسلمانوں کو دوٹوک جواب دیا تمہاری پسماندگی تمہارے دین کی وجہ سے ہوئی ہے جس دن اس دین کع پھینکے گے اس دن ترقی کرین گے جبکہ مسلمانوں کا کہنا ہے جس وقت ترقی وتمدن کا سورج ہمارے ہاں طلوع ہو تھا یورپ اسوقت اندھیروں میں تا مک تو ئیاں مار رہے تھے اسوقت وہ لوگ قرون وسطی میں زندگی گزار رہے تھے اس سے یورپ کو کوئی شرمساری ہوگی کیا انکو کوئی قرضہ چکانا پڑے گا اور یہی اقوامی عدالت مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دے گی اگر فیصلہ دے دے تو کیا ہمار یا کوئی فائدہ ہوگا یا ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے یا کرونا ختم ہو جاے گا۔

یہ جو ترقی وتمدن اسلامی کا آپ اعلان کرتے ہیں جنھوں نیترقی اور تمدن کے لیے نظریات و افکار طے کیے تھے کا وہ اسلامی ہدایات کے مطابق تھے یا وہ اپنے ذوق وشوق کے مطابق کیے تھے نیز

جن لوگوں نے ترقی وتمدن کا مظاہرہ کیا تھا کیا وہ لوگ دیندار لوگ تھے یا دنیا دار لوگ تھے مالودولت کی فراوانی کی وجہ سے کیا تھا اور جن لوگوں کے نظریات کو پیش کیا جاتا ہے وہ وہ علوم کے اساس ومبانی کے پابند تھے یا فرق خانہ سے تعلق رکھتے تھے انکی زندگی کو دین کی تشریحات اور توضیحات کے بارے میں دیکھیں بنی امیہ عباسی اور عثمانی سلطنت کے خلفاء مبانی اسلامی کے پابند نہیں تھے۔

مسلمانوں کو ترقی سے کس نے پیچھے کیا۔

۱۔عالمی الحادی جماعتوں نے مسلمانوں کو ترقی کرنے نہیں دی۔

۲۔بعض نے کہا ہے اسلام کوئی اور چیز ہے مسلمان کوئی اور چیز ہے۔

۳۔بعض نے کہا مسلمانوں کو پیچھے چھوڑنے والے علماء ہیں۔بیسویں صدی میں عالم اسلامی میں ایک شخص شکیب اسلان معروف دانشور تھے اور مغرب میں رہتے تھے۔مصری اور مغرب میں قیام کریں گے تو متجد دبنے گا۔اس کو مسلمانوں کی پسماندگی کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔عالم اسلامی میں بہت سے مصلحین نکلے ہیں،ان کو متجد د دین کے نام سے پکارتے ہیں اس قافلے کا سالار جمال الدین افغانی،محمد عبدہ،سرسید احمد خان،علامہ اقبال،کاشف الغطاء،محمد بن عبدالوہاب،علامہ مودودی اور امام خمینی نکلے ہیں ان کو مصلحین متجد دین کہتے ہیں۔کسی مریض سے پوچھا گیا آپ اپنی مرض کا علاج کیوں نہیں کرتے تو اس نے کہا طبیب ہی نے مجھے مریض کیا ہے؟ یہ مصلحین یہ قائدین دواء کی جگہ مرض تھے۔

اہل دین اس ترقی کے بارے میں تین گروہوں میں بٹ گئے تھے اس سلسلے میں مرحوم مہدی شمس الدین اپنے دور میں ایک صاحب شجاعت وجرأت بیان والی شخصیت تھے،اس نے ایک کتاب سیکولرزم کے بارے میں لکھی تھی اس نے لکھا ہے ترقی کا استقبال کرنے والا لندن میں شاہی مہمان بننے والا واپسی پر قوم کو تحفہ لانے والے احمد خان،مشکوک افغانی اوران کی جماعت تھے۔

۲۔ان کے مدمقابل والے تھے کہ دیار کفر والحاد دشمن اسلام قابل قبول نہیں۔

۳۔تیسرا گروہ معتزلی۔۔۔۔۔بین المنزلتین جو ہمیشہ منافقین کی کامیاب تجربہ تھے وہ ادھر ادھر کے قائل تھے، یہی موقف مشنری سکولوں میں تعلیم کے بارے میں رہا ہے۔

دوسری مثال میں جب پاکستان کے دوردراز علاقوں میں ترقی پسند روشن خیال والوں کی مجالس میں درس دینی دینے جاتے تھے ایک دفعہ لاہور درس دینے گئے، میں آغا علی کے گھر میں قیام تھا مجھے لینے کیلئے ایک جوان آیا میں نے ان سے پوچھا آپ کی پڑھائی کس درجہ پر پہنچی ہے تو اس نے کہا اقتصاد میں ایم اے ایل ایل بی کرر ہا ہوں تو میں نے ان سے پوچھا کیا میں ایک سوال کرسکتا ہوں تو کہا بسم اللہ، میں نے کہا علم اقتصاد اور مذہب اقتصاد میں کیا فرق ہے وہ نہیں بتا سکے اور آج بھی بہت کم لوگ جانتے ہیں ان دونوں میں کیا فرق ہے کیونکہ دونوں گروہوں میں خلیج زیادہ ہے علم دین پڑھنے والے اکثر و بیشتر نالائق سکولوں سے فیل ہونے والے یا فیس نہ دے سکنے والے ہوتے ہیں مروج علم پڑھنے والے ذہین باہر سے اسکالرشپ ملنے والے ہوتے ہیں ان کو پہلے ہی ہدایت ہوتے ہیں دینی مسائل سے دور رہیں خاص ملاؤں کی اولادوں پر زیادہ پابندی ہوتی ہے دین کا نام ہی نہ لیں۔

سوفسطائین:

یہ کلمہ یونانی سوفس سے بنا ہے اور سوفس حکیم کو کہتے ہیں۔سفسط فلاسفہ کے نزدیک وہمی حکمت کو کہتے ہیں۔منطقین کے نزدیک قیاس مرکب از وہمیات کو کہتے ہیں۔غرض سفسطہ دشمن کو غلط فہمی میں ڈال کر خاموش کرنے کو کہتے ہیں جو ہر ذہن فریس میں ہوتا ہے ﴿الجوہر موجود فی الذہن وکل موجود فی الذہن عرض﴾ اس سے نتیجہ بناتے ہیں جو ہر عرض ہے جو کہ غلط ہے۔سفسطہ کے بارے میں کہتے ہیں اس کے مقدمات صحیح ہوتا ہے نتائج جھوٹ ہوتا ہے۔کلمہ سوفسطانی ابتداء میں انسان ذہین فہیم پر صدق آتے تھے۔فن و ہنر میں ظرافت دکھانے والے کو کہتے تھے پھر یہ خطابت میں کامیاب افراد کو کہنے لگے اور اس کے بعد ہر دھوکا باز دجال کو کہنے لگے۔رفتہ رفتہ سوفسطائی کے دعویدار حکمت سے خالی نظر آتے تھے۔آخر میں یہ یونان میں درسگاہ خطابت کے طور وطریقے مغالطہ دھوکا دہی کی تعلیم دیتے تھے۔

سوفسطائی کے مقابل میں فلسفہ مثالی وجود میں آیا ہے۔

با قاعدہ یہ ایک شعبہ درسگاہ بنے جس میں کامیاب ہونے کی صورت میں وہ فیس ادا کرنا پڑتے تھے کتاب قصص العرب ابراہیم شمس الدین جلد چار ص ۴۶۲ صقیلہ اندلس میں ایک شخص نے ایک مدرسہ خطابت سکھانے کے لئے قائم کیا اور خطابت میں کامیاب ہونے کے بعد رقم دینے کا معاہدہ کیا۔ یونان سے ایک لڑکے نے اسی مدرسہ میں داخلہ لیا اور تعلیم مکمل ہونے کے بعد اس طلبہ نے اپنے استاد سے کہا ''ایھا الاستاذ ما الخطاب''یعنی خطابت کی کیا تعریف ہے استاد نے کہا فریق کو قانع و خاموش کرنا ''ان حد الخطابۃ ھو الانقاع'' تو تلمیذ نے کہا میں آپ سے مناظرہ کرتا ہوں میں یہ رقم آپ کو نہیں دوں گا اگر میں جیت گیا تو میں آپ کو کچھ نہیں دونگا میں نے آپ کو قانع کیا اگر میں آپ کو قانع نہیں کر سکا تب بھی میں کچھ نہیں دوں گا کیوں کہ میں کامیاب نہیں ہوا۔ اس پر معلم نے کہا نہیں اگر آپ نے مجھے قانع نہیں کرے گا کیا تو حسب وعدہ رقم دینی پڑے گی اگر آپ مجھے قانع نہیں کر سکا تب بھی دینی ہوگی کیونکہ تم ہم سے بہتر نکلے۔

سوفسطائی:

چاہے ایران ہو یا پاکستان خطباء معمی گوئی کرتے ہیں۔ میں نجف جلسوں میں اچھی خطابت کرتے تھے پتہ نہیں کیا بولتے تھے لیکن صادقی کے درس تفسیر قرآن میں شرکت کی معلوم ہوا سارا مواد قرآن کے خلاف بولتے تھے القرآن کرنے کا سنا تو اس خطاب کے تمام مواد پر سرخ لکیر کھینچی۔ یہاں سے بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں جو دین ہے وہ درسگاہ عزادری سے ملا یہاں سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں عالم تشیع میں عزاداری چلتی ہے عزاداری میں خطابت ہوتی ہے گذشتہ زمان کے بعد یہاں بھی روم کے مدرسوں جیسا بنے ہوئے ہیں جاہلوں کو ان درسگاہوں میں خطابت سکھائی جاتی ہے بہت کامیاب خطیب وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو بہت زیادہ رلاتا ہے چنانچہ ہمارے بلستان میں حوزہ نجف میں قریب اجتہاد پہنچنے والے علماء ناکام خانہ نشین ہو گئے مدرسہ میں دین نہیں ہے خطاب انہیں آتی نہیں تھی

ہم آپ کو یونانی مثالوں کی بجائے آپ کے سامنے اسلامی سفسطائی عقائد پیش کرتے ہیں، آپ بتائیں کہتے ہیں مسلمانوں کے دو فرقے ہیں شیعہ اور سنی ہیں، شیعہ خلفاء کو بدتر از کافر سمجھتے ہیں جبکہ سنی انہیں امت محمد کے برگزیدہ ہستی سمجھتے ہیں۔ آپ دونوں کو رد نہیں کر سکتے اور دونوں کو قبول بھی نہیں کروا سکتے، ایک پر اتفاق بھی ممکن نہیں کہتے ہیں دونوں صحیح ہیں ھل ھذا الاسفسطہ خود شیعوں کا ایک گروہ نص خاص کا قائل ہے جبکہ دوسرا کہتا ہے نص عام ہوتی ہے تیسرا کہتا ہے نص ہوتا ہی نہیں بلکہ

ضرورت اجتماعی کا انتخاب افضل پر ہونا اعلیت اور افضلیت پر ہونا ضروری ہے چونکہ علی سب سے افضل ہے لہٰذا علی ہی خلیفہ بلا فصل ہیں، بتائیں کون صحیح اور کونسا غلط ہے۔نص خاص والے نص عام کے دوش بدوش ہیں اا پس مے دولت ہے لیکن علی شرف الدین حجرت علی کی افضلیت کے قائل ہونے کے باوجود سنی ہو گئے بعض سنیوں سے ان کا اتحاد ہے ہم سے اختلاف ہے ھل ھٰذا الاسفسط حضرت علی خلیفہ بلا فصل ہے دوسرا کہتا ہے نہیں چوتھا ہے کونسا صحیح ہے کس سے پر ہیز کیا جائے ھل ھذ الاسفسطہ ۔ایک فرقہ کہتا ہے یزید قاتل امام حسین بھی صحیح ہے اور امام حسین یزید کے خلاف قیام کیا وہ بھی صحیح ہے لیکن کب کس کو غلط ٹھہرائیں اور دونوں کو صحیح گردانے میں امن ہے ھل ھذ اا الاسفسطہ ۔اس وقت عالم اسلام کا کل ماخذ و مصدر شریعت اجتہاد ہے یعنی اجتہاد خود اپنی رائے سے فتاوی صادر کریں گے۔

دوسری صدی سے اجتہاد کا دور شروع ہوا صدی کے آخر تک حجاز مدینہ شام مصر تک بہت مجتہدین نکلے امت کو ٹکرے ٹکرے کیا یہاں تک کہ کثرت مجتہدین ان کے گلے کا پھندا ہو گئے پھر چار مجتہدین پر توقف کیا نئے اجتہاد پر پابندی لگائی ان چار میں شیعوں کا مجتہد نہیں تھا حکومتوں کو سکون ملا پھر مصر میں برطانیہ فرانس کی مداخلت کے بعد مغرب نے دین اسلام میں تبدیلی لانے کا سوچا اسی کا نام تجدید اسلام رکھا اس میں بڑے بڑے علماء پیش پیش آئے سر کار افغانی کو اس کا موسس قرار دیا تجدید اسلام کیلئے تجدید اجتہاد کی ضرورت پڑی تو علماء متجد د آگے بڑھے شیعہ مذہب جو کہ اس وقت اجتہاد مخالف تھے چنانچہ ان کے علماء نے اس پر کتابیں لکھی تیرھویں صدی میں آقائے عبد الحسین شرف الدین اجتہاد کے خلاف نص والا اجتہاد کتاب نکالی آقائے مرتضی عسکری نے بھی کتاب معالم المدرستین الخلافہ والا مامہ لکھی لیکن چودھویں صدی میں محمد باقر بہبہانی نکلے انہوں علم اصول فقہ کی تحریک چلائی اس وقت تک شیعوں میں اجتہاد نہیں تھا سنی اجتہاد میں پیش پیش تھے شیعوں کو طنز کیا کہ تم نے بعد میں ہماری تقلید میں اجتہاد کیا شیعوں نے کہا کہ ہمارے ہاں اجتہاد کا دروازہ کبھی بند ہی نہیں ہوا کیا یہ سفسطہ نہیں ہے؟ اب تو اصل دین کا مصادر و ماخذ اجتہاد قرار دیا اور مجتہد کو وہ اختیار دیئے جو رسول اللہ کو حاصل نہیں تھے آج مجتہدین شعر گوئی موسیقی گانا بے حجاب خواتین کو باب بھائی کی سرپرستی عقد ازدواج باندھنا جائز گردانتے سمجھتے ہیں، سود کھاتے ہیں سود کو اجتہاد کے ذریعے جائز گردانا یہاں

تک کہ ادکارئیں علماء تجدید اجتہاد کا کہتی ہیں کیا یہ سفسطائی نہیں ہے۔آج کے دور کے معاصر آیت اللہ جناتی ایک کتاب ادوار اجتہاد کے نام سے لکھی جس میں محرمات کے جواز کے فتاوٰی درج ہیں کیا یہ سفسطہ نہیں ہیں

اھل ادیان میں یہود عزیر کو ابن اللہ سمجھتے ہیں، نصارا عیسی کو ابن اللہ سمجھتے ہیں جب کہ مسلمانوں کی کتاب میں صراحت سے آیا ہے اللہ کے لئے ابن نہیں ہے، ان میں کون صحیح کونسا غلط ہے یا دونوں صحیح یا دونوں غلط ہیں ھٰذا الاسفسطہ۔

حرف ش :

شمال

یکے از مصطلحات شمال ہے شمال مادہ شمل سے ہے مقائیس ج ۱ ص۶۲۶ پر آیا ہے ش۔م۔ل اصلان منقاسان اس کی دو اصل ہے دونوں قیاسی ہے **یدل علی دوران الشئی با الشئی واخذہ ایا ہ من جو انبہ من قولھم شملھم الامر اذاعمھم** اسی سے شملۃ بنی ہے اوڑنے کی چادر کو کہتے ہیں۔**اذا شعا لہ بتالف امورہ ، و الاصل الثانی یدل علی الجانب الذی یخالف الیمین من ذالک الید الشمال و منہ ریح الشمال**

سورہ انشقاق میں آیا ہے قیامت کے دن برے لوگوں کو ان کے نامۃ اعمال بائیں طرف سے دیا جائے گا ان کے جہنمی ہونے کی نشانی ہوگی۔

شرک:

یکے از مصطلحات عقائد اسلامی کلمہ شرک ہے کلمہ دین اسلام میں اک کلمہ مانوس عند العامہ والخاقہ شاید اگر کوئی یہ دعوی کرے مسلمانوں میں بچہ ممیّز بھی شرک کو جانتے کیونکہ کلمہ حتی بلوغ پہنچنے سے پہلے تلقین عقائد کلمہ کرتے ہیں کلمہ الامیہ میں پہلا جز اللہ کے لیے نفی شرک ہے لا الہ الا اللہ آتا ہے قرآن میں نفی شرک پر بہت سی آیات آئی ہیں۔

کلمہ شرک متعدد آیات میں آیا ہے، لقمان ۱۳۔عمل شرک قابل بخشش نہیں جبکہ گناہ کتنا ہی ہو

امکان بخشش رہتا ہے، نساء ۴۸۔۔مشرکین سے مراد تنہا بت پرستاں نہیں بلکہ اس میں فرق و مذاہب بھی شامل ہیں جس طرح مشرکین نے اللہ کے بندوں کو اللہ کی بندگی سے روکا ہے بعینہ فرقوں نے بھی جعلی خود ساختہ شرکا بنائی ہے کہتے ہیں دنیا کی ہر چیز میں تحقیق آئی ہے فرقوں میں بھی بہت سے محققین نکلے ہیں شیعہ فرقہ میں محققین کی کمی نہیں ہے ایران میں آقای سبحانی نے توحید و شرک پر کتاب لکھی ہے اقی عزالدین نے معیار شرک شرک لکیں اقای افضل کریمی نے شرک پر کتاب لکھی ان مصنفین نے شرک کو دو میں تقسیم کیا ہے شرک غیر قانوں یہ کسی صورت میں جائز نہیں دوسرا شرک قانونی ہے یہ تنہا جائز نہیں بلکہ افضل اعمال ہے اس کو انہوں نے شرک سازوں قرار دیا ہے پاکستان سے بھی ایک بڑا عالم اس تقسمیم کے حامی جناب اقای محسن نجفی آپ نے تفسیر قرآن لکھی ہے اس میں اس تقسیم کے تحت شرک سازوں کو جائز قرار دیا ہے لیکن یہ شرک دنیا میں چلتی شریک سے مختلف ہے دنیا میں شریک انسان متحرک زندہ ہوتا ہے آپس میں افہام و تفہیم قرارداد معاہد ہوتا ہے لیکن دین مین شریک یک طرفہ ہوتا ہے ان سے قرارداد افہام و تفہیم نہین ہوتا ہے ان تک کس طرح رسائی نہیں ہوتی ہے، انہوں نے ساحرانہ شعبدانہ طریقے شرکیات باطنیہ خبیثہ نے اسلام ہی شرک متعارف کیا اور قرآن اور محمدؐ دونوں کو غائب کیا دونوں کی جگہ صحاح ستہ اور اربعہ سیرت آئمہ و اصحاب کو شریعت اسلام متعارف کیا ہے، امت مسلمہ اگر شرک سے نجات چاہتی ہے تو صحاح ستہ اور کتب اربعہ سے جان چھڑائیں اور تنہا قرآن اور سیرت عملی رسول اللہ کو اٹھائیں، یہ جو سنت رسول اللہ کی تفسیر فعل و قول و تقریر سے کی ہے وہ تدلیس ہے۔

زمر ۵۳ میں آیا ہے۔

’’**شرک و هو تسویه غیر الله با الله فیما هو من خصائصه سبحانه**‘‘ اس میں ہر قسم و نوع کی شرکت آتی ہے۔

ا۔شرک در امور ربوبیت، تخلیق و ارزاق احیاد و اماتہ میں غیر اللہ کو شامل کرنے کو کہتے ہیں

۳۔اطاعت در اوامر و ترک در نواہی۔

۴۔شرک درایجاد صفات

شرک اکبر

شرک در ....وقال ربکم ادعونی استجب ...ان الذین مستکبرون عن عبادتی.

ادعو ربکم تصرفا و خفیة

اذنولکم برب العالمین.

اقسام دعا:۔

۱ .لایقدر علیه الاللہ

۲ .عاثیا عن المستولیة چاھے غیاب زما نی با غیاب مکانی مردہ عالم برزخ میں۔

قرآن میں شرک کے تین مصادیق بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔اللہ کے مقابل غیراللہ کولانا۔

۲۔اللہ کی اطاعت میں غیراللہ کوشریک کرنا۔

۳۔ریا کرنا۔

عوامل واسباب رواج شرکیات۔

عوامل واسباب رواج شرکیات کا پس منظر ابتداء میں ایک عمل جذباتی تھا لیکن بعد میں وہ ایک نظریاتی شکل اختیار کر کے جز ودین قرار پایا بطور مثال تاریخ مصر میں آیا ہے۔

جنگوں میں فاتح قوموں نے اپنے امورات اجتماعی میں اپنے قائد محبوب کے نام سے کرنا شروع کیا اور شکست خوردہ قوم کے قائد کو حقیر ناپسند صفت سے یاد کیا چنانچہ گزشت زمان کے بعد ان حیوانات کی تقدیس و پرستش شروع کردی کہ یہ اللہ کی رمز ونشانی ہے کیونکہ اس گوسفند اور بچھڑے میں اللہ میں حلول کرنے کا دعویٰ کیا، اس طرح اہل بیت نبی کو مثل نبی متعارف کرنے دوسروں پر مقدم کرنا جوکہ صریح

قرآن اور خطبہ عرفات نبی کریم کے خلاف تھا، بعد میں ان کو عالم کون ومکان میں متصرف قرار دے کر اللہ کے مقابل کھڑا کیا اور ان کو مقام الوہیت تک پہنچایا ہے۔ اللہ اپنے بندے مقرب کتنا ہی چاہے کتنا ہی مقام کیوں نہ دے لیکن الوہیت امکان پزیر نہیں یہ انتقال الوہیت پھر ان کی وفات کے بعد ان کے قبور کو مزارات بنایا اور محدث قمی نے زیارات جعل کیں، پھر ان کے نام سے جگہ جگہ یادگاریں بنانا شروع کیا۔

عوامل واسباب رواج شرکیات کی ایک نمونہ وہ تقدیس مالیس بقدس ہے یعنی صاحب عیب ونقص کو بے عیب وناقص کو کامل کہنے کو تقدیس کہتے ہیں۔ تمام شرکیات جو دین اسلام میں پیدا کیے گئے وہ اسی طریقہ سے انجام پائے ہیں۔ خاندان رسول سب ایک جیسے نہیں تھے ان میں اچھے اور برے دونوں لوگ تھے اس کے باوجود اہل بیت کو معصوم گردانا گیا ہے، اسی طرح یاران انبیاء بھی سب اچھے نہیں تھے ان میں بھی اچھے برے دونوں تھے لیکن ان میں بعض کو خصوصی طور پر اٹھایا عمر کو متنازع بنایا، ابوبکر محمدؐ کی بعثت سے پہلے دوست اور پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہونے کے باوجود عمر کو درجہ نبوت تک لے گئے، اسی طرح علی زہرا کو انبیاء پر برتری دی گئی۔ پہلے اہل بیت نبی کو دیگران پر برتری دی گئی ہے جذبات میں مثالیں دے کر قانع کیا کوئی مرے تو اس کا وارث کون ہوتا ہے اس کے خاندان سے اسی کا قریب ترین مرد ہوگا بعد میں نبی کی وصیت کا دعویٰ کرتے دوسروں پر مقدم کرنا شروع کیا جو کہ آیات صریح قرآن نساء، مومنون ۱۰۱، خطبہ عرفات کے خلاف تھے۔ بعد میں ان کو علام الغیوب کون ومکان حاضر وغائب متصرف کائنات قرار دیا ہے جو نبی کریم کو حاصل نہیں تھے بلکہ انہیں مقام الوہیت تک پہنچایا ہے۔

شرک کتاب وجوہ النظائر فی القرآن ابن جوزی ۵۹۷ھ ص ۲۶۷ ات ۵۲۰ ص ۱۶ پر تین مصادیق بیان کیے ہیں

۱۔ کسی چیز یا شخص کو اللہ کے برابر قرار دینا نساء ۶۔ ۴۸ اعراف ۱۹، اسراء ۲۲

۲۔ اللہ کی اطاعت میں غرالہ اعراف ۱۹، مائدہ ۷۲ توبہ ۴

۳۔ ریا اپنے میں دیکھاوا کرنا توبہ

شعوبی یعنی کسی قوم وملت ونژاد سے انتساب پر دوسروں سے یا بغض سے افتخار اعزاز جمانے والوں کو کہتے ہیں عرب جاہلیت میں اسلام آنے سے پہلے افتخار اباء واجداد وقبائل وعشائر اپنے اوج بلندی پر تھے دین اسلام آنے کے بعد تمام افتخارات وہم خیالی کو پس پشت کر کے مّیارات قرآن کو اٹھایا جیسا کہ حجرات ۱۳ میں آیا ہے نبی کریم نے اپنے آخری حج کے موقع پر عرفات کے میدان میں دیے گئے خطبے میں اس ایمان کش مصیبت کو اپنے پاؤں تلے دفنانے کا ذکر فرمایا لیکن دشمنان اسلام نے نبی کریم کے بعد ان چیزوں کو اوپر اٹھایا جن کو نبی کریم نے دفنانے پس پشت پھینکنے کا حکم دیا تھا دین اسلام کے خلاف محاذ آرائی دو ہی طریقے سے امکان پزیر تھے ایک دو بدو اسلام کا مقابلہ مقاومت کریں دوسرا امت اسلامیہ امت واحدہ ہونے کے تصور کو پاش پاش ریزہ ریزہ کریں معیارات گرائیں رزائل کو اٹھائیں فضائل کو گرائیں یہ حرکت غیر محسوس غیر ملموس طریقے سے چلتے رہے یہاں تک فتح روم وفارس کے بعد اسلام مخالف یا حکومت واقتدار ہاتھ سے جانے والوں کا پار سابقہ ادیان کے غموغصہ خوروں نے اتحاد پر قائم کیا ہر قیمت پر اسلام کو روکنا ہے جس طرح عصر معاصر میں مغربی اتحاد مشرقی اتحاد میں اتفاق واتحاد قائم ہوا غرض امت اسلامیہ واحد کے مفہوم کو پاش پاش کر نے والوے گروپوں نے امت کو مضمحل کرنے کے لیے کونسا قوم دیگران سے افضل وبرتر ہے کا سوال چھوڑنا شروع کیا چنانچہ کتاب ضحی الاسلام تالیف احمد امین ت ۱۳۷۳ق نے اپنی کتاب ص ۴۷ پر الفصل ثابت ثابت شعوبیہ کے عنوان کے نیچے لکھنا ہے اسلام کے دوسری صدی آخری دور میں امت سے یہ سوال اٹھایا۔

ا۔ بعض نے عربوں کو خیر الامم قرار دیا۔

۲۔ نہیں عرب دوسروں سے افضل نہیں ہے اسلام آیا ہے ایک قوم دوسری قوم پر فضیلت وبرتری کو گرایا ہے اسلام میں تمام قوم مساوی برابر ہے۔

۳۔نظریہ جن میں عربوں کو تذلیل تحقیر کرنے کا مہم شروع کیا بات عربوں کو دیگراں سے افضل گردانا یا اسلام میں سب مساوی ہے یہ صحیح گردانا مراد نہیں تھے بلکہ اس بچت کو دوبارہ زندہ کرنا مراد تھے اب میدان میں جن کی لاٹھی اس کی بھینس ہوگی۔

غرض ابتدائی مرحلے میں نیچے اوباش لوگوں سے شروع کیے ہیں چنانچہ فساد پھیلانے والے ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں پہلے اوباشوں سے شروع کرتے ہیں چنانچہ آخر میں عملی طور پر یہ فیصلہ ہو گیا اندر سے عرب والے ذلیل پست قوم ہے صاحبان مقام والا عزت دنیا ہے اس کی تیاریاں شروع کی کیسے کیسے تیاریاں کیے ہیں وہ اس وقت اس مختصر سی لامحشر میں میں گنجائش نہیں ہوگی یہاں سے مناسب مربوط باتوں باتوں اعمال کا ذکر کرتے سب سے ضروری اور آخر تک اس سے بے نیازی ممکن نہیں ہے وہ زبان عربی زبان میں تسلط کامل حاصل کرنا ہے لہذا عربی زبان کے ذریعے شعوبیت پھیلانے کی مہم شروع کی جس میں عربوں کو نشانہ نہیں بنایا بلکہ ابتداء سے اسلام ہی کو نشانہ بنایا عربی زبان میں دو چیزیں ہے ایک لغت ہے لغت سرمایہ زبان دنیا بھر کے درستگاہوں میں پہلا سال یا جس سال لغت کی تدریس ہوتی ہے آپ کی درسگاہوں اس کا ذکر تک نہیں ہوتا ہے آپ کو سالوں سال پانی نکالنے والے گھوڑوں جیسا نحو وصرف میں عمر ضائع کرتے ہیں غرض علم صرف اور لغت میں عبور تسلط حاصل کرنے والے شعوبی تھے ان کے سبقت پر مجد د عظمت فارس کو واپس لانے کے مہزبین ہوتے تھے۔

آپ جس علم سے محروم ابھی تک محروم ہے وہ علم تاریخ ہے ہر چیز کی ایک تاریخ ہوتی ہے عربی زبان کی بھی ایک تاریخ ہے علم نحو وصرف میں ابتکار کرنے والے کون تھے یہ افراد اسلام کے حوالے مخدوش مشکوک انسان تھے دعوت اسلامی میں ان کا نام آتا ہے۔

دوسرا علم لغت میں ضحیٰ الاسلام ج ۱ ص ۶۳ پر آیا عربی زبان کی حجت وسقم کا مہر لگانے والے ابوزید الانصاری، ابوعبیدہ واحمص تھے ان تینوں میں سے دو شعوبی تھے کتب لغت لکھنے والے سب اہل فارس ہے ان میں سے ایک ضطرب ہے جس نے حمیدہ العرب لکھی ہے وہ بہت خائن انسان تھے اعراب لگا کر غیر عربی زبان کو عربی پیش کیا ہے۔

اما خود اس کی تاسیس اس کے حاملین مبتکرین مدرسین کے عزائم ومنویات نا گفتہ بہ ہے جتنا اس کو نہ کھولا جائے تو بہتر تھا مگر اس سے انتساب خود کو طبیب ابن طبیب ثابت کرنے پر اصرار کریں اما اس کا واضع حضرت علی سے انتساب نیلام گھروں سیکولروں کے اجتماعات میں قرآن سے افتتاح جیسا ہے لذب خو کذب فی کذب اما ابا الاسود دوئلی اردبیلی وعبد الرحمٰن ہرمز نصر بن عام فھو لا ذوات مخدوش ومشکوک کی قال سید الخوئی فی رسالہ واما عبد الرحمٰن استاد امام مالک آپ نے سات سے پڑھی ہے بقول امام مالک ان دروس کا ایک حرف بھی آپ اظہار نہیں کیا ہے اس پر اھل دین کو غور کرنا چاہیے اما اس کی قرآن تورا کا ثبوت سیبویہ سے لے کر دین بعدہ من النحوین ابعاد القرآن عن الاشتهاد و الاشتهاد با شعار الجاهلييه الهدى والى هليته الحديد والحاقدين للاسلام امثال حماد والعرزدق و ابوطبيب نبى والى اسعداء المصرى و اختلاف القرآن قرات پر موساعات کے موساعات اس کا منہ بولتا ثبوت ہے اما یہ علم علم تکبر نخوت غرور اور ہونا اس علم کے اساتید کو دیکھنے کے بعد پتہ چلے۔

اما علم نحو میں کوئی فضیلت نہیں اس مدعی کے ثبوت میں بعض نے کچھ دلائل پیش کیے ہیں۔

ا۔ شرف العلوم شرف الغایات اس علم کے مبتکرین کے غایات ولوگوں وہ بتاتے تھے دصدنا للغتہ العربیہ عن ضحیٰ لیکن ان کے داخلی نیات روزگار تھے کیونکہ حاسنا اللغتہ العربیہ ہوتے تو اس کا احساس درد خوروں عربوں کو ہونا چاہیے خاص حکومتی ذمہ داران کو ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ہوئے اس لیے غیر عرب اٹھے وہ اس اپنے کسب معاش روزگار تھے۔

۲۔ ابتداء سے جن کو روزگار نہیں ملتے خود لوگوں کو جمع کر کے ماہانہ فیس وصول کرتے تھے۔

۳۔ کسی نے کسی معلم نحو سے پوچھا آپ اس کو کیوں مشکل بنا کے رکھا تھا تو کہا اگر آسان بنائیں گے تو ہمارا کیا ہوگا۔

۴۔ اس علم کی سلسلہ نسب کسائی کوفہ سے اور سیبویہ بصرہ کو جاتی ہے دونوں روزگار کی تلاش کے لیے بغداد پہنچے کسائی پہلے پہنچا جگہ بنا چکے تھے سیبوتیہ بعد میں پہنچے تو اس نے سیبوتیے کو بھگا دیا واپس گیا افسوس وحسرت میں سیبوتیے وفات پائی۔

۴۔ جہاں اختلاف ہو وہاں حق نہیں ہوتا ہے دنیا میں رائج علوم اس جیسا کوئی علم نہیں جس پر اتفاق ہو اس علم جہاں تک اتفاق نظر آتا ہے اس میں حکومت کا کردار رہا ہے چونکہ دار الخلافہ کسانی ہوتے تھے تو ان کی رائے کو زیادہ پزیرائی ملی ہے ورنہ کوئی مسئلہ نہیں چنانچہ الف سے ے تک اختلاف ہونے کی وجہ سے انباری اس اختلاف پر ایک کتاب لکھی ہے

جناب فاضل شگری نے علماء قدیم کی سنت افتخاری کو زندہ کرتے کتاب کا برداشت ان ان چند کلمات پر اکتفا کیا ہے۔

ا۔نحوی پرستاں اور کلام پرستاں کو میرے خلاف اٹھنے کی دعوت کی خاطر لکھا ہے فلاں علم نحو سے ہماری تمام مدارس وھوزات ابھی تک زندہ وتابندہ ہے جسے وہ بغیر احترام بغیر اضافہ جل جلالہ نام لیتے ہیں ان کو کچھ ادب سیکھنے کی ضرورت ہے مجھے امید ہے قم سے جواب دینے سے پہلے خود پاکستان بلکہ مدارس کراچی کے اساتید بھی جواب دیں۔

دوسرا تاریخ حوزہ علمیہ قم میں علوم دینی جس میں علم کرکٹ یا علم سوئنگ علم علم انٹرنیٹ علم کلام کو احیاء کر کے دین کو قرآن سے بے نیاز کلی کر خالص عقل پر چلانے کی معتزلہ کی خواب کو شرمندہ تعبیر کیا ہے

شر فالدین اس علم کی شان میں اہانت وجسارت آمیز کلمات استعمالکر کے اپنی جہالت کا واضح آشکار ثبوت دیا ہے۔

شفاعت :

یکے از مصطلحات عقائد شفاعت ہے یعنی قیامت کے دن کوئی کسی کو نجات دینے میں کردار ادا کریں گے؟ کتب عقائد مصنفین قلیل قائل بنفی شفاعت ہیں، شاید یہ لوگ مطعون ہوں یا ترس از مجرمین حالت خوف میں گمنام ہو جبکہ بعض نے شفاعت غیر محدود شافعین کثیر کا نام پیش کیا ہے۔ان شفعاء کے بارے میں اسناد قرآن نہیں لہذا انہوں نے نبی کریم کیلئے شفاعت غیر محدود باقیوں کی سند شفاعت کیلئے ثابت کیا ہے۔جس آیت سے شفاعت ثابت کیا ہے وہ اپنی جگہ متشابہ محتاج وضاحت ہے۔

مقائیس اللغہ جلد ۱ صفحہ ۶۱۹ پر آیا ہے۔ش۔ف۔ع۔ سے مرکب کلمہ کی ایک ہی اصل ہے اصل صحیح یدل علی مقارنہ الشیئین من ذالک شفع دو چیزوں میں مقارنت کو کہتے ہیں یہ وتر کے خلاف ہے وہ تنہا تھے ہم اس کے ساتھ ہو گئے ،لغت میں شفاعت فردیت کو زوجیت میں بدلنے کو کہا ہے جہاں فرد تنہائی ودشواری اور مشکلات کا سامنا تھا کوئی اور آ گے ان سن مل گئے ہوں گے یہ کبھی تبرعی ہوتا ہے کوئی شخص خود آگے بڑھتا ہے کبھی طلب پر آگے بڑھتا ہے۔غرض امور دنیا میں ضعف وناتوانی اسباب شکست باعث نابودی کا سبب بنے گی گا کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے شرائط ووسائل پورے نہیں کوئی مشکل کام میں پھنسا ہوا ہے تو اسے معاون کی ضرورت ہوتی ہے یہاں آگے بڑھنے مقدمات و مخاصمات وتنازعات میں دوسروں کے تعاون ومدد کی ضرورت پڑتی ہے قیامت کے دن جہاں بندہ گان کو اللہ کے حضور میں حاضر ہونا ہے وہاں انکار کی گنجائش نہیں گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی کتاب نامہ اعمال خود گواہ سمع وبصر اعضاء جوارح ہوں گے یہاں کسی سے مدد ومعاونت نہیں چلے گی یہاں عدالت حقیقی اور واقعی کا نمونہ پیش ہوگا، مجرمین کے لئے چھٹکارا نہیں ہے عدالت واقعی حقیقی کا مظاہرہ ہوگا جہاں مومنین نہایت شان وشوکت عزت وعظمت اور خوشحالی میں جنت کی طرف بڑھتے ہیں ان کے نامہ اعمال ان کے ہاتھوں میں ہیں ان سے باز پرس نہیں ہوگی ملائکہ رحمت ان کو سلام کرتے ہیں کہتے ہیں جنت آپ کے لیے گوارہ ہے انہیں کسی قسم کی مشکلات درپیش نہیں۔ان کے برعکس دوسرا گروہ مجرمین کا ہے جو ہر قسم کے معاونین ومددگاران سے محروم ہیں کیونکہ یہ لوگ دنیا میں اعوان و انصار خاندان مال ودولت کی وجہ سے ہر قسم کی مشکلات کو آسانی سے حل ہوتا دیکھ کر مغرور تھے دنیا میں یہ معاونین کے درمیان ہوتے تھے آج تنہائی عرصہ محشر کی طرف بڑھتے ہیں اللہ فرماتا ہے تمہارے گناہوں میں شریک معاونین ومددگار کہاں ہیں انہیں آواز دو چنانچہ کثیر آیات میں ہر قسم کی شفاعت کو رد کیا اور ان پر طنز کیا ہے شفاعت کرنے والے مددگاروں کو پکارو۔

کتاب الایدیولوجیۃ اسلامیہ تالیف عبدالحمید مہاجر ص ۴۳۴ پر نظریہ فی شفاعۃ لکھتے ہیں سورہ مریم میں تین سے زائد بار شفاعت کا ذکر آیا ہے ان آیات میں شرک کو ناقابل بخشش قرار دیا ہے،

بخشش کو صرف اپنی ذات تک محدود کیا ہے بقرہ ۴۸، ۱۲۳، ۱۲۱﴿ وَ لا يُقْبَلُ مِنْها شَفاعَةٌ..۵۸﴾﴿وَ لا يُقْبَلُ مِنْها عَدْلٌ وَ لا تَنْفَعُها شَفاعَةٌ وَ لا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴾ شفاعت ہوتی ہے سورہ بقرہ آیت ۲۵۵﴿ مَنْ ذَا الَّذي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ ... ﴾ سورہ مریم آیت ۸۷﴿لا يَمْلِكُونَ الشَّفاعَةَ إِلاَّ مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمنِ عَهْداً ﴾ شفاعت فائدہ نہیں دے گی سورہ سباء آیت ۲۳﴿وَ لا تَنْفَعُ الشَّفاعَةُ عِنْدَهُ إِلاَّ لِمَنْ أَذِنَ لَه..ُ ﴾

شفاعت بے نیاز نہیں کرتی سورہ یٰس آیت ۲۳﴿أَ أَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمنُ بِضُرٍّ لا تُغْنِ عَنِّي شَفاعَتُهُمْ شَيْئاً وَ لا يُنْقِذُونِ ﴾سورہ نجم آیت ۲۶﴿وَ كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّماواتِ لا تُغْني شَفاعَتُهُمْ شَيْئاً إِلاَّ مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشاءُ وَ يَرْضى ..﴾ تمام امورات دنیا انفرادی حالت میں امکان پذیر نہیں ہوتے لہٰذا کسی سے معاونت واشتراک عمل ضروری اور ناگزیر ہے لیکن قیامت کے دن محشر میں شفاعت کارآمد نہیں، آیات میں شفاعت کی نفی آئی ہے سورہ انعام آیت ۹۴﴿ما نَرى مَعَكُمْ شُفَعاءَكُمُ الَّذينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فيكُمْ شُرَكاءُ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ ما كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴾سورۃ مریم آیت ۸۵ میں آیا ہے﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقينَ إِلَى الرَّحْمنِ وَفْداً﴾ یوم قیامت مومنین جس طرح بادشاہان کے دربار میں جائزہ لینے کیلئے حاضر ہوتے ہیں اسی طرح حاضر ہوں گے سورہ مریم آیت ۸۶ میں آیا ہے﴿وَ نَسُوقُ الْمُجْرِمينَ إِلى جَهَنَّمَ وِرْداً ﴾اس کے بعد فرماتے ہیں جس طرح دنیا میں چلتا ہے نہیں چلے گا سورہ مریم آیت ۸۷﴿لا يَمْلِكُونَ الشَّفاعَةَ إِلاَّ مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمنِ عَهْداً ﴾۔ وہاں کوئی شفیع ہوتا ہی نہیں اگر قبول ہو جائے سورہ بقرہ آیت ۴۸﴿وَ اتَّقُوا يَوْماً لا تَجْزي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئاً وَ لا يُقْبَلُ مِنْها شَفاعَةٌ﴾﴿ا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْناكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لا بَيْعٌ فيهِ وَ لا خُلَّةٌ وَ لا شَفاعَةٌ ﴾(بقرہ۔۲۴۵)سورہ طٰہٰ آیت ۱۰۹﴿يَوْمَئِذٍ لا تَنْفَعُ الشَّفاعَةُ إِلاَّ مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمنُ وَ رَضِيَ لَهُ قَوْلاً ﴾

۲۔قرآن کریم میں تیس سے زائد آیات میں شفاعت کا ذکر کیا ہے۔شفاعت کس چیز میں ہو گی کس کی شفاعت قبول ہو گی کلمات متشابہ میں بیان کیا ہے۔جیسا کہ ان آیات میں آیا ہے سورہ نساء آیت ۴۸ ﴿إِنَّ اللَّهَ لا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ ما دُونَ ذلِكَ﴾ (لقمان۔۱۳) ﴿وَ إِذْ قالَ لُقْمانُ لابْنِهِ وَ هُوَ يَعِظُهُ يا بُنَيَّ لا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظيمٌ﴾ شرک کے علاوہ بھی بعض گناہ قابل بخشش نہیں ہیں (نساء۔۹۳) ﴿وَ مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُتَعَمِّداً فَجَزاؤُهُ جَهَنَّمُ خالِداً فيها وَ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهُ وَ أَعَدَّ لَهُ عَذاباً عَظيماً (مائدہ ۔۳۶) ﴿إِنَّ الَّذينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ ما فِي الْأَرْضِ جَميعاً وَ مِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذابِ يَوْمِ الْقِيامَةِ ما تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذابٌ أَليمٌ﴾

۳۔جنہوں نے اللہ کی الوہیت و ربوبیت کو تسلیم کرنے کے بعد عصیان کیا ہے ان کے بارے میں شفاعت کا ذکر نہیں آیا ہے وعدہ حق ہے کہ بخشیں گے یہ ان آیات میں آیا ہے (زمر۔۵۳) ﴿قُلْ يا عِبادِيَ الَّذينَ أَسْرَفُوا عَلى أَنْفُسِهِمْ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَميعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحيمُ﴾ (زخرف۔۸۶) ﴿يا عِبادِ لا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَ لا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ﴾

۴۔شفاعت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے (زمر۔۴۴) ﴿قُلْ لِلَّهِ الشَّفاعَةُ جَميعاً لَهُ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (یٰس۔۲۳) ﴿أَ أَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمنُ بِضُرٍّ لا تُغْنِ عَنِّي شَفاعَتُهُمْ شَيْئاً وَ لا يُنْقِذُونِ﴾ (اعراف۔۵۳) ﴿فَهَلْ لَنا مِنْ شُفَعاءَ فَيَشْفَعُوا لَنا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذي كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ (روم۔۱۳) ﴿وَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكائِهِمْ شُفَعاءُ وَ كانُوا بِشُرَكائِهِمْ كافِرينَ﴾ (یونس ۔۱۸) ﴿يَقُولُونَ هؤُلاءِ شُفَعاؤُنا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَ تُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِما لا يَعْلَمُ فِي السَّماواتِ وَ لا فِي الْأَرْضِ سُبْحانَهُ وَ تَعالى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

۵۔شفاعت کس کی ہو گی (طٰہٰ۔۱۰۹) ﴿يَوْمَئِذٍ لا تَنْفَعُ الشَّفاعَةُ إِلاَّ مَنْ أَذِنَ لَهُ

الرَّحمنُ وَ رَضِیَ لَهُ قَوْلاً ..﴾(سباء۔۲۳)﴿وَ لا تَنْفَعُ الشَّفاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ﴾(مریم۔۸۷)﴿لا يَمْلِكُونَ الشَّفاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحمنِ عَهْداً ﴾(توبہ۔ ۱۰۲،۱۱۳)﴿وَ آخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلاً صالِحاً وَ آخَرَ سَيِّئاً عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ﴾﴿ما كانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكينَ وَ لَوْ كانُوا أُولي قُرْبى ﴾

لیکن آقائی سبحانی مدافع امامیہ غیر متنازع کا اصرار وتکرار ہے شفاعت ضرور ہوگی۔لیکن علم پرستوں کی بھی ایک طاقت وقدرت اوراستطاعت ہے وہ علم کے ذریعے ناممکن کوممکن بناتے ہیں چنانچہ علماء طبیعت نے طبیعت سرکش کورام کیا ہے،اس علم کے ذریعے انہوں نے دین وشریعت کی مشکلات و موانع کورام کرنے کے لئے ایک علم ازخود ایجاد کیا ہے تا کہ دوسروں کے نیازمند کل علی غیرہ نہ رہیں اس علم کا نام انہوں نے دفاع از مذہب حقہ نام رکھا ہے یہاں ان کا طریقہ دفاع دنیا میں وکلاء کی دفاع جیسا ہے وہ اپنی موکل کو ہر حالت میں جتانا ہے چاہے وہ مجرم ہی کیوں نہ ہو فریق مقابل کتنا مظلوم ہی کیوں نہ ہو حقائق کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

شفاعت مجلّہ نور الاسلام صادر از بیروت شمارہ ۲۳۔۲۴ ص ۴۵ پر آیا ہے شفاعت مصطلح شرعی میں تجاوز من الذنوب من الذی وقعت الجنایہ منہ قرآن کریم میں شفاعت ذات باری تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے بعض آیات میں غیر اللہ سے نفی کی گی ہے شفاعت یعنی تیسرے فریق کی مداخلت ہے جہاں کہیں کسی دعوی میں تیسرے فریق مداخلت کریں گے وہاں قانون کی بیخ کنی تعطیل ہوگی دنیا میں مظلوموں کو صرف یہی اسراء باقی رہا ہے آخرت میں ہمیں عدالت ملے گی اگر وہاں بھی شفاعت چلے گی تو سمجھ لیں دنیا فسطائی ہونا یقینی ہوگی۔ نبی کریم کو حق شفاعت حاصل ہے اس کی دلیل میں (اسراء۔۷۹) سے استدلال کیا ہے اس میں آیا ہے قیامت کے دن آپ کو مقام محمود دیں گے۔آیت میں شفاعت کا کوئی ذکر نہیں لیکن مفسرین نے اتفاق سے کہا ہے مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے بعد یہ حق آئمہ طاہرین کو بھی حاصل ہے۔

۲۔ گناھان کبیرہ والوں کیلئے ہے

۳۔ شفاعت رفع درجات والوں کیلئے بھی

۴۔ شفاعت شیعہ آئمہ کیلئے ہے

۵۔ شفاعت تمام مسلمین کیلئے ہے

جن کو شفاعت سے فائدہ پہنچے گا مدثر ۴۸، توبہ ۴۸، غافر ۱۸، زمر ۱۱، بقرہ ۲۷۰

شفاعت اسلام کی سر بلندی کیلئے نہیں بلکہ اس کو بے اثر کرنے کیلئے ہے۔

عنوان شفاعت قرآن میں بہت حد تک مبہم رکھا گیا ہے کیونکہ اس کی وضاحت دین شریعت کیلئے نقصان دہ تھی کیونکہ اس کا انجام صکوک غفران یہاں سے ملتے ہیں کئی علماء نے جنت فردوس فروخت کی بات کی ہے بعض نے آئمہ کو اس طرح پیش کیا ہے کہ انہوں نے زبان بندی کیلئے رسول اللہؐ کا نام لیتا ہے اصل مقصد آئمہ ثابت کرنا ہے۔ ان سے سوال ہو سکتا ہے کہ عام مسلمان جو آئمہ کو نہیں مانتے کیا آپ کے آئمہ ان کی بھی شفاعت کریں گے یا نہیں، اگر کریں گے تو شیعہ اور سنی میں فرق نہیں رہے گا، اگر نہیں کرینگے تو سوال ہوگا کہ حضرت محمدؐ کریں گے یا نہیں، اگر محمدؐ یہ فرمائیں تم نے میری اہلبیت کی امامت کو نہیں مانا ہے تو شخص عاصی کہیں گے میں نے دن میں پانچ مرتبہ آپ کا نام بلند کیا کیا اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ کتاب الھیات جلد ۲ ص ۴۰۷ پر لکھتے ہیں المراد من الشفاعۃ المصطلح المتکلمین ھو ان تصل رحمتہ الہ سبحانہ و مغفرتہ الی عبادہ من طریق اولیائہ صفوۃ من عبادہ یہ عبارت بتاتے ہیں آپ نے تنہا شفاعت کے نام سے گناہ کی دعوت نہیں دی بلکہ اس بہانے سے نبوت کی جگہ اولیاء کو جا گزین کیا ہے یہ اولیاء کہاں سے لیا ہے؟ امامت کے بعد اولیاء ابداع کی ہے۔

وہ یہ ہے قیامت کے دن گناہگاروں کو رحمت حق سبحانہ اس کے برگزیدہ منتخب اولیاء کی توسط سے ہوگی۔

حضرت محمدؐ کو جس طرح دنیا میں میدان شریعت سے دور کر کے آئمہ کو بنایا ہے اسی طرح آخرت میں شفاعت کے میدان سے بھی دور کیا ہے آپ کی نیات بہت مشکوک لگتیں ہیں۔

۲۔ دعاء صالحین من الموثرات الواقعہ فی سلسلہ نظام الاسباب والحسبیات الکونیہ وعلی ھذا ترجع الشفاعۃ

المصطلحہ الی الشفاعہ الکونیہ بعض تاثیر دعا ئرائی فی جلب المغفر ءالھیتہ الی العباد آیات نفی الشفاعہ بقر ۲۵۲

مدثر ۴۷ ـ ۴۸ انعام ۹۰ انعان ۵۱ سجدہ ۴ فصلت ۴۴ ۱ انبیاء ۲۸

پھر علامہ سبحانی لکھتے ہیں لکل نبی دعوہ سجانہ فتعجل کل نبی دعوہ وانی اختبات دعوتی شفاعہ لامتی وھیی با یکہ

من بات نہم لاشرک باللہ شیاء صحیح بخاری ج ۸ ص ۳۳، ۹، ۱۷، صحیح مسلم اص ۱۳۱ صحیح بخاری ج اص

۴۲، ۱۱۹ امسند احمد ج اص ۳۰۱ من لایحضر ہ الفقیہ باب ثلاثہ ۳ ص ۳۷۸ الخصال نصدون ۱۷۹۔ یہ

روایات اپنی سند اور متن دونوں میں مخدوش ہیں۔

قرآن نے ہر مسئلے کو بغیر اجمال ابہام گوئی واضح الفاظ وکلمات میں بیان کیا ہے۔

۲۔سلسلہ آیات نفی شفاعت کافرین ومشرکین ومعاندین کے لیے مخصوص ہیں۔

۳۔امت عاصی ومقصرین کے لئے دنیا میں توبہ کرنا ہے توبہ بغیر گزرنے والوں کے لیے حساب ہے

۔

۴ شفاعت سہیل شریعت تعطیل احکام قرآن ہے۔

۵۔ایجاد طبیعات در بندگان ہے

۶۔نبی مکرم محمدؐ کو شفاعت کلی دینے کے بارے میں کوئی سند قرآن میں نہیں آیت مقام محمود کا تفسیر

شفاعت باذات خود احتمالی ہے اور احتمالاتی چیزوں پر اصل نہیں بنایا جا سکتا۔

شہادت :

مصطلحات عقائد میں سے ایک ہے اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے زندہ ہوتے ہیں مرتے
نہیں ہیں کتب لغت قدیم جیسے مقائیس اللغہ ابن فارس ۳۹۰ العین فراھدی ۱۵۰ لسان تہذیب میں
کلمہ شہادت کا معنی حضور واقعہ سے علم کا اعلان کہا ہے۔اس کی اصل مادہ میں اس مفہوم کی بو تک نہیں
آتی ہے ام اینکم اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے زندہ ہوتے ہیں ح اس کا استناد بقرہ کی اس ایت
عمران کی اس ایت سے کرتے ہیں وَ لا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فى سَبيلِ اللَّهِ أَمْوات کا دور سے بھی
ربط نہیں ہے۔۔قرآن کی آیات کی تفسیر سے کرنا قرآن کی تفسیر بغیر روایات نہ کریں سے واضح ہو جاتا
ہے کہ علم تفسیر خدمت قرآن خدمت قرآن کی خاطر نہیں ہے بلکہ امت کو قرآن سے دور کرنے کے

لئے مساعی خیانت ہے۔اس کی ایک واضح مثال کلمہ شہادت کے بارے میں وارد روایات ہیں یہاں دو بحث یعنی دو دعوے ہیں ایک یہ کہ کلمہ شہادت لغت کی کونسی معتبر ومعتمد قاموس ومعجم میں آیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے شہید ہوتے ہیں اور شہید زندہ کو کہتے ہیں یہ کہاں سے اخذ کیا ہے۔ یہ معنی مادہ سے نکلتا ہے یا کیونکہ صیغہ سے اضافی معنی دیتا ہے اس کی تحلیل نہیں کی ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا زندہ ہے کیا جو اللہ کی راہ میں طبعی موت مرتا ہے وہ زندہ نہیں ہے اگلا سوال ہے کلمہ ش۔ ھ۔ د کے معنیٰ مطابقتی، تضمنی ،التزامی ، حقیقی یا مجازی ہیں کو دیکھنا ہوگا۔ اگر مجازی ہیں تو کس نوع کا مجاز ہے مجاز کی بھی اقسام ہیں یہاں کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ شرف الدین عربی نخوندہ کو کیا پتہ ہے یہ کلمہ عربی نژاد عرب زبان پر مسلط خطباء ادباء شعراء کی شعر ونثر میں آیا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے عرض کرتا ہوں شعراء ادباء ہی نے دین میں تحریف کرنے کیلئے لغت میں تحریف کی ہے کیا کوئی یہ ثابت کریں گا عربی لغت میں تحریف نہیں کی اگر کسی نے بیوقوفانہ بات کی ہے تو میں لغت میں غلطیوں کی کتاب پیش کروں گا بلکہ غلطی نہیں عمداً بغضاء للقرآن عربی لغت کو غیر اپنی مضطرب لغت ثابت کرنے کے لیے بعض لغت نویس بنے ہیں انوار چندی نے عربی مفردات کو خلیل احمد فراہیدی سے نقل کرتے کل کلمات ایک کروڑ تیس لاکھ کچھ ہزار بتایا ہے ان میں سے مجلّات کو نکالنے کے بعد اسی ہزار باقی رہتا ہے اس سے صرف دس ہزار استعمال میں ہیں لہٰذا عربوں نے بھی غلطیاں کی ہیں اور ان غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اور صحیح کلمہ کا تعین بھی کیا ہے، ملکوں کے زوال وسقوط بربادی لشکر ابرہہ لشکر استعمار مغربیت سے نہیں ہوئی بلکہ قانون اصلی متفق علیہ مسلمہ کی بجائے شخصی آراء ونظریات کو قانون پر برتری دینے سے ہے۔عربی زبان کے اساتید نے بہت سی غلطیاں کی ہیں اسی طرح علمائے فلاسفہ علمائے منطق علمائے فقہ نے بھی غلطیاں کی ہیں لیکن صحیح واخطاء کے اصول قانون سے اخذ کرنے کی بجائے معترض کے فقر علمی فقر اقتصادی فقر لباسی کی بنیاد پر الفاظ کے معنی غلط یا درست نہیں ہوتے ہیں چاہے معترض کا قد کوتاہ شکل اچھی نہ ہو اس کے عرائض وسوالات کو کچرے میں پھینک دینا اور اہانت وجسارت کرنے کی کوئی منطق نہیں ہے۔کیا اللہ نے مشرکین کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے، کیا ابلیس نے اللہ پر اعتراض کیا تو اللہ نے جواب نہیں دیا، رسول اللہ نے مشرکین کے اعتراضات کے جواب نہیں دیئے۔ لہٰذا اصل قانون کو پس پشت ڈال کر ایک شخصیت کے آنکھوں کے اشارے چہرے کی رنگت کے بدلنے سر کو ہلانے کو قانون قرار دینا سوائے نقصان وضرر تنزل سقوط اسفل سافلین کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔کیا ایرانیوں نے قانون کی جگہ امام خمینی کے اشاروں اور خطبات کو قانون کا درجہ دیکر خسارہ نہیں اٹھایا، خود امام خمینی نے خود نہیں کہا میں نے زہر کا گھونٹ پیا ہے، کیا امام خمینی نے فقہ

تاریخ اور تفسیر میں غلطیاں نہیں کی ہیں۔ لوگ ڈر سے نہیں بولتے ہیں لوگ اللہ اور رسول کے فرمان کے مقابل فرمان ابوحنیفہ فرمان امام صادق فرمان امام خمینی پیش کرتے ہیں، ایسے لوگ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے، شرف الدین کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ دیکھتے ہیں کلمہ شہادت کے معنی اللہ کی راہ میں قتل ہونے کو کہتے ہیں اس کا تحقق اصول لغت آیات قرآن سے کرنا ہوگا حتیٰ بڑے بڑے لغت نویسوں کی کتابوں میں نقل بھی کافی نہیں چنانچہ لسان العرب تاج العروس میں صراحتاً لکھا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کو شہید کہتے ہیں چنانچہ سوال ہوتا ہے کیونکہ انھوں نے بھی جانتے ہوئے یا نہ جانتے ہوئے یا خوف ودھمکی سے اپنی کتابوں میں غلطیاں درج کی ہیں اور اس پر ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ یہ قانون بتایا گیا ہے کہ کلمات مستعملہ کو ان کی اصل کی طرف برگشت ہونی چاہیئے کلمہ شہید بروزن فعیلہ صیغہ ہے مقائیس اللغہ ج اص ۲۲۸ پر ہے ش۔ ھ۔ د۔ اصل یدل علی حضور وعلم واعلام لا یخرج شی من فروعہ عن الذی ذکرنا من ذالک الشھادہ۔ کتب لغات عربی میں ہر جگہ آیا ہے اس کے اصلی معنی یہ ہیں اور مصادیق یہ ہیں، یہ صیغہ قرآن کریم میں تکرار سے آیا لیکن کہیں بھی مقتول فی سبیل اللہ کے معنی یا مصداق میں نہیں آیا ہے۔ قرآن کریم میں شہادت، شہادہ شہیدہ آیا ہے جس طرح قرآن میں نہیں آیا اسی طرح شہادت جنگ احد، بدر، حنین، میں قتل ہونے والوں اور عمر بن خطاب زید بن حارثہ عثمان بن عفان جعفر طیار خود علی ابن ابی طالب کے لئے بھی نہیں استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا یہ کلمہ مقتول کے لئے بعد میں استعمال کیا گیا ہے وہ بھی بے ربط استعمال ہوا ہے کسی نے بھی اس اصطلاحی معنی کو معنی اصلی سے جوڑا نہیں ہے، اس پر ایک اشکال ہے کہ یہ کلمہ مقتولین کے کس درجہ کے لئے استعمال ہوتا ہے آیا اعلیٰ وارفع والوں کے لئے ہے تو عاصیوں کے لئے نہیں ستعمال ہونا چاہیئے۔ کلمہ شہید کی اصل عربی نہیں ہے لیکن علماء دوسری صدی سے الی یومنا ہذا استعمال کررہے ہیں، یہ کلمہ غیر عرب ہے کیونکہ عربی علوم ومعانی پر کتب لکھنے والے سارے شعوبی ہیں، ان کے قلمی ترشحات کا جھکاؤ مسخ حقائق اسلام ہے انہوں نے اپنے عزائم سوء میں تمام علماء کو شامل کرنا ان کی ترجیحات خاص میں شامل ہے۔ ان کا مقصد عربی زبان کو اندر سے خراب کرنا جس طرح تاریخ وحدیث میں جعلیات کی بھرمار ہے اس طرح لغت میں بھی بہت خرابی پائی جاتی ہے بلکہ سب سے پہلی جنگ جو اسلام کے خلاف شروع ہوئی وہ اصل لغت اسلام کو درہم برہم کرنا تھا چنانچہ جمہرۃ العرب کے مصنف قطرب شاگرد سیبویہ کی لغت میں خیانت علماء عرب کے ہاں واضح ومسلم ہے، لہٰذا کسی فاسد عقیدہ والے کی خواہش کی خاطر کلمہ شہید کو زندہ کے معنوں میں پیش کرنا چنداں مشکل نہیں تھا۔ قانون اصول لغت جیسا کہ ابن فارس نے بتایا کہ مادہ ش۔ ھ۔ د حضور علم کا اعلان ہے تو قتل میں یہ معنی کہاں سے نکلتا ہے۔

تمام علماء مجہول وخاص نے اپنی کتب میں لکھا ہے اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا شہید ہوتا ہے علماء لغت علماء صرف کو غلط نہیں کہہ سکتا ہوں۔ آیئے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے معنیٰ لغوی کیا ہیں اور قرآن میں کتنے مصادیق میں استعمال ہوا ہے، مقائیس اللغہ صفحہ ۶۲۸ پر ہے ''ش۔ ھ۔ د۔ اصل واحد یدل علی حضور وعلم واعلام'' کلمہ شہد مذکورہ معنی سے خارج نہیں ہے، ایک کہ موقع پر حاضر ہونے کے بعد علم ہونا نیز اپنے علم کا اعلان کرنے کو کہتے ہیں یعنی گواہ کو شہید کہا ہے جو موقع پر ہوتا ہے۔ کلمہ شہادت جس کی معنی گواہ کے ہیں قرآن میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا یہ کسی دوسرے معنی کیلئے استعمال نہیں ہوا ہے۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا مرتا نہیں یہ بات بھی غلط ہے ہر قتل ہونے والا مرتا ہے موت اور قتل دونوں میں مشترک روح کا نکلنا ہوتا ہے موت میں جسم سالم رہتا ہے روح جسم سے نکالتے ہیں قتل میں جسم پر حملہ ہوتا ہے۔ جسم میں مرکزی حیثیت یا تو دل کی ہوتی ہے یا دماغ یا خون کی، ان تینوں میں سے ایک کا کم ہونا روح کا جسم سے نکلنے کا سبب بنتا ہے۔ موت کے معنی، جسم اور روح میں جدائی ہے، قتل میں بھی روح جسم سے نکلتی ہے اگر کوئی کہے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے مرتے نہیں جھوٹ بولتے ہیں سب مرتے ہیں لیکن عالم برزخ میں دونوں یکسان زندہ رہتا ہے لیکن وہاں فاسق فاجر مشرک بھی تو زندہ ہوتے ہیں میدان جنگ میں قتل ہونے والا سب یکساں نہیں ہوتا ہے ان میں غرض مندسود جو کار کی اتفاقی مرنے والا بھی ہوتا ہے جہنمی بھی ہوتا ہے چنانچہ آیت کریمہ میں آیا ہے ''کل نفس ذائقة الموت'' لیکن سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران میں آیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو اموات مت کہو جو بھی طبعی موت مرتا ہے یا قتل ہوتا ہے شقی ہو منافق ہو کافر ہو عالم ہو جاہل ہو برزخ میں سب زندہ ہوتے ہیں۔

شہید:۔

مصطلح شہید قیامت کے دن لوگوں کے اعمال خیر وشر کے بارے میں شہادتیں ہوں گی، یہ اپنی انواع واصناف ہونگے۔

شفاء:

الشفاء ملائم النفس بما یزیل عنہا الاذی، علمائے تفسیر نے شفاء کے تین مصادیق بیان کئے ہیں۔

ا۔ التعب۔ سورہ طٰہٰ آیت ۲، ۱۲۳ ﴿﴾

۲۔العصیان ۔سورہ مریم آیت ۳۲﴿﴾

الکفر ۔سورہ ہود آیت ۱۰۵﴿یَوۡمَ یَأۡتِ لَا تَكَلَّمُ نَفۡسٌ إِلَّا بِإِذۡنِهِ فَمِنۡهُمۡ شَقِیٌّ وَ سَعِیدٌ ﴾

شہود :

کتاب فرہنگ معارف اسلامی ج ۲ ص ۱۱۰۷ اصطلاح عرفانی ہے بمعنی مشاہدہ و دیدن و رویت و گواہ کہتے ہیں

کتاب فرہنگ معارف اسلامی ج ۲ ص ۱۹۲۸ اصطلاح فلسفی ہے رویت عبارت از معرفت بعد از فکر و تدبر۔

شکر نعمت :

۱۔ اللہ کی بندگی کا مظاہرہ تین طریقہ اے ہوتا ہے احلق کند کوں وکمین مناظر جمیلہ حمیدہ کی تعریف ستائش کلمہ سبحان اللہ سے کرتا ہے۔

۲۔انسان کو ملنے والی نعمتوں کا شکر سے ہوتا ہے۔

۳۔انسان سے سرزد خطا لغزشوں عصیانوں کی بخشش مغفرت طلبی سے کرتا ہے اللہ کی نعمتوں کا شکریہ نہ کرنے کو کفران نعمت کہتے ہیں یہ محل ایک قس کا کفر ہے۔

انسان اپنے مکون و موجد کو نہیں جانتا کہ اس کو کسی نے پیدا کیا ہے،انسان وجود میں آنے کے بعد بقاء وجود کیلئے بھی بہت سی چیزوں کا نیازمند ہے ان میں سے انتہائی اہمیت ہمہ وقت ضرورت کی چیزیں جیسے ہوا، پانی کا آسانی سے میسر ہونا ہے۔یہ چیزیں اس کو کون فراہم کرتا ہے انسان کے بقاء کے لیے پانی چاہیے یہ کون بناتے ہیں مالک کون ہے؟جس نے بطور۔۔۔۔۔اس کیلئے آمادہ رکھا ہے۔بعض ضروریات جیسے روٹی، کپڑا کو انسان خود حاصل کرتا ہے یہ چیزیں مفت دینے والے کیلئے وہ خاضع و شاکر ہوتا ہے لیکن ہوا اور پانی دینے والے کو یاد نہیں کرتا ہے،ایسا کیوں اگر انسان کو کہیں سے اس کی پسند کی چیز ڈاکخانے کے ذریعے پارسل ملے تو دیکھتا ہے کس نے بھیجا تو فوراً اس کا شکریہ ادا کرتا ہے ،اگر کوئی آپ کو اپنے ساتھ کسی دعوت ولیمہ پر لے گیا تو تناول غذا کے بعد میزبان کو تلاش کریں گے تا کہ شکریہ ادا کریں۔اسی طرح۔۔۔۔انسان کو مثل حیوانات پرندے حشرات نہیں قد و قامت حسن و جمال پیدا کیا علم و عقل سے نوازا ہے عقل انسان کو حکم کرتی ہے کہ اس منعم کا شکر ادا کریں۔

۲۔انسان کی تعریف میں آیا ہے وہ مدنی الطبع ہے،انسان کی تعریف میں آیا ہے وہ ترقی خواہ

ہے انسان کچھ نیازات تو خود پیدا کرتا ہے خود استعمال کرتا ہے جبکہ بعض میں دوسرے کا نیاز مند ہے، ان سے حاصل کرتا ہے خرید تا ہے دیگر اشیاء کے تبادل میں یا جبر وقہر زور میں لے لیتا ہے اسی طرح قرض بہت ضروریات کے حصول میں دیگران سے روابط حسنہ کا نیاز مند محتاج مند ہے۔ انسان ایک دوسرے پر تعدی نہ کریں تجاوز نہ کریں ہر ایک جان و مال ظلم وزیادتی کی زد میں نہ آجائیں اس کیلئے ایک آئین واصول کی ضرورت ہے، یقیناً سب مل بیٹھ کر بنائینگے زیادہ قدرت والے زیادہ مہارت ذہانت والے تو آئین اپنے فوائد میں وضع کریں گے۔

شہادت ثالثہ:

شہادت ثالثہ یکے از مصطلحات عقائد شہادت ثالثہ ہے اس کی بنیاد فاطمین اور ان کی تاسی میں آل بویہ ان کے بعد صفویوں نے دوبارہ شروع کیا اور آگ میں مزید فساد برانگیختہ کرنے کیلئے کلمہ کا ذبہ (خلیفہ بلا فصل) اضافہ کیا یہ مذہب باطل بے بنیاد اسلام مخالفت مے وجود میں آیا ہے، حکومت اسلامی داعی وحدت مسلمین تفرقہ انتشار تفرقہ مسلمین روکنے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی یہاں سے ثابت ہوا ان کی دعوت وحدت مسلمین کے نعرے سے ہوا نکل گئی۔ اسماعیل صفوی نے ۱۹۰۷ میں اسے دوبارہ رواج دیا ہے۔ اس شہادت کے معنی ومفہوم وتاریخ اور فلسفہ وحکمت کو ہمارے فرقے کی مصالح اسلام و مسلمین کے مصالح پر مقدم ہیں ہم فرق مسلمین میں نہیں بلکہ مسلمانوں میں فرقہ ایجاد کرنے فرق مجری فرق نفاق کے ترقی یافتہ شکل باطنیہ سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ دین کے ظواہر کو پس پشت ڈال کر باطنی مزموم پر چلانا صرف باطنیہ کی سیرت رہی ہے۔ اس کا لب ولباب مغز وخلاصہ یہ ہے یہ دلیل وبرھان عقل ومنطق پر نہیں دوغلی پالیسی جھوٹ تدلیس دورخی دولسانی جبر تشدد رشوت گالی سب وشتم کا شعار بنا ہے کیونکہ اس میں ادنیٰ سے دلائل کی بو نہیں آتی ہے۔

حرف ص

صحابہ:۔

یکے از مصطلحات عقائد میں سے کلمہ صحابہ ہے صحابہ مضاف الیہ مذہب ہے، مذہب صحابہ عقائد

میں سب کیلئے واضح ہے صحابہ اور اہلبیت والوں کے اشتراک سے ہی محمدؐ کو کنارے پر لگایا ہے ۔صحابہ اور اہلبیت سے مراد تاریخ اسلام میں معروف ذوات علی، حضرات حسنین، ابوبکر و عمر و عثمان نہیں بلکہ جو شخصیات زیادہ تر مطعون و مشکوک ہوں وہ مراد ہیں بلکہ یہاں بقول نحو مضاف مخذوف ہے یعنی مذہب صحابہ جس طرح مذہب البیت ہے دونوں امت مسلمہ کو جو موجودہ صورت حال روزگار کا موجد ہے دونوں کے عزائم انتہائی خطرناک ترین فاجعہ اور مذہب دونوں کا منشور محمد اور قرآن کو کنارے پر لگانا ہے کیونکہ مذاہب مسلمین میں سے ایک مذہب صحابہ ہے کہ جن کے پیروان کا کہنا ہے کہ ان کے افعال واقوال وتقریر بھی حجت ہیں جس طرح بعض نے اہلبیت کو حجت گردانا ہے۔کلمہ صحابہ کو لغت میں مداخلت کر کے اپنی مراد معنی کیلئے پیش کیا گیا ہے لیکن کلمہ صحب مدت طویل ہمراہ رہنے والوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے لیکن انھوں نے اس میں ترمیم کیا ہے کہا ہے ایمان لانے کے بعد ایک گھنٹہ زندہ رہنے کے بعد فوت ہو جائے تو صحابہ ہو میں شامل ہوگا اور سب پر ان کا احترام واجب ان پر تنقید کرنے والوں اور توہین کرنے والوں کو واجب القتل حد قرار دیا مذہب صحابہ بھی واجب الاتباع ہے آیۃ اولی الامر آیۃ مدح صحابہ رضی اللہ عنہ سے استناد کیا ہے اسکے علاوہ چندین احادیث مشکوک السند مخدوش المتن سے ان کے قول وفعل اور تقریر کو حجت گردانا گیا ہے یہاں سے فلسفہ اختراع مذہب صحابہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اسلام کے اصول وفروع کو غیر متوازن بنانے کیلئے کیا ہے۔

بعض اصحاب قرآن کریم کے تحت مذموم قرار پاتے ہیں جن اصحاب کو قرآن میں نقد و تنقید کا نشانہ بنایا ہے بعض اجلہ اصحاب کا کردار ہے، جہاں انہوں نے حادثہ حصار عثمان، جمل وصفین میں غیر اسلامی موقف اپنایا ہے۔لہٰذا بعض اصحاب کی سیرت عملی وقولی دیکھیں تو اسلام میں مخدوش پانے والے اور آیات قرآنی میں نقد کا نشانہ بننے والوں کی فہرست لمبی ہے جسے کہ آپ کتاب 'الفدک، ما ادرک مالفدک' میں دیکھ سکتے ہیں۔جس طرح دوسرے فریق نے اہلبیت کے قول فعل وتقریر کو حجت بنایا ہے یہ بھی نص قرآن نساء آیت نمبر ۱۶۵ سے متصادم ومتعارض ہے، تاریخ میں اہلبیت انبیاء کی مدح نہیں آئی بلکہ مذمت آئی ہے ان میں سے بعض لوگ اللہ کی طرف جانے سے روکتے تھے اسی طرح اکثر

مرسلات کو اصحاب سے نسبت دے کر حجت قرار دیا گیا ہے۔

اصحاب جو مصداق سابقین مہاجرین وانصار تھے ان کی خدمات اللہ کے نزدیک محترم وموقر تھے لیکن وہ رسول اللہ جیسا اسوہ کے حامل نہیں کیونکہ رسول اللہ کی جگہ اسوۃ کوئی بشر نہیں ہو سکتے ہیں۔

صحیفہ سجادیہ :

دین اسلام کے ساتھ وہی ہوا جو دین یہود ونصاری کے ساتھ ہوا ہے نبی دنیا سے رخصت ہوئے وحی منطق ہونے کے بعد تین سو چار ہزار سال گزرنے کے بعد کوئی کتاب قرآن کے برابر اعلان کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی اس کو قرآن کے اوپر چڑھاتے ہیں تیسری صدی کو تالی تلو قرآن کا اعلان ہوا چوتھی صدی اصول کافی تالی تلو قرآن کا اعلان ہوا پانچویں صدی کو نہج البلاغہ تالی تلو قرآن ہو گیا گیارہویں صدی کو حدیث قدسی ہو گیا بارہویں صدی کو صحیفہ سجادیہ مصادر اسلام میں شامل کیا گیا۔

ا۔ یہ کتاب اب تک چار علماء کی جمع کردہ ہے جو آپس میں ایک انتہائی فاصلہ زمانی رکھتے ہیں سب سے پہلے حر عاملی متوفی ہیں ۱۱۰۲ق اس کے بعد محدث نوری متوفی ۱۳۲۰ق اس کے بعد محسن امین متوفی ۔۔۔اور اس کے بعد حسن ابطحی متوفی ۔۔۔۔ ہیں۔ ان چاروں میں محسن امینی کے علاوہ باقی تین کی نظر میں جمع ضعیفات نوادرات کے ان کے پسندیدہ مشغلہ رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ وسائل شیعہ کی ہر باب میں دوسو، تین سو، احادیث جمع کیے ہیں لوگوں کو اس پر اطمینان حاصل نہیں ہوتا ہے، متعہ کے بارے میں تین سو سے چار سو احادیث ہیں شیعہ استناد کرتے وقت صحیح مسلم کی دس روایات سے استناد کرتے ہیں۔

۲۔ حر عاملی کی اکثر منقولات مرسلات ہوتی ہیں نقل کی ہے یہ معلوم نہیں ہے لیکن آخری دعائیں نقل کرنے والا یحییٰ ابن زید ہیں کہتے ہیں یحییٰ ابن زید نے امام جعفر صادق سے سنی ہیں، امام جعفر صادق اور یحییٰ ابن زید کے درمیان میں کشیدگی تھی کیونکہ یحییٰ ابن زید امام صادق کو فریضہ جہاد کی دعوت چھوڑنے والے متقاعدین میں شمار کرتے تھے۔ یحییٰ بن زید خراسان میں ۱۲۵ھ کو قتل ہوئے موسوعہ میسرہ جلد ا صفحہ ۷۷، کتاب جامع الرواۃ جلد ۲ صفحہ ۳۲۸ پر آیا ہے صحیفہ سجادیہ کا راوی یحییٰ بن الحسین بن زید بن علی بن حسین ہے اور واقفیہ سے تعلق رکھتے تھے جامع رواۃ نے متوکل بن عمیر کو مہمل چھوڑا ہے۔

اس صحیفہ کے بارے میں چند زاویے سے بحث کرنے کی ضرورت ہے۔

ا۔اس کی اسناد کیا ہیں ۲۔اس کا پس منظر کیا ہے ۳۔اس کا دین میں کیا مقام ہے۔

اس صحیفہ کی اسناد سب سے پہلے حر عاملی نے نقل کی ہیں ان کے بعد محدث نوری نے اس میں اضافہ کیا پھر ان کے بعد محسن امین نے اپنے کلمات شامل کئے اور محسن امین کے بعد حسن ابطحی نے اس میں اضافہ کیا۔لیکن اس صحیفہ کا دین میں کیا مقام ہے اس کا اندازہ یہاں سے کر سکتے ہیں کہ علماء امامیہ نے اس کو کتب عقائد میں شامل کیا ہے، مرحوم مظفر نے عقائد امامیہ میں پچیسواں عقیدہ صحیفہ سجادیہ کو قرار دیا ہے مرحوم مظفر نے صحیفہ سجادیہ کے پس منظر میں لکھا ہے کہ واقعہ محزون کربلا کے بعد بنی امیہ کا مقدرات امت پر مالک ہونے کے بعد ظلمت واستبداد اپنی انتہاء تک پہنچنے کے بعد ابرار کے خون کو بہانا اور دین کے استہزاء کے بعد امام زین العابدین اپنے گھر میں محزون رہتے تھے نہ آپ کے پاس کوئی آتا تھا نہ آپ لوگوں کی طرف نکلتے تھے۔اس وقت امام سجاد نے دعوت عامة الناس کیلئے طریقہ دعا کو اپنایا طریقہ دعا یکے از فروغ تعلیم ودعوت وتہذیب النفس کے طریقہ کو اپنایا صحیفہ سجادیہ کے بارے میں مرحوم مظفر اور دیگر اکابر علماء وعمائدین کی یہ فلسفہ تراشی صوفیوں کی فلسفہ تراشی سے مشابہت رکھتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی ملک کسی ملک پر حملہ کر کے تہہ وبالا کرئے تو اس ملک کے سربراہ وعمائدین مسجدوں میں ذکر واذکار اور چلہ کشی شروع کر دیں یہاں سے آپ ان کی بے بسی بے چارگی سازش خیانت کاری کا اندازہ کر سکتے ہیں جن بدعتوں اور شرکیات کو آپ نے دین میں شامل کیا کہ اس بارے میں کوئی اعتراض واشکال نہ کرئے ،عقائد میں شمار کرنے کی ضرورت کیسے پیش آئی جیسے میدان جنگ میں تیر و نیزہ اور تلوار مارنے کی تربیت کے سبق وریاضت کا اہتمام کرتے ہیں کسی مصیبت افت مشکلات کے سامنا ہونے پر انسان سجادیہ بیٹھ کے لمبی لمبی روتی دعائیں کرنی کی بنسبت نبی کریم کی حیات طیبہ میں نہیں ملتی ہے حتی وافقہ کلمہ ملا جیسی اندروضیات میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے کیا بھی عقائد میں شامل کرنا چاہئے اب تو اندازہ ہو گیا ہے بدعات ایجاد کرتے ہیں ان کی اشاعت ونشر کے لئے باب عقائد کو ریڈیو یا ٹی وی سٹیشن کے طور پر استعمال کرتے ہیں حق ہے جو انسانوں کی زندگی کو افراط وتفریط سے بچاتا ہے صحیفہ سجادیہ کے فقرات عقائد واحکام میں استناد نہیں ہوتے تھے یہ ضرورت کیسے پیش آئی کہ ان کو عقائد میں شمار کریں۔

۳۔ اس دور میں اگر کوئی بات گھر میں خلوت میں کہتے تھے تو باہر عوام تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ ذریعہ نہیں

تھا جیسے آجکل کی طرح نہ اخبار تھا نہ ریڈیو اور نہ ٹی وی تھا تو آپکی دعائیں لوگوں تک کیسے پہنچتی تھیں یہ دعائیں لوگوں تک نہ پہنچنے کی دلیل یہ ہے کہ انہیں بارہویں صدی میں پہلی بار جمع کیا گیا ہے۔

۴۔ امام سجاد کا حلیف دار اور محزون رہنا طبیعی ہے عام انسان بدو جنگلی بوڑھے اور عورتوں کے لئے مناسب ہے چنانچہ زمانہ جاہلیت میں خواتین اپنے مرنے والوں کے لئے ماتم کرتی تھیں لیکن عرب جنگجوں مصیبت کا مظاہرہ کرنے سے منع کرتے تھے قرآن کریم میں بھی یہ ہی ہدایت ہے کہ اگر کسی فرد یا جماعت کو نا قابل تحمل مصیبت پڑے تو انہیں صبر و استقامت کی تلقین کریں حضرت علی مسجد میں ضربت لگنے سے اس دنیا سے رخصت ہوئے، نبی کریم کے عزیز مدافع مجاہد چچا کو انتہائی وحشت سے قتل کیا گیا لیکن ایسا مظاہرہ نہیں کیا، صفیہ دختر عبدالمطلب میدان جنگ میں موجود تھیں لیکن اس قسم کا مظاہرہ نہیں کیا یہ سب بعد کی اختراع ہیں اس وقت ایسی کسی محفل مجلس دعا کا کوئی تصور نہیں تھا چہ جائے کہ فرزند حسین ایسی نئی سنت قائم کریں۔ اصل میں یہ گروہ درحقیقت امت اسلامیہ کے بوڑھوں عورتوں بچوں کو بھی غمزدہ حالت مین دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ افسردہ حالت میں ہی زندگی گزاریں یہ ایک مسخرہ و استہزاء کرنے دین میں نت نئی بدعت گزاری ہے اور یہ قرآن اور سیرت محمدؐ سے بھی متصادم ہیں۔

۱۔ غلاۃ کے زاویہ سے بات کریں یہ ذوات اللہ کا تجسم ہیں اللہ ان میں حلول ہے شکست ناپذیر ہیں۔

۲۔ فکر میکاؤلی میں بات کریں کہ ہمارا کوئی اصول نہیں ہے، ہماری مرضی ہے جس کسی کو جس مقصد کے لئے استعمال کریں۔

۳۔ اسلامی زاویہ سے یہ حرام ہے کیونکہ ایک امام جب ذہنی وجسمانی طور پر معذور ہو جاتا ہے تو قیادت نہیں کرسکتا اسے مستعفی ہونا چاہیے کیونکہ امام کو لوگوں کے سامنے آنا پڑتا ہے لوگوں سے دوبدو بات کرنا پڑتی ہے اس حوالے سے اگر وہ کہیں کہ میں نے گھر میں بات کی تھی وہ حجت نہیں ہوگی۔ امام کا معنی ہے لوگوں کو اپنے پیچھے چلائے جب آپ لوگوں سے کٹے ہوئے ہیں امام سجاد سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا پورے مکہ و مدینہ ہمیں چاہنے والے بیس آدمی بھی نہیں یہ رویہ تو کسی انبیاء کے بارے میں بھی نہیں آیا ہے کہ وہ گھر میں بیٹھ کر دعا کر کے خود حجت تمام کرتے تھے، نبی کریم نے کتنے مظالم مشرکین سے دیکھے کیا نبی کریم میدان چھوڑ کر گھر میں دعا کرتے تھے۔

۴۔ جس کی دلیل نہ ہو بقول حافظ بشیر اور زور سے مارو اس سنت پر چلتے رہو۔

۵۔ دعا کے معنی عربی زبان میں کسی دور نہ سننے والے کو پکارنے کو کہتے ہیں اس خیر و شر اچھے برے

سب آتے ہین یہ خالص توجہ الی اللہ کے لیئے نہیں ہیا۔ نہ یہ کہ صرف زبان سے بولنے کو دعا کہیں دعاء بھی ایک سازش عملی ہے احتمال قوی ہے یہ شریعت صوفی ہے قرآن کے مقابل میں گھڑے ہیں لہذا قرآن بر دعا کو برتری دی ہے قرآن اوپر سے نیچے اتری دعا ہے۔ پتہ نہیں کتنے

صدفۃ :

ملحدین و منکرین مکون کائنات سے انکار تخلیق کائنات بغیر مکون بطور صدفہ خود بخود خلق ہونے کا ادعاء کیا ہے کہا کائنات بطور صدفۃ پیدا ہوئی ہے۔ علمائے فلاسفہ وطبیعات کے نزدیک چند قوانین تغیر ناپذیر ہیں جن کا انکار ناممکن ہے، جیسے ہر مسبب سبب مانگتا ہے ہر معلول علت مانگتا ہے کوئی بھی چیز بطور اتفاق صدفہ یا بغیر علت وسبب پیدا نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود علمائے طبیعت یا علمائے سائنس کہتے ہیں کائنات بطور صدفہ پیدا ہوئی ہے، آیئے دیکھتے ہیں صدفۃ کسے کہتے ہیں تحلیل میں غیر متوقع حادثہ کو صدفہ کہتے ہیں جہان بطور ظاہر سبب نظر نہیں آتا ہے اس کا سبب ہوگا لیکن ہمیں معلوم نہیں حالانکہ وہ بغیر علت وسبب وجود میں نہیں آیا ہے۔ عرف عام میں صدفۃ کے چار مصادیق ہیں۔

۱۔ صدفۃ یعنی بغیر علت وسبب وجود میں آنا۔
۲۔ سبب ہے لیکن مجہول ہے یعنی واضح نہیں ہے۔
۳۔ علت موجود تھی لیکن قصد ارادہ نہیں تھا۔
۴۔ علت بھی تھی اور ارادہ بھی تھا۔

صدفۃ علت کے تحت وجود میں آتا ہے کیونکہ بغیر علت کوئی چیز وجود میں نہیں آتی ہے۔ عربی میں یہ مقولہ موجود ہے الشئی اذالم یحب لم یوجد ہر چیز کی مقتضائی وجود اسی کے اندر رہوتا ہے۔ صدفۃ کو امر خیالی و وہمی کہا جاتا ہے جہاں علت مجہول ہو جیسا سیلاب زلزلۃ رعد و برق موت وغیرہ، لہٰذا علماء الٰھیین نے تمسک مادیین صدفۃ کو نظریہ احتمال سے رد کیا ہے ہر چیز کی علت ہوتی ہے جہاں علت معلوم واضح نہیں کہتے ہیں صدفۃ ہوا ہے۔

مصادفہ:

علامہ جواد مغنیہ نے اپنی کتاب عقلیات یا اللہ و عقل میں لکھا ہے کہ کسی کی گاڑی کھڈے میں گر گئی ڈرائیور بیچارہ نے بہت کوشش کی لیکن کچھ نہیں ہوسکا۔ اتنے میں کوئی عالم دین وہاں سے گزرے پوچھا مدد کرسکتا ہوں اس نے کہا آپ کے پاس کوئی طریقہ ہے تو عالم نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا اللہ سے دعا کریں۔ ڈرائیور کہنے لگا کیا اللہ آسمان سے جرثقیل بھیجیں گے پھر کوشش کی لیکن تھک گیا تنگ آ

گیا تو اللہ کی طرف ہو کر کہنے لگا اے اللہ میری مدد کر اتنے میں کوئی جر ثقیل آیا۔

صکوک غفران :

کتاب درسات فی الادیان الیھودیۃ والنصرنیۃ تالیف عبدالعزیز الخلف ص ۲۷۱
صکوک غفران دین مسیحی میں پندرہویں یا سولھویں صدی کے گناہ گاروں کو جاری کرنے کے معافی نامہ کو صکوک غفران نام دیا ہیں اصطلاحات عقائد اسلامی میں اسے درج کرنے کی وجہ کہ یہ فکر دوسرے انداز میں عملی میدان میں مسلمانوں میں بہت تعداد میں پائی جاتی ہے۔ دین اسلام میں معاصی کی توبہ کے دو تصور ہیں ایک یہ کہ گناہ کو چھوڑنے کا عہد کریں، سابقہ عمل پر پشیمان ہوں اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کریں اسے توبہ کہتے ہیں۔ دوسرا تصور کوئی عالم کے پاس جا کر اس عالم سے کہتے ہیں ہمیں توبہ کرا دیں لیکن یہ عمل سے ان کا اثر ختم اور کالعدم قرار ہوتا ہے اس کو حبط اعمال کہتے ہیں۔ توبہ اور حبط اعمال کثیر آیات قرآنی میں آئے ہیں، گناہوں کو بخشنے کا حق کسی نبی کو بھی حاصل نہیں ہے اگر کوئی کافر اسلام قبول کرتا ہے تو خود بخود گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ جتنے بھی مرتکب جرائم امثال ابو سفیان عمر بن عاص خالد بن ولید جب اسلام قبول کرنے نکلے نبی کریم نے فرمایا ہم نے تمہاری جرائم تمہیں بخشا بلکہ فرمایا اسلام ختم کرتا ہے تو نبی یا اولی الامراس کو معاف کر سکتے ہیں ترک واجبات نماز روزہ حج جہاد سے غفلت یہ گناہ صرف اللہ ہی بخشتا ہے نبی نہ دنیا میں بخشواتے ہیں اور نہ آخرت میں بخشواتے ہیں لیکن دین نصاریٰ میں گناہوں کی توبہ کلیسا کے عالم سربراہ کنیسۃ کاہن کے سامنے اقرار کرنے سے کنیسۃ کاہن اور قسیس ہاتھ سر پر پھیرانے سے معاف ہوتے ہیں اس فکر کو آگے ترقی کرتے ہوئے مجمع ۱۲۱۵ھ کے اجتماع میں یہ فیصلہ ہوا کہ کلیسا لوگوں کے گناہوں کو خود بخشوا تا ہے اس کیلئے انہوں نے گناہ بخشنے کے سرٹیفیکیٹ چھپوائے۔ یہ سرٹیفیکیٹ یہ صورت حال امت اسلامی میں کثیر تعداد میں پائی جاتی ہے جیسے گناہوں میں ملوث مستغرق انسان کربلا کی زیارت کرنے سے یا صوفی کی زیارت کرنے سے بخشتے ہیں ہمارے ملک میں رمضان کے آخری جمعہ جس کا نام جمعۃ الوداع رکھا ہے اوراس میں دو رکعت نماز ستر سال کی عبادت کی بخشش کی صاک غفران بنائی ہے معلوم ہوتا ہے عقائد صلیبی مسلمانوں میں آئی ہے اسلام میں جمعۃ الوداع کا تصور ہے اور نہ کسی اور خاص دن کا۔ کوئی بھی عملِ مستحب واجب کی جگہ نہیں لے سکتا ہے چنانچہ بہت عملیات کی کتابوں میں بہت مستحبات نماز کی رکعات میں یا کوئی خاص ورد بتایا ہے جو گناہوں کی بخشش کرتا ہے غلط ہے۔ گناہ خالص دل کی گہرائیوں سے پشیمان ہونے اور ترک واجب متروک واجب بجالانے سے ہوتا ہے، فعل مستحب سے

فعل واجب ساقط نہیں ہوتا ہے، مسیحوں کے ہاں صاک غفران ہیں تو یہ صاک غفران دوسرے شکل و نام سے بہت سے مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔
حرف ض:

ضَرَ:

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ ضر ہے انسان کی زندگی کا محور نفع وضرر کے درمیان گھومنا ہے، قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اللہ سبحانہ نے انسانوں کو اپنی الوہیت کو ثابت کرنے کے لئے اسی کلمہ کا بار بار تکرار کیا ہے جیسے کہا جو ضرر تم کو پہنچتے ہیں انہیں کون دفع کرتا ہے مقائیس اللغہ ج ۲ ص ۴۶۰ پر آیا ہے ضر کے تین اصل ہیں الاول خلاف نفع ثم یدل علی ہذا کل ما جانبہ او قاریہ، الضر الھزال، الضر تزویج المرہ علی ضرہ والاضرار۔

قرآن کریم میں دلیل بر وجود باری تعالیٰ کے لئے کلمہ ضر استعمال ہوا ہے کتاب وجوہ القرآن تالیف اسماعیل بن احمد متوفی ۴۳۰ھ ص ۲۸۶ پر لکھتے ہیں کلمہ ضر قرآن میں چار مصادیق میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ نقصان۔ سورہ آل عمران آیت ۱۴۲ ﴿ ﴾

۲۔ بداء، شدت۔ سورہ انعام آیت ۱۷ ﴿ ﴾

۳۔ المرض۔ سورہ زمر آیت ۴۹ ﴿ ﴾

۴۔ بحر۔ سورہ اسراء آیت ۴۷ ﴿وَ إِذا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَ كانَ الْإِنْسانُ كَفُوراً﴾

کتاب نزھۃ الاعین ابن جوزی ص ۱۸۴ شمارہ ۱۹۰ اضر کے چھ مصادیق ہیں۔

۱۔ اقلۃ المطر ۔ سورہ روم آیت ۳۳ ﴿ ﴾

۲۔ مرض۔ سورہ زمر آیت ۴۹ ﴿ ﴾

۳۔ احوال البحر سورہ اسراء آیت ۴۷ ﴿ ﴾

۴۔ الحاصہ۔ سورہ نحل آیت ۵۳ ﴿ ﴾

۵۔الجوع۔سورہ یوسف آیت ۸۸﴿﴾

۶۔طائفتان۔سورہ آل عمران آیت ۱۲۲﴿إِذْ هَمَّتْ طائِفَتانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلا وَ اللَّهُ وَلِيُّهُما وَ عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾سورہ محمد آیت ۳۲﴿إِنَّ الَّذينَ كَفَرُوا وَ صَدُّوا عَنْ سَبيلِ اللَّهِ وَ شَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ ما تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدى لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئاً وَ سَيُحْبِطُ أَعْمالَهُمْ﴾

ظلالت واظلال

ظلالت واظلال یکے از مصطلحات عقائد کلمہ ضلالت واضلال ہے جہاں دین سے منحرف گمراہ لوگوں کو ضال کہتے ہیں۔ضال سے مضل نکلتا ہے کہ فلاں نے گمراہ کیا کبھی اضلال کونعوذ باالله الله کی طرف نسبت دیا جاتا ہے بعض عملاً بعض جہلاء آیات متشابہات سے استفادہ کر کے کہتے ہیں الله خود گمراہ کرتا ہے،اس کی بنیادی وجہ قرآن کو سمجھنے والوں مردان مستعملہ در قرآن کا غور نہیں کرنا ہے حتیٰ عربی زبان کو اس کے ریشے سے بھی نہیں پڑھتے ہیں۔عربی کلمات کے دو معنی ہیں ایک معنی لغوی ہے اس کا ایک ہی معنی ہوتا ہے دوسرا معنی اصطلاحی ہے یعنی معنی لغوی کی مناسبت سے اسے بہت سی جگہ استعمال کرتے ہیں۔قرآن کے کلمات کی چندین معانی اصطلاحی ہے چنانچہ اس سلسلے میں بعض علماء نے کتب بھی لکھیں ہیں ان کتابوں کو وجوہ والنظائر کہا ہے،ان کتابوں میں سے ایک کتاب نزھۃ الاعین اس کا مولف ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ نے لکھا ہے اس کتاب کے شمارہ ۱۹۲ص ۱۸۶ پر کلمہ الضلال لکھا ہے الضلال الحیر ہ والعدول عن الصواب یقال ضل یضل،اس کا معنی کیا ہے جائرعن القصد اہل تفسیر نے اس کلمہ کیلئے جو قرآن میں آیا ہے دس مصادیق بیان کیے ہیں۔

۱۔الاستذلال فی الحکم نساء۱۱۳

۲۔الغایہ یس۶۲ صافات ۷۱

۳۔الخسر ان یوسف ۸۲۔۳۰۔۹۵ یس ۲۴

۴۔شفاء سبا ۸، قمر۲۴

۵۔ بطلان کہف۱۰۴، محمد۴

۶۔خطاء نساء۱۷۶، فرقان۴۴، احزاب۳۷، نون۲۶

۷۔الھلاک لقمان ۱۰

۸۔ نسیان بقرہ ۲۸۲

۹۔الجھل شعراء۲۰

۱۰۔الضلال ضد ھداء بقرہ ۲۶، الضحی ۷

ضلال:

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ ضلال ہے، ضلال ہمیشہ اہل دین کے نزدیک ہدایت نہ پانے والوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔قرآن میں ہے اللہ کافروں اور مسلمانوں سب کو ہدایت کرتا ہے اس کلمہ کے استعمال میں آراء مختلف ہیں لہذا قرآنی اصطلاح کا استعمال عقائد میں بہت زیادہ دخل رکھتا ہے۔

کتاب نزعۃ الاعین ص ۱۸۶ پر آیا ہے حیرت اور عداوت دونوں صیغہ میں منہ موڑنے کو کہتے ہیں۔ضل ضلو جو مقصد سے منحرف ہو اس کو ضال کہتے ہیں، ضال گمشدہ کو بھی کہتے ہیں، اضللۃ بعیر اس نے اونٹ کو گم کیا، اہل تفسیر نے ضلالت کے دس مصادیق بتائے ہیں۔

۱۔حکم میں گواہی دینا ہے، بعض نے ارادہ کیا کہ آپ کو گمراہ کریں سورہ نساء آیت ۱۱۳﴿وَ لَوْ لا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْکَ وَ رَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوکَ وَ ما يُضِلُّونَ إِلاَّ أَنْفُسَهُمْ وَ ما يَضُرُّونَکَ مِنْ شَيْ‏ءٍ وَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْکَ الْكِتابَ وَ الْحِکْمَةَ وَ عَلَّمَکَ ما لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ کانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْکَ عَظيماً﴾ تہامہ بن ابرق نے ایک زرہ چوری کی اور یہودی کے گھر میں رکھ دی، جب مالک کو پتہ چلا تو اس نے یہودی کو چور ٹھہرایا تو یہودی نے کہا یہ ابرق نے رکھی ہے۔چنانچہ مقدمہ جب رسول اللہ کے پاس گیا تو ابرق کے خاندان والے رسول اللہ کے پاس آئے کہ ابرق کو چھوڑیں اور یہودی کو مجرم قرار دیں اس پر یہ آیت اتری سورہ قصص آیت ۲۴﴿﴾ میں بھی

ہے

۲۔غوایت: سورہ یٰس آیت ۲۴ ﴿﴾ سورہ مومن آیت ۲۵ ﴿﴾

۳۔خسران: سورہ یوسف آیت ۸۲،۳۰ ﴿﴾ سورہ یٰس آیت ۲۴ ﴿﴾ سورہ مومن آیت ۲۵ ﴿﴾

۴۔شقاوت: سورہ سباء آیت ۸ ﴿﴾ سورہ قمر آیت ۲۴ ﴿﴾

۵۔باطل۔سورہ کہف آیت ۱۰۴ ﴿﴾ سورہ محمد آیت ۴

۶۔خطاء: سورہ نساء آیت ۱۷۶ ﴿يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَليمٌ ﴾ سورہ فرقان آیت ۴۴ ﴿أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلاَّ كَالْأَنْعامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبيلاً ﴾ سورہ احزاب آیت ۳۶ ﴿وَ ما كانَ لِمُؤْمِنٍ وَ لا مُؤْمِنَةٍ إِذا قَضَى اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَمْراً أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً مُبيناً ﴾

۷۔ہلاکت: سورہ لقمان آیت ۱۱ ﴿هذا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُوني ما ذا خَلَقَ الَّذينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ في‏ ضَلالٍ مُبينٍ ﴾

۸۔بھول جانا: سورہ بقرہ آیت ۲۸۲ ﴿ أَنْ تَضِلَّ إِحْداهُما فَتُذَكِّرَ إِحْداهُمَا الْأُخْرى‏ وَ لا يَأْبَ الشُّهَداءُ ﴾

۹۔جہالت: سورہ شعراء آیت ۲۰ ﴿قالَ فَعَلْتُها إِذاً وَ أَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴾

۱۰۔خلاف ہدایت: سورہ بقرہ آیت ۲۶ ﴿ما ذا أَرادَ اللَّهُ بِهذا مَثَلاً يُضِلُّ بِهِ كَثيراً وَ يَهْدي بِهِ كَثيراً وَ ما يُضِلُّ بِهِ إِلاَّ الْفاسِقينَ ﴾ سورہ ضحیٰ آیت ۷ ﴿وَ وَجَدَكَ ضَالاًّ فَهَدى ﴾

احادیث ضعیف:

کتاب المختصر الوجیہ تالیف محمد عجاج الخلف ص ۱۱۴۹ انواع الحدیث ضعیف

۱۔المرسل	۸۔المضطرب
۲۔حکم مرسل الخالص	۹۔المقلوب

۳۔المنقطع	۱۰۔الصلل
۴۔المفصل	۱۱۔اشاد
۵۔المدلس	۱۲۔المنکر
۶۔حکم المدلس	۱۳۔المصصف
۷۔تدلیس شیوخ	۱۴۔المتروک

حرف ط

طمع

ما۔ل جمع مال میں معیار شرافت وفضیلت قرار دیا جمع اس صورت میں ممکن ہے کہ ساری دنیا کے ذخائر پر قبضہ کریں یہاں سے انھوں نے دین سے یکسرہ روگردانی کے لئے فکر دین کو مسترد کرنے کے لئے اہل فکر ودانش سے مدد لی اور پہلے مرحلے میں یہودی نژاد کو انتخاب کیا کہ وہ الحادیزیم کا فکر پیش کریں۔ دوسرے مرحلے میں مسیحیوں کو دعوت دی کہ وہ الحاد میں شامل ہوجائیں لیکن ان کے مقابل ایک ہمالیہ مانند پہاڑ حائل اسلام تھا جسے الحادی بنانا مشکل تھا کیونکہ مسلمان مثل مسیحی نہیں جس کا دین قابل افہام و تفہیم نہ رکھتا ہو بلکہ اسلام سمجھنا، سمجھانے والا دین ہے دوسرا مسلمانوں کے پاس قرآن ہونے کی وجہ سے یہ کام دشوار ہے۔ برطانیہ کے وزیراعظم جلادستون نے دارالعوام میں کہا جب تک مسلمانوں میں یہ قرآن ہے ہم کچھ نہیں سکتے لہٰذا ان کی تمام تر توجہ مشرق اسلامی پر مرکوز رہی دوصدی سے جنگ وصلح رعب ودبدبہ دھمکی کے چکی میں پسنے کے بعد انہیں پکے ملحدین تو کم ملے لیکن منافقین شکم پرستان مال پرستاں اقتدار پرستاں بہت ملے۔ چنانچہ ان کے جنگی حربے اس حد تک مؤثر ہوئے کہ اسلام مسلمانوں کے درمیان اجنبی ہوگیا، اسلام اپنی مھبط میں غریب ہوگیا یہاں تک مسلمانوں کے پاس اسلام کے نام کے علاوہ کچھ نہیں ہے، یہاں تک اسلام کو اٹھانا ایک مشکل دشوار ہوگیا اب وہ آیت کریمہ قاتلوالمشرکین کافۃ ﴾یا﴿ واعدوا ما استطعتم ﴾ کا مفہوم ناپید ہوگیا۔

حرف ظ

ظلم وجور

یکے از مصطلاحات عقائد میں کلمہ ظلم ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی چندین آیات میں اللہ کے ظالم ہونے کی نفی کی ہے۔اسی طرح دین اسلام کے احکام ظلم پر قائم نہیں ہیں۔کہتے ہیں معتزلہ کا عدل کو اصول دین میں شامل کرنے کی وجہ میں کہا ہے کہ بعض لوگوں کا عقیدہ تھا کہ اللہ بندوں سے گناہ کرواتا ہے اور گناہ گاروں کو جہنم میں داخل کرتا ہے، یہ ظلم ہے کہ خود ہی گناہ کروائے اور جہنم میں داخل کرے۔تشیع کا عدل کو اصول دین میں شامل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ظالم نہیں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آئمہ نے جس چیز کو بہت گراں قرار دیا ہے وہ ایک دوسرے پر ظلم وتعدی ہے کیونکہ قرآن میں آیا ہے ولاتحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظلمون حضرت علی سے خطبہ نمبر ۲۱۹ سے استناد کیا ہے،ظلم کے معنی وضع شی ءفی غیر موضع کسی چیز کو اس کی جگہ پر،اس کے مقام پر نہ رکھنے کو کہتے ہیں یا اخذ شی بغیر حق۔ظلم کے مراتب ودرجات کی کوئی تعداد نہیں۔بقول امیر المومنین چیونٹی کے منہ سے نکلنے والے چھلکے سے لے کر دعویٰ الوہیت تک کرنے والے سب ظالم ہیں۔قرآن کریم میں کہیں بھی نہیں آیا ہے انبیاء سے نہیں کہا ہے جاؤں ظلم کے خلاف کرو۔اسلام نے ظلم کے خلاف بات نہیں کی بلکہ اسلام نے ظلم کی ماں کی مخالفت کی ہے ظلم کے باپ کی مخالفت کی ہے جن سے ظلم پیدا ہوتا ہے فرمایا سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔لیکن آپ تو بہت سی شرکیات کو توسل کا نام دے کر آسانی سے کرتے ہیں آپ کے ہاں ظلم کا ایک خاص تصور ہے ظلم کا تصویر سب کے پاس واضح نہیں ہے ہر ایک قوم کے پس ظلم کی الگ تعریف ہے آپ کے پاس ہر سنی جو بھی ہو وہ ظالم ہے لہذا آپ نے بنی عباس کے آخری خلیفہ مستنصر کو ظالم قرار دیا اور ہلاکو خان کو عادل قرار دیا،سید ابن طاؤس نے کافر کو بہتر گردانا ہے، اسی بنیاد پر علماء حلہ نے تتاریوں کا ساتھ دیا۔فی زمانہ ہمارے ملک بھی ظلم کی ایک تعریف ہے ظلم کی تعریف وضع شی ءفی غیر موضع ہے لیکن پاکستان کی دولت کو سرمایہ کو بلاد کفر میں منتقل کرنا ان کے نزدیک ظلم نہیں ہے، بلاد اسلام چھوڑ کر بلاد کفر میں رہائش اختیار کرنا ان کیلئے ظلم نہیں ہے، کرپشن سے بھرپور رشوت ستانی ظلم نہیں ہے لیکن اقتدار پر فوج کا آنا صرف ان کے نزدیک ظلم ہے ان کا ظالم سے مراد فوج ہوتی ہے۔

دس محرم الحرام ۱۴۴۱ھ روزنامہ دنیا اخبار کے پہلے صفحے پر زرداری کا بیان ہے یوم عاشورہ سے ظلم کے خلاف مزاحمت کا سبق ملتا ہے لیکن آپ یہ سبق کہاں استعمال کر رہے ہیں مسلم کے خلاف مزاحمت کر کے کہ جنہوں نے آف شور بنائی ہیں یا اس کا استعمال جعلی اکاؤنٹ کے خلاف کر رہے ہیں باپ بیٹا دونوں نے متفقہ بیان دیا فضل الرحمٰن کے ساتھ اسلام کا نام نہیں لیں گے۔ بلاول نے کہا ہے امام حسین نے فتح و شکست عزت و رسوائی کی نئی تعریف کی ہے سیاسی بننے کے بعد بہت سی مقولات کا بحران آتا ہے دنیا میں فتح کا مفہوم اور شکست کا مفہوم دونوں واضح ہے اگر امام حسین نے بدل دیا تو آپ اپنے اسی دور کو دور فتح سمجھیں اور زیادہ مظلومیت نہ دکھائیں۔ یہ تعریف وہی تعریف ہے جوابی الخطاب اسدی نے کی کہ ہماری فوج شکست نہیں کھاتی ہے۔ اس ملک کے اٹھانوے فی صد مسلمانوں کیلئے مسیحی اور ہندؤ سربراہ کے خواب دیکھنا اس سے بڑا اور کیا ظلم ہوسکتا ہے؟ کرکٹ کی کھیل میں پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے ہمیشہ شکست کھائی اور انکی جتنی شکست ہوتی ہے اتنی ہی ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، ایک شکست کے موقع پر نواز شریف نے ہر ایک کو دو کروڑ دیئے یہ کروڑ کہاں سے دیئے امام حسین بمع یاران میدان میں قتل ہوئے اہلبیت اسیر ہوئے انہوں نے نہ تو فتح کا جھنڈا بلند کیا اور نہ کوئی دن منایا اس کو کہتے ہیں انقلاب اقتدار۔ اقتدار کو اوپر نیچے کرنا دنیا میں شکست کی ایک تعبیر ہے فتح کی ایک تعبیر ہے یہ تعبیر ضد حسین ہے ضد اسلام ہے احد میں پیغمبر کو شکست ہوئی کربلا میں امام حسین کو کیسے فتح ہوگئی؟ فرض کریں اگر امام حسین کربلا میں زندہ بچ جاتے عمر سعد کو مارتے، تو آپ اس کو فتح کہتے یا شکست کہتے یہ صرف احمقوں کو دینے والا درس ہے۔ عقلاء کو دینے والا درس و بیان نہیں ہے بنی عباس کے خلفاء کو کرسی سے کھینچ کر لے گئے اتارا۔ وہ آپ کے پاس مظلوم نہیں ہوئے۔ آل بویہ نے جو بدعتیں اسلام میں لائی ہیں وہ مسلمانوں کو ذلیل کیا ہے وہ آپ کے پاس ظالم ہیں

حرف ع

عبودیہ :

عبودیہ یکے از مصطلحات عقائد کلمہ عبودیہ ہے۔ اگر کل کائنات کو حقیقی معنوں میں تقسیم کریں تو ان دو

کلموں ''الوہیت وعبودیت'' میں تقسیم ہوگی۔

۴ عبودیت کی شرح لفظی میں یہ تین کلمات آتے ہیں سجود۔خشوع۔تسلیم ہے کل کائنات ماسوائے اللہ بغیر کسی استشناء کے رغم انف بغیر کسی تر دد سرکشی ارادہ طگیان ونفرمان کے خاضع حطور الوھیت ہے کائنات اگر اس نظام خضوعی سے خارج ہونا چاہے تو وہ پاش پاش ہوجائے گی۔سورج چاند ستارے حتی خود انسان جس نہج پر اس میسر کیا ہے خارج ہوں گے تو فناء نابود ہونگے۔تمام مخلوقات جمادیات حیوانات انسان خاضع امر وارادہ حق سبحانہ ہیں انسان کی استطاعت اور گنجائش میں نہیں کہ وہ قوانین خالقیت قانون فزیاء قانون جاذبیت قانون مقناطیس سے خارج ہوجائے،وہ موت وحیات اس کے اختیار میں نہیں ہے وہ اپنی شکل صورت رنگ قد وقامت جسم اور اندار آواز نہیں بناسکتے ہیں وہ اس میں خودمختاری نہیں رکھتے ہیں۔عبودیت کی دو نمونے ہیں عبودیت تکوینی نحل ۴۸۔۲۹ آل عمران ۸۳ حدید شوری ۲۷ مریم ۹۳ اور دوسری عبودیت اختیاری یعنی انسان اپنے ارادہ واختیار سے ایک ایسی عبودیت اللہ اختیار کریں کہ وہ عبودیت تکوینی میں خاضع ساحر وتسلیم اللہ ہے یہاں بعض انسان کیوں اللہ سبحانہ کے سامنے خاضع وخاشع وساجد ہوجائیں تو اس انسان کے سامنے ایک اور سوال رکھنا چاہیے کہ وہ بھی سوال کرے اللہ نے مجھے اتنی طاقت وقدرت کیوں دی کہ میں دوسروں کو مار مار کر خاضع وخاشع کروں،اللہ نے مجھے کیوں خودمختاری دی کہ میں اپنی مرضی سے جہاں چاہوں جاؤں،کیا انسان کی بعض حرکات وسکنات تصرفات دوسرے انسان کے لیے باعث ضرر ونقصان نہیں ہیں۔

عرفان:

عصر معاصر نبی نومولود عقائد میں شمار ہوتے ہیں کتاب العین ص ۶۲۳ پر آیا ہے عرفان مصدر عرف ہے عرف گھوڑے کی گردن کے بالوں کو کہتے ہیں،اسی سے اعتراف آیا ہے گناہ وجرائم کے اقرار کرنے کو کہتے ہیں اسی سے ماخوذ کلمہ عرفات ہے جو ایک پہاڑ کا نام ہے جسے جبل عرفہ بھی کہتے ہیں۔آغائے مرتضیٰ مطہری نے آشنائی علوم اسلامی میں علم عرفان کا تعارف بیان کیا اور اس میں عرفان

کی دوقسمیں بتائی ہیں، ایک عرفان عملی ہے اس کوسلوکی بھی کہتے ہیں اور دوسرا نظری ہے یعنی عارف شناخت حقائق یا شناخت اللہ کیلئے کلام لفظی سے استدلال کی بجائے کشف کے طریقہ کواپناتے ہیں یہاں تعلیم بلا معلم چلتی ہے۔

کتاب فرہنگ معارف اسلامی تالیف سید جعفر نجادی ج ۱۲۵۳۲ پر آیا ہے عرفان یعنی حق شناسی کے نام سے ایک علم ہے۔اس کا موضوع شناخت حق وصفات حق ہے۔عرفان یا شناسی حق سبحانہ دوطریقے سے ممکن ہے۔

۱۔بطریق استدلال بحوث برذات وصفات یہ علماء سے مخصوص ہے۔

۲۔دوسرا طریقہ تصفیہ باطن وتخلیہ غیر تحلیہ روح یہ طریقہ معرفت خاصہ انبیاء واولیاء کے لئے ہے عرفاء اس کومعرفت کشفی وشہودی کہتے ہیں۔غیر از مجذوب مطلق ہیچ کس را میسر نیست۔

لیکن ایمان واقرار وجود خارجی رکھنے والوں کیلئے طریقہ استدلال طریقہ مشکلات معضلات قیل وقالات کے جنگلات سے گذرنے کے بعد میسر ہوتا ہے چنانچہ ایک عمر جہل ونادانی میں گزارنے والے رات کوسوکر صبح اعلان کشف کر سکتے ہیں چنانچہ انقلاب اسلامی ایران کے ابتدائی دور میں ایک کاظم کربلائی ان پڑھ رات کو بے سد سو گئے جب صبح کو اٹھے تو قرآن از بر ہو گیا تھا گویا حضرت محمدؐ سے اوپر والے بن گئے کیونکہ آپؐ کو قرآن لینے کیلئے ۲۳ سال لگے تھے جبکہ کاظم کربلائی نے یہ ایک رات میں حاصل کیا۔لیکن درس و بحث وتحقیق میں ایک لمبی عمر گزارنے والے، استدلات میں زیادہ قیل و قال خس وخاشاک جمع کرنے والے ایسا نہیں کر سکتے ہیں۔

دین اسلام کے سرمایہ ختم ناپذیر آیات قرآن دعوت تحدی جن وبشر عقل وخرد والوں کے لئے لمحات تفکر وتامل ہیں جہاں کہتے ہیں براہین کی جگہ مجھے کشف ہوا ہے، میں نے خواب میں دیکھا ہے، میں امام غائب کی طرف سے بول رہا ہوں، مجھے الہام ہوا ہے جیسی کہانیوں نے دین اسلام کو آج یہاں کھڑا کیا جہاں آج مسلمان کھڑا ہے۔

عرفان:۔

یکے از مصطلحات عقائد اسلامی عرفان ہے کتاب فرہنگ معارف اسلامی تالیف سید جعفر نجادی ج ۱۲۵۳۲ پر آیا ہے عرفان یعنی شناسی ومراد شناسی حق کے نام ایک علم ہے۔ یکے از علوم الٰہی ہے اس کا موضوع شناخت حق وصفات حق ہے۔عرفان وشناسی حق کے دو طریقے سے ممکن ہے۔

۱۔بطریق استدلال از اثر بحوث از صفات بذات یہ مخصوص علماء ہے۔

۲۔دوسرا طریقہ تصفیہ باطن وتخلیہ سر از غیر وتحلیہ روح پر طریقہ معرفت خاصہ انبیاء واولیاء ہے و عرفاء یہ معرفت کشفی وشہودی کہتے ہیں غیر از مجذوب مطلق ہیچ کس را سیر نسک۔

آغائے مرتضٰی مطہری نے آشنائی علوم اسلامی میں ایک علم عرفان کا تعارف کیا ہے اس میں عرفان کی دو قسمیں بتائی ہیں ایک عرفان عمل ہے اس کو سلوکی بھی کہتے ہیں دوسرا نظری ہے یعنی عارف شناخت حقائق یا شناخت اللہ کیلئے کلام لفظی سے استدلال کی بجائے انہیں کشفی کے طریقہ کو اپناتے ہیں یہاں تعلیم بلا معلم چلتی ہے لیکن ایمان واقرار وجود خارجی رکھنے والوں کیلئے طریقہ استدلال طریقہ مشکلات معضلات قیل وقالات کی جنگلات سے گذرنا پڑتا ہے چنانچہ ایک عمر جہل ونادانی میں گذارنے والے رات کو سوکر صبح کو اعلان کشف کر سکیں لیکن ایک عمر درس و بحث وتحقیق میں عمر گذارنے والے کو استدلات میں زیادہ قیل وقال خس وخاشاک جمع کرنے پڑیں۔

دین اسلام کا سرمایہ ختم ناپذیر آیات محکمات تحدی و دعوت معارضہ جن و بشر تحدی عقل وخرد مشہودات عینی والی قیم و براہین کی جگہ مجھے کشف ہوا ہے میں نے خواب میں دیکھا ہے میں امام غائب کی طرف سے بول رہا ہوں مجھے الہام ہوا والی کہانیوں نے دین اسلام کو یہاں کھڑا کیا ہے جہاں مسلمان کھڑے ہیں۔

عرفان:

عرفان اس کا مادہ کثیر المشتقات کثیر الاستعمال کلمہ ہے لیکن اس کا صیغہ ع۔ر۔ف۔ا۔ن یہ

صیغہ جدید ہے مشکل کلام فلسفہ کی بدنامی کے بعد روپوشی کے طور پر یہ کلمہ استعمال کیا ہے جو کہ دوسری تیسری صدی سے شروع ہوا ہے ابھی تک اس کا سر پیر کا پتہ نہین چلا واضح نہیں ہوا ہے کس نے کب اختراع کیا کب کیوں ہوا اس طرح تصوف کی بدنامی کے بعد اس کو عرفان کا نام دیا جس طرح اسلامی ملکوں میں مارکسزم، سوشلزم کو متعارف کرنے کے لیے اسلامی مساوات استعمال کیا ہے یہ صیغہ اپنی جگہ قرآن اور سنت و سیرت قطعی ا ■مد سے متصادم کلمہ ہے تصوف دین اسلام میں نئے انداز کے زندگی کا طور طریقہ اختراع کیا گزشتہ زمان کے بعد اہل اسلام کو پتہ چلا یہ طریقہ ابلیس کی قیادت میں جہنم کو جانے والا راستہ ہے جس طرح آج ہمارے ملک میں شلوار او پر کر کے پہننے والی تانگیں نکال کر نئے مذہب کی نشانی بنی ہے۔ کسی نے کسی خاص ٹوپی کو نشانی مذہب بنایا ہے کسی نے عباء جبے کو نشانی بنایا ہے اور ان کے لیے احادیث جعل کی ہیں قرآن اور سیرت محمد میں کوئی خاص لباس مخصوص نہیں ہے لباس جسم کے معیوب جگہ کو اور کبھی وہی ذکر کو چھپانے جسم کو سردی گرمی گرد و غبار سے بچانے کا لباس ہے لباس کسی دین و ایمان کی طرف سے امتیازی نشانی نہیں ہے اگر کسی نے امتیاز و افتخار کے لیے اور کسی نے جزو دین سمجھ کر پہنا تو یہ ادخال مالیس فی الدین ہوگا ایک گرہو نے خود کو اہل اللہ بتانے کے لیے دین بتانے اور ساتھ ہی اہل اللہ بتانے کے لیے تصوف کی جگہ عرفان انتخاب کیا یہاں سے اس گروہ میں انشقاق اور شگاف پیدا ہوا تو جاہ و مقام والے نے تصوف کو دو حصوں میں تقسیم کیا تصوف عملی اور تصوف عرفانی یعنی خوش خور خوش نوش خوش لباس خوش عطر استعمال کر کے اللہ چاہنے والا پیش کیا ان کا نام عرفان ہو گیا۔

عزاداری:

کسی مصیبت زدہ کے پاس جا کر اسے پرسہ دینے کو عزاداری کہتے ہیں یہ وہاں ہوتا ہے جہاں کسی پر مصیبت گراں گذری ہو اور وہ بے قراری کی حالت میں ہو لہٰذا قرآن میں ''اذا اصابتھم مصیبۃ'' آیا ہے۔ یہ کلمہ عربی کے مادہ عزا اور فارسی کے لفظ داری سے بنا ہے، پہلے اصل عربی کو دیکھتے

ہیں اس اصل معنی کیا ہے اس کی اصل عین، زا، تین حروف سے مرکب ہے صاحب عمدۃ الحفاظ نے جلد ۳ ص ۸۲ پر لکھا ہے العزیز الغالب الممتنع علی من یریدہ بالقہر والغلبۃ کسی مستقل مستکبر شخص جو اس کو مغلوب کرنا چاہتے ہیں نہ کر سکنے والے کو کہتے ہیں لھذا یہ کلی طور مخصوص ذات باری تعالیٰ ہے جہاں قرآن کریم کی ان آیات میں آیا ہے سورہ یوسف آیت ۲۱ سورہ عنکبوت آیت ۲۶ سورہ منافقون آیت؟؟؟ قرآن کریم میں کلمہ عزیز اکثر و بیشتر میں ذات باری تعالیٰ کی قدرت اس کے ارادہ و مشیت نا قابل امتناع کے لئے آیا ہے لہٰذا جہاں جہاں اللہ نے اعلان کیا ہے بتایا اس کا ارادہ فیصلہ ہے یہ کرنا ہے تو یقین جازم وصارم رکھیں وہی ہوگا، عزت حقیقی اللہ کے بعد اللہ کی طرف سے اللہ کے رسول اور مؤمنین باللہ کو حاصل ہے کافرین کے لئے شقاق وذل ہے۔ عزیز عزت شدت امتناع کے معنوں میں آتا ہے کبھی کسی گراں امور نا قابل برداشت کے لئے بھی استعمال کرتا ہے، عزیز کبھی بمعنی مثل نایاب کے لئے استعمال ہوتا ہے، قرآن کے بارے میں سورہ فصلت آیت ۴۱ کبھی کسی نا قابل گراں منظر کے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ امیر المؤمنین نے طلحۃ بن عبید اللہ کے جسد مطروح کو دیکھ کر فرمایا "عزز علی ابا محمد ان ارا جسدک تحت نجوم اسماء مطروحا" لیکن مادہ عزز میں کسی مصیبت پر چیخ و پکار سینہ کوبی دیوانہ پندی سرکوبی دروغ گوئی میں یا یہ کہنا کہ میں اس مصیبت میں برابر کا شریک ہوں ایک کھلا جھوٹ ہے یہ کلمہ اس مصداق کے لیے استعمال نہیں ہوا ہے علاوہ ازیں قرآن کریم سنت عملی رسول اللہ میں ایسا مظاہرہ کرنے کا کوئی نام ونشان تک نہیں ملتا ہے۔ اس کے رواج میں دوست احباب بنانے کی خاطر بھی ہوتا ہے جب سے انسانی معاشرے میں مرکزیت محوریت سے اللہ کی خوشنودی اور غیض وغضب کو نکالا ہے نقطہ عبودیت اللہ اللہ کی بندگی میں جمع کو ملغی کیا ہے ایسے بے ہودہ زبان اور کرامات کو جاگزین کیا ہے۔ یہ عمل نازیب ونا معقول ونا مشروع بطور انتقام، علی وزہرا کے نام سے باطنیہ کی اختراع ہے جو اسلام کو جھاڑو کرنے کا کردار ادا کر رہا ہے یہ کلمہ ضد اسلام وجود میں آیا ہے چنانچہ اس کے الف سے ے تک تمام مظاہر ومراسم اسلام مخالف ہیں۔

''**طلب العلم فریضه علی کل مسلم و مسلمه**'' کتاب ابجد العلوم ج ۲ ص ۲۳۴ پر آیا ہے یہ علم جو ہر مسلم مسلمہ پر حاصل کرنا واجب ہے کونسا علم ہے بیس اقوال ہیں۔

''۔۔۔۔۔**علم لحیق علم لصیق علم زندیق ،علم متبنی،علم خریف الصدر............**'

عیسی۔

یکے از معتقدات فاسدہ نزول عیسی کی کہانی ہے حضرت عیسی کی حیات اایات الحاق موت بہر ذی نفس حتمی ہے میت سنت حتم اللہ ہے بقاء بلا مقصد الشئی دعوی ختم نبوت تو ریا ہے۔

کون :

مقائیس ج ۲ ص ۴۲۹ پر لکھتے ہیں، ک،و،ن ،**اصل واحد یدل علی الاخبار عن حدوث شئی،اما فی زمان ماض او زمان راھن ،یقال کان الشئی یکون کونا،اذا وقع و حضرو ان کان ذو عسرةالبقره ۲۸۰ ،کان فی زمان ماض**،اما مصطلح فلسفہ طبیعت میں تعلق **کلمه الکون علی العالم عافیه و من فیه من ماده و طاقھارجه و روح الظاھر منه و لاباطل قل ماشترت.**

اما کلمه طبیعت علی السجیة و العفات ذاتیه المقابله ،مکتبه اما العلوم الطبیعه فازا تبحت فی المادة و احوالها حتید کانت او جاهده و تسمی ایضا علوم التجربیه کان الفریقه البحث فیها اطل حفله و الاستقرار و الاختیار مذاهب فلسفیه مغنیه ص ۱۱۷

قدیم مادی کہتے ہیں کائنات موجود صورت وجود میں آنے سے پہلے اللہ تھے اشہریعین کہا اثیر مادہ ہے بالا مادہ ہے حقیقت رکھتا ہے یا مفروضہ خرافات ہے یہ اثر کاں سے آیا ہے یہ خود کیسے وجود میں آیا یہ

جوابدہ نہیں ہے یا حیات میں سے ہے یہ کیسے جمع ہوتے تھے یہ متحرک تھے یا ساکن اثر کا اعتراف ایمان بلغیب سے یا مشاہدات میں آیا ہے۔

عدل :

یکے از مصطلحات عقائد عدل ہے،علماء لغت کے نزدیک کلمہ عدل ذو معنی متعدد و متضاد ہے ،عقائد میں کلمات ذو معنی استعمال کرنا ایک مقدوح مخدوش مشکوک عمل ہے۔عقائد جمع عقد ہے کیونکہ عقود ہمیشہ ایجاد و اعدام کے زد میں ہوتا ہے چنانچہ خود نبی کریم نے بہت سی معقودات کے خاتمہ کا اعلان کیا ہے،بہت سے لوگ اسے مراد اساس لیتے ہیں اور اسے اساس و انحلال ناپذیر سمجھتے ہیں ،بعض اپنی معقودہ بیوی کو طلاق دے کر انحلال عقد کرتے ہیں غرض عقائد نا قابل انحلال پذیر ہیں کہ جس پر دین اسلام قائم ہے اس کے علاوہ اور بھی اس میں سقم پایا جاتا ہے علماء عقائد کا کہنا ہے معتزلہ نے عدل کو دوسری تیسری صدی میں عقائد میں شامل کیا ہے یعنی ان سے پہلے مسلمان اس کے معتقد نہیں تھے یہ عقیدہ ان کی دور اندیشی سے عقائد میں شامل ہوا ہے انہوں نے عدل کو عمل مسلمان سے نکال کر افعال اللہ میں شامل کیا ہے جبکہ یہ کلمہ اپنی عام مشتقات میں سے کسی بھی حوالے سے اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوا،عدل اعمال انسان میں سے ہے اس کلمہ کو اصول عقائد میں شامل کرنے کے بعد ان پر عائد اشکالات کی بوچھاڑ ہوئی جسے دیکھ کر انہوں نے قدریہ اور جبریہ کے تنازعہ کو قرار دیا ان دونوں سے بچانے کیلئے اس کو اصول دین میں شامل کرنے کا جواز بنایا ہے۔کسی فرد یا جماعت گروہ فرقے کے کہنے پر اس کو اصول دین میں شامل کریں تو آپ کے عقائد پانچ نہیں پانچ سو سے زائد ہونگے کسی بھی جماعت یا فرقے نے بطور اعلانیہ نہیں کہا کہ اللہ ظالم ہے انہوں نے کہا بندہ جب گناہ کرتا ہے تو وہ گناہ اللہ کرتا ہے چنانچہ وحدت وجود والوں نے کار فرعون کو بھی عمل توحید کہا ہے لیکن آپ وحدت الوجود والوں کو کچھ نہیں کہتے کیونکہ خود اسی کے قائل ہیں۔غرض عدل عمل انسان ہے بقرۃ ۲۸۲،نساء ۵۸،انعام ۷۸ اس کے نفاذ ہی سے ثمرات و نتائج شر سے نجات ہوگی اور اللہ سبحانہ نے حضرت داؤد کو

حکم دیا ''یاداؤد ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ بنایا کہ آپ لوگوں میں عدل کریں'' اگر یہ اصول دین میں ہوتا یعنی فعل اللہ ہوتا تو داؤد فرماتے اے اللہ یہ فعل تو آپ کا ہے میں کیسے اسے انجام دوں؟ غرض جو افعال مختص اللہ ہوتے ہیں انہیں اس کے بندے انجام دینے سے عاجز و قاصر ہوتے ہیں، لہٰذا قرآن انسانوں کیلئے بھیجا ہے اور اس میں نظام عدل انبیاء لائے تا کہ لوگ اٹھ کر قیام قسط وعدل کریں کیونکہ نظام الٰہی عدل وقسط پر قائم ہے اس میں کسی قسم کا نقص وعیب نہیں ہے۔

۱۔انسان کی تخلیق وتکوین میں کہیں بھی نقص وعیب نہیں۔

۲۔اس قضاء وقدر میں نقص نہیں۔

۳۔انسان اس کی قدرت رکھتے ہیں میں شک وتردید نہیں۔

۴۔انسان اپنے ارادے میں مجبور نہیں۔

۵۔مخالفت کی صورت میں جو جزاء وسزاء معین کی ہے اس میں زیادتی نہیں۔

انہوں نے تنہا عدل اصول دین میں شامل نہیں کیا بلکہ جو بھی دہشت و وحشت گردی پھیلائی تھی اسے اصول دین میں شامل کیا ہے۔عزاداری جو ایک فیصد بھی سیرت حسین ابن علی سے مربوط نہیں ہے اور اس میں اسلام کا نام نہیں ملتا لیکن اسے اصل دین میں شامل کیا ہے۔

عقائد امامیہ میں آٹھواں عقیدہ عدل کو قرار دیا ہے۔عدل اللہ کی صفات ثبوتیہ میں سے ہے اللہ عادل ہے وہ ظالم نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ بنفسہ عقائد میں نہیں آتا ہے اس کا عقائد میں شمار معنی المعنی ہے اطاعت گزاروں کو جزاء دیتا ہے گناہ گاروں کو سزاء دیتا ہے بندوں کو انکی طاقت سے مافوق تکلیف نہیں دیتا اور انکے گناہ سے زائد عقاب بھی نہیں کرتا۔

ملاحظات بر عقیدہ عدل:

۱۔قرآن کریم میں جہاں اللہ کی صفات بیان کی ہیں، علماء نے ان صفات کو ۹۹ تک گنا ہے لیکن ان میں عادل کی صفت بیان نہیں ہوئی چنانچہ آپ نے عدل کو کیسے صفات ثبوتیہ میں گنا ہے۔

۲۔ آپ نے ایک منفی کلمہ اللہ ظالم نہیں ہے سے عدل بنایا ہے اس اصول کے تحت صفات ثبوتیہ ۸ سے

زیادہ بنتی ہیں اور سلبیہ بھی آٹھ سے زیادہ بنتی ہیں۔

۴۔افعال دو قسم کے ہیں ایک فعل اللہ ہے وہ اللہ ہی انجام دے سکتا ہے جیسے تخلیق ایجاد و احیاء امایہ وہ فعل اللہ ہے یہ کوئی نہیں کر سکتا ایک فعل بندے کا ہے بندہ کرتا ہے اور چھوڑتا ہے تو یہ فعل قرآن کریم بندوں کا فعل قرار دیا ہے بندوں سے عدالت کا حکم دیتا ہے داوٗد کو عدالت کرنے کا حکم دیا۔عدالت ہمیشہ نظام کا نام نہیں بلکہ نفاذ کا نام ہے اللہ کے پاس پہلے نظام اور اسکا نفاذ بعد میں نہیں ہوتا

۵۔اصول عقائد دین اساس دین۔

کلمات واضح ہونا چاہئے کلمہ عدل کے لیے علماء لغت نے متعدد متضاد معانی بیان کیے ہیں اس کی جتنی بھی توضیح کریں گے وہ عام آدمی ناخواندہ کے لئے فضلات ہیں مطہری نے اسکی شرح لکھی اور ایک ضخیم کتاب میں پھر بھی واضح نہیں کر سکتا آپ کو نسبت نہیں دیں گے۔آپ کو نسبت نہیں دیں گے کیونکہ اصول دین میں عدل پہلے سے تھے لیکن قرائن و شواہد سے محسوس ہوتا ہے کہ اس کو اصول دین میں بدنیت رکھنے والوں نے شامل کیا ہے جسطرح انہوں نے شفاعت کو کہا یہ اللہ کا عین ذات ہے اور زائد بر ذات کا چکر چلا کر مسلمانوں میں ایک نیا محاذ جنگ بنایا ہے جسطرح جمل و صفین نہیں ہوا۔

کتاب وجوہ النظائر دامغانی ص ۳۴۲ پر لکھتے ہیں

تفسیر العدل علی خمسة اوجه :

الفداء. الانصاف. القیمة . شهادة ان ل اله الا الله . الشرک

فوجه منها : العدل یعنی الفداء ، قوله تعالیٰ فی سورة البقرة ﴿وَ لا یُؤْخَذُ مِنها عَدْل﴾ [۴۸] یعنی فداء مثلها فی سورة الانعام : ﴿وَ إِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لا یُؤْخَذْ مِنْها﴾ [۷۰]

الوجه الثانی : العدل : الانصاف ، قوله تعالیٰ فی سورة النساء ﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا﴾[۳] الا تنصفو ، مثلها فیها : ﴿وَ لَنْ تَسْتَطیعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَیْنَ النِّساء

﴾[۱۲۹]

الوجه الثالث : العدل : القیمة ، قوله تعالیٰ سبحانه فی سورة المائدة ﴿ أَوُ عَدُلُ ذٰلِکَ صِیاما﴾[۹۵]

الوجه الرابع :العدل : شهادة ، ان لا اله الا الله ، وهی کلمه التوحید ، قوله تعالیٰ فی سورة النحل :﴿إِنَّ اللَّهَ یَأْمُرُ بِالْعَدُلِ﴾[۹۰]یعنی لا اله الا الله ، وهی کلمة التوحید

الوجه الخامس : العدل : یعدلون یعنی : یشرکون ، قوله تعالیٰ فی سورة الانعام ﴿ثُمَّ الَّذِینَ کَفَرُوا بِرَبِّهِمۡ یَعۡدِلُونَ ﴾[۱]

عدل مدخولہ ایمانیات:

عربی زبان میں لفظ کی گنجائش کو دیکھے بغیر مصطلح بنانے کا مقصد سوءنیت ادخال مالیس فیہ دین میں تحریف وتبدیلی کے عزائم میں سے ہے اور ساتھ ہی جدید مطالب سمجھانے سے قاصر بناتے ہیں۔

کلمہ عدل کو عقائد میں شامل کرنے کے مقاصد تغیر وتحریف دین ہیں اس کے دلائل کچھ اس طرح ہیں ا۔عدل اللہ کی صفات میں نہیں آتا ہے۲۔اللہ ظلم نہیں کرتا ہے۔۳۔اصول ایمان کا تعین صرف اللہ کے پاس ہے۔لغویوں نے عدل کی عین (ع) پر کسرہ اور فتحہ میں فرق رکھا جو چیز محسوس حواس خمسہ ہے اس کے لئے ع پر کسرہ والا استعمال کرتے ہیں جیسے نصف حمل ع پر فتحہ کی صورت میں حس بصیرتی میں استعمال کرتے ہیں عدالت کے موضوع پر لکھنے والوں نے اس کی تعریف ضد ظلم لکھا ہے پھر انھوں نے اس کی فضائل ومناقب پر موسوعہ لکھنے کی کوشش میں علماء حکماء کے اقوال جمع کیے ہیں پھر ائمہ سے نسبت احادیث جمع کی ہیں جو چیز نسان کی زندگی کی ضرورت اولی ہو اس کی تعریف نہیں ہوئی کسی چیز کی تعرف وہاں ہوتی ہے جہاں شخص نا آشنا ہو عدل کے ابن فارس نے دو اصل ذکر کئے ہیں جلد۲ ص ۲۲۹ پر لکھا ہے ع،د،ل اعلان صحیحان احدھما یدل علی استواء والآخر اعجوجاج دو متضاد معنی میں استعمال ہوتا ہے عدل کو اصول دین میں شامل کرنے والے معتزلہ ہیں لیکن جس فرقے نے عدالت کو ہر جگہ

دفنایا ہے ان کے ہاں کسی بھی جگہ عدالت کا نام ونشان نہیں ان کے پاس ظلم ہی ظلم ہے بلکہ ظالمین کے حامی مظلومین سرپرست بے قصورم خلصین کے لئے روزگار تنگ کرنے یا با صدا کے لئے آوازا ٹھانے مولیوں کو بھوکا رکھنے ذلیل کرے گھوڑے کو مولا کہنے والوں نے عدالت اصول دین میں شامل کیا ہے۔

عدل :

عدل اس کے اور بھی مصادر ہیں، عدالت، عدولۃ کتاب دراسات فی العقیدہ الاسلامہ تالیف محمد جعفر شمس الدین ۱۹۷ پر آیا ہے۔لغوین نے عدل دال پر کسرہ اور دال پر فتح عدل میں فرق رکھا ہے۔عدل محسوسات میں استعمال کرتے ہیں جبکہ عدل فتح والے مدرکات بصیرت میں استعمال کرتے ہیں۔ عدل نصف۔۔۔کو کہتے ہیں جبکہ۔۔۔۔۔۔انعام ۱۰، مائدہ ۹ بقرہ ۱۲۳، انعام ۷۰، بقرہ ۲۸۲، شورہ ۵، مائدہ ۸۔عدل۔۔۔۔۔۔عدل فلسفہ اخلاق میں استعمال ہوتا ہے۔۔۔۔

تطلق کلمۃ العدل علی ای فعل من الافعال الانسانیہ نکون بعد تحقق علی نحو تام وکامل افلاطون اس کو ام الفضائل کہتے تھے۔ارسطو کہتے عدالت وفضیلت تام ہے۔کتاب وجوہ نظائر ص ۳۴۲ پر آیا ہے۔کلمۃ عدل قرآن میں پانچ معنوں میں آیا ہے اصول دین آسان اور واضح ہونا ضروری ہیں جبکہ عدل اصول عقائد میں پیچیدہ ترین عقائد میں شمار ہوتا ہے

۱۔ عدل بمعنی بدلہ سورہ بقرہ آیت ۴۸ ﴿وَ اتَّقُوا يَوْماً لا تَجْزي‏ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئاً وَ لا يُقْبَلُ مِنْها شَفاعَةٌ وَ لا يُؤْخَذُ مِنْها عَدْلٌ وَ لا هُمْ يُنْصَرُونَ﴾ سورہ انعام آیت ا ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذي خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُماتِ وَ النُّورَ ثُمَّ الَّذينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ﴾

۲۔ عدل وانصاف سورہ نساء آیت ۳، ۱۲۹ ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُوا فَواحِدَةً أَوْ ما مَلَكَتْ أَيْمانُكُمْ ذلِكَ أَدْنى‏ أَلاَّ تَعُولُوا...۳﴾ ﴿وَ لَنْ تَسْتَطيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّساءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلا تَميلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوها كَالْمُعَلَّقَةِ وَ إِنْ تُصْلِحُوا وَ تَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ

كانَ غَفُوراً رَحيماً ... ۱۲۹ ﴾

۳۔ عدل بمعنی بدلہ سورہ مائدہ آیت ۹۵ ﴿هَدْياً بالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعامُ مَساكِينَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِياماً لِيَذُوقَ وَبالَ أَمْرِهِ﴾

۴۔ بمعنی احسان سورہ نحل آیت ۹۰ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسانِ وَ إِيتاءِ ذِي الْقُرْبى وَ يَنْهى عَنِ الْفَحْشاءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

۵۔ عدل بمعنی شرک سورہ انعام آیت ۱۵۰ ﴿ وَ الَّذِينَ لا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَ هُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴾

جو کلمہ قرآن میں پانچ معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک عام مسلمان ناخواندہ کتب کیا سمجھیں، بحث عدل، معنی لغوی اور اصطلاحی اور تطبیق میں مشکل دشوار ہونے کی وجہ سے۔۔ مطہری نے اس کی تشریح میں ایک ضغیم کتاب لکھ کر اسے بہت مشکل بنایا ہے۔

عصمت :

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ عصمت ہے مقائیس جلد ۲ صفحہ ۲۷۷ پر آیا ہے [**عصم : العين والصاد والميم اصل واحد صحيح يدل عل امساك و منع و ملازمة والمعنى فى ذالک کله معنى واحد، من ذالک عصمة ان يعصم الله تعالىٰ عبده من سوء و استعصم**] تینوں کے معنی ایک کی طرف برگشت کرتے ہیں "ان یعصم اللہ عبدہ من سوء یقع فیہ واعتصم باللہ" اللہ سے پناہ لینا یہ کلمہ عام طور پر جسمانی مادی خطرات نقصانات سے بچنے بچانے کیلئے استعمال ہوا چنانچہ فرزند نوح نے کہا ہم پہاڑ سے پناہ لیں گے **قال ساوى الى جبل يعصمنى من المآء** نوح نے کہا **قال لا عاصم اليوم من امر الله الا من رحم** یہ کلمہ فکری خطاء اور غلطیوں سے بچنے بچانے کیلئے کہیں بھی استعمال نہیں ہوا ہے، جہاں تک انبیاء کی عصمت کی بات ہے تو قرآن کریم میں اس کے لئے یہ کلمہ کہیں بھی نہیں آیا ہے یہ صرف جسمانی خطرات لوگوں کی طرف سے لاحق خطرات سے بچانے کے لئے استعمال ہوا ہے سورہ مائدہ آیت

۶۷﴿یا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ ما أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَما بَلَّغْتَ رِسالَتَهُ وَ اللَّهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکافِرِینَ ﴾عصمت کا جو معنی اصطلاحی استعمال کرتے ہیں اس کا کوئی مصداق وجود خارجی انسانوں میں نظر نہیں آتا ہے اسی طرح ان کا کہنا ہے کہ گناہوں سے معصوم ہوتا ہے یہ بھی دلیل عقلی سے ثابت ہے نہ کہ دلیل قرآنی سے قرآن میں انبیاء کی غلطیاں آئی ہیں سرفہرست آدم نوح اور موسیٰ علیہ السلام کی مثالیں ہیں لہٰذا یہاں پر تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔

انبیاء کی زندگی میں دو سرگرمیاں پائی جاتی ہیں ایک تبلیغ شریعت ہے اللہ نے جس کی یقین دہانی کی ہے کہ ہمارے نبی بغیر وحی بات نہیں کرتے اگر کریں گے تو ہم ان کو اپنے گرفت میں لے لیں گے لیکن جہاں زندگی کے مسائل امور دنیا سے متعلق ہیں وہاں اللہ نے ان کی تصحیح کی ہے۔کوئی انسان غلطیوں کوتاہیوں سے محفوظ ہونے کی کوئی فارمولا نہیں ملا کیونکہ غلطی خطاء انسان کی سرشت میں ہے بلکہ غلطی صرف حیوان نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے غریزہ کے مطابق چلتے ہیں کسی بھی حیوان نے غلطی کی ہو نہیں سنا ہے لہذا غلطی انسانوں سے ہی ہوتی ہے لیکن جن امور میں انسان توجہ رکھتے ہیں اس میں انسان غلطی کم کرتے ہیں چنانچہ اللہ نے ابلیس سے فرمایا میرے صالح بندے تمھارے قابو میں نہیں آئینگے۔

عصمت کے چند فارمولے بن سکتے ہیں

۱۔ سرشت انبیاء میں خطاء لغزش امکان پذیر نہ ہو، جسے ان کی تاریخ مسترد کرتی ہے۔

۲۔خطاء غلطیاں کرتے ہیں لیکن ان سے باز پرس کی اجازت نہیں ہے یہ فارمولا استبدادی ہے اور اسماعیلیوں کا نظریہ ہے۔

۳۔ جہاں ابلاغ شریعت ہے وہاں عدلی نہیں اما عصمت آئمہ یہاں دو قسم کی زارگوئی تحمیل ہے

۱۔آئمہ منصوص من اللہ ہیں لہٰذا ان سے غلطیاں ممکن نہیں۔خلاف حکمت نص ہے منصوص من

اللہ ہونا دعواء کذب پر مبنی ہے نساء ۱۶۵

۲۔ آئمہ معصوم ہیں یہ بھی دعواء کذب ہے۔

۳۔ کسی امام نے نہ دعواء نص کیا اور نہ دعواء عصمت کیا ہے اس سلسلے میں جو کچھ کتب میں آیا ہے وہ غلات مردہ کے راویوں کا کیا دھرا ہے۔

۴۔ امام حسن کے صف اول کے یاران آپ کو معصوم نہیں سمجھتے ہیں، آپ کی صلح پر انہوں نے تنقید کی ہے۔

۵۔ امام حسن نے حضرت علی کی خلافت قبول کرنے اور بصرہ سے آنے کی مخالفت کی ہے۔

۶۔ عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ نے امام حسین کو خروج سے منع کیا۔

۷۔ امام سجاد اس منصب کے لئے متصدی ہی نہیں ہوئے۔

۸۔ امام زین العابدین کے بیٹے زید نے امام باقر اور صادق کے عدم قیام کو نقد کا نشانہ بنایا ہے۔

۹۔ امام صادق نے ان کے حضور میں خلافت کا ذکر کرنے سے منع کیا۔

۱۰۔ امام رضا نے مامون کی ولی عہدی کو قبول کیا۔

۱۱۔ امام صادق کی طرف سے اسماعیل کی نامزدگی امام علی الھادی کی طرف سے محمد کی نامزدگی خلاف عصمت ہے۔

۱۲۔ امام مہدی کے دعواء غیبت اعراض از تبلیغ خلافت عصمت ہے۔

عین، صاد، میم اس کی ایک اصل ہے جن سب کی برگشت یہ ہے کہ اللہ اپنے بندے کو خطرات سے بچاتے ہیں کوئی ناگوار حالات کا سامنا ہو جائیں یک از عقائد خود ساختہ بے منطق بے دلیل عصمت ائمہ ہے نیز عصمت کا نص علم پر محدود علم الغیب کا دعواء کرتے ہیں پھر من لدن آدم الی یومنا ھذا کے انکشافات اور غلط انکشافات بھی امیر المؤمنین سے منسوب کیا ہے قرآن کریم میں علم غیب کو نبی کریم سے نفی کیا ہے حتی نبی کریم سے اقرار کروایا میں علم غیب نہیں جانتا ہوں نیز خود حضرت

نے اپنی چند غلطیوں کا شریف رضی نے نہج البلاغہ میں بیان فرمایا اگر سہل ساعدی کو مصر کے والی کے عہدے سے نہیں ہٹاتا تو آج اس روزگار کا سامنا نہیں ہوتا۔ زیاد بن ابیہ ایک فاسد انسان تھا آپ نے اسے فارس کا والی بنایا وہ معاویہ کے پاس گیا، مصقلۃ بن ہبیر شیبانی بیت المال سمیت معاویہ کے پاس گیا۔

فرض کریں معصوم ہے لیکن کسی کے معصوم ہونے سے اس کا قول حجت نہیں بنتا، خطاو غلطی نہ کرنے والے بہت ہوتے ہیں دنیا میں ترک مباح کرنے والے پیدا ہوئے چہ جائیکہ غلطی کریں اس لئے معصوم ہونے سے حجت نہیں بنتا ہے۔ قرآن میں حجت پیغمبر کے بعد بند ہے نساء ۱۶۵ تو کیسے اصحاب واہلبیت حجت بن گئے۔

عصمت آئمہ :

مقائیس اللغہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ پر آیا ہے

ع۔ص۔م۔ سے مرکب کلمہ کی ایک ہی اصل ہے" [**عصم : العین والصاد والمیم اصل واحد صحیح یدل عل امساک و منع و ملازمۃ والمعنی فی ذالک کلہ معنی واحد،من ذالک عصمۃ ان یعصم اللہ تعالیٰ عبدہ من سوء و استعصم**]"

لغت اور آیات قرآن میں عصمت مادی کے لیئے آیا ہے کسی کا کسی فرد یا شئی سے ہمت کر کے بچانے کو عصم کہتے ہیں انسان مادی اور فکری نفرتوں سے محفوظ ومصون رہنے کے لیئے ہمیشہ توجہ ارتکاز کرتا ہے جس چیز کی طرف توجہ نہیں رہتی وہاں اشتباہ سے غلطی کرتا ہے، انبیاء اللہ کے لیئے کلمہ عصمت کس نے اختراع کیا معلوم نہیں ہے ہر وہ شخص جو دوسروں سے ذمہ داریاں لیتا ہے اسے سہل انگاری وخیانت کاری سے بچانے کے لیئے تحفظات مانگتے ہیں حلف نامہ لکھتے ہیں لیکن یہ عنصر عصمت انبیاء کے بھی اندر موجود نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ باہر سے اس کی ضمانت دی ہے لہٰذا آئمہ کے معصوم ہونے کی دلیل میں بعض نے آیت تطہیر پیش کی ہے آیت کے سیاق وسباق میں زوجات ہیں وہاں احادیث سازی کے ذریعے پنجتن کیلئے مخصوص کیا تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ پنجتن کی عصمت ثابت ہوگی باقی کا کیا ہوگا

ان کے لیے موضوع امامت کو مسلمات میں قرار دے کر اس کو امتداد نبوت قرار دیا چونکہ نبی معصوم ہوتا ہے امامت امتداد نبوت ہے لہٰذا امام بھی معصوم ہوگا۔لیکن امامت امتداد نبوت ہے یہ کہاں سے ثابت ہے حدیث منزلت سے ثابت ہے حدیث منزلت میں بتاتے ہیں آپ کے بعد نبی نہیں آئے گا ابتداء نبوت بقاء نبوت اور ختم نبوت کے خلاف ہے۔۔ ہارون کو بطور معاون موسیٰ کی درخواست موسیٰ نے اللہ سے کی ہے اللہ نے ان کی دخواست کو اجابت کیا ہے لیکن محمدؐ کی درخواست اجابت ہونے کا ذکر کہیں نہیں آیا ہے۔ہارون کا سامری کی بت سازی کے بارے میں کوتاہی برتنے پر موسیٰ کے عتاب میں آئے لہٰذا یہ کہاں سے ثابت ہے کہ جانشین معصوم ہوگا؟

العصمۃ الآئمہ :

عصمت کی چند قسمیں ہیں ۱۔عصمت جمادی وحیوانی ۲۔عصمت نالائقی ۳۔عصمت معافی ۴۔عصمت خارجی یعنی ضمانت۔

آقائے مغنیہ اپنی کتاب فلسفہ توحید میں ص۱۱۳ پر لکھتے ہیں عصمت کی دو قسمیں ہیں عصمت تبلیغ والثانی فی امتثال الاحکام عصمت نبی کیلیئے ثابت ہے کیونکہ اللہ نے ضمانت دی ہے(وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنا بَعْضَ الْأَقاوِيلِ، لَأَخَذْنا مِنْهُ بِالْيَمينِ، ثُمَّ لَقَطَعْنا مِنْهُ الْوَتين)ضمانت اللہ نے دی ہے آپ کا یہ کہنا کہ یہ عصمت عقلی طور پر ممکن ہے ہر وہ چیز جو عقلی طور پر ممکن ہے اس کیلیئے دلیل کی ضرورت ہے ثانیاً آئمہ نے تبلیغ نہیں کی ہے اگر نبی یا بقول آپ کے امام کی عصمت کی وجہ تبلیغ ہے تو جب وہ تقیہ کریں گے تو تبلیغ کیسے ہوگی۔

بشر کتنے علوم کی محتاج ہے اور اس کی کتنی مقدار کی متقاضی ہے اسی طرح اجتماعی حوالے سے کتنے علم کی محتاج ہے۔

عقیدہ :

عین،قاف،دال مادہ عقد سے بنا ہے کثیر الصیغ کثیر المصادیق ہے اس سے مشتق کلمات مادیات معنویات نفسیات اجتماعیات جنگ وامن سیاست غرض مادہ کی ترقی وتمدن،ایک دوسرے کو

جوڑنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔عقد انسانوں کے درمیان میں چلنے والے معاملات میں استعمال ہوتا ہے۔

عقد بمعنی شد وحکم وعقد قلبہ علی کذا شد قلبہ وضمیرہ علیہ فلا ینزع عقید بروزن فعیلہ ایک مخصوص نوعِ عقد کو کہتے ہیں۔اصطلاح میں بھی الحکم الذی لایقبل الشک فیہ لدی صاحبہ والعقیدۃ فی الدین تطلق علی مایعقدہ بہ التصور الفکری دون العمل بالفعل وان قام علیہ متقن بماوراء العلم ۔

سورہ مائدہ آیت ۱۔۸۹ عقد نکاح، عقد بیع، مساقات، جعالہ، عقد قلبی، عقد اخوت، عقد جمع اطراف سے بنا ہے وثوق وثبات صلابۃ عقیدہ اصطلاح الحکم الذی لایقبل شک فیہ معتقد فی الذی مایعقد بہ الاعتقاد دون العمل کعقیدۃ الوجود اللہ وبعث رسل وبعث القیامۃ جمیع عقائد عقیدہ مادہ عقد سے بنا ہے عقد مقائیس اللغہ ج ۲ صفحہ ۱۴۷ پر آیا ہے ''ع۔ق۔د۔ سے مرکب یہ کلمہ اصل واحد یدل علی شدو شدۃ وثوق من ذالک عقد النساء'' عقیدہ عام مادیات میں ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں یہ مادہ ۶ بار آیا ہے، عقیدہ بروزن فعیلہ بمعنی گرہ دو چیزیں جوڑنے کو کہتے ہیں، یہ مادیات اجتماعیات سیاسیات افکار ونظریات ودینیات سب میں استعمال ہوتا ہے۔ مصطلح اہل ادیان کے نزدیک ماوراء مادیات خالق مادیات کے ہونے کے بارے میں تصدیق جازم کو کہتے ہیں لیکن غیر مادی معاملات ومعاہدات میں طرفین میں الزام نفسی کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن امور دینی، تسلیم خالق کائنات، ضرورت بعثت انبیاء، حیات مابعد الموت میں یہ کلمہ غیر اصولی غیر مناسب غیر سنجیدہ تصور کیا جاتا ہے، معلوم نہیں سب سے پہلے اس کلمہ کو امور دینی میں کس نے استعمال کیا غرض جس نے بھی استعمال کیا ہے وہ بدنیتی پر مبنی ہے جتنے بھی مسائل معقد پیچیدہ اور خاص کر احکام قضاوت یا وثیقہ جات میں کلمات ذو معنی استعمال کرنا غلط فاحش بدنیتی پر مبنی ہے تاکہ ہر چیز کو بغیر کسی اصول وضابطہ کے اس میں شامل کیا ہے۔چنانچہ کتب عقائد کے مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ کیا کیا چیزیں شامل نہیں کی ہیں پہلے مرحلے میں احکامات کو بھی عقیدہ میں شامل کیا ہے چنانچہ عقائد امامیہ معاصر واصول شیعہ عقائد امامیہ سبحانی میں کیا کیا شامل نہیں کیا ہے محسوسات وفروعات کے بعد اباطیل، خرافات وبدعات کو بھی شامل کیا ہے بقول کذابین

جھوٹ اتنا بولو کہ خود بولنے والے کو بھی شک ہو جائے کہ کہیں سچ ہی تو نہیں ہے۔ عصر معاصر میں مصطلحات دین میں جس چیز سے دل باندھا ہو اس کو ضمیر و وجدان کہتے ہیں، اس لیے ایسے عقیدے کے بارے میں کہتے ہیں ہم کیا کر سکتے ہیں کسی کا عقیدہ تو نہیں بدلا جا سکتا۔ بقول بعض اپنا عقیدہ مت چھوڑو اور دوسروں کے عقیدے کو مت چھیڑو یہ عقائد صوفیہ شرک در اسلام ہے ''موسی بہ دین خود فرعون بہ دین خود' یہ درحقیقت دین سیکولرازم ہے۔ لٰہذا یہ کلمہ رائیگاں ہے جہاں استعمال کریں بے حرج ہے اب تک اس کلمے کے ہم معنی یا مترادف کلمات آتے ہیں، جامع افراد مانع اغیار نہیں آیا ہے۔ قرآن کریم میں جو کلمہ تصدیق ماورا مادہ و مادیات کیلئے کلمہ ایمان آیا ہے کلمہ ایمان تصدیق غیوبات میں استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے وہ قابل مشاہدہ نہیں ہے وہ غیب خالص ہے، کلمہ عقیدہ کو کلمہ ایمان کی جگہ جاگزین کر کے اسے رواج دینا حسن نیت پر نہیں بدنیتی پر مبنی ہے تاکہ عقیدہ میں من مانی تصرف ہیر پھیر کر سکیں۔

۱۔ چنانچہ آج آپ دیکھیں تمام عقائد فاسد و ضالہ رکھنے والوں کو صاحب عقیدہ کہتے ہیں۔

۲۔ عقائد میں کوئی اصول قانون وضع نہیں ہوا جس کے تحت آپ کس بھی عقیدے کو عقائد میں شامل کریں اور کس کو خارج کریں۔

۳۔ صحیح عقائد اور فاسد عقائد کی شناخت پہچان کیلئے کوئی کسوٹی وضع نہیں ہوئی۔

۴۔ دائرہ عقائد دل تک محدود ہے یا عمل بھی جزء تکمیل عقیدہ ہے بیان نہیں ہوا لٰہذا بے عمل لوگوں کو اس سے خارج نہیں کر سکے۔

۵۔ عقائد قومی اور وطنی شعار جیسے رہے لیکن اس کے اثرات نہ ہونے کے بارے میں بحث نہیں کر سکے۔

۶۔ مصادر عقیدہ:۔ عقیدہ کن چیزوں سے بنتے ہیں اور ان چیزوں کی حدود و قیود ہے بحث نہیں کی ہے لٰہذا اباطیل اور خرافات سے عقائد بنائے جاتے ہیں۔

۷۔ موازنہ و مقارنہ عقائد ایک انسان اپنے عقائد کے امتیازات اور خصوصیات جو دیگر ادیان

کے عقائد میں نہیں ہے یا ان کے عقائد کے امتیازات سے بہتر و برتر ہے جس کو بیان و قلم سے پیش کرنے کے مواقع مہیا نہیں کرتے یا اس پر پابندی عقائد ہے۔

۸۔انسان اپنے معتقدات میں آزاد ہے اس سے مراد کیا ہے کیا عقیدہ رکھنا نہ رکھنا یا صحیح رکھنا غلط رکھنا ایک جیسا ہے۔ یہ آزادی کون دیتا ہے اور کیوں دیتا ہے اور اگر نہ دیں تو کیا ہوتا ہے بیان نہیں کرتے ہیں اگر کہیں کسی نے کیا ہے وہ گم ناپید ہے۔

کلمہ اعتقاد مادہ عقد سے ہے دو مادی چیزوں کو ایک دوسرے سے جوڑنے کے معنوں کے لیے استعمال ہوا ہے اور بعد میں غیر مادی میں بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورہ مائدہ آیت ۸۹ میں آیا ہے ﴿وَ لكِنْ يُؤاخِذُكُمْ بِما عَقَّدْتُمُ الْأَيْمان﴾ لیکن کتاب مؤلفین عقائد نے اس کا کوئی اصول ومقیاس ومیزان بیان نہیں کیا اور نہ اس کی تعداد کا تعین کیا گیا ہے بلکہ قرآن میں جہاں آمنو آیا ہے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ بہت سے فروعات کو بھی عقائد میں شامل کیا گیا ہے جیسا کہ تولی وتبرا کو شامل کیا ہے بلکہ اس سے بھی تجاوز کر کے بعض خرافات و بدعات وشرکیات کو بھی اصول عقائد میں گنا جاتا ہے چنانچہ آقائی سبحانی نے دوسو کے قریب عقائد پر مشتمل کتاب لکھی ہے، علامہ مظفر جو ایک مصنف معتدل مصلح مفکر ہیں انہوں نے بھی بہت سے اسلام مخالف عقائد کو جنہیں وہ مستحسن سمجھتے تھے شامل کر کے عقائد امامیہ کے نام سے شائع کیا ہے۔قرآن کریم میں دو عالم کا ذکر کیا گیا ہے ایک عالم غیب اور ایک عالم شہادت، عالم غیب سے متعلق تصدیق کو ایمان کہا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ آیت ۳ ﴿الَّذينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَ يُقيمُونَ الصَّلاةَ وَ مِمَّا رَزَقْناهُمْ يُنْفِقُونَ ﴾ میں آیا ہے یومنون بالغیب کی ایک تقسیم میں غیب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک کسی نہ کسی طریقہ سے کسی دن عالم شہود کا حصہ بن سکتا ہے بطور مثال ملل واقوام متحارب، متضارب، معاندین عالم شہود میں تھے اب غیب میں چلے گئے ہیں ابھی عالم غیب میں ہیں اور وقت گزرنے کے بعد عالم شہود میں آسکتے ہیں یا ایک حقیر چیز ہے کہ جسے آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا ہے لیکن وسائل دوربین وخوردبین سے شہود میں تبدیل ہوسکتی ہے لیکن عالم غیب جس پر ایمان لانا ہے اس کا ذکر قرآن کریم کی آیات میں آیا ہے کہ

ایمان اس تصدیق کو کہتے ہیں جس کا کسی بھی صورت میں دید حسی میں آنا ناممکن ہے اس میں ذات باری تعالیٰ جو غیب الغیوب ہے، دوسرے مرحلے پر ایمان بہ حیات مابعد الموت ہے ان دو کے علاوہ ملائکہ اور کتب نازل من اللہ کی تصدیق بھی ایمان بالغیب میں آتی ہے، کلمہ ایمان بغیر محسوس وملموس کی تصدیق کے لئے ہے اس کے علاوہ ایمانیات کا تعین صرف اللہ ہی کرتا ہے یہ حق کسی اور کو حاصل نہیں ہے حتیٰ نبیؐ کو بھی حاصل نہیں ہے۔

مصطلحات عقائد:

کس کی وضع کردہ ہیں، یہ کب اور کہا کس تاریخ کو وضع ہوئی ہے آیا اس بارے میں تحقیق کرنی چاہئے۔ ہمارے ایک دوست جس نے مجھے دار الثقافہ بنانے میں اچھا خاصہ فکری قلمی تعاون کیا تھا ان کا نام گرامی ڈاکٹر حسین کنانی ہیں آپ گرچہ میری اولاد کے معالج رہے لیکن فکری عقیدہ آپ اپنے کالج کے ہیروؤں کے گرویدہ تھے دل سے امیدیں ان سے وابستہ تھے آپ نے میری ''فضہ'' خادمہ عارفہ پر تحقیق کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا یہ اچھی بات نہیں کہ ہر چیز میں تحقیق کریں۔ اس حوالے سے علمائے اعلام کہیں گے کہ بہتر ہوگا کہ ایسا اقدام نہ کیا جائے۔ یہاں سے اہل عقل وخرد کو شعور آنا چاہیے اللہ سبحانہ جو کسی بھی صورت میں شاہدات حسی میں نہ آنے والے میں تحقیق کریں لیکن مذاہب تک تحقیق نہ کریں کیا دین اسلام جس محیط وماحول میں نازل ہوا تھا وہ لوگ عرب بدو تھے انہوں نے عقائد وضع نہیں کیے۔ کتب لغت العرب کی ابتداء میں لکھتے ہیں کلمہ صلاۃ لغت میں دعا کو کہتے ہیں اللہ نے قرآن میں صلاۃ کیلئے استعمال کیا ہے صوم امساک کے لئے استعمال کیا، اللہ نے فجر صادق سے غروب آفتاب تک مذکورہ چیزوں سے امساک کے لئے فرمایا، اسی طرح مصطلح زکوٰۃ ہے۔ اصطلاح عقائد یا اصول دین دوسری تیسری صدی میں وضع ہوئی ہیں، کیا مصطلحات محکم اور غیر متزلزل تغیر ناپذیر بنیادوں پر استوار ہیں یا آسان اور واضح عقائد کو مشکل اور پیچیدہ احتملات کثیرہ بنانے والے فرقہ باطنیہ اور اس کی بنات صلبی معتزلہ اور اشاعرہ ہیں، ان کے اعمال ونیات خبیثہ ولیہہ مکشوف ہونے کے بعد اب ان کو سنی اور امامیہ کے نام سے چلایا جارہا ہے۔ عقائد کے بارے میں

جاری مصطلحات حتیٰ خود کلمہ عقائد بھی بد نیتی کے تحت جعل کیا گیا ہے تاکہ ان کی منویات سوء شامل ہو سکیں۔لہٰذا ہم نے عقائد سے متعلق مصطلحات کی وضاحت ضروری سمجھی تاکہ واضح ہو جائے کہ باطنیہ نے اس دین پر کہاں کہاں سے وار کیے ہیں اور کس کس طریقے سے ضربت لگائی ہے۔ بحث کو پہلے مرحلے میں مزید واضح کرنے کی خاطر ہم نے اس کو حروف تہجی کی ترتیب میں پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

عناوین پر بحث کرتے وقت عنوان جامع افراد مانع اغیار ہونا چاہئے لیکن اس باب میں ذو معنی کلمات استعمال کر کے سب سے پہلے جامع افراد مانع اغیار کی شرط کو گرایا گیا ہے تاکہ تدلیس کے ذریعے غیر کو داخل کرنا آسان ہو جائے۔ پہلے کلمہ مصطلح کے بارے میں وضاحت کرتے ہیں کلمہ مصطلح کلمہ اصطلاح کا اسم مفعول ہے خود اصطلاح مادہ صلح باب افتعال سے بنا ہے، اما اصطلاح میں جیسا کہ جرجانی نے کہا ہے کہ اخراج اللفظ من معنی اللغوی الی الآخر لمناسبۃ بینھما یعنی لفظ کو معنی لغوی سے باہر کسی معنی و مفہوم میں استعمال کرنے کو کہتے ہیں جہاں دونوں میں مناسبت پائی جاتی ہو بعض نے کہا اصطلاح اتفاق طائفہ علی وضع اللفظ باذاء المعنی بعض الاصطلاح اخراج الشیءعن معنی اللغوی الی معنی آخر لبیان المراد بعض نے لفظ من بین قوم کہا ہے

مصطلحات باطنیہ کے دین پر اثرات :

کسی بھی لفظ کے لغوی معنی کے علاوہ کوئی اور معنی و مفہوم اخذ کرنے کو اصطلاحی معنی کہتے ہیں یہاں یہ سوال پیش آتا ہے کہ یہ حق کس کو حاصل ہے کہ یہ حق کس کو حاصل ہے یہ کام چند جہات کی طرف سے ہوتا ہے ایک ادارہ تحقیقات بطور مثال طب ہے جہاں امراض کی تشخیص ہوتی ہے ایک نیا مرض کشف ہوتا ہے مرض کا نام وضع کرنا ہے یا ایک نئی دوا انکشاف کرتے ہیں تو وہ پہلے سے موجودہ اصطلاحات میں سے اضافہ کر کے نئی اصطلاح بناتے ہیں بناتے ہیں یا ایک اجتماعی ادارہ بنانا ہے جیسے اقوام متحدہ ہے جو اقوام دنیا میں اس کے رکن ممالک ہیں ان کے مسائل حل کرتا ہے۔ دینی اصطلاحات کون وضع کر سکتا ہے وہ دین ہی بتائے گا دین اللہ کی طرف سے ہے لہٰذا دینی اصطلاحات

اللہ ہی بنائے گا کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا

اصطلاحات مصطلح اس لفظ کو کہتے ہیں جسے ایک شخص یا گروہ کسی خاص مفہوم کے لئے وضع کرے اور جب بھی یہ لفظ استعمال ہوگا تو اس سے مراد وہ معنی ہوں گے جو وہ بیان کرے گا جیسے باطنیہ نے کلمات علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ وضع کیے تاکہ امت مسلمہ میں علیہ السلام والوں اور رضی اللہ عنہ والوں کے درمیان جنگ جاری رکھیں، ان اصطلاحات نے امت میں بغض و عداوت پھیلائی ہے۔ یہ اصطلحات غرض فکری کے لئے وضع کی گئیں جیسے اگر کوئی اللہ کی نعمت کھائیں تو بسم اللہ سے شروع کرنے کا حکم ہے اگر ختم ہو جائے تو الحمد للہ کہیں باطنیہ نے پانی پینے کے بعد صلوات علی الحسین وضع کی جس سے ان کا مقصد یاد امام حسین کرنا نہیں بلکہ انکا مقصد یاد اللہ نہ ہو نیز انکی بھر پور کوشش ہے کہ یاد قیام امام حسین بھول جائیں، دین وملت کیلئے کوئی قابل ذکر چیز نہیں ان کو پیاس نے قتل کیا تھا لہٰذا پیاس کی یاد میں ان کی قربانیاں بھول جائیں اور امام حسین کی پیاس کیلئے رمضان میں مفطرین کیلئے سبیل لگائیں شربت لگا کر کرائے کے سینہ زنان کیلئے بریانی کا اہتمام کریں۔ غرض جب اسلام آیا قرآن نازل ہوا محمد ﷺ مبعوث برسالت ہوئے تو عربوں میں انسانی زندگی سے متعلق جاری بہت سے الفاظ وکلمات کو جوں کا توں رکھا گیا لیکن جس چیز کو عرب جاہلیت میں جانتے نہیں اور آشنا نہیں تھے اور ان کے پاس اس کے لئے کوئی لفظ نہیں تھا تو قرآن نے ان کے لئے نئی اصطلاحات وضع کی ہیں، جس میں فکری و عملی اور اخلاقی سلوک وغیرہ سے متعلق نئی اصطلاحات وضع ہوئیں۔ مصطلحات وضع کرنے کے لئے واضعین کڑی شرط رکھتے ہیں تاکہ اس موضوع میں غیر موضوع شامل نہ ہو جائے یا اس موضوع سے کوئی مصداق باہر نہ رہ جائے جس کے مقصد کیلئے مصطلحات وضع ہوئی ہوں وہاں اس کی جگہ کوئی اور لفظ استعمال کرنا غلط ہوگا بلکہ خیانت ہوگی جیسے باب زوج میں شریعت نے مصطلح تزویج وضع کی ہیں لیکن اگر کوئی بعتک نفسی کہے تو یہ درست نہیں ہے حتیٰ انکی مشکل ہے جیسے توحید، رب، مؤمن، کافر، وحی، قیامت، صوم، صلوٰۃ وضو، زکات، مستضعفین، مستکبرین، شیاطین، نفاق، ارتداد، مستکبرین ، امت، ملت، جہاد، شہادت، حزب الشیطان، حزب اللہ، حرام، حلال، امر بالمعروف، نہی عن المنکر۔

استبدال، مفسدین، محاربین، معاندین، خاشعین، متقین، مومنین، فاسقین، شریعت اسلام یہ ساری مصطلحات قرآنی ہیں نئے افکار نیا طور طریقہ وسلوک اسلام آنے سے پہلے نہیں تھا لہذا یہ اصطلاحات اس وقت کی قاموس عربی میں بھی نہیں تھیں لیکن دور قیادت رسول کریمؐ اور خلیفہ اوّل گزرنے کے بعد یک بعد دیگر اس حوالے سے ایک موضوع کے لئے اصطلاح وضع کرنا وہ بھی فاعل مجہول سے ایک لمحہ فکریہ ہے بلکہ خطرے کی گھنٹی ہے وہ کلمہ امیر المؤمنین ہے یہ کلمہ اپنی جگہ حسن سماعت رکھتا ہے ادائیگی میں ملاحت تلاحت فصاحت بلاغت رکھتا ہے اپنی جگہ جامع افراد مانع اغیار بھی ہے یہاں کسی نے اس لفظ پر کوئی اختلاف نہیں کیا ہے، سربراہ مسلمین کے لئے نازیبا بھی نہیں نہ اس میں غلوکاری ہے یہاں اسم بہ مسمیٰ عمل تطبیق برابر کے ہیں۔ مؤمن جس شکل وصورت میں ہو جب تک ان کو مؤمنین کہیں گے ان کو امیر کہیں گے لہذا ابا بکر کے بعد اختتام عباسی تک ان کو امیر المومنین کہتے تھے اس حوالے سے کوئی جھگڑا نہیں تھا لیکن جب سے محارب اللہ ورسول باطنیہ وجود میں آئی اس نے ایسے ذو معانی متشابہات متلبسات ناقابل تطبیق مصطلحات جعل کیں جو مسلمانوں کو حقائق دین سے اندھیرے میں رکھنے منحرف کرنے حرج مرج پھیلانے بے قاعدگی بے ضابطگی اور من مانی کیلئے جعل کی ہیں معلوم نہیں کس نے بنائی ہیں۔ انہی اصطلاحات میں سے ایک کلمہ ایمان کی جگہ کلمہ عقیدہ ہے جس نے فہم ودرک معارف اسلامی کو آسان بنانے کی بجائے مشکلات میں مبتلاء کیا ہے، اسی طرح مصطلح امامت وخلافت دونوں کی کوئی بنیاد نہ قرآن میں ملتی ہے نہ سنت پیغمبرؐ میں ملتی ہے یہ ایک مصطلح گھڑی ہے جس کو پکڑ کر امت میں اختلاف کا بیج ڈالا گیا ہے، اسی طرح وہ مصطلح جس کے تحت آئمہ اربعہ نکلے جس سے امت میں تاقیام قیامت کسی بھی جگہ وحدت ہونے کے آثار نہیں ملے ہیں۔

غرض اسی طرح مصطلح عقائد واصول دین وعلم کلام کرامت، صوفیاء وغیرہ کی طرح سینکڑوں اور مصطلحات بنائی ہیں اگر یہ لوگ اصطلاح کا انحصار قرآن پر رکھتے یا مفہوم لغوی پر رکھتے تو اتنا براحشر نہیں ہوتا۔

عقل:۔

ابتدائے دعوت با ایمانیات مکون کو نیات عقل سے شروع ہوتی ہے، عقل ہی ماورائے کائنات مکون کو نیات کی طرف راہنمائی کرتی ہے، جہاں نقل کام نہیں آتی ہے عقل کہتی ہے میری بات پر غور کرو۔ عقل کی کیا تعریف ہے، عقل کی کتنی قسمیں ہیں بیان کرنے کی ضرورت ہے یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ کونسی عقل انسان کو مکون کو نیات کی طرف راہنمائی کرتی ہے لہٰذ ضروری ہے کہ پہلے مرحلے میں تعریف عقل کریں عقل کسے کہتے ہیں کہاں سے آتی ہے کب آتی ہے۔ عین، قاف، لام سے مرکب اس کلمے کے بارے میں ابن فارس نے لکھا ہے اس کی ایک اصل ہے وہ قیاسی ہے یدل علی حبس فی الشیء، کسی چیز کو روکنے کے لئے آتے ہیں کسی چیز کو روکنے یا قریب کرنے والے مفاہیم کے لئے عقل استعمال ہوتی ہے، پس عقل کا معنی حبس ومنع ہے اسی سے ''عقال البعیر'' بنا ہے یعنی اونٹ کو باندھنے کو کہتے ہیں ۔انسانوں کو لاحق خطرات سے روکنے کی طاقت کو عقل کہتے ہیں، اس کے تحت انسان حیوان سے تمیز پاتے ہیں کیونکہ انسان کی عقل انسان کو لاحق ہلاکتوں سے روکتی ہے۔ جس طرح اونٹ کو باندھتے ہیں کہ وہ ادھر اُدھر نہیں جا سکتا، حیوان کو روکنے کی رسی تو معروف ومشہور ہے کس چیز سے بنتی ہے انسان کو اور خطرات خسارے سے بچانے کے لیئے جو طاقت وقدرت دی گئی ہے اس کو عقل کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کے مشتقات تکرار سے آئے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ انسان کے اندر عقل کیسے پیدا ہوتی ہے کہاں سے آتی ہے، آیا یا ہر عقل ایک جو ہر فرد ہے یا اندر سے جنم لیتی ہے۔ اصول کافی میں پہلا باب عقل کے نام سے لکھا ہے حالانکہ صاحب کتب اخباری وغالی شیعہ تھے اخباری یعنی سنی سنائی باتوں کو جمع کرنے والوں کو کہا جاتا تھا یعنی وہ کسی اور چیز کو نہیں مانتے ہیں، اہل سنت میں انہیں اہل حدیث کہتے ہیں ان دونوں کی برگشت ایک ہی ہے یعنی دونوں کا ہدف عقل کو روکنا ہے لہٰذا اصول کافی میں عقل کی تعریف اور عقل کی بدنامی کی احادیث جمع کی گئی ہیں کہا اوّل ما خلق اللہ العقل، اللہ نے سب سے پہلے عقل کو خلق کیا ہے یہ وہی اشعری، ماتریدی فلاسفہ فرق سازی میں نورہ کشتی دکھانے والے ہیں

لیکن اندر سے دونوں متمردہ کی شاخیں ہیں۔

عقل انسان کے دماغ میں ہوتی ہے، یا تمام اعضاء میں ہوتی ہے اور یہ کیسے آتی ہے عقل بڑھانے کا کیا فارمولا وطریقہ ہے۔ یہاں عقل کے بارے میں معرکہ آراء تضارب آراء نظریات پائے جاتے ہیں، قدیم یونانی فلاسفہ عقل کو جوہر فرد کہتے تھے یعنی عقل ایک جوہر مستقل جسم انسان سے الگ چیز ہے۔ شیخ کلینی نے اپنی کتاب کافی کا پہلا باب عقل وجہل کے نام سے عنوان کیا ہے آپ نے لکھا ہے عن ابی جعفر قال: لمّا خلق اللہ العقل استنطقہ ثمّ قال لہ: اقبل فأقبل ثم قال أدبر فأدبر ثمّ قال: وعزتی وجلالی ما خلقتُ خلقا ھواُحب الیّ منک ولا اکملتکُ الاّ فیمن اُحب ، امّا انّی ایّا ک آمر؛ وایّا ک انہیٰ و ایّا ک اُعاقب وایّا ک اُثیب ، اللہ نے پہلی دفعہ عقل کو خلق کیا پھر اس سے خطاب کیا اس سے کہا آگے آؤ آگے آئی پیچھے ہوجاؤ پیچھے ہوگئی پھر فرمایا میں نے تم سے اچھی مخلوق نہیں بنائی میں تمھاری توسط سے انسان کو ثواب دونگا تمہارے ہی واسطے سے اس کو سزا دونگا۔ عقل سے جو خطاب کیا ہے یعنی آگے بڑھو آگے بڑھی پیچھے ہوجاؤ پیچھے ہوگئی کہتے ہیں تم سے اچھی مخلوق بنائی ہے معلوم ہوتا ہے یہ نسبت امام محمد باقر سے افتراء ہے یا انہوں نے یونانی فلاسفہ سے لیا ہے ان سے سوال ہوسکتا ہے۔ اس حوالے سے دیکھنا یہ ہے یہ عقل اللہ نے عالم ملکوت سے عالم ناسوت میں لاتے وقت انسانوں میں کیسے ودیعت کی ہے آیا مثل نطفہ ودیعت کی ہے جبکہ قرآن میں انسان کے دور شکمی کے بارے میں آیا ہے کہ تم ماں کے شکم میں جاہل تھے کچھ نہیں جانتے تھے سورہ نحل آیت ۷۸ ﴿وَ اللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهاتِكُمْ لا تَعْلَمُونَ شَيْئاً وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْأَبْصارَ وَ الْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ بسطوں باہر آنے کے بعد بھی ایک عرصہ تک اس میں عقل کا شائبہ تک نہیں ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے بچے کے نوعمری میں والد کا انتقال ہونے کی صورت میں ان کی موروثہ جائداد میں ان کو تصرف سے روکنا یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائیں حد بلوغ کو یا ۱۶ سال کی عمر یا احتلام سے جوڑا ہے اس کا مطلب اس وقت تک اس میں عقل نہیں آئی ہے پھر بعض عاقل ہوتے ہیں ہلاکتوں میں نہیں کودتے جبکہ بعض ہر برائی میں غلطیوں میں کودتے ہیں، کہا جاتا ہے بعض کو عقل نہیں

دیتے یا کلینی صاحب اشعری مسلک کے تھے یا دشمن عقل تھے کہ عقل کا مسخرہ کیا ہے۔ یہاں یہ بات واضح ہونی چاہئے دو دو چار ہونا چاہئے کہ عقل انسان کے اندر باہر سے آتی ہے تو اچانک آنی چاہئے دفعتاً آنی چاہیئے اس میں ترتیب نہیں ہونی چاہیئے یا یہ اندر سے ہوتی ہے اور رشد و نما ہونے میں دیر لگتی ہے دیر کیا ہے عقل بعض میں زیادہ بعض میں کم کیسے ہوتی ہے۔ یہاں سے ایک انسان کے دماغ میں یہ سوال آتا ہے اللہ کی نازل کردہ کتاب محمد ﷺ کی سنت عملی وترجمہ قرآن کو چھوڑ کر مجامع مشکوکات مخدوشات ستہ واربعہ کو ھذا کتابنا کہنے والے صاحب عقل ہیں یا فاقد العقل ان کے ساتھ کیا حساب ہوگا۔

امت اسلامی فتوحات مشرق ومغرب کے بعد اپنا کوئی حریف ورقیب نہ پانے پر نہ رہنے کی سوچ میں عیش ونوش غفلت وغنودگی غرور تکبر میں مستغرق خواب میں سوگئی اور اقوام شکست خوردہ ہزیمت خوردہ ذلت خوردہ اپنے لئے فضول نیند کو حرام اور بیداری کو فضیلت سمجھنے لگی۔ مسلمان سوچ رہے تھے کہ گرچہ ان کے آثار مٹ چکے ہیں عزت رفتہ والے گلی کوچوں میں آوارہ پناھندہ گان کو دیکھ کر مگر مچھ کے آنسو بہا رہے تھے ان کا سحر وشعبدہ بازی کا دور ختم ہونے والا نہیں ہے چنانچہ ساحران وادیان باطلہ لباس نفاق پہن کر میدان مبارزہ میں آئے جنھوں نے دو پہلوانوں کی مقابلہ نمائی کی۔ ایک نے واحد ویکتاء معبود عقل کو گردانا اور کہا کہ حق وباطل کی یکتاء شناخت عقل ہے اور نقل کو عقل کے سامنے خاضع کیا اور کہا کہ نقولات کتنی مستند کیوں نہ ہوں عقل کے ایکسرے سے گزارنی ہیں۔ دوسرے گروہ نے کہا نہیں معبود برحق وحی ہے وحی سے انکی مراد قرآن نہیں بلکہ روات ضعاف اور روایات موضوعہ مراد ہیں۔ یہ گروہ عقل کو میدان میں آنے نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ دین میں اس کا کوئی کردار نہیں بقول علی بن ابی طالب فتنہ ومصیبت اس وقت پیش آتا ہے جہاں حق وباطل کو ملا کر پیش کیا جاتا ہے خطبہ ۵۰ اگر ایک باطل حق کے نام سے ایک باطل باطل کے نام سے یعنی جب دو باطل ایک حق کے نام سے اور ایک باطل کے نام سے سامنے آئیں تو وہاں شناخت ناممکن ہوجاتی ہے۔ غرض یہ دونوں گروہ گروہ ساحران سے تعلق رکھتے تھے جو نصرت ادیان فاسدہ کی راہ ہموار کرنے والے ہیں کیونکہ معبود عقل

کے واحد کسوٹی ہونے کی صورت میں بعثت انبیاء کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ انبیاء کی لائی ہوئی چیز پر جب تک عقل مہر نہیں لگائے گی تو وہ آگے نہیں بڑھ سکتی عقل کو ملغی معطل کرنے کے بعد وحی کے نام سے ہر قیل وقال کو وحی کہہ کر تمام کفریات وشرکیات کے دوبارہ آنے کا دروازہ کھولا گیا۔ وحی کے نام سے روایات چلانا سحر ہے اسی طرح عقل کے نام سے حسن وقبح ذاتی کہہ کر معیار بنایا اور عقل کے نام سے معیار عقل کو قرار دیا جبکہ یہ دین سے خارج ہے۔ اگر عقل ہی معیار ہوگا تو یونان ویورپ کے فلاسفہ کو مواحدین میں سے ہونا چاہیے، اگر وحی ہی معیار ہے تو یہودیین کو مواحدین میں ہونا چاہیے ، مسیحین بھی مواحدین میں ہونے چاہییں اس طرح دین یہود اور دین مسیحین باطل ہونے کی کوئی دلیل نہیں بنتی ہے کیونکہ وہ بھی وحی ہے۔ دوسری تیسری صدی کے ساحران کس حد تک کامیاب ہوئے ابھی بھی بڑے بڑے علماء امت انہیں اپنا فخر واعزاز سمجھنے والے بغیر کسی شرم وحیاء واحتیاط کے کہتے ہیں عقل معیار حسن وقبیح ذاتی ہے "کلمہ حکم بہ العقل حکم بہ الشرع ،کلما حکم بہ الشرع بہ عقل بہ العقل" یہ منطق دنیا کے کسی کونے میں نہیں نہ آسمان میں ہے نہ ارض میں ہے نہ فضاء میں ہے، سب سے فاسد و قبیح چیزیں جیسے زنا قبیح ہے لیکن یہ یہ زنا کو قبح نہیں سمجھتے ہیں، شراب قبیح ہے لیکن قبیح نہیں سمجھتے ہیں، کرپشن ولوٹ مار قبیح ہے یہ بدترین قبیحات میں سے ہیں لیکن دنیا ان کو قبیح نہیں سمجھتی حیرت ہے یہ کہاں سے کہتے ہیں عقل حسن وقبیح ذاتی ہے۔ کون سی عقل عقل جمع بدعات سے بنتی ہے۔

عقل :

عقل کے لغوی معنی بیان کرنے کے بعد عقل کے مصدر ومنبع یا مآخذ کے بارے میں بھی بحث کرنا ضروری ہے کیونکہ عقل کو حلال مشاکل گردانا گیا ہے وہ خود مشکلات کا دوچار ہے اس کا سلسلہ نسب بیان کرنے کی ضرورت ہے وہ کس چیز سے پیدا ہوتی ہے کیا آپ یہ سوچنے میں حق بجانب ہونگے کہ یہ کہیں کہ جس عقل کو دلیل واحد اثبات وجود باری تعالیٰ قرار دیا ہے وہ وجود باری تعالیٰ سے انکار کرے تو وہ نقد سے مصئون ہوگی جن لوگوں نے حضرت علی کے فضائل بیان کرتے کرتے آپ کے وجود کو کائنات میں عنقاء نا معقول بنایا ہے انہوں نے عقل کی تعریف کرتے کرتے اپنی تعریف کرنا

شروع کی کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ ہماری پہلی کتاب کے پہلے باب کا نام عقل ہے لیکن کس عقل کے بارے میں بیان کیا ہے پلٹ کر دیکھا بھی نہیں ہے وہاں عقل کو مخلوق اوّل قرار دیا ہے نہیں بتایا ہے کہ کس عنصر سے بنی ہے ملائکہ عنصر نور سے بنے ہیں، جن نار سے بنے اور انسان کو مٹی سے بنایا ہے علم کو تصورات و محسوسات سے بنایا ہے عقل کس چیز سے بنائی ہے جس مخلوق اوّل و بے عنصر کو تیسری صدی میں معتزلہ نے معبود قرار دیا اور بعد میں اس کی سزا میں اشعریوں نے پابند سلاسل کر کے باندھا تھا ۔ان اشعریوں نے عقل کی تعریف وتمجید کرنے کے بعد کتاب مدخل الدراسۃ العقیدۃ الاسلامیہ ص ۱۸۴ پر لکھا ہے عقل کے دو مصداق ہیں ایک ہبۃ الھیہ ہے جس کے سبب سے علوم کسب کرتے ہیں ۔اس حوالے سے دیکھا جائے تو بچوں میں پہلے عقل ہوتی ہے پھر علم آتا ہے پھر دوبارہ عقل آتی ہے اس طرح یہاں مرغی اور انڈے والی صورت حال بن جاتی ہے۔

مخلوقات کثیرہ فاقد عقول ہے یہ مخلوقات غریزہ کے تحت زندگی گزارتی ہیں وہ خلاف غریزہ نہیں چلتی ہیں لہٰذا وہ تضاذات کے دریا میں کم ہی غرق ہوتے ہیں چنانچہ وہ غلطی نہیں کرتی ہیں ان کو عقل اسی لیے نہیں دی کیونکہ ان کو کسی صاحب عقل کی خاطر خلق کیا ہے ان کی غرض وغایت مقاصد و اہداف اس مخلوق عاقل کی خاطر ہیں ۔جس چیز میں کوئی اضافی چیز ہو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی غرض دوسرے سے مختلف ہے۔ غرض حیوانات انسانوں کیلئے ہیں تو انسانوں کی غرض وغایت وخلقت اور ہونا چاہیے کثرت ادوات اور پیچیدہ ہونا دال بر مقاصد میں اضافہ ہے کہ ان کا مقولہ معروف ہے زیادۃ مبانی تدل علی کثرت المعانی ہوائی جہازوں ڈکوٹہ اور فوکر ائیر بس دومنزلہ والے میں بہت فرق ہے۔

جمادات کی خلقت کی غرض وغایت نباتات ہیں نباتات کی غرض وغایت حیوانات ہیں ،حیوانات کی غرض وغایت حضرت انسان ہے گویا جمادات نباتات حیوانات سب خدمت انسان کی خاطر ہیں۔

حرف ع۔

۵۔علم کی جو تعریف کتب لغت قدیم و جدید عربی اور غیر عربی میں دانش جانا لکھا جاتا ہے عرف عام میں طالب و مطلوب قاصد و مقصود کے درمیان واسطہ کو کہا ہے پھر لوگوں نے واسطہ مثال چمچہ سے دیا ہے عرف شیعہ میں توسل وسیلہ کہا ہے گھوڑا گدھا آج کل کار ریل جہاز ہے منزل تک پہونچانے کا وسیلہ ہے ہوائی اڈہ پہنچنے کے بعد جہاز میں نہیں رہتا ہے نہ رہنے دینا ہے۔عرف حوزات مادام العمر اقامۃ دائمی مدرسہ سے قبر تک خلقات درس میں شرکت کو کہتے ہیں یہ لغوی معنی چھوڑ دیا ہے اب جس طرح بہت سے وسائل کا اصطلاح بدلی ہے علم کی اصطلاح قدیمی چھوڑ دیا ہے اب ہر علاقہ والے اپنے علاقائی تقاضوں کے تناضر میں اصطلاح وضع کیے ہیں نئی اصطلاح استعمال ہو رہا ہے۔مغرب کی الگ اصطلاح مغرب میں علم کا معنی طریقہ ظلم و ستم ذرائع استعمار گری تحویف دھمکی کو کہتے ہیں دیگر ملکوں کی ثروت کو اپنے ملک میں کھینچنے کو کہتے ہیں۔مشرق میں دین چھوڑ و دین بدلو ترقی کرو ملک کی دولت لوٹنے آنے والوں کا استقبال خوش آمدید کہنے کو کہتے ہیں۔روزگار ملنے کے بعد اس کا رابطہ ختم ہوتا ہے۔حوزات و مدارس کی اصطلاح میں اپنے عوام کو بے وقوف بنانے کو کہتے ہیں فاصلے کو کہتے ہیں جہاں تہران میں جمہوریت قم میں امامت علاقوں کے مقتدر علماء کے نزدیک اپنے مکتوبات خطابات میں یا علی مدد توسل بہ آئمہ میدان سیاست الحادیوں سے اتحاد کو علم کہتے ہیں فرق مسلمین خلافت اور امامت کے چکر دینے والوں کے نزدیک آتش فتنہ افروختی کو کہتے ہیں۔اہل دین کے نزدیک کھانے کی حجۃ کو کہتے ہیں اس میں کوئی فضیلت عالم دانشور غرور تکبر نہ کریں یہ آپ لوگوں کو درآمد روزگار دے سکتا ہے،اس سے آپ صرف کھانا کھا سکتے ہیں۔علم انسانوں کو ایک دوسرے سے نزدیک اور جہل و نادانی سے دور کرتا ہے جبکہ آپ کا حاصل کردہ علم حقائق سے دور اور مادیات سے قریب کرتا ہے۔

علم:۔

یکے از مصطلحات عقائد علم ہے عقائد اسلام پر قائم ہے علم انسان کے اندر اس کے

دروازوں سے داخل ہوتا ہے پہلے مرحلے میں دروازہ سماعت سے داخل ہوتا ہے پھر بصارت سے داخل ہوتا ہے کچھ معلومات حاصل کرنے کے بعد عقل آتی ہے پھر عقل آنے سے اضافہ کیلئے حصول علم کی دعوت دیتا ہے یہاں علم پر بحث ہوگی لیکن بحث سے یہ کہ دین اسلام محیط جاہلیت میں نازل ہوا ہے جسے قرآن نے علاقہ امی کہا داعی اسلام امی تھے علم سماعتی علم کتابی سے محروم تھے لہٰذا بقول دشمنان اسلام کہتے ہیں دین وعلم ایک دوسرے کی ضد ہیں لہٰذا بحث باب عقائد میں علم پر بحث [چہ معنی دارد] عرض کرتا ہوں یہ درست ہے دین اسلام محیط جہالت میں نازل ہوا نبی علم ناخوندہ اس کے داعی تھے لیکن اس وقت دنیا بھر میں خاص مسلمانوں کے گھروں میں دین وعلم ہونے کی ناپذیر جنگ چل رہی ہے یہ جنگ کب سے شروع ہوئی ہے پہلے یہاں بیان کریں گے۔

علم کا معنی جیسا کہ صاحب مقاییس نے لکھا ہے عین، لام، میم یدل علی اثر بالشیء حتی یتمیّز بہ عن غیرہ کسی چیز پر نشانی رکھنے کو کہتے ہیں اسی سے کلمہ علامۃ بنی ہے وہی معروفۃ علم ان کلمات میں سے ہے جس کی حقیقی تعریف ناممکن ہے جو چیز کثیر الاستعمال ہو وہ صعب التعریف ہوتا ہے جیسے کلمہ وجود عام طور پر اس کے ضد سے تعریف کرتے ہیں علم کا ضد جہل کرتے ہیں جہل مذموم ہے علم ممدوح ہے تعریفات جرجانی لعلم ھوالاعتقاد الجازم المطابق للواقع وقال الحکماء: ھوحصول صورۃ الشیء الذھن او فی العقل وقیل ھوادراک شیء علی ماھو بہ، وقیل زوال الخفاء من المعلوم، وقیل ھونقیض الجھل وقیل: ھو مستغن عن التعریف، علم کی دوقسمیں ہیں علم قدیم، علم جدید العلم القدیم وھوعلم اللہ امّا علم جدید جس کی متکلمین نے اپنی تعریف کی ہے حکماء نے اپنی تعریف کی ہے

علم کا معنی جاننا کرتے ہیں بدیہی وہ عمل جس کے لئے تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں جیسے علم بنفس خود، کل اعظم از جزء علم ضروری تمہید مقدمہ کی نیاز مند نہیں جیسے وہ علوم جو حواس خمسہ سے درک ہوتے ہیں علم استدلالی محتاج تمہید نہیں جیسے اثبات وجود باری علم فعلی علم انفعالی ماخوذ من الطیر صاحب تعریفات نے اس کی ۱۵ اقسام بتائی ہے، اس کے مصادیق کے تعین میں جتنا شدید اختلافات پایا جاتا ہے شاید کسی اور کلمات کے بارے میں اتنا اختلاف نہ ہو لیکن علم کے مصادر وماٗخذ کیا ہیں کہاں

کس سے لینے چاہئے اس سلسلے میں بھی اختلاف شدید ہے بعض جدید والوں کا کہنا ہے علم کا واحد مصدر حس ہے جو محسوسات سے لیتے ہیں وہ قابل قدر علم ہے لیکن غیر محسوسات سے حاصل وہمیات خرافات خیالات فرسودات اساطیر ہیں۔ان کے بالمقابل میں ایک گروہ مذھبی ہے ان کے خیال میں علم حقیقی کہیں بھی نہیں سوائے ان کے امام یا علم صرف وہی علوم ہے جو وہ پڑھتے ہیں جبکہ امور دینی سے متعلق علوم سے دونوں شدت سے پرہیز کرتے ہیں۔اگر انسان کے حواس خمسہ ظاہری و باطنی سالم ہیں تو اسے ان دونوں کو بمقدار ضرورت حاصل کرنا چاہئے۔

علم:

علم اپنے دین و ایمان و اخلاق تاریخ سمجھنے اپنے دفاع کے لئے دشمن سے مقابلہ کرنے کا وسیلہ ہے لیکن وسیلہ کو ہدف بنانا ہدف کھونے کے مترادف ہے،جس طرح انبیاء اللہ سے دین لینے کا وسیلہ ہیں لیکن انبیاء کو اللہ کا مقام دینا دین میں شرک کو نافذ کرنا ہے۔علم وسیلہ ہے۔اہل بیت و اصحاب رسول اللہ اپنی جگہ مستقل حجت نہیں ہوں گے کیونکہ ان کے فرمورات حجت ہونے کی سند صرف اللہ ہی دے سکتا ہے اللہ نے ایسی کوئی سند نہیں دی ہے لہٰذا ان کی حیثیت راوی جیسی ہوگی جسے روایات کو قبول کرنے کے اصولوں سے گذارنا ہوگا علم کیلئے اس قدر مقام وفضیلت صدر اسلام سے لیکر حکومت عثمانی کے خاتمہ تک کہیں نام ونشان بھی نہیں ملتا ہے۔جب بادشاہ فرانس مسلسل مسلمانوں سے جنگ میں ہزیمت کھانے کے بعد اسیر ہوا اور بعد میں تاوان دے کر ذلیل وخوار ہوکر آزاد ہوا تو اسے اندازہ ہوا کہ مسلمانوں سے لڑ نہیں سکتے چنانچہ اس نے اپنی یادداشت میں لکھا کہ مسلمانوں سے لڑنے کا کوئی اور طریقہ ڈھونڈیں،لہٰذا اہل فکر و دانش مسیحی صلیبی پالیسی ساز شخصیات نے اس کی وصیت پر غور کیا اور مسلمان ملکوں میں مشنری سکول کھولے اور لوگوں کو مسیحی بنانے کی طرف دعوت دی لیکن مسلمانوں نے کہا جاہل مریں گے مسیحی نہیں بنے گے اس کے مقابل جہالت وفقر وفاقے میں مرنا بہتر گردانتے کہ دین سے نکل کر جینے سے جاہل مرنا ہزار درجہ بہتر ہے۔اس وقت کے مسلمان عوام اپنے ایمان کو اس حد تک بچانا چاہتے تھے۔یہاں مسیحی مشنری علماء سے متوسل ہوئے کہ انہیں سمجھائیں

کہ اسلام میں علم کا کتنا مقام ہے۔ اسلام کو ایک کنارے پر لگانے اور دنیائے کفر کیلئے راستہ کھولنے کیلئے وہ متجد دین علماء، دانشوران روشن خیال کو آگے لائے۔ جمال الدین افغانی، سرسید احمد خان، محمد عبدہ، علامہ اقبال اور آج ٹی وی پر آنے والے سیکولر دانشوران خدمت گزاران کفر والحاد نے علم کیلئے نت نئی کہانیاں بنائی ہیں آج تک مسلمان بچے مشنری بعض این جی اوز کے سکولوں میں پڑھتے ہیں جتنا ان کے علم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے کفر کے حامی داعی بنتے جا رہے ہیں مسلمان دین کے باغی طاغی اسلام کے مستہزا اور خود ان کے غلام بن گئے آج جاہل سادہ عام مسلمانوں کا جس وقت وہ اس تعلیم کے مخالف تھے آج کے مسلمان مجدین ان متجد کا مقابلہ کرنے سے یہ ثابت ہوا وہ جاہل عوام دیندار حق بجانب نظر آتے ہیں کہ وہ حق پر تھے، اس کا مشاہدہ آپ بہت سے مقامات میں دیکھ سکتے ہیں۔ کیہان اندیشہ صادرہ ازقم شمارہ ۱۳ص ۱۲۲ میں نقش کتاب درتمدن فرہنگ اسلامی اس میں لکھا ہے کہ اسلام نے اپنے آغاز سے علم کے تمام پہلوؤں پر احاطہ کیا ہے اور تمام مسلمانوں کو عالم بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ مسلمان دانش اندوزی کو علوم کی فراوانی کو ایک فریضہ مذہبی سمجھتے تھے۔

۲۔ مسلمانوں کو جینے کیلئے عالمی سطح پر مقابلے کیلئے تمام انواع واقسام، تطور گردش علم ناگزیر ہے اس کے علاوہ علم کی کوئی حد متصور میں محدود نہیں ہے۔

۳۔ علم حاصل کرنے کے راستے پر منحصر انحصار کا راستہ نہیں ہے۔

۴۔ ہر چیز میں علم حاصل کرنا ہے کسی خاص طبقے کے نہیں ہر فرد کو حاصل کرنا ہے، علم صرف مردوں ہی نہیں اور کسی محدود تعداد میں نہیں۔ بلکہ تمام اطراف زندگی پر محیط ہے۔ اس میں تحقیق کرنا بھی ضروری نہیں تنہا مغرب کی تقلید کافی ہے۔

۵۔ علم برابر عدل ہے، علم اور دین کا کردار برابر ہے۔ چنانچہ علم ضروری ہے عدل کیلئے۔ علم عدالت تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

علم ودین میں تضاد:

ملحدین نے دین پر دو زاویہ سے حملہ کیا ہے ایک زاویہ مصدر دین یعنی ایمان بماوراء طبیعت

سے انکار کیا ہے۔

۲۔ دین انسانی حیات فردی اوراجتماعی میں کوئی کردار نہیں رکھتا ایک فالتو چیز ہے۔

علم اور دین میں تضاد :

یہ عنوان بیسویں صدی میں ایک نئے انکشاف تحقیق کے طور اٹھایا گیا لیکن مغرب والے اس حوالے سے ایک پس منظر رکھتے تھے لیکن مشرق اسلامی میں ایک سحر انگیز ساحرانہ شعبدانہ مدلسانہ انداز میں کشتی اسلام غرق کرنے کیلئے حملہ آور ہوئے تا کہ اسلام کی کشتی سے یونس سے گرائش کرنے والے نکل جائیں اور باقی ماندہ کو وہ ساحل مغرب تک پہنچا دیں اس کے منادی ہراول دستہ جنہیں متجد ددین کے نام سے پکارا گیا ان میں سے بعض شخصیات کو عالمی حیثیت دی گئی۔ مصر سے صادر مکتبہ ثقافت اسلامیہ کے ایک شمارہ کا عنوان روادعالم میں سرفہرست جمال الدین افغانی جو افغانستان میں ایک خاندان سیاسی سے تعلق رکھتے تھے مصر سے محمد عبدہ جو جمال الدین مغرب پر ایمان لانے والی پہلی شخصیت ان کے شاگرد و معاون مددگار رہے۔ اُس وقت مصر استعمار انگریز کے زیر تسلط تھا، محمد عبدہ کو جامعہ از ہر کا سرپرست بنایا اور شام سے عبدالرحمٰن کواکبی جو اس وقت ایک فصیح بلیغ ادیب سیاست دان تھا انہوں نے اسلامی ملکوں میں سیکولرلزم، دین اور سیاست جداء کی تحریک کی بنیاد ڈالی، برصغیر سے محمد اقبال مشنری سکول کے تعلیم یافتہ مستشرق انگریز کے اعزاز یافتہ تھے آپ کو مشنریوں کے توسط سے مغرب لے جایا گیا آپ نے وہاں کی درسگاہوں میں پڑھا، فارسی زبان پر پہلے سے تسلط رکھتے تھے کیونکہ مغلوں کے دور اقتدار میں فارسی نصاب درسی تھی ان کی تمام تر ہنر گوئی ان کے اشعار دینی کو دیکھ کے جدید علوم کے ساتھ عقائد اسلام آیات قرآن سے متصادم ہے اس طرح آپ نے مغرب کی خدمت کرتے ہوئے مسلمانوں کو مغرب کا گرویدہ بنایا، نثر میں چنداں مہارت نہیں رکھتے تھے، دیانت کے حوالے سے ان کے فرزند کے مطابق واضح نہیں تھا شعر گوئی میں لحن بھی رکھتے تھے، بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے ان کو فیلسوف مشرق کا لقب دیا کیونکہ اس وقت دنیا بھر میں صوفیوں کا راج تھا خاص کر کے مصر شام ایران ان جگہوں پر ایک طرف سے صوفی دشمن دوسری طرف انگریز کا تسلط

تیسری طرف تجدید گروں نے ان کو اٹھایا اس طرح وہ لوگوں کو گرویدہ بنانے میں کامیاب رہے۔ مصر اور ایران میں انہیں زیادہ اٹھایا گیا وہ یہاں علم اور دین کی جدائی پر طنز کرتے تھے۔ بہر حال وہ اس حوالے سے کامیاب رہے اور یہ سلسلے روز بہ روز بڑھتا گیا کہ درسگاہوں میں چاہے مشنری ہو یا مسلمان دین کو علم سے جدا کریں اس طرح دین کو ہٹائیں اس غرض سے بڑی بڑی درسگاہیں بنائی گئی۔ زبان عربی فارسی کو علم دین کا نام دیا اس میں فقہ قرآن نہیں بلکہ فقہ حنفی اور جعفری پڑھایا جاتا تھا لیکن تحریک علم اور دین میں تضاد بڑھتا گیا یہاں تک ۱۴۴۰ھ کو علماء نے انہی کی محبت سے درسگاہیں بنانا شروع کیں اور ان درسگاہوں سے برائے نام دین کو بھی خارج کرنے پر موافقت کی گئی۔

علم از نظر مطہری:

مرحوم مرتضیٰ مطہری کی گفتار پر مشتمل کتاب درس ۱۲ نظر اسلام در بارہ علم چیست کے بارے میں آپ نے فرمایا نظر اسلام در بارہ علم واضح و روشن ہے اسلام کے اساس نماز روزہ حج جہاد کے بعد علم جیسی اور کسی چیز کی سفارش اور ھدایت نہیں ہوئی ہے یہ جو کہا جاتا ہے مراد حدیث ''اطلب العلم'' خود علم دین ہے یہ منطق اسلام سے واقف ہیں کہہ سکتے ہیں مزاج اسلام سے واقف یہ بات نہیں کہیں گے اسلام نے علم کے بارے صرف علم دین کے بارے میں تاکید کی، یہ تفکرات اس کی برگشت ان چند سالوں میں عمل مسلمین جوان چند صدیوں میں تنگ محدود کیا ہوا ہے ورنہ جہاں حدیث میں آتا ہے خذ الحکمہ جہاں سے ملے ولو مشرک کے پاس ہی کیوں نہ ہو اطلب العلم ولہ بالصین۔ جبکہ اس وقت تا امروز چین علوم دینی نہیں تھا۔ قدر مسلم ہے نبی کریم کے فرمان میں علم دین کی کوئی قید نہیں آئی ہے، بلکہ تحت عنوان علم اعم ہے جو بھی علم مسلمانوں کے لئے باعث فائدہ انفرادی اجتماعی ہو حاصل کریں ،جس علم کے آثار اچھے ہو حاصل کریں جس علم کے حصول کرنے سے زیان نقصان ہو گا اس کو حاصل کرنے سے منع کیا ہے جس علم کا کوئی اجر نہیں اس بارے میں کوئی نظر نہیں جس کے اتارنے میں اس کے مخالف۔ بقرہ ۱۵۹ سے بھی استدلال کیا۔

مرحوم مرتضیٰ مطہری علوم حوزۃ فقہ و اصول فقہ علوم عربیہ و فلسفہ میں نبوغت کے علاہ علوم جدید

میں بھی والا مقام حاصل کرنے کے بعد دانشگاہ تہران میں مقام مدرس پر فائز ہوتے تھے، صدائے خوب، لہجہ خوب کے حامل تھے، علم دین و دیانت میں چہرہ خاص شہرت رکھتے تھے علوم قدیم و جدید دونوں کے نزدیک محترم ومکرم تھے لیکن اس حقیقت کو نظریاتی طور پر تسلیم کرتے تھے، احادیث کی سند و متن دیکھنا بھی ضروری ہے یہ آپ سے سنا تھا نہ پڑھا تھا کیونکہ یہ حوزہ کی پالسی کے خلاف تھے حوزہ ہر قسم کی غلطی کر سکتے ہیں لیکن پالسی کے خلاف نہیں کر سکتے ہیں یہ ان کی بقا اور فنا کا مسئلہ ہے چاہے کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو مثلاً قرآن کو اپنے نصاب میں نہیں رکھتے ہیں خاص کر کسی برجستہ قابل محترم سمجھدار کی طرف سے نہیں اٹھانا ہے یہ انکا اصول ہے لہذا قرآن کو کسی بھی صورت میں نظام میں نہیں رکھنا ہے اس پر کم توجہ رکھتے تھے۔ آپ صرف جہاں ابو ہریرہ سے مروی تھے کو رد کرتے تھے۔ باقی احادیث کا نقد نہیں کرتے تھے۔

باب علم العلم ولو بالصین کتاب الموضوعی ابن جوزی ج ۱۴۱۰ حدیث۔۔۔۔۔۔اطلبو العلم ولو الصین نقل از کتاب ج اص ۱۹۳ اتنز ج اص ۲۵۸ تحصیل ج ۲ ص ۲۳۰، بن حیان ض اص ۳۷۸ بن جوزی لکھتے ہیں ہذا حدیث لا یصح عن رسول اللہ۔۔۔۔۔۔ابو حاتم نے اس کو ضعیف گردانا ہے اما ابو عتکہ مجاری نے اس کو منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ ابن حیان نے ہذا الحدیث باطل لا اصل لہ۔ باب قلة انتفاع اصل العراق با العلم، قال رسول اللہ اکثر الناس علماء اہل العراق۔ انتفاعا بہ قال یحی بمعین ھوا لحدیث۔۔۔الصین المسیب لیس شئی قال سعدی ینکف الناس عن حدیث وقال انسانی متروک الحدیث۔

وقال ابن حیان لا یجوز الاحتجاج بہ و۔۔۔مجہول

دس حدیث علم سے متعلق نقل کیا ہے سب کو ضعیف گردانا۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم الا ان اللہ یحب بغاۃ العلم عن ابی عبداللہ عن رسول اللہ راویان حدیث محمد بن یعقوب عن علی بن ابی ابراہیم ،علی بن ابراہیم ۲، ان کے باپ، ۳، حسن بن ابی الحسین الفارسی ،۴۔ عبدالرحمٰن بن زیدہ انہوں نے اپنے باپ سے حسن بن ابی الحسین فارسی جامع رواۃ میں

نہیں ہے عبدالرحمٰن بن زید جامع رواۃ میں مہمل چھوڑا ہے، محمد بن یعقوب مہل ہے، علی بن ابراہیم اور ان کے باپ دونوں مخدوش غلاۃ میں سے ہے۔

علم اور دین میں جنگ کا پروپیگنڈا صابن شامپو سرف وغیرہ کے پروپیگنڈے جیسا ہے، علم وسیلہ ہے غایت تک پہنچنے کا علم کی اہمیت اپنے محصول کے حساب سے ہوتی ہے ایک زمیندار کاشت کاری جانتا ہے لیکن زمینداری علمی طریقے سے نہیں جانتا ہے لیکن دونوں کا مقصد محصولات کا زیادہ سے زیادہ مراد ہوتا ہے۔ایک شخص نے کھاد بنانے کا علم سیکھا ہے زمیندار اور کھاد بنانے والے دونوں کی درآمد میں فرق ہے لیکن محض کھاد کی سائنس پڑھنے والے کو فضیلت نہیں ہوتی ہے۔سابق زمانے میں علم طب کی اہمیت زیادہ تھی اسی کی بڑی عزت ہوتی تھی کیونکہ علم طب کی اہمیت تھی وہ انسان کو لاحق خطرات سے نجات دلاتے تھے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ علم کی فضیلت متوقف با انسان ہے اور انسان اشرف از علم ہے کیونکہ شرف علوم شرف غایت سے متعلق ہے، علم کو انسانوں کو خطرات سے بچانے کی خاطر شرافت ملی ہے لیکن آج زیادہ سے زیادہ انسانوں کو مارنے والے علم کو عزت دی گئی اسی طرح عوام کو بیوقوف اولو بنانے سیاستدانوں کی عزت ہوتی ہے ڈاکٹر ان کے سامنے خاضع ہیں کتنے ڈاکٹر عمران خان کے مشیر بنے ہیں اور کتنے ڈاکٹروں نے نواز شریف کو پیسہ ملک سے باہر منتقل کرنا سیکھایا ہے۔کتنے ڈاکٹروں نے نواز شریف کو جعلی مریض بنا کر سرٹیفیکیٹ دیا ہے۔

کھانا کھانے پانی پینے لباس پہننے رہائش بنانے نہانے دھونے کی کوئی فضیلت نہیں کیونکہ دنیا میں جینے کیلئے جو چیز ضروری ہے اگر اسے حاصل نہیں کریں گے اور اس پر عمل نہیں کریں گے تو ذلیل و خوار ہونگے۔سابق زمانے میں علم کی ضرورت جینے کے مسائل تلاش کرنے کیلئے ہوتے تھے آج ماں کے شکم میں مارنے کا علم پیدا کیا ہے عقلاء کے نزدیک دنیا میں جینے کیلئے ضروریات دنیا ہونی ہیں جیسے تولید نسل نہیں کرینگے تو نسل نہیں رہے گی، یہ باتیں مغرب نوازوں کی اختراع کردہ ہیں۔حدیث سازی کوئی مشکل کام نہیں اگر سابق زمانے میں کوئی دشواری تھی جب سے اٹھارہوں صدی کو مصر میں بولاق پریس آنے اور طباعت کتب تاجروں کا کمائی کا ذریعہ بن گیا معلوم نہیں کہ ایک حدیث منسوب

رسول سے اب تک اس میں کتنے کلمات کا اضافہ کیا ہوگا۔

اہل ادیان کو جنگ سے قبل از فیصلہ کن جنگ تسلیم علم ہونا چاہیے تہدید دین وعلم کی جنگ میں فضیلت اور رذالت کی جنگ، برئین اور مجرمین کی جنگ، سیاہ اور سفید کی جنگ کا علم ہونا چاہیے۔

انسان محدود ہے اسے محدود علم چاہے چنانچہ جب علم حاصل کرنے والے محدود ہیں تو لا محدود علم اس انسان کے کس کام میں آئے گا؟ یہاں سے معیار انتخاب بھی واضح ہونا ضروری ہے کیونکہ معیار سے طالب علم کی نفسیات کا بھی پتہ چلے گا یہ طالب علم کس قسم کے اہداف کا حامل ہے آج کے دور میں علم کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے علم دنیا اور علم دین، علم دنیا اپنی جگہ بری نہیں کیونکہ دنیا میں رہتے ہیں لہٰذا دنیا سے متعلق چیزوں کا علم ہونا ضروری ہے اس لئے انسان کے کام میں آجائیں۔ڈاکٹری کے اعلیٰ اسناد حاصل کرنے والے کو نوکری نہ ملے تو اس علم کی کیا حیثیت ہے؟ لیکن علم دنیا سے غرض خود دنیا ہے کچھ ایسے مطالب علم ہیں جن سے الامان الامان ہے تنہا ایک کیلئے نہیں پورے مملکت کیلئے چنانچہ بچوں کو نرسری سے پاس ہونے کے وقت سے انعام کی تقریبات شروع ہو جاتی ہیں بچے کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ تو کمائی ہی کمائی ہے لہٰذا کہتے ہیں علم بڑی دولت ہے۔کسی بھی انسان کے ذہن میں یہ نہیں ہوتا کہ میں نے اپنے دین کو اٹھانا ہے، مسلمانوں کی عزت افزائی کے لئے آگے بڑھنا ہے، ملک کی سالمیت کے لئے کام کرنا ہے اور اب میری ذمہ داری بڑھ گئی ہے بلکہ اس کے برعکس نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ علم دین سیکھنے والے بھی معیاری زندگی بنانا چاہتے ہیں لہٰذا اس میدان میں کامیابی وتجربہ حاصل کرنے والوں سے پوچھا جائے کہ مستقبل میں آپ نے کیا کرنا ہے تو کہتے ہیں ''کفایۃ را بخوب بخوانی تا کہ ملا شوی'' اسی لئے حوزات میں ذہین وفطین اور لائق طلاب کی یہ سنت رہی ہے کہ سب سے پہلے کفایۃ کی شرح لکھنی ہے اگر کوئی اس سلسلے میں تحقیق کرنا چاہتا ہے تو کتاب الذریعہ الی تصانیف شیعہ دیکھے کہ علم اصول پر کتنی کتابیں ہیں اور قرآن فہمی سے متعلق کتنی ہیں۔قرآن سے متعلق کتب پڑھنے لکھنے والوں کی زندگی میں سہولت تو دور کی بات ہے جو زندگی گذر رہی ہوتی اس میں بھی تنگی پیدا کرتے ہیں چنانچہ محمد حسین طباطبائی، صادق تہرانی، برقعی کے ساتھ کیا

حشر ہوا آغا خوئی کو تفسیر لکھنے سے کیوں روکا گیا جبکہ میدان اجتہاد میں جانے والوں کو پذیرائی ملتی ہے۔ اسی طرح جو بھی اچھے پڑھے لکھنے والے ہوتے ہیں علم فروشی کیلئے دیار کفر میں جاتے ہیں اور وزارت خزانہ میں وزیر یا سیکرٹری کی ملازمت کی نیت رکھتے ہیں علم کے بارے میں قرآن کریم کی کثیر آیات اس جانب رہنمائی کرتی ہیں جیسے انعام ۵۹، نمل ۷۰، احقاف ۲۳، ص ۲۷، عمران ۱۷۹، ۲۱۴ انعام ۵۰، ھود ۳۱، انبیاء ۱۱۱، اعراف ۱۸۸، ھود ۴۷، ص ۶۹ شوریٰ ۲۶۔

علم و دین میں جنگ:

اٹھارویں صدی سے پہلے مسیحوں اور مسلمانوں میں جنگ چلتی تھی یہ جنگ نبی کریمؐ کے سفیر کو شام کے شہر غسفان میں قتل کرنے کے بعد سے شروع ہوا تھا لیکن اٹھارویں صدی میلادی میں اس عنوان کو موڑ کر علم و دین کی جنگ میں بدلا۔ مسلمانوں نے عباسیہ سے لے کر عثمانیہ تک دین نصاریٰ سے جنگ لڑی لیکن مسیحوں کو ہر جنگ میں شکست ہوئی بادشاہ فرانس نے مسلمانوں کے ہاتھوں اسیری سے رہائی ملنے کے بعد اپنی یاداشت میں لکھا مسلمانوں سے اسلحہ کے ذریعہ نہیں لڑا جا سکتا مسلسل اسلحہ کی جنگ میں بادشاہ فرانس کی وصیت کی بنیاد پر مسیحوں نے اسلحہ کے بجائے علم سے دین کے خلاف جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔

خود علم کی تعریف ضروری ہے۔ علماء نے علم کی متعدد مختلف تعاریف کی ہیں بعض نے کہا ہے اصابتہ الواقع یعنی کوئی چیز وجود خارجی رکھتی ہے آپ نہیں جانتے لیکن اس کی تلاش کر کے اس تک پہنچنے کو علم کہتے ہیں۔ الاحاطه من كل جانب نزعة الاعين صفحه ۲۹. علمائے وجوہ ونظائر نے وجوہ بتائی ہیں۔ جس طرح کوئی بھی جانے کیلئے علم چاہیے علم کے بغیر کوئی چیز نہیں جان سکتا ہے، ہر چیز کی شناخت علم سے ہوتی ہے خود علم کہاں اور کیسے حاصل ہوتا ہے؟ یہاں علم کے بارے بحث کرنے کا مقصد دو ہیں ایک عقائد اسلام اوھام خیالات وفرضیات پر مبنی نہیں علم پر قائم ہے جہاں کوئی علم کی روشنی میں رہنمائی پیش کر سکتے ہیں لیکن عقائد پر بحث کرنے سے پہلے خود علم کیا ہے بحث کرنا ضروری ہے، لیکن خود علم کہاں سے اور کیسے حاصل کریں، علم تک پہنچنے کے کیا ذرائع ہیں اس حوالے سے ہر ایک

کا واسطہ الگ ہے اسی تناسب سے اس کا نام ہے علمائے منطق نے علم کی تعریف میں کہا ہے صورت الحاصلۃ من الشئی ہے۔

انسانوں کے علم کا چار مراتب وجودی سے وابستہ ہے جمادات، نباتات، حیوانات، انسان ان چاروں کے بارے میں جب ہم معرفت اللہ میں بحث کریں گے جو جمادات نباتات اور حیوانات میں کتنی انواع ہیں ان کا احصاء ابھی تک جاری ہے چہ جائیکہ ان انواعات میں کتنا اضافہ ہوا ہے، جس طرح دنیا میں موجود تمام معلومات کا حصول ناممکن ہے، سب کا علم بھی ناممکن ہے۔ اسی طرح سب ایک انسان کے لئے بے فائدہ ہیں اس سلسلے میں صرف ہونے والی توانیاں اسراف ہے کیونکہ ہر انسان ایک علم کو استعمال کرتے ہیں اس کا روزگار ایک سے بنتا ہے، سب کے حصول کی کوشش کے بارے میں کہا گیا ہے طلب کل فوت کل ہے۔

علم دین پڑھنے سمجھنے کیلئے کتنے علوم پڑھنے یا سیکھنے کی ضرورت :۔

علوم علوم سے نیاز مندی کے حوالے سے ایک دوسرے مختلف ہے، علم اللغۃ کے چار شعبے میں علم الاصوات علم القراۃ علم المعانی، کلمات کے معنی سمجھنے اور علم الفقہ اللغۃ سے آگاہی کیلئے کتب لغات کے موارد استعمال کی نیازمندی علم طبیعت تنہا طبیعت کی دیگر کسوٹی کو پڑھتے۔

علم فلکیات آسمان اور ستاروں سے متعلق۔

علم تاریخ گذشتہ زمانے سے متعلق ہے

علم اجتماع اجتماعات کی عروج وزوال وسقوط کے بارے میں

علم اصول صرف ونحو لغت اور کلام کے نیاز مند

علم طب تنہا اعضاء جوارع انسان اور مواد غذائی جراثیم ودوائی مواد

جبکہ علم دین پڑھنے کیلئے

۱۔علم طبیعت ۲۔علم الحیوان ۳۔علم الانسان ۴۔علم فلسفہ ۵۔علم اللغۃ عربی

۶۔علم القرآن ۷۔علم الحدیث ۸۔علم تاریخ

حقیقت تک پہنچنے کے وسائل حواس خمسہ ہیں لیکن جدید دور میں اور ذرائع بھی اکتشاف کیے گئے ہیں قرآن کریم نے اس حوالے سے تمام وسائل کا نام لے کر ان کو بروئے کار لانے کی دعوت دی ہے اور اس سلسلے میں کوتاہی برتنے والوں کی مسلسل سرزنش کی ہے۔ پھر اس معلوم کی ارزش قدر و قیمت کو دماغ کے سپرد کرنے کا کہا تفکر و تدبر کرو جو باہر جو موجود ہے اس کو آفاق کہا ہے ﴿**قل انظروا ماذا فی السموات والارض ، و ما تغنی الایت والنذر عن قوم لا یومنون** ﴾ علم غذا روحی ہے جس طرح روٹی غذا جسم ہے غذا جسم میں داخل ہونے کے بعد جسم میں تحلیل و تقسیم ہوتی ہے اور اس کا کچھ حصہ جسم دوبارہ باہر پھنکتا ہے لہذا علماء مفکرین حس علم کے حصول کی غایت جسم بتاتے ہیں اس علم کی قدر و قیمت اتنی ہی ہے جو چیز جسم نے باہر پھنکی ہے اس کو علماء نے علم کی قیمت بتایا ہے۔ علم کی قدر فضیلت و منزلت یہ ہے کہ علم نہ ملنے سے لوگ جہالت کی موت مر رہے ہیں ،بعض نے حصول علم کو انسانوں کو طرح طرح سے موت کے کھاٹ اتارنے کو قرار دیا ہے چنانچہ دنیائے استکبار انسانوں کو علم سے مار رہی ہے بعض جمال علم کے جنون یا علم سے مادہ حاصل کرنے کی کوشش میں غیر شعوری طور پر اپنے آپ کو ابدی غلامی میں دے رہے ہیں بہت سے علوم حاصل کرنے والے اپنے نفس اپنے ملک اپنے دین اپنی آزادی و خود مختاری کی بجائے شیطان صفت انسانوں کے زرخرید ذلیل غلام بنے ہیں بعض شقی ترین قسم کی جنایت کا ارتکاب کر رہے ہیں چنانچہ ہیروشیما پر بم گرانے والے آخر میں خود دیوانہ ہو کر پھرنے لگے تھے۔ ابھی تک انسان کو پتہ نہیں چل رہا کہ انسان کو کس قسم کا علم حاصل کرنا ہے کیونکہ علم اپنی جگہ مجھول تک پہنچنے کو کہتے ہیں جبکہ انسانوں کے لئے مجھولات کی تعداد لا متناہی ہے لہٰذا قرآن میں آیا ہے اگر اشجار قلم ہو جائیں دریا سیاہی بن جائیں مجھولات کا احاطہ نہیں ہوگا ، تاہم بقدر ممکن مجھولات کا احصاء کی کوشش کریں تو امکان پذیر نہیں۔

علم کی اقسام :

علم ایک نہیں بلکہ اس کی بہت سی شاخیں نکلی ہیں ، علم پہلے ادوار میں دو قسم میں تقسیم تھا علم نظری و

علم عملی ۔

۱۔علم نظری کی اپنی جگہ چار قسم ہیں، ا۔علم الٰہی ۲۔علم طبیعی ۳۔علم ادبی ۴۔علم ریاضی

۲۔علم ریاضی اپنی جگہ چار قسمیں ہیں ا۔حساب ۲۔ہندسہ ۳۔فلک ۴۔موسیقی

۳۔علم طبیعی آٹھ قسمیں ہیں ا۔نجوم ۲۔فیزیک ۳۔کیمیاء ۴۔طب

۵۔تشریح ۶۔جیولوجی یا طبقات العرض ۷۔علم نبات ۸۔علم الحیوان

۴۔علم ادبی

ا۔قراۃ وتجوید ۲۔اللغتہ ۳۔نحو وصرف ۴۔معانی وبیان ۵۔خطبہ ووعظ ۶۔عروض والقواق ۷۔علم الشعر ۸۔علم الفروحی ۹۔اصول فقہ علم فقہ

۵۔علم عملی ا۔تہذیب الاخلاق ۲۔سیاست المدن ۳۔سیاستہ البلاد

۶۔علم دین۔علما الاعتقاد اعتقاد نقلی۔ اعتقاد عملی اعتقاد حکمی اعتقاد مقارنی تہذیب النفس۔سلوک۔

علم بہ آفاق وعلم بہ انفس علم بہ نبات وحیوانات کے بارے میں تحقیق فطری وعقلی ہے قرآن علم سے غافل لوگوں کی مذمت ملامت کرتے ہیں علم و دین تقاعل حتمی ہے اگر علم صحیح اور دین صحیح ہو دین کی کوشش رہتی ہے کہ انسان کی تہہ تک پہنچے جان کر کریں جبکہ علم کی کاوش ہوتی ہے فریق طرف مقابل غافل انجان رہے علم کی کوشش رہتی ہے جلدی فارغ ہو جائیں عمل شروع کریں۔

علم دنیوی:۔

۲۔انسان کو دنیا میں جینا ہے جب تک زندہ ہے لوازمات زندگی بھی ضروری ہے اس سے بے نیازی ممکن نہیں ہے وھمیات جیسا ہے۔

فضائل اقوال زرین حکماء یا اسفار واساطیر سے کرنا تضیع اوقات ہے کیونکہ جو چیز زیادہ انسان کی

ضروریات زندگی میں شامل وہ ان کے لئے ناگزیر ہوتی ہے اسے روکنا ناممکن ہے اگر روکیں گے تو نہیں رک سکتی جیسے غذا خور دونوش اعمال جنسی وغیرہ پانی پینے کھانا کھانے کی کوئی فضیلت نہیں عوامی احترام جس کے وہ نیازمند ہو احترام کرتے ہیں جس کے پاس دولت ہو ان دو کے فضائل مثال سے دینی چاہیں میں اس سلسلے میں دونوں کے لئے یک ایک مثال پیش کرتا ہوں ایک شخص جاھل و اوباش بے حیثیت امام حسین کی زیارت کو گئے واپس آنے کے بعد اس کو اجتماع میں صدر نشینی صف میں جگہ ملی لوگوں نے ان سے پوچھا آپ نے امام کے روضے پر کوئی معجزہ دیکھا تو اس نے کہا بہت دیکھا لیکن ایک معجزہ چشم دید آپ لئے پیش کرتا ہوں وہ یہ کہ آپ جانتے ہیں میری جگہ ان مجالس میں جہاں میں اس وقت بیٹھا ہوں نہیں تھی میری جگہ کفشوں کے نزدیک تھی اب یہاں پہنچا ہوں یہ امام کا معجزہ ہے۔ دوسرا علمی معجزہ دیہاتوں میں مجالس زیادہ کتب بینی والوں کی نہیں ہوتی مقامی آخوند ذاکر کا مقام ہوتا ہے جو جاہل اکاذب قصہ کہانیاں ضرب المثل چلتی باتیں بیان کرتے ہیں لیکن عوام انہیں کا احترام کرتے ہیں عوام ہمیشہ جاہل مدعی علم کا احترام کرتے ہیں اس کا مطلب یہ تھا دین وعلم کی فضیلت عوام کی سرپرستی میں ہوتا ہے علم کے نام سے دین کو رد کرنے والوں کو آخر میں ایک دین وضع کرنا پڑا جو دین اللہ نے بھیجا ہے اس سے بالکل مختلف ہے، اسی طرح علم سے وابستہ کو بھی ان جیسوں کے دروازے پر دستک دینا پڑتا ہے۔

علم غیب :۔

علم کی مختلف زاویوں سے تقسیم بندی کی جاتی ہے ان تقسیمات میں سے پہلی علم شہادت کہتے ہیں بعض علم مشاہدہ محسوسات کو کہتے ہیں۔ ماورائے محسوسات کے علم کو علم غیب کہتے ہیں علم غیب اپنی جگہ اقسام رکھتے ہیں غیب زمانی، غیب مکانی، غیب بعدی، غیب صغری چھوٹا یہ غیوب اپنی جگہ ایک زمانے میں غائب تو دوسرے زمانے میں شاھد ہوتا ہے ایک غائب آئندہ زمانے میں حاضر ہوں گے یا پہلے حاضر تھے اب غائب ہیں ایک غائب آئیندہ حاضر ہوگا لیکن اس عالم میں نہیں ہے وہ قیامت

ہے ان دو غیبوں سے آ گاہی کا ذریعہ صرف وحی ہے۔ وحی کی اپنی جگہ اقسام ہیں وحی با جماد وحی با حیوان وحی شیاطین وحی والہام برانسان لیکن ایک وحی صرف انبیاء تک مخصوص ہے۔ کہتے ہیں وحی غیر قرآن جس کو نبی کریم نے اپنی زبان سے بیان فرمایا لیکن الفاظ نبی کریم کے ہیں یہ وحی جعلی ہے جب تک ملاوٹ سے پاک رہتی ہے تو غیوبات سے آگاہ رہتی ہے جب اس میں ملاوٹ ہو جاتی ہے تو غیوبات سے دور ہو جاتی ہے۔ علم غیب کے توڑ کو علم کشفیات علم عرفانیات اور علم شہود کہتے ہیں۔

علم غیب ماسوائے اللہ سے نفی کی گئی ہے، آیات کثیر میں آیا ہے انبیاء حتیٰ خاتم انبیاء سے نفی علم غیب کا اقرار واعتراف کیا ہے تاکہ دعویٰ مدعان نبوت ورسالت وصل بآسمان کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ لیکن باطنیہ نے نئے طریقے، تدلیس ایجاد کیے ہیں جیسے الہام کشف محدث وغیرہ۔ اپنے اس مدعی کو تقویت دینے مسدود دروازے کو کھولنے کیلئے پہلے مرحلے میں ختم نبوت سے ایک دروازہ کھولا جس کا نام امامت رکھا، امامت کو ادامۂ نبوت کے طور پر منصوص من اللہ متعارف کیا پھر ان کو مخبر عن اللہ بتایا اس کو تقویت دینے کیلئے علم غیب کی کہانیاں ان سے منسوب کیں۔ قرآن کریم ایک معجزہ دائمی و خالدہ ہونے کا ثبوت ہے۔ پہلے مرحلے میں قرآن مبدعی کی بدعتوں پر چنگاری پھینکتا ہے تاکہ خاکستر ہو جائیں۔ امامت تداوم نبوت قرار دینے والوں کے آئمہ سے منسوب غیب گوئی کو رد کرنے کیلئے انہیں ہاتھ پیر مارنا پڑا چنانچہ علامہ مغنیہ نے اپنی کتاب عقلیات ج ۲ ص ۳۹۱ غیبیات کے عنوان کے تحت حضرت علی سے منسوب کلمات میں سحر بھی ایک غیب گوئی قرار دیا ہے مرحوم مغنیہ اپنی علمی تحقیق سے حقائق کو پیش کرتے ہیں لیکن ایک فرقہ ان کو گھنٹی دیتا ہے کہ بچو گے نہیں سوچو نہیں تم ختم ہو جاؤ گے آپ نے حضرت سے نقل کیا یہ علم غیب نہیں صاحب علم سے حاصل علم ہے۔

اقسام علم غیب:۔

۱۔ وہ واقعات جسے ہم نے درک نہیں کیا اور نہ کر سکیں گے کیونکہ وہ گزر گئے جیسے قصہ یوسف میں یوسف کے بھائیوں اور باپ کے حواس ادراک میں تھے قصہ مناجات موسی طور میں قصہ غرق

فرعون قصہ القاء ابراہیم نار میں اس وقت کے لوگوں کی نظروں میں تھے لیکن حضرت محمدؐ اور آپ کے ساتھوں کے لیے علم غیب ہیں۔

۲۔ تمام بشر نے نہیں دیکھا جیسے خلقت آدم اخراج آدم از جنت۔

۳۔ بعد مکانی یعنی پاکستان میں بہت سے افراد نے مکہ مسجد حرام مدینہ رسول مسجد اقصی کو نہیں دیکھا لیکن وہاں رہنے والوں کو نہیں دیکھا ہے۔

۴۔ مستقبل بعید دس سال بعد کیا ہوگا نہیں درک کر سکتے۔

۵۔ باریک ہونے کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے ہیں جیسے الیکٹرون پروٹون وغیرہ۔

یہ سب حواس سے غائب ہونے کی قسمیں ہیں لیکن قرآن میں خبر دی ہے وہ خبر میں زیادہ اصدق ہے لہذا سادہ لوگ روزانہ قرآن بھی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں قیامت کس نے دیکھی ہے اور قرآن کی خبر کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں۔

مستعمل درعقائد کلمہ علم ہے مراتب علوم نزد اھل ادیان تین ہیں

۱۔ علم اعلی۔ ۲۔ علم ادنی۔ ۳۔ علم اوسطہ

علم اعلی سے مراد علم دین ہے جو خود کو مسلمان سمجھتے ہیں اور خود کو یکے از ادیان سماوی کے تابع گردانتے ہیں اس دین کے ضروریات کا جاننا ضروری اور نہ جاننے کی صورت میں عند الحساب باز پرس اور مستحق عذاب قرار پا سکتے ہیں آج اس علم دین پر داخل خارج دونوں طرف سے حملہ کر کے اس کو باہر نکالا گیا اور اسے نصاب سے خارج کیا ہوا ہے یعنی اس علم کو سیکھنے کی کتاب وہی کتاب تھی جسے امین وحی جبرائیل امین نے نبی خاتم کو سکھائی تھی لیکن اس کی جگہ اپنے مطعون علم فروشوں کے وضع کردہ علوم عربیہ یونان کے مشرکین کے وضع کردہ فلسفہ کلام علم اصول فقہ اور فقہ سکھایا جا رہا ہے انہیں قرآن سے خیانت کرنے کی سزا مل رہی ہے۔

علم دین انسان کو دین و دنیا دونوں زندگی سدھارنے کی تعلیم دیتا ہے، علم اسفل علم صعنت جو خالص روزگار بنانے کے لیے سکھایا جاتا ہے علم واسطہ علوم ابدان امراض شناسی ادویہ شناسی دواسازی

وغیرہ آتے ہیں۔

علماء نے مسلمانوں کو کونسا اسلام سکھایا:۔

علماء وارث انبیاء یا نائبین امام زمانہ ہیں انبیاء نے لوگوں کو کیا سکھایا وہ جو اللہ نے جبرائیل کے ذریعے محمد ﷺ کو سکھایا ابا بکر نے اس کو جمع کیا عثمان بن عفان نے اس کے نسخے بنائے اور سارے شہروں میں دیئے نبی کریم نے اللہ کے کلام میں کلام بشری شامل ہونے کے ڈر سے اپنا کلام لکھنے سے منع فرمایا لیکن کیا آج علماء لوگوں کو تعلیمات انبیاء قرآن سے بتاتے ہیں یا نبی کریم کے منع شدہ اقوال کو تدوین کرنے والے عبداللہ بن عمر عاص، ابو ہریرہ، کعب الاحبار، وہب بن منبہ، جابر بن عبداللہ انصاری، سہیل زیاد، ہشام بن حکم، جابر بن حیان، جابر بن جعفی، سلیم بن قیس، فضل بن شاذان، علی بن ابراہیم، نعمان بن ثابت، محمد ابن ادریس، مالک بن انس، احمد بن حنبل، جعفر صادق، یعقوب کلینی، شیخ صدوق، امام خمینی، سیستانی، شیرازی، دستغیب کی تعلیمات بتاتے ہیں۔ نہیں نہیں انہوں نے قرآن کو چند دفعات لگا کر پس پشت کیا ہے۔

۱۔ قرآن میں تمام احکام نہیں ہیں۔

۲۔ قرآن عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

۳۔ قرآن ظنی الدلالہ ہے۔

۴۔ بعض آیات قرآن کو حدیث نے منسوخ کیا ہے۔

۵۔ بعض آیات قرآن کو حدیث نے مقید کیا ہے۔

۶۔ قرآن بغیر حدیث اہل بیت واصحاب سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

۷۔ قرآن کی بعض آیات حذف ہوئی ہیں۔

۸۔ قرآن کی آیات کی ترتیب میں تحریف ہوئی ہے۔

۹۔ قرآن حاکم بر حدیث نہیں بلکہ اصل حاکم حدیث ہے۔

۱۰۔ بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر قرآن کے بیان کردہ اقدار اس وقت نہیں چل سکتے ہیں۔

۱۱۔ رباء کے بغیر نظام نہیں چل سکتا ہے۔

۱۲۔ حجاب خواتین اس وقت نہیں چل سکتا ہے۔

۱۳۔ اسلام کی حقیقی تعبیر وہی ہے جو اہل مغرب کرتے ہیں لہٰذا علماء کہتے ہیں اسلام مغرب میں ہے وہاں مسلمان نہیں ہے یعنی یہاں مسلمان ہیں لیکن اسلام نہیں ہے۔

۱۴۔ اسلام میں سخت سزائیں ہیں جو آج نہیں چل سکتی ہیں لہٰذا قرآن سے انہیں نقل کرنے والے علماء انہیں اچھے نہیں لگتے۔

بقول فقہاء گذشت زمان میں جو تغیرات تبدلات پیش آتی ہیں سابقہ ضروریات اور مشکلات اور تھیں اب نئی ضروریات ومشکلات ہیں ان مشکلات کو علماء نے حل کیا ہے یا بعض چیزیں جنہیں قرآن نے منع کیا تھا وہ ضرورت بن گئی ہیں۔ حسب احصاء علما قرآن چھ ہزار کچھ آیات ہیں جبکہ انسانوں کی آبادی سات ارب سے زیادہ ہوگئی ہے لہذا آیات کم پڑ گئی ہیں۔ اسی طرح قرآن میں شعر وشعراء کی مذمت آئی ہے حکومت بنی امیہ تک کسی کی ہمت نہیں تھی کہ وہ شعر پڑھے لیکن دوسری صدی کے نصف کے علماء نے خود شعر پڑھے چنانچہ یہاں سے شعراء کی حوصلہ افزائی ہوئی، اب شعر کے لئے تعلیم ضروری نہیں ہے ہر اوٹ پٹانگ جاہل بھی شعر کہہ سکتا ہے۔ علماء نے شعر کو دوبارہ زندہ کیا ہے کیا یہ خدمت کم ہے، جاہلیت کی سنت شعری کو دوبارہ زندہ کیا ہے، جاہلیت کی سنت سخاوت کو زندہ کیا ہے کہ ملک میں قحط سالی ہو یا خشک سالی ہو کھانا کھلانے کی سنت کو قائم کیا ہے اور جوانوں کو مفت خور بنانے کے لئے دسترخوان لگائے ہیں۔

آپ علمائے اعلام کی خدمات کو نہیں بھول سکتے ہیں کیونکہ انھوں نے قرآن کو کنارے پر لگایا ہے اسے آپ غلطی نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ غلطی جہالت ونسیان سے ہوتی ہے جو کام عمداً ہوتا ہے اسے غلطی نہیں کہتے ہیں۔ قرآن کو نہ سمجھنے کی صورت میں قرآن کو پیچھے کیا ہے یہ بات درست نہیں ہے

کیونکہ شعر شاعری قرآن سے پہلے تمام عرب میں تھی جس کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ قرآن مبین کو سمجھنا آسان نہیں یہ غلطی نہیں ہے۔

حوزات و مدارس کی حکمت عملی:

حوزات و مدارس کی حکمت عملی قابل قدر ہے کہ انہوں نے اپنے حوزات و مدارس میں جتنی اہمیت شعر و شعراء کو دی ہے قرآن کو نہیں دی ہے جیسا کہ فردوسی و رومی اور حافظ شیرازی کے اشعار کو پزیرائی حاصل ہے قرآن کو نہیں بقول رئیسانی ڈگری ڈگری ہوتی ہے اسی طرح شعر شعر ہوتا ہے چاہے مسلمان پڑھے یا کافر و ملحد یا منافق ابھی تو ہمارے ملک کے سربراہ روشن فکر اس نظریہ کو رد کرتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے ایسا نہیں کہ ہماری خواہش ہے کہ یہاں کفر و الحاد کی حکومت قائم ہو جائے لیکن ان کی بھی حس و عقل میں یہ بات نہیں ہے کہ جو عزت ان کو ملی ہوئی ہے وہ بھی اسلام کے نام پر ہے اللہ نہ کرے جس دن یہاں سے اسلام کا نام ختم ہوا اس دن ان کی حیثیت صرف چوکیدار والی ہوگی جس طرح آج یہاں کے امیر وہاں جا کر چوکیداری و شرک کرتے ہیں۔

علمائے اسلام کی دقت فکری حکمت عملی کو دیکھیں تو دور جاہلیت میں چندین اقسام کے نکاح جاری تھے اسلام نے سب پر پابندی لگائی سوائے زواج کے لیکن امام ابوحنیفہ نے ایک اصول وضع کیا اس اصول کو کہتے ہیں سہولیات اس کو سامنے رکھ کر علماء نے دور جاہلیت کے نکاح متعہ و مسیار کو زندہ کیا جو کہ زنا ہے۔

علم لدنی:۔

یکے از مصطلحات علم لدنی ہے فرہنگ اسلامی معارف اسلامی صفحہ ۱۳۳۶ پر لکھتے ہیں یہ مصطلح فلسفی ہے علم لدنی اس علم کو کہتے ہیں جو بندہ اللہ سے لیتا ہے بدون کسی واسطے سے لیتا ہے واسطہ بشر یا بدون ملک، یہ اصطلاح قرآن کریم ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ سے اقتباس ہے واتینا من لدنا علما ہماری طرف سے انکو علم دیا گیا ہے۔

کتاب موسوعہ علوم علم صرف ونحوص ۶۷۵ پر ہے لدن اسم ظرف مکان والزمان ہے یہ کلمہ دائم الاضافہ ﴿ **عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْماً** ﴾ کہف ۶۵ الی الاسم الی الضمی ، ﴿ **الر كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ** ﴾ ہود:۱ فرہنگ اسلامی معارف اسلامی صفحہ ۱۳۳۶ پر لکھتے ہیں یہ مصطلح فلسفی ہے علم لدنی اس علم کو کہتے ہیں جسے بندہ خدا سے بطور مستقیم لینے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ اصطلاح قرآن سے ماخوذ ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں آیا ''واتینا من لدنا علما'' ہماری طرف سے انکو علم دیا گیا ہے۔ اس علم لدنی کے مدعیان مخالف معارض انبیاء ہیں ان کا یہ کہنا کے ہم علم بغیر واسطہ وحی کے لیتے ہیں انہوں نے نبوت کو توڑنے کیلئے ایسا دعویٰ کیا ہے۔ یہ کلمہ از خود حق لینے کو کہتے ہیں بغیر واسطہ بشر یہ الہام تین قسم کے ہیں الہام کی تین اقسام عام ہیں ایک یہ کہ ہر کسی کو آتا ہے دوسرا الہام تلخیصی ہوتا یہ کسی موضوع میں تخصص کرنے والے کے ذہن میں آتا ہے اور الہام شیطانی ہے جیسے صوفی کہتے ہیں کسی الہام کو اللہ سے جوڑتے ہیں کہ یہ اللہ نے الہام کیا ہے اپنے دل میں پیدا ہونے والے شیطانی خیالات کو اللہ سے چھوڑتے ہیں دنیا میں جو اپنے مدعی کو دلائل و براہین سے مسلح اور آراستہ پیش کرتے ہیں ان کے مقابل جو من مانی کرتے ہیں جن کو دلائل سے چڑھ رہتی ہے تمام لا دین طبقے ان کی پشت پر ہوتے ہیں اور باہر میدان میں مقابلہ مظاہرہ مزاحمت میں نکلتے ہیں لوگوں سے آگے نکلتے ہیں انکار نبوت وتوہین رسالت اس کی شاخیں ہیں، یہ مزاحم نبوت ہیں کشف، علم لدنی، الہام، ھواتف کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

علماء اصول نے علم کو دو حصوں علم الروایۃ اور علم درایۃ میں تقسیم کیا ہے۔ علم روایۃ یعنی کلام کے حروف تمام حافظہ ہیں لیکن معنی نہیں جانتے جیسے ہمارے ہاں موجود حفاظ قرآن جو آیات کو بہتر انداز میں تلاوت کرتے ہیں لیکن وہ کسی بھی کلمہ کا معنی نہیں جانتے اس کی دوسری مثال عصر معاصر میں ہمارے ملک میں بعض نادان وکلاء مجتہدین بنے تھے وہ ان کی زبانی سنے مسائل بیان کرتے تھے۔ اس کی تیسری مثال مروجہ درسگاہوں سے فارغ کچھ نئی اصطلاحات حفظ کر کے خود کو جدید سائنس کے دانشمند پیش کر کے برٹینڈ رسل کی نقل کرتے ہوئے دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔

علم نے ترقی دی بعید کو قریب کیا مشکل کو آسان بنایا زمین اور دریا کی تہوں میں پوشیدہ کنوز کو نکالا جہالت کے دور کو پیچھے کیا، علم کے نور سے دنیا کو اجالا کیا لیکن امیر اور غریب کے درمیان سد کو طول وعرض وعمق میں توسیع دی اور ان کے درمیان فاصلے اور دوریاں پیدا کیں امیروں کو اونچا غریبوں کو تحت ثراء کیا دور جاہلیت کی تاریکی کو احیاء اور اضافہ کیا سابق زمانے میں افراد غلامی میں جاتے تھے اب اقاموں کو لیا جاتا ہے، اسلام نے غلامی کو ہر طرف سے محدود کیا تھا لیکن اس وقت چند افراد بردہ گی میں جاتے تھے اور جلد یا بدیر اس کی آزادی کو کوشش ہوتی تھی۔اب تو قوم کے قوم سمیعہ سا طرت سلطنت سربراہان وزراء آزاد نہ ہونے والی غلامی کا فخر کرتے ہیں یہ علم کے ثمرات میں سے ہے۔

غلامی اور اسلام:۔

عصر معاصر میں روشن خیال مسلمان غرب نواز مسلمان اسلام کو ویز کرنے کیلئے اسلام کو نا قابل نفاذ ثابت کرنے کیلئے بار بار کہتے ہیں مختلف انداز میں سوال کرتے ہیں اسلام غلامی کے بارے میں کیا کہتا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ اگر کہیں گے اسلام غلامی کے خلاف ہے تو دور پیغمبر میں غلام فروشی ہوتی تھی تو اس کے بارے میں کیا فرمائیں گے اگر کہیں گے کہ غلامی کو اسلام بھی تسلیم کرتے ہیں تو پھر کہیں گے اللہ اللہ اس دور میں تو یہ نہیں ہوسکتا ہے لہٰذا غلامی اور اسلام کو بنیاد سے اساس سے اٹھانے کی ضرورت ہے جس وقت اسلام آیا اس وقت جلد فائدہ دینے والے زیادہ فائدہ دینے والے متاع غلامی میں تھے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہنے والے سلسلہ ہے کیونکہ جنگوں نے جاری رہنا ہے اسی طرح فاتح مفتوح کو غلام بنائیں گے غلام بننا اس لئے روکا نہیں جاسکتا تھا ناممکن تھا لیکن اسلام غلامی کو نہیں روک سکتا تھا بلکہ اسلام نے بنے ہوئے غلاموں کو آزاد کرنے کیلئے ذرائع بنائے مثلاً غلام آزاد کرنے کیلئے مال غنیمت میں کچھ حصہ رکھا غلام آزاد کرنے کیلئے زکوۃ میں کچھ حصہ رکھا غلام آزاد کرنے کیلئے ثواب بنایا اسی طرح اگر کوئی روزہ توڑے تو غلام آزاد کرے کوئی قسم توڑے تو غلام آزاد

کرے اسی طرح اسلام نے غلام آزاد کرنے کا بندوبست کیا تشویق دلائی۔ اس کے علاوہ جنگوں میں بھی غلامی گیری کے طریقے کو محدود کیا لیکن جو مغرب نے جو غلام کیلئے بندوبست کیا ہے وہ برائے نام ہے اسی لئے مغرب میں ابھی تک غلام کا سلسلہ جاری و باقی ہے لیکن صرف نام بدلا گیا ہے ابھی اقامہ کے نام سے، دوہری شہریت کے نام سے، کاروبار کے نام سے، تنہا فرد کو غلامی میں نہیں رکھتے ہیں بلکہ افراد کے ساتھ ان کی جائیداد کو بھی منتقل کراتے ہیں اور ساتھ میں ان افراد سے اپنا منشور بھی نافذ کراتے ہیں یہ کونسی سی آزادی ہے؟

سابق زمانے میں محدود تعداد میں غلام بنتے تھے جنگ میں کبھی بیس کبھی سو تقریباً اسی اندازے میں غلامی میں لیتے تھے اس سے زیادہ نہیں ہوتے تھے پھر اکثر غلاموں کو جلدی آزاد کردیتے تھے اگر نہیں کرتے تھے تو خود غلاموں سے کہا جاتا تھا کہ اپنی آزادی کا بندوبست کرو اس کے رشتہ دار اسے آزار کرواتے تھے لیکن اب اِس وقت پوری مملکت کو غلامی میں لیتے تھے ملک کے سربراہان کو غلامی میں لیتے تھے ان سے اپنا منشور بھی نافذ کراتے ہیں یہ کونسی سی آزادی ہے؟

حرف غ

غرائز :

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ غریزہ مادہ غرز سے مترادف فطرت کہا جاتا ہے مقائیس اللغۃ ج ۲ ص ۳۱۳ غ۔ر۔ز اصل صحیح یدل علی رزالتی فی الشئی کسی چیز میں کودنے یا رصیح کرنے کو کہتے ہیں عرزۃ الجرادہ ذ نبھا فی الارض نے پاون رکاب میں رکھتا ہے حیوانات میں ایک غریزہ ہوتا ہے لہٰذا حیوانات غرائز تنوعات اقسام دیکھنے میں نہیں آتے جبکہ انسانوں میں بہت سے انواع و اقسام کے غرائز اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ پائے جاتے ہیں جیسے غرائز ادنیٰ میں شہوانیت، حب مال، غضب، میلان جنسی، حب جاہ و مقام وغیرہ گرچہ یہ غرائز بقاء نوع انسانی یا بعض جہات کیلئے ضروری اور ناگزیر ہیں لیکن جب بھی یہ غرائز بے مہار ہو جائیں تو جامعہ انسانی تباہ و نابودی کی طرف جائے گا۔

دنیامیں بت پرستی کی اقسام وانواع کا ذکر ملتا ہے، جمادات ونباتات حیوانات، ستارہ پرست ملتے ہیں بتوں کوسونے چاندی جواہرات سے سجایاوآراستہ کیا جاتا ہےلیکن خودزر کی پرستش کا ذکرکہیں نہیں ملتا ہےلیکن مال پرست بہت ملیں گے۔کتاب آئیڈیالوجی اسلامیہ تالیف حمیدمہاجر کربلائی ص ۴۴۹ پر جولۃ فی دنیاالغرائز لکھتے ہیں انسان کی اندر بہت سے غرائز کام کرتے ہیں یہ غرائزاپنی جگہ انواع واقسام ہیں۔

۱۔بعض انسان کے ساتھ پیداہوتے ہیں بچپن میں بھی مظاہرہوتے ہیں۔

۲۔بعض جوانی میں مظاہرکرتے ہیں۔

۳۔بعض اجتماعات وجوامع پرعارضی حوادث کے بعدظہور ہوتا ہے۔

۴۔بعض احتیاج تربیت نہیں رکھتے خودبخودرشدکرتے ہیں جیسے بھوک وپیاس کا ہونا،رونا ،حب مال یہ غرائز کی تربیت تلقین نصیحت کے نیازمندنہیں بچپن سے شروع ہوتی ہے جوانی بڑھاپے آخرمیں مرتے دم تک رہتے ہیں۔

۵۔بعض غرائزخودبخودپیدانہیں ہوتے اس کیلئے تربیت تعلیم وتلقین کی ضرورت رہتی ہے جیسے غریزہ نطق وکلام ہے،انسان کو جب تک نہیں سکھاتے وہ نہیں سمجھتے،قرآن میں اس کوایک نعمت قراردیا ہے جسے حوزات ومدارس نے نقمت مصیبت علامت جہالت قراردیااس لئےقوت گویائی سے محروم رکھتے ہیں۔

۶۔حب غیردوسروں سے محبت جیسا کہ استادکااحترام والدین کااحترام،رشتہ داروں کا احترام یہ سب محتاج تلقین وتکراروتجربہ کے بعدظہورپاتے ہیں۔

۷۔بعض غرائزدرندہ کی شقاوت قسادت جوکہ حوادث کے بعدپیداہوتے ہیں جیسے حجاج،زیاد بن ابیہ،شروررات،آیات سورہ۔۔۔۔۔یوسف،نفس امارہ،حضرت علی سے منسوب ہے''الشر من فی طبیعۃ کل احدنغلبہ صاحب بعض وان لم یغلبہ۔۔۔

آیاانسان کیلئے تربیت کافی ہے۔۔۔۔۔بغیردین بغیرحکومت ممکن نہیں۔

غلو :

قرآن کریم میں دوقسم کے غلو سے منع کیا گیا ہے یعنی غلو در دین اور غلو در مردان ہے۔ دین یعنی دین سے متعلق کوئی چیز اپنی طرف سے اضافہ نہ کریں اس کے حجم وزن طول عرض وعمق کو نہ بڑھائیں جو معین ہے اسی طرح رکھیں جس طرح اللہ نے بھیجا ہے، دوسرا غلو در انبیاء ہیں یعنی اللہ کی طرف سے مبعوث انبیاء کی شان یا مقام کو اتنا اونچا نہ کریں جو ان کو مقام عبودیت سے مقام الوہیت سے ملائے ۔غلو کے مذموم ہونے کی وجہ سے خود غالی اس سے برائت کا اعلان کرتے ہیں سنی غالی شیعہ غلو سے برائت کرتے ہیں اور شیعہ غالی سنی غلو سے برائت کرتے ہیں لیکن دونوں اپنے غلو سے برائت کا اعلان نہیں کرتے ہیں۔

مجلّہ رسالۃ اسلام شمارہ ۲۴ ص ۳۷۹ صادر از قاہرہ، مقالہ نگار جواد مغنیہ ''غلات کی مختلف اصناف ہیں۔

ا۔عبداللہ بن سباءسب سے پہلے غلو کا اعلان کرنے والا ہے اس نے کہا علی میں اللہ کا ایک جز وحلول ہوا ہے، وہ علم غیب جانتے ہیں، بادلوں میں جاتے ہیں، گرج ان کی آواز ہے۔علی کے بعد ہر آئمہ میں یہ جز منتقل ہوتا رہتا ہے۔

۲۔ابی الخطاب اسدی نے کہا جعفر صادق خود اللہ ہے۔ان میں سے ایک مفوضہ ہیں جنہوں نے کہا اللہ نے آئمہ کو خلق کرنے کے بعد آرام کیا اور باقی کام سب ان کے سپرد کیا کہ وہ عالم کی تخلیق کریں۔غلات میں سے بعض ثالوث کے معتقد ہیں علی، محمد، روح القدس سلمان فارسی ہے، ان کا کہنا ہے اتوار علی ہے پیر حسین ہے کہتے ہیں غلات دین سے ربط نہیں رکھتے یہ فرقہ ختم ہو گیا ہے لیکن بعض نے یہ تمام فرقے شیعہ سے نسبت دیتے رہے جبکہ امامیہ نے غلات کو کافر قرار دیا ہے۔شیعہ مائدہ ۱۱۴ سے استناد کیا۔

علامہ جواد مغنیہ کی روح نیز مدافعین غلات سے سوال ہے کہ کیا شیعہ جو بظاہر غلات مخالف مظاہرے کرتے رہتے ہیں چنانچہ پاکستان میں شیعہ غلات ہر سال ایک اجتماع غلات کے خلاف

منعقد ہوتا ہے لیکن قرارداد غلات مخالف والوں کے خلاف پاس کرتے ہیں کیا امامیہ کا اعتقاد نہیں کہ ان کے آئمہ علم غیب جانتے ہیں، ان کے آئمہ ولایت تکوینی اور تشریعی دونوں رکھتے ہیں، جب ان کو سنیوں کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ غلات سے برائت کا اعلان کرتے ہیں انہیں دائرا اسلام سے خارج کرتے ہیں جب اپنے درمیان بحث آتی ہے تو کہتے ہیں ہم سب ایک ہیں لیکن یہ ان کا سیاسی اجتماعی بیان ہے جو عمق ذات سے خارج بیان ہے، اس کے بہت سے شواہد وقرائن ہیں۔

ا۔ یہاں ہر سال کہیں نہ کہیں خاص کر مرکز غلات جامع المنتظر میں ایک اجتماع بنام ضد حرکات و سکنات غلاۃ کا نام دیتے ہیں تقاریر میں ضرور اشارہ کرتے ہیں کہ مقصرین بدتر از غلات ہیں چنانچہ ۱۴۳۸ھ کو منعقدہ اجتماع میں خطیب نے واضح الفاظ میں کہا ہمیں غلات سے خطرہ نہیں بلکہ خطرہ شرف الدین سے ہے۔

۲۔ شیخ مفید چوتھی صدی میں تھے انہوں نے ایک اجتماع سے خطاب کیا یہاں کوئی غالی نہیں جبکہ اُس وقت یمن اور عراق میں نصیری، زیدی غلات رہتے تھے۔

۳۔ چار سال پہلے یادگار پاکستان پر وحدت المسلمین کانفرنس سے راجہ ناصر نے کہا اس وقت پاکستان میں صرف شیعہ رہتے ہیں کوئی غالی نہیں جبکہ وہاں شریعت محمد اور شریعت حسین میں تقسیم بندی والے اسٹیج پر بیٹھے تھے۔

جبکہ خود راجہ نے اپنی تقریر میں کہا تھا پنجتن جب جمع ہوتے ہیں تو اللہ بن جاتا ہے اور جب کھل جاتے ہیں تو پنجتن بن جاتے ہیں۔

۴۔ غالیوں کے خلاف لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ غالی بے دین نہیں ہیں بلکہ انہوں نے آئمہ اطہار سے خلاف عادات کرامات دیکھیں تو سادہ عوام نے انہیں اللہ کا مقام دیا۔ غلات کے خلاف لکھنے والوں میں اردبیلی ہیں جو وہ خود اپنے وقت کے امام الغلات تھے۔

۵۔ تمام امورات جو مختص ذات باری تعالیٰ ہیں لیکن انہوں نے غلو کو ولایت تکوین کے نام سے متعارف کرایا اور کہا آئمہ علم غیب جانتے ہیں ولایت تکوین جانتے ہیں علم لدنی رکھتے ہیں۔

حرف ف:

فتویٰ:

فتویٰ دینے والا یعنی اللہ کا حکم بتانے والا ان آیات کی روشنی میں صرف اللہ ہے۔سورہ نساء آیت ۱۲۷﴿وَ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّساءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتيكُمْ فيهِنَّ وَ ما يُتْلى‏ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتاب....﴾ سورہ نساء آیت ۱۷۶﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتيكُمْ فِي الْكَلالَةِ ......﴾ حتیٰ رسول اللہ کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے جبکہ باطنیہ نے پہلے مرحلے میں حکم قرآن سے نکالنے کی بجائے رسول اللہ سے لینے کی بدعت گزاری کی پھر اصحاب وتابعین اور بعد میں فقہاء مخصوص کی بدعت ڈالی اور پھر فتویٰ دینے کے کارخانے بنام اجتہاد لگائے آیئے دیکھتے ہیں فتویٰ کسے کہتے ہیں۔

فتویٰ افتاء: استفتاء فا، تا، یاء ف، ت، وکتاب مقاییس جلد۲ ص۱۴۱ ۳۴۱ پر فاء، تاء حرف معتل یعنی واو یا یاء اس کی دو اصل بتایا ہے یدل علی احدھما علی طراوة وجدة والآخر یدل علی بیان حکم کتاب عمدة الحفاظ جلد۳ ص ۲۴۰ پر آیا ہے الفتی الطری من تازہ جوان لڑکے یا لڑکی کو کہتے ہیں والانثی الفتاء جمع الفتی فتیة و فتیا ة وقال سورہ یوسف آیت ۶۲ فتی والفتاة العبد والامة تراوفیة سورہ یوسف آیت ۳۰ کلمة فتوا وافتیاء استفتاء۔دیگر مصطلحات شرعی کی طرح بے اساس بے بنیاد ہے اس میں چندیں نقائص پائے جاتے ہیں۔

۱۔کلمہ فتویٰ کی اصل معنی جو واضع نے وضع کیا ہے اس سے موازنہ مقابلہ مقارنہ نہیں کیا ہے

۲۔فتویٰ دینے والے شخص کی صلاحیت اور صفات شرائط بیان نہیں کی گئی، یہاں سے ایک بڑی شیطانی تدلیس بنام شریعت وجود میں آرہی ہیں بطور مثال اداکاروں سے تعلقات رکھنے والے اشخاص کو بھی مفتی کا لقب دیا جاتا ہے اور پھر کوئی آکے اس سے یہ لقب چھین لیتا ہے کہ وہ اس لقب کے مستحق نہیں ہیں لیکن یہ ہستی کون ہے جو جہاں چاہے فتویٰ دینے کا منصب سونپے، جہاں چاہے یہ منصب چھین لے۔انہیں یہ حق کس نے دیا؟ کیوں دیا؟ اور کیسے دیا؟

۳۔پاکستان میں حکومت اور عوام الناس میں اختلاف نقطہ نظر کو اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف برگشت

کرتے ہیں کہ وہ جو فتوی دیتے ہیں اسے قابل قبول گردانتے ہیں حال آنکہ وہ فتویٰ دینے کے اہل نہیں ہیں کیونکہ لوگوں نے نبی کریم سے فتواء طلب کیا تو اللہ نے نبی کریم سے کھلوایا کہ آپ لوگوں سے کہدیں احکام کے جوابات صرف اللہ ہی دیتا ہے نبی کو صرف نقل حکم اللہ کرنا ہے۔ حیرت ہے جو حق نبی مصطفیٰ کو حاصل نہیں یہاں مدارس کے طلباء آسانی سے فتویٰ دیتے ہیں اور کبھی مثل سوفسطائی یونانی متضاد فتاویٰ بھی صحیح گردانتے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں دونوں حق بجانب و صحیح ہیں حالانکہ فتویٰ سے متعلق بڑے بڑے علماء نے تفصیل سے بیان کیا ہے فتویٰ دینے کے تین مراحل ہیں۔

۱۔ احکام فتاویٰ قرآن اور سنت سے استنباط کریں

۲۔ اپنے خاص مجتہد کا حکم بتائیں جو فتاویٰ نظریاتی کونسل دیتی ہے ان کے ماخذ میں کس سے استناد کیا ہے ۱۴۴۲ھ ماہ صفر میں مندر بنانے کی منظوری کس سے استناد کیا ہے نے مال زکاۃ سے حجاج کی سبسڈی دینے کے جو فتوا دئے ہیں وہ ان تینوں اصولوں میں سے کس سے استناد کیا ہے۔

فدا :

یکے از مصطلح عقائد کلمہ فدا ہے یہ کلمہ ابتدائی دور میں ۳۲۵ء کو عقائد نصاریٰ میں شامل کیا گیا جہاں حضرت عیسی کو گناہان حضرت آدم جو بعد میں ان کی نسل میں وراثت گئی عیسی مخدوم بننے کے لئے نہیں آئے بلکہ خادم بننے کے لئے آئے ہیں تا کہ وہ اپنے نفس کو فدیہ میں دے مثال کے طور پر فدا میں تخت دار پر چڑھنا پڑا وہاں سے جہنم جانا پڑا، جہاں انہوں نے بعینہ یہی منطق نواسہ رسول حضرت امام حسین کے بارے میں بھی بتایا کہ آپ امت محمد کے گناہوں کے فدا میں قتل ہوئے۔

فرق :

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ فرق ہے جہاں کہتے ہیں یہ عقیدہ مرجئہ ہے یہ عقیدہ جبریہ ہے یہ عقیدہ قدریہ ہے یہ عقیدہ معتزلیہ اشعریہ ہے یا یہ عقیدہ شیعوں کا ہے یہ بوہروں، اسماعیلیوں، سلفیوں یا بریلویوں کا ہے یہاں کوئی بھی عقیدہ فرقوں سے پاک نہیں ملے گا اگرچہ نام عقائد اسلام کے نام سے ہی کیوں نہ رکھا ہو لیکن ان کا انتساب اسلام سے کسی حد تک ہے کہ فرق مسلمین کہنے کے لائق ہو

جائیں۔فرقوں کی تعداد کثیر ہے اس سلسلے میں تحیٰ شریف نے شیعوں کے تین سو سے زیادہ فرقوں کا ذکر کیا ہے جبکہ کچھ مولفین نے صرف شیعوں کے تین سو فرق بتائے ہیں، حقیقت میں فرقے مثل بیکٹیر یا شیطان کی مانند تولید کرتے ہیں کتنے ہیں ان اولادوں کی تعداد لاتعداد لاتحصی ہے، اگر فرقے کا ایک شرک ایک بدعت حساب کریں گے تو ہزاروں کی تعداد سے بڑھ جائے گی۔کسی نے سوال کیا شرک کی ایک مثال دیں تو آپ کہہ سکتے ہیں اس کی مثال فرق ہیں اسلام میں ظہور کے اسباب وعوامل بیان کرنے میں تدلیس کی ہے قارئین کو اندھیرے میں رکھنے کی پالیسی بنائی ہے فرقے فہم اسلام میں افراد کے فہم سب ایک جیسے نہیں ہیں یہ بات درست نہیں بلکہ فلسفہ فرق تمزیق فرق پر قائم ہے تو فلسفہ تولید فرق کو سمجھا جانا چاہیے اس کی بنیاد فلسفہ اسلام کو روکنے والے لشکرابرہہ ہے، جس طرح جرم بڑھنے کے بعد مجرم نہیں شرماتے اسی طرح فرقوں کی مذمت سے فرق والے بھی نہیں شرماتے ہیں۔اگر کوئی خود کو قیامت کے دن امت اسلام امت محمدؐ امت قرآن میں محشور کرنا چاہتا ہے تو اسے فرقوں سے دور اور الگ ہونا چاہیے۔فرقوں کا اسلام کے خلاف وجود میں آنا روز روشن کی طرح ہے جس فرقے کو آپ اسلام کے قریب سمجھتے ہیں وہ اسلام کی بنیاد اساس سے الگ ہوگا۔

فرق مسلمین خیر خواہی حسن نیت بہتری اسلام و مسلمین کی خاطر وجود میں نہیں آئے بلکہ سوءنیت خبث باطنی ایماءواشارہ دشمنان دیرینہ اسلام پر وجود میں آئے ہیں لہٰذا ان سے توقعات نیک غلط ہونگیں۔ فرقے اسلام کے انہدام وبربادی اور خاتمہ کے امور میں اتفاق رکھتے ہیں۔

مشترکات فرق:

آیا ان فرقوں میں کوئی مشترکات بھی پائی جاتی ہیں یا مشترکات سے آپ کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کیا آپ تمام فرق اسلامی کو متحد کرکے عالم کفر سے لڑنا چاہتے ہیں لیکن آپ کو ایسی کوئی مشترک چیز نہیں ملتی اور نہ کبھی ہوسکتی ہے یہاں اگر آپ اسلام کے خلاف کوئی منصوبہ بندی کرنا چاہتے ہیں تو کثیر مشترکات مل سکتی ہیں۔

۱۔ قرآن کو کنارے پر لگانے اور احادیث کی جاگزینی میں مشترک ہیں۔

۲۔ محمدؐ کو کنارے پر لگانے اور آل واصحاب کو جاگزیں کرنے میں مشترک ہیں۔

۳۔ احادیث ضعیفہ جعل کرنے میں مشترک ہیں۔

۴۔ تقلید کورانہ کو راسخ عقائد میں شامل کرنے میں مشترک ہیں۔

۵۔ امت میں حتی الامکان گروہ بندی اور تفرقہ پھیلانے میں مشترک ہیں۔

۶۔ امت میں عداوت اور بغض کو جاری وساری رکھنے میں مشترک ہیں۔

۷۔ اجتہاد بے اساس و بے بنیاد کو تجدید کرنے میں مشترک ہیں۔

۸۔ مراسم بے بنیاد و بے اساس ماتم واعیاد کو بڑھانے میں مشترک ہیں۔

۹۔ اسلام کا نام عندالضرورت استعمال کرنے میں مشترک ہیں۔

۱۰۔ان کا مقصد قرآن کریم کو کسی بھی حالت میں میدان عمل سے دور تطبیق عمل سے روکنا ہے چنانچہ آپ کو کتب فقہ میں یہ مظاہر بطور اتم کامل نظر آئینگے جہاں قرآن کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے چنانچہ فقہاء کہتے ہیں فقہ نے دامن حدیث مین پرورش پائی ہے۔

۱۱۔احادیث میں جعلیات اور خود ساختگی کو دور کرنے کے لئے اس کی تین قسمیں اور بعد میں چار حصے بنائے ہیں اس میں حدیث ضعیف کو نا قابل عمل گردانا گیا ہے اس کے باوجود میدان عمل میں بغیر کسی حجت اشکال واعتراض کے احادیث ضعیفہ پر عمل کرنے میں متحد ہیں۔

۱۲۔تقلید دنیا بھر کے عقلاء کے نزدیک مذموم اور قرآن کی بہت سی آیات میں مذمت ہوتے ہوئے بھی تقلید کرنا جزءِ دین ضرورت دین قرار دیا گیا ہے، اعلیٰ پائے کے درسگاہ اعلیٰ پائے کے علماء کا اصرار ہے تقلید ہی کرنا ہے۔

۱۳۔فرقوں میں گروہ بندی کسی صورت میں کم نہیں کرنی ہے۔

۱۴۔اجتہاد در دین میں فتویٰ غلط صحیح دونوں درست ہیں

۱۵۔مراسم بے بنیاد بے اساس زیاں آور کو ہر صورت میں جاری رکھنا ہے جیسے ماتم اعیاد۔

۱۶۔اسلام سے رشتہ صرف نام ہی کی حد رکھنا ہے۔

۱۷۔فرقوں کو بڑھانے میں اتفاق ہے۔

۱۸۔فرقے نہ ختم کرنے میں اتفاق ہے۔

۱۹۔احادیث ثقلین پر اتفاق ہے۔

فطرت :

وجود باری تعالیٰ کے بارے میں پہلی دلیل فطرت کو پیش کرتے ہیں فطرت کا اصل معنی شگاف ہے جیسا کہ مقائیس میں آیا ہے ج ۲ صفحہ ۳۵۸ ف ۔ط ۔ راصل واحد بدل علی فتح الشی ء بند چیز کھولنے کو فطرت کہتے ہیں جب روزہ کھولتے ہیں اس کو افطار کہتے ہیں ۔فطر بمعنی خلق بھی آیا ہے کیونکہ ہر خلق شگاف سے ہوتا ہے دانہ یا گھٹلی جو زمین میں نمی رکھتا ہے شگاف ہو کے نکلتا ہے فاطر السموات ،خلقت کے ہیں اس سلسلے میں بعض نے اقرار واعتراف وجود باری تعالیٰ کی اور اس کی وحدانیت کو خمیرہ انسان میں گردانا ہے چنانچہ اس بارے میں وہ ایک حدیث پیش کرتے ہے جو معروف ومشہور علماء کی وردزبان ہوتی ہے کتاب موسوعہ کشاف اصطلاحات فنون وعلوم حرف 'ف' صفحہ ۱۲۷۸ پر لکھتے ہیں کل مولود یولد علی الفطرة ثم ابواه ینصراته او یمسیحائه اس حدیث کے معنی ومضمون کے بارے میں علماء نے مختلف معانی پیش کیے ہیں ایک گروہ نے کہا ہے فطرت کا معنی خلقت کے ہیں جس طرح خالق نے اس کو خلق کیا ہے وہ فطرت پر ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصاریٰ یا مجوس بناتے ہیں ۔بعض نے اس مفہوم سے اختلاف کیا بلکہ کہا کہ مولود کفر پر پیدا ہوتا ہے نہ ایمان پر مولود میں نہ فطرت ایمان ہے نہ فطرت کفر مولود بلکہ خلق طبع وھیت میں ہر حوالے سے خالی پیدا ہوتا ہے ایمان وکفر اس وقت شروع ہوتے ہیں جب وہ چیزوں میں تمیز کرنا شروع کرتا ہے جب وہ پیدا ہوتا ہے تو حیوان کی مانند ہوتا ہے اور جب بالغ ہوتا ہے تو شیطان اسے اپنی طرف کھینچتا ہے سوائے ان افراد کے جنہیں اللہ بچائے ۔ یہ بات غلط ہے کہ ایمان پر پیدا ہوتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بڑا ہو کر وہ مذہب نہ بدلتا بہت سے مومنین کے گھر پیدا ہوتے ہیں اور بڑے ہو کر کافر ہو جاتے ہیں بہت سے لوگ کافر پیدا ہوتے ہیں پھر ایمان لاتے ہیں ۔لہٰذا یہ بات کہ انسان

مومن پیدا ہوتا ہے قابل فہم نہیں ہے انسان نہ عالم پیدا ہوتا ہے نہ جاہل قرآن مجید سورہ نحل آیت ۷۸﴿وَ اللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهاتِكُمْ لا تَعْلَمُونَ شَيْئاً وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْأَبْصارَ وَ الْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ اللہ انسان کو ایسی حالت میں پیدا کرتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا اور سمجھ آنے کے بعد بچہ طابع مربی ہوتا ہے خاص فطرت توحید پر پیدا ہوتا ہے اس کا معنی یہ ہے اگر اس سے سوال کریں تم کب پیدا ہوئے وقت تاریخ بتاتے ہیں کس نے تم کو یہاں لایا مختلف جواب دیتے آخر ایک جگہ رکتا ہے اس سے اآگے پتہ نہیں کس نے لایا ہے کب تک رہو گے پتہ نہیں اس کا مطلب یہاں آنا یہاں سے جانا دونوں انسان کے اختیار میں نہیں۔

فلسفہ وفلاسفہ :

فلسفہ جیسا کہ معجم فلسفی تالیف دکتور جمیل صلیبا ج ۲ صفحہ ۱۶۰ پر آیا ہے کلمہ فلسفہ یونانی زبان کا لفظ ہے اس کی اصل (فیلا ،صوفیا) ہے، فیلا کے معنی محبت اور صوفیا کے معنی علم ہے یعنی حقائق اشیاء جاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے یا عملی صورت میں پیش کرنے کو فلسفہ کہتے ہیں۔قدیم زمانے میں فلسفہ تمام علوم کیلئے استعمال کرتے تھے،فلسفہ کی نظری اور ایک عملی میں تقسیم کی گئی ہے۔فلسفہ نظری میں علم الٰہی ماورائے مادہ اور دوسرے میں علم طبیعت مادے کو عارض حالات کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔قارئین یہاں مصطلحات عقائد میں کلمہ فلسفہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ فلسفہ بھی عقائد اسلامی میں شامل ہے بلکہ یہ واضح کرنا ہے کہ فلسفہ نے اسلامی عقائد کو تہہ وبالا اور مشکوک کیا ہے۔امت اسلامیہ کا عقیدہ ہے اسلام کا بہترین دور دور رسالت ہے حضرت محمدؐ اور ان کے بعد کچھ عرصہ دور راشدین کا کچھ حصہ ہے وہاں فلسفہ کا کوئی وجود نہیں تھا۔دیار اسلامی میں سب سے پہلے فلسفہ لانے والا خالد ابن یزید ہے لیکن اس کا کردار علم فلسفہ سے شاخ رکھنے کی حد تک تھا لیکن فلسفہ باقاعدہ اسلام کے عمق میں داخل ہوکر کایہ پلٹنے والا دین اسلام کو فکر یونانی واغیار پر چلانے کا آغاز واصل بن عطاء متولد ۸۰ھ اور اس کی جماعت ہے۔انہوں نے قرآن کے لائے ہوئے اصول ایمانیات کے مقابلے میں توحید کے چار اصول اختراع کیے اور باقی ماندہ ایمانیات واصول کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا ہے۔فلسفہ واصل بن عطاء اور

اس کی جماعت کے بعد رفتہ رفتہ بڑھتا گیا اور امت اسلامی میں دیگر فلاسفہ وجود میں آئے ہیں جن میں فارابی، ابن سینا، طوسی اور صدرا وغیرہ پر افتخار کرتے ہیں لیکن اگر اسلام دین اسلام کے افتخار و اعزاز امتیاز اللہ پر ایمان لانا آخرت پر ایمان لانا حیات جاویدانی پر ایمان لانا نظام الٰہی کے اعزاز پر افتخار کرنا ہے تو ان فلاسفہ نے اس سلسلے کوئی کردار ادا نہیں کیا ہے یہ فلاسفہ جن پر مسلمان افتخار کرتے ہیں وہ ہمیشہ بادشاہان حکمرانوں کے درباروں میں ہوتے اور مذاہب فاسدہ کی ترویج کرتے تھے ان میں سے کسی نے بھی اسلام خالص کو نہیں اٹھایا بلکہ اسلام کو تہس ونہس کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہم دین اسلام کو صحاح ستہ واربعہ مواد بحار پر چلانے کے حق میں ہیں اور عقلیات کے خلاف ہیں ایسا نہیں ہے حقیقت میں عقلیات اور ہیں اور فلسفہ اور ہے۔ اسلام نے ہمیشہ اولی العقل اولی العقول سے خطاب کیا ہے اسلام نے ایھا الفلاسفہ سے خطاب کہیں بھی نہیں کیا ہے ہم اس کے برعکس جہاں کہتے ہیں ہمیں ان فلاسفہ پر افتخار ہے جنہوں نے صرف قرآن اور محمدؐ کو اٹھایا ہے، جس کسی نے اپنے اصول عملی کو قرآن کی حاکمیت کیلئے اٹھایا ہے وہی ہمارے لیے یا اہل اسلام کیلئے مایہ امتیاز ہیں۔

حرف ق

قبر :

یکے از مصطلحات عقائد میں کلمہ قبر ہے اس کا مترادف جدث ہے حقیقت یہ ہے دونوں لفظ فرق ضرور ہے اما القبر مفردات راغب میں آیا ہے :**القبر مقر المیت و مصدر قبرته جعلته فی القبر و اقبرته جعلت له مکانا یقبر فیه نحو اسقیته جعلت له ما یسقی منه** قرآن اور لغت میں ان آیات میں ہے ﴿یَوۡمَ یَخۡرُجُونَ مِنَ الۡأَجۡداثِ معارج:۴۳﴾ ﴿وَ نُفِخَ فِی الصُّورِ فَإِذا هُمۡ مِنَ الۡأَجۡداثِ یٰسٓ:۵۱﴾

قارئین کرام علماء فریقین قریب الاتفاق نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے جونہی جنازہ کے شرکاء قبرستان سے نکلتے ہیں تو دو ملائکہ بنام منکر ونکیر قبر میں آتے ہیں اور میت کو اٹھا کر اس سے سوالات کرتے ہیں بعض متقدمین علماء کی کتب عقائد سے نقل پر اکتفاء کیا ہے، بعض نے اس بارے میں وارد روایات کو

پیش کیا ہے اس سلسلے میں چند عرائض پیشگی عرض کرتا ہوں۔

ا۔فقہ ہو یا ایمانیات علماء اعلام کی فرمودات کسی بھی صورت میں حجت نہیں جب تک کہ اس کا استناد قرآن سے نہ کریں چنانچہ سورہ توبہ ۳۰ اور ۳۱ کی آیات میں یہودیوں کو اپنے علماء کی اقوال افعال کو بغیر دلیل قبول کرنے کی مذمت میں فرمایا ہے یہ ایک قسم کا شرک (نساء۔۱۶۵) میں آیا ہے اللہ کی حجت حضرت محمدؐ پر ختم ہے۔

۲۔جتنی بھی روایات کتب مجامع روائی میں جمع ہیں وہ روایات منقول از آئمہ اہلبیت یا اصحاب وتابعین سے مروی ہیں دونوں نص نساء ۱۶۵ کے تحت حجت نہیں ہیں۔

۳۔دین میں چاہے ایمانیات ہوں یا احکامات وہ اللہ ہی کی طرف سے ہوں گے نبی کوئی عقائد یا حکم شرعی از خود جعل نہیں کر سکتے ہیں جیسا کہ نساء کی آیات سے استناد میں آیا ہے حکم صرف اللہ ہی دیتا ہے نبی کریم ناقل حکم ہیں نہ کہ مصدر حکم۔ ۴۔فریقین کی طرف سے سوال درقبر کا ذکر قرآن کریم کی کسی بھی آیت سے استناد نہیں ہے۔

۵۔آیات قرآن میں سوال اعمال کو قیامت کے دن کیلئے رکھا ہے، عالم برزخ میں سوال کا ذکر نہیں آیا ہے صرف بعض عاصین وطاغین کے لئے عذاب کا ذکر آیا ہے۔

۶۔لہذا بعض کا یہ کہنا کہ علماء فریقین کا اجماع ہے ایک تصور غلط فاحش ہے جو قابل معاف نہیں خاص کہ دانشوران کے لئے کیونکہ علماء تو چھوڑیں اللہ کے نبی اشرف الانبیاء حضرت محمدؐ وصدور احکام میں شریک نہیں ہیں

۷۔یہ کہنا کہ ہم کس کو مانیں آیا شرف الدین کو مانیں یا علماء اسلام کو مانیں قارئین عرض کرتا ہوں میرا علم ملک کے ادنی سے عالم سے بھی کم ہے چہ جائیکہ اکابر عباقر ملت سے مقابلہ کروں میں تو صرف سوال کرنے کا حق استعمال کرتا ہوں، مجھے تسلی ہوئے بغیر کسی مسئلہ کو قبول کرنا جائز نہیں ہے، قرآن میں آیا ہے قل فللہ الحجۃ سوال یہی ہے کہ جن علماء محققین نے اس عقیدے کو کس آیت سے استناد کیا ہے۔

لیکن کسی بھی حوالے سے قبر عقائد میں نہیں آتا ہے جیسا پہلے یہاں بیان کر چکے ہیں اس بارے میں دو وجہ پیش کر سکتے ہیں۔ پہلی حقیقت اور واقعیت یہ ہے کہ انسان کے جسم کا ٹھکانا قبر ہے قبر محدود مشہود چیز ہے لہٰذا ایمانیات میں نہیں آتی ہے کیونکہ ایمان مشاہداتی نہیں ماورائے محسوسات پر ہوتا ہے قرآن مجید میں قبر کے بارے میں سورہ توبہ ۸۴﴿وَ لا تُصَلِّ عَلى‏ أَحَدٍ مِنْهُمْ ماتَ أَبَداً وَ لا تَقُمْ عَلى‏ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ ماتُوا وَ هُمْ فاسِقُونَ ﴾ اور سورہ عبس آیت ۲۱﴿ثُمَّ أَماتَهُ فَأَقْبَرَهُ﴾ سورہ التکاثر آیت ۲﴿حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقابِرَ﴾ سورہ عادیات آیت ۹﴿أَ فَلا يَعْلَمُ إِذا بُعْثِرَ ما فِي الْقُبُورِ ﴾ سورہ فاطر آیت ۲۲﴿وَ ما يَسْتَوِي الْأَحْياءُ وَ لاَ الْأَمْواتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشاءُ وَ ما أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴾ میں آیا ہے۔ قبر کی جمع مقابر آتا ہے ﴿حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقابِرَ﴾ ان آیات میں عذاب وسزا کا ذکر نہیں آیا ہے۔ اور تیسرا کلمہ مرقد آیا ہے ﴿قالُوا يا وَيْلَنا مَنْ بَعَثَنا مِنْ مَرْقَدِنا یٰس:۵۲﴾

باطنیہ نے ایمان بآخرت کو کھوکھلا اور مذاق بنانے کیلئے قبر میں سوال وجواب کو بھی عقیدے میں شامل کیا ہے اور بعد میں اس کیلئے قصہ کہانیاں بنائی ہیں، قبروں میں ٹیپ ریکارڈ رکھی، سانپ بچھو دیکھنے کی شکلیں بنائی ٹیلی فون کی تاریں بچھائیں، آوازیں بنائی ہیں۔ عالم اسلام ایران عراق میں قبر فروشی کا کاروبار انتہائی نفع بخش ہے اور ان کے بعد پاکستان کا نمبر آتا ہے، قبر سے متعلق پرواز روح وغیرہ کے نام سے کتابیں مفت میں تقسیم کیں۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اس کو کاروبار صنعت بازاری قبور میں سوال وجواب کا پروپیگنڈہ کر کے بھاری قیمتیں وصول کیں اور انٹرنیٹ پر بھی علماء کے بیانات لگائے کہ علماء نے کچھ چیزیں اپنے ساتھ قبر میں رکھنے کی وصیت کی ہے کیا کیا مذاق نہیں بنایا ہے۔

قبرو برزخ :

انسان کے جسم سے روح نکلنے کے بعد اس کا ٹھکانہ سورہ مبارکہ مومنون آیت: ۱۰۰﴿كَلَّا إِنَّها كَلِمَةٌ هُوَ قائِلُها وَ مِنْ وَرائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلى‏ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ انسان کی روح جسم سے نکلتے وقت انسان ملائکہ سے درخواست کرتے ہیں کہ مجھے واپس جانے دیں تاکہ میں اپنے متروک ومافات

عمل کو بجالاؤ تو اللہ کے ملائکہ اسے جواب دیتے ہیں ''کلا'' ایسا نہیں ہوگا یہ ویسے ہی بات ہے اس کے بعد وہ برزخ میں رہیں گے ''الی یوم یبعثون'' اس کے باوجود علماء مسلمین اکثر و بیشتر شذ و نظر کا اصرار ہے قبر میں میت دفنانے کے بعد دو ملک بنام منکر و نکیر آتے ہیں اور مردے سے سوالات کرتے ہیں۔ سائل ناقد سوال کرتے ہیں قبر میں سوال نکیر و منکر کہاں سے لائے ہیں برزخ سے مراد قبر جائے دفن اجساد کو لینے کی کیا وجوہات ہیں جس کی بنیاد پر آپ نے برزخ سے مراد جائے مدفن کو لیا ہے اس کی وجوہات واضح ہونی چاہئیں۔ جواب میں چند وجوہات آپ کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

۱۔ قبر اور برزخ دونوں معنی مترادف ہیں یہ بات کسی بھی لغت میں نہیں آیا کہ قبر اور برزخ مترادف ہے اور ہو بھی نہیں سکتے ہیں ان کے معنی آپس میں بے ربط ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایک جگہ کلمہ قبر دوسری جگہ جدث، تیسری جگہ برزخ اور چوتھی جگہ مرقد استعمال کیا ہے تو لامحالہ اس میں لازمی فرق ہوگا اللہ قافیہ ورد یف استعمال نہیں کرتا ہے کیونکہ یہ زیادہ تر اشعار میں استعمال ہوتے ہیں۔ قرآن میں تو کلمہ برزخ ہے۔

۲۔ احادیث سے ثابت ہے کہ قبر میں سوال ہوگا ان روایات کو معتبر بلکہ متواتر گردانا گیا ہے لیکن یہ توجیہ چند لحاظ سے باطل ہے کیونکہ روایات متواترہ اہل حدیث کی تدلیس ہے جس کے فرقے اپنے خودساختہ عقائد کو اپنے ہی ناقدوں کی زبان بند کرنے کیلئے گھڑا ہے روایات متواتر دنیا کے انسانوں کے لئے ناقابل انکار حقائق کے لئے کہا جاتا ہے روایات متواترہ کے نام سے چلاتے ہیں محققین علمائے حدیث کہتے ہیں مجامع روائی میں روایات متواترہ نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن آپ نے جہاں جہاں جعلیات دیکھی وہاں روایات کے اسناد کے بارے میں سوال کو روکنے کے لئے متواتر بنایا ہے۔

۳۔ روایات متواتر ہی کیوں نہ ہوں وہ مصدر عقائد نہیں بن سکتیں کیونکہ قرآن سے ہٹ کر کوئی اور عقائد وضع نہیں کر سکتے ہیں چہ جائیکہ عقائد بنائیں۔ نبی کریم کے اختیار میں نہیں تھا کہ وہ از خود عقائد بناتے روایات اگر شارح توضیح آیات ہیں تو یہاں آیات کی توضیح کرتے لیکن یہ روایات آیات سے

اجنبی ہیں۔

اب ہم آتے ہیں برزخ جیسا کہ لغت میں آیا ہے برزخ درمیان کو کہتے ہیں یعنی انسان کی روح جسم سے نکلنے کے بعد اس دنیا سے وسیع اور حشر سے چھوٹی جگہ میں جاتی ہے یوں کہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں کے درمیان ایک عالم ہے اسے برزخ کہتے ہیں جبکہ یہ قبر اسی دنیا میں ہے بلکہ اس دنیا کی قیام گاہوں سے بھی تنگ جگہ ہے جبکہ برزخ لغت اور قرآن دونوں کے مطابق دنیا اور آخرت کے درمیان جگہ ہے جو اس عالم میں نہیں ہے لہٰذا اصول لغت کے تحت برزخ سے مراد قبر لینا غلط ہوگا۔

۴۔ کہتے ہیں انسان جہاں دفن ہوتا ہے وہیں پر اس سے سوال و جواب ہونگے لیکن یہ عقل کونسی عقل ہے جو یہ کہتی ہے کہ جہاں مدفن ہے وہاں ہی سوال و جواب ہوں گے۔ عقل عقلاء تو نہ حشر کو مانتی ہے نہ قبر کو اور اگر عقل مذہبی مراد ہے تو اس کو علماء تفسیر بالرائے کہتے ہیں۔ آپ نے اصل سے روگردانی کر کے پہلے قرآن کو سند سے ہٹا کر احادیث سے قبر بنایا جو ساخت کارخانہ حدیث ہے۔ عقل میں جو چیزیں خالص عقلی ہیں اللہ سبحانہ نے انہیں دلائل سے واضح کیا ہے جو عقل سے نہیں سمجھتے انہیں وحی سے مطمئن کرتے ہیں تو بہت سی آیات قرآن مرنے کے بعد کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، سات سو سے زائد آیات ہیں جہاں انسان حشر ونشر جنت وجہنم کا ذکر ہے حساب کا ذکر اعمال کا ذکر ہے اسی طرح دوسرے سوالات کے بارے میں چندین آیات ہیں جو ایک دوسرے کی وضاحت کرتی ہیں اور کوئی ابہام وہاں کے بارے میں نہیں چھوڑا ہے جسم وروح سے مرکب ہے انسان کو جب موت آتی ہے اس کا معنی روح جسم سے نکالتی ہے، روح کے بارے میں آیا ہے عالم برزخ میں ہوتی ہے اس کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں اور جس چیز کو جب قرآن نے مجمل چھوڑا ہے، پیغمبر ذمہ دار نہیں بیان کریں اور پیغمبر نے اس حوالے سے کچھ نہیں فرمایا ہے۔ آپ کہتے ہیں آئمہ اطہار سے وارد رویات میں برزخ سے مراد قبر ہے لیکن یہ آئمہ اطہار کے اختیار میں نہیں کہ وہ ایک نیا عقیدہ باب کھولیں جبکہ سورہ نساء کی آیت ۱۶۵ میں آیا ہے حجت صرف نبی ہیں اور نبی کے بعد حجت نہیں ہے، خاص کر وہ عالم جو ماوراء مادہ ہے اسے صرف اللہ جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا چنانچہ جو روایات آئمہ سے منسوب ہیں انکی کوئی قیمت و

ارزش نہیں ہے۔ لہٰذا عالم برزخ سے مراد قبر لینا حسن نیت پر نہیں، دلیل کی بنیاد پر نہیں ہے تو دلیل عقلی قائم نہیں اور دلیل قرآنی اس پر قائم نہیں جب دلیل عقلی نہیں دلیل تجربی بھی نہیں دلیل قرآنی بھی نہیں تو کسی کا قول یہاں کارآمد نہیں ہوگا اس کے باوجود آپ نے زبردستی اس کو عقیدہ میں شامل کیا ہے جس سے سوء نیت بدنیتی ظاہر ہوتی ہے اس کی تائید اس جملہ سے ملتی ہے جن لوگوں نے قبر میں سوال و جواب کا باب اٹھایا ہے، انہوں نے کہا آئمہ نے فرمایا ہے کہ قبر کے بارے میں تم اپنا بندوبست کرو آگے ہم تمہیں سنبھال لیں گے، حشر میں ہم دیکھ لیں گے یہ کہنا کہ قبر کے بارے میں آپ نے خود اپنا بندوبست کرنا ہے یہ ایک الٹا قضیہ ہے کیونکہ ہمیشہ سفارش کنندہ مشکل کے بارے میں مدد کرتا ہے مشکل کے بارے میں کہتا ہے سختی کے بارے میں کہتا ہے اگر آئمہ کو یہ اختیار ہوتا تو وہ چھوٹی چیز کے بارے میں کہتے کہ یہ ہم کریں گے نہ کہ بڑی مشکل کے بارے میں کہتے کہ ہم وہاں یہ کریں گے۔ یہاں سے محسوس ہوتا ہے کہ دین میں تخریبی کام ماہرین کے سپرد نہیں بلکہ عام آدمی بھی جو کر سکتا ہے اس نے کیا ہے۔ لہٰذا آئمہ کا یہ فرمان درست نہیں ہے کیونکہ آئمہ کہہ سکتے تھے کہ آخرت اللہ کے ہاتھ میں ہے نہ کہ ہمارے ہاتھ میں۔ پوری دنیا میں قبور کا رواج ہے اس سے یہ تاثر مل رہا ہے ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت دونوں انہیں بزرگان صاحبان دولت کی ہے، صاحبان ریاست کی ہے، صاحبان مال کی دنیا ہے غریب طبقہ جو بھی ہے وہ پستہ ہے ان کی نہ دنیا میں کوئی حیثیت ہے نہ آخرت میں انکی کوئی حیثیت ہے کہ انسان آخرت سے توجہ ہٹا کر دنیا کی طرف مائل رہے لیکن جہاں کہیں دینا ہے وہ دنیاداروں کے قبرستان آباد ہیں غریبوں کے کہیں قبرستان آباد نہیں ہیں دوسری بات جو ان قبور پر جا کر شرکیات جو کرتے ہیں اس سے بھی واضح ہے کہ عالم برزخ سے مراد قبر لینا بدنیتی پر مبنی ہے۔

برزخ یعنی درمیانہ ہر دو چیزوں کے درمیان چیز کو برزخ کہتے ہیں انسان مرنے کے بعد جہاں ہے ان کو کچھ مدت ٹھہرنا ہوتا ہے اس وہ ہر حوالے سے دنیا اور آخرت کے درمیان واقع ہے۔ روح انسان جسم سے نکلنے کے بعد عالم برزخ میں منتقل ہوتی ہے لیکن وہ کیسے منتقل ہوتی ہے وہاں پہنچانے کا کیا طریقہ ہے اس بارے میں کوئی بھی آیت نہیں ملتی۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے روح نکلتے

ہی ہی برزخ پہنچتا ہے۔عالم برزخ میں انسان زندہ رہتا ہےلیکن کس قسم کی زندگی ہوتی ہے بعض آیات میں آیا ہے سوتے رہتے ہیں آیات میں برزخ کو مرقد کہا ہے بعض نے خوابگاہ بعض اایات میں بعض افراد کو سزا ملتی ہے۔ برزخ کا ایک طرف دنیا سے ملتی ہے دوسری طرف یوم بعث سے ملتا ہے لیکن اس جگہ کا قیام کا فلسفہ کیا ہے وہ بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے۔آخرت یوم الجمع یوم الجمع آدم سے لیکر فناء دنیا تک موجود انسان وہاں سب جمع ہونگے۔ جبکہ برزخ میں ہر روز نئے مہمان آتے رہتے ہیں لیکن دین تحریف کرنے اور دین کے نام سے کمانے والوں نے برزخ کی جگہ بغیر کسی ثبوت دلیل کے قبر کو ہی برزخ بنایا ہے جو کہ قرآن کے خلاف ہے عقائد و منحرفان نے اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کیلئے دین کے ساتھ ایسا کرتے ہیں

قبر میں سوال منکر و نکیر:

قبر میں سوال کتاب رحلۃ الایمان فی جسم الانسان تالیف ڈاکٹر حامد احمد حامد ص ۵۲۸ عود الروح الی القبر۔

روح انسان جسم سے نکلنے کے بعد سیاحت آسمان کرتی ہے پھر دوبارہ واپس بدن میں داخل ہوتی ہے ،انس نے رسول اللہ سے نقل کیا ہے بندہ کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور تشیع کنندہ گان واپس جانے لگتا ہے اسے بٹھاتے ہیں پھر پوچھتے ہیں ''ما کنت تقول فی ھذا الرجل'' یہاں سے محسوس ہوتا ہے یہ روایت غالیوں نے گھڑی ہے یعنی اگر درست جواب دیا تو اس کی قبر میں ستر ہاتھ توسیع دیتے ہیں اور قبر کو سرسبز کرتے ہیں۔

کلمہ ایمان سے گریز کر کے مختلف کلمات استعمال کرنا۔

۲۔ایمانیات کو عقائد سے استفادہ کرنا پھر اس میں تحقیق کرنا یا بغیر تحقیق اپنانے کی بحث بنا کر فقہ میں لے جانا،شاذات کو شامل کرنے کا سلسلہ مذموم عزائم و منویات کے تحت کئے گئے ہیں۔

عقائد نویسان کے عقائد میں ان کے عقائد کے مظاہر:۔

عقائد نویسان میں بعض صرف اثبات وجود باری تعالیٰ پر لکھیں،بعض نے صرف نبوت پر

،بعض صرف امامت بعض نے صرف معاد پر لکھا ہے،بعض نے فروعات کو بھی اصول میں شامل کر کے سب کو اصول دین نام دیا۔اب ان کے پاس اصول دین کے اوپر بنانے کی چیز نہیں ہے ان کی مراد یہ ہے کہ ہمارے کل دین کا ڈھانچہ ہے۔

عقائد نویسان نے عقائد شناسی کے لئے کوئی اصول وضع نہیں کیے ہیں قرآن کو گسیٹ کر احادیث سے استناد کیا ہے۔

۱۔شیخ صدوق ۲۔شیخ مفید ۳۔سید مرتضیٰ حلی ۴۔یوسب بن حسن حلی۔۔۔۔۔

۵۔نصیرالدین طوسی ۶۔مقداد ثوری ۷۔محمد حسین کاشف الغطاء

۸۔محمد رضا مظفر

۹۔مرتضیٰ مطہری ۱۰۔محمد حسین طباطبائی ۱۱۔محمد حسین فضل اللہ

عقائد نویسان فریقین کا قریب اتفاق ہے کہ روح بعد از مفارقت از جسد دوبارہ جسد میں داخل ہوتی ہے جواب سوال منکر نکیر دیتا ہے ثواب وعقاب ہوتا ہے۔سب کے استناد اس سلسلے میں وارد روایات ہیں اگر ایمان بغیب بھی اجماع علماء سے بھی ثابت ہے تو دین اسلام کے اصول ایمانیات کو علیہ السلام کہنا درست ہوگا کیونکہ قرآن نے فرمایا ہے’اکثرھم لایعلمون، لایفعلون‘ نبی کریم کی زبان سے اللہ نے قرآن میں نقل فرمایا’’ماادری مایفعل بی ولا بکم‘‘اس سلسلے میں وارد روایات کے متون مخدوش اور مشکوک ہیں،ہمیں ان کی اسناد تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہمارے پاس اس کے علاوہ یہ ملاحظات بھی ہیں۔

۱۔عقائد اسلام میں جبر واکراہ نہیں ہے کیونکہ اس کے عقائد واضح واشگاف ہیں اس میں لفظی و معنوی دونوں میں کوئی پیچیدگی نہیں جسد قبر میں مشاہدہ تجربے کیلئے آمادہ ہے۔قبر اور جسد میں کس قسم کے آثار نشانی نہیں یہاں قبر کو کھلا کیا ہو یا ضیق کیا ہے جسد کچھ عرصے کے بعد اسکے ذرات دنیا میں منتشر ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے۔

۲۔منکرین الحاق روح بجسد کو مبلغین اسلام عقائد کو تحلیل کر کے سمجھائیں شکوک وشبہات اعتراضات حد سے بڑھ گئے ہیں جواب ندارد ہے۔

قبر میں سوال منکر ونکیر کے بارے میں اکثریت قریب بالاتفاق ہے اپنے دور کے مشہور عباقر ونوابع نے اپنی تصانیف کردہ کتب عقائد میں سوالات و جوابات یا تفاسیر مومنون ۱۰۰ کی تفسیر میں واردروایات متواتر سے ثابت کیا ہے علامہ سبحانی نے عقائد امامیہ ترجمہ اردو ص ۲۳۹ میں شیخ صدوق کی باب اعتقاد ۱۷، ۳۷ نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۰ پر شیخ مفید کی تصحیح اعتقاد شیخ نصیرالدین طوسی کی تجرید الاعتقاد سے بھی عذاب قبر کی تصدیق کی ہے۔ دیار شام کے ایک مشہور ومعروف بلکہ اپنے دور میں عالم دین علی طنطاوی جو کہ اخبار وجرائد ریڈیو ٹی وی پر دروس محاضرات سوالات اعتقادات سیاسیات ثقافات کا جواب دینے والے ہیں، قبر میں سوال منکر ونکیر کے سوال کا جواب اپنی کتاب فتاوٰی علی طنطاوی جلد دوم صفحہ ۲۵ پر مدلل منطقی جواب دینے سے، خائف ہونے کی وجہ سے تقیہ، توریہ کر کے سوالات کے جواب دینے کا اصول پیش کر کے سائل کو مزید پریشانی میں چھوڑا ہے آپ نے مسئلہ کا واضح جواب دینے کی بجائے مزید ابہام میں ڈالا ہے آپ نے فرمایا ہے۔

۱۔ انسان عاقل اس مسئلے کو تسلیم کرتے ہیں جسے اس کے حواس نے درک کیا ہو

۲۔ اصول مسلمہ میں سے ایک علوم تجربی کے قوانین سے گزرا ہو

۳۔ امور غیبیہ جو حس وتجربہ میں نہیں آتے ہیں اس کی تصدیق ہونے کے بعد ہم سمجھیں اس میں حیات ہے کسی آیت میں یا روایت معتبر میں ہو پھر تصدیق کر سکتے ہیں۔

۴۔ حیات کا جو مفہوم اللہ کے نزدیک ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں چنانچہ آپ نے اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کی حیات کی مثال دی ہے۔ آقائی طنطاوی کا وحی میں قرآن کے ساتھ روایات معتبرہ کو شامل کرنا حیرت آور ہے ۲ حیات جو اللہ کے نزدیک ہے وہ ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں سے کیا مراد ہے کیا جسم کے اجزاء عناصر منتشر ہونے کے بعد ہم سمجھیں اس میں حیات ہے۔

آخر میں آپ نے کسی حنبلی عالم دین کا قبر کے بارے میں سوال کا جواب نفی دینا انکار کا ذکر کر

کے گفتگو ختم کی ہے۔

علامہ مغنیہ نے کتاب مبدو المعادص ۱۰۱ پر لکھتے ہیں ''**عود الروح الی الجسدفی القبر کا الحدیث عن یوم القیامة و احوالها لا یعرف الا با الوحی و الاخبار الهی جبکه الاحادیث ازالنبی و اهل البیت فی سوال ا لمیت فی القبر و اقرب و بشئیبالطرف و ا من بها العلماء حتی جری مجری الایمان عن الحادالحساب فی القبر ضرورة من الدین و اصبح عقیده من عقیده اسلام**''

۲۔ پھر علامہ مغنیہ لکھتے ہیں پھر بھی اگر ہم شک کریں تو اس میں شک نہیں کر سکتے ہیں کہ احیاء فی تفسیر کتاب میں سے ہے

۳۔ پھر لکھتے ہیں اگر کوئی بھی دلیل نہ ہو، دفع احتمال ضرر و واجب ہے علامہ مغنیہ مصنف تصانیف متنوعہ تفسیر قرآن نقاد عقائد اہل سنت روشن خیال سوال قبر کے بارے میں حضرات تنازلات کرتے کرتے آخر میں دفع ضرر متحمل تک پہنچے بلکہ ہر قدم پر تنزل کرتے رہے۔

ا۔ اخبار از نبی و اھلبیت یا اصحاب و تابعین و تبع تابعین بحد تواتر یا اس سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو حجت ہونا اپنی جگہ اول الکلام ہے یہ کون سا تواتر ہے، تواتر کی برگشت مشاھدات محسوسات اجناس اصناف متعددہ مذاہب مختلفہ متعاندہ کا اتفاق تواتر حجت کہا ہے، فرق مسلمین نے کوئی مسئلہ چھوڑا ہے جس پر تواتر کا دعویٰ نہیں کیا ہو۔ آپ سے سوال ہے اگر کوئی یہ دعویٰ تواتر سے کریں کی نعوذ باللہ قرآن میں تحریف ہوا ہے تو قبول کریں گے؟ یہ استثناحات علماء ہے جس طرح آپ نے کلمہ برزخ کا معنی قبر کر کے عقیدہ پیش کیا ہے تواتر بھی آپ ہی کا خود ساختہ ہوگا وہ تواتر عندالعلماء عالم حجت اس میں اغیار کی شرکت ضروری ایک گروہ کے تواتر کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۲۔ ضرورت از دین نہیں ہے کیونکہ بہت سے علماء نے رد کیا ہے چنانچہ شارح نہج البلاغہ علامہ خوئی نے سوال قبر کو ثابت کیا ہے بعد میں باقی ماندہ خطب سولھویں جلد میں سوال قبر کی نفی ہے۔

۳۔ ایمانیات اللہ کی طرف سے آئی ہیں کیا اللہ بھول گئے تھے نبی اور اھلبیت نے اسکو

پورا کیا۔

۴۔ایمان بماوراء دنیا کا حکم صرف اللہ دے گا نبی نہیں دے سکتا ہے۔

۵۔قبر میں سوال کرنے والے ملائکہ کا نام منکر ونکیر رکھنا اس بات کی دلیل ہے یہ جعلی ہے کیونکہ سوال تنہا برائیوں کا نہیں نیکوں کا بھی حساب ہوگا۔

سوال:۔قبر کے بارے میں پیش کردہ دلائل پر نقد:۔

۱۔سوال نیک وبرُے اعمال دونوں سے ہوگا لہٰذا سائل کا نام نکیر ومنکر مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔

۲۔آیت تنہا مجاہدین مقتولین اسلام کیلئے مخصوص نہیں بلکہ تمام مردہ گان عالم برزخ میں زندہ ہوتے ہیں۔

۳۔آیت ۔۔۔۔۔الجنۃ۔۔۔۔۔میں ان جنت نہیں ہوتے یہ حکایت از قیامت

۴۔ النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا۔۔۔۔ ، سورہ مومن آیت ۴۶

۔۔۔۔شاید خاص بعض مجرمین ہونگے کیونکہ ایک گروہ کے بارے آیا ہے۔بعض کے بارے میں آیا ہے وہ خواب میں ہوتے ہیں۔

۵۔برزخ دنیا کی بنسبت اوسع عالم ہے قیامت کی بنست ضیق ہے اس کیلئے قبر معنی کرنا بے ربط ہے۔

۶۔قبر میں جسم انسان ہوتا ہے روح سورہ مومنون آیت ۱۰۰ کے تحت عالم برزخ میں ہوتا ہے وہاں سے دوبارہ عالم دنیا یعنی قبر میں آئے گی اس کی کوئی دلیل نہیں۔

۷۔ہمیں عذاب قبر سے ڈرانے والی روایات سے جعل کی بوآتی ہے کیونکہ بڑے عذاب کے مقابلے میں چھوٹے عذاب سے ڈر بے معنی ہے۔

۸۔تمام گزشتگان وآئندگان تا قیام قیامت عالم برزخ میں ہوں گے سورۃ رحمٰن کے تحت

برزخی نہ واپس دنیا کی طرف تجاوز کر سکتے ہیں نہ ہی آخرت کی طرف وہ عالم برزخ میں ہی ہونگے کیسے ہونگے اس کی تفصیل بیان نہیں ہوئی ہے۔

بعض نے دعویٰ کیا ہے میت قبر میں دفنانے کے بعد روح دوبارہ جسد خاکی میں داخل ہوتی ہے جہاں دو ملک بنام منکر ونکیر آ کے سوال کرتے ہیں اس مدعیٰ کو ثابت کرنے کیلئے تدلیس کرتے ہوئے دو چیزوں سے استناد کیا ہے۔

قبر میں سوال وجواب کے بارے میں کچھ لکھنے سے پہلے چند تمہیدات پیش کرنے کی ضرورت ہے تا کہ مسئلے کو سمجھنے میں آسانی ہوجائے۔

۱۔قبر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں جسد خاکی کو رکھا جاتا ہے اس کی لمبائی چوڑائی کے بارے میں نہج البلاغہ کتب ۵۳ میں ہے اس میں کتنے دن توقف کرنا ہے وہ قیام قیامت تک ہے، یہاں دفنانے کے بعد جسد خاکی کا <u>کیا حشر ہوگا قرآن کریم کی ان آیات میں آیا ہے(۔۔۔۔)مدفون جسم</u> کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں بعض بہت جلدی خراب ہوکر گل سڑ کر خاکستر ہوجاتے ہیں اور بعض کا ڈھانچہ طویل مدت تک باقی رہتا ہے لیکن اس جسم کا آخری انجام اسی دنیا کے گوشہ وکنار میں منتشر ہونا ہے۔

۲۔دین اسلام کی پہلی پہچان یہ ہے کہ اس کی خبریں باہر موجود حقائق کے مطابق ہوتی ہیں باہر موجود حقائق سے انکار کریں گے تو سوفسطائیت ہوگی جن کے نزدیک سب وہم وخیال ہے، اگر کسی غیر موجود کو دیکھنے سننے یالمس کرنے کا دعویٰ کریں تو اس کو خواب وخیال سحر وجادو کہتے ہیں۔

<u>۳۔ہمارے پاس کسی چیز کو ثابت کرنے کیلئے تین ذرائع سے زیادہ وسیلہ نہیں ہے احوال خمسہ میں آتے ،عقل عقلاء سے ثابت ہوا نکار ناپذیر ہے۔</u>

۴۔وحی مقطوع سے ثابت ہو وحی مقطوع میں صرف آیات محکمات آتی ہیں جسکے دوسرے معنی امکان پذیر نہ ہوں جیسے آیات متشابہ ظنی الدلالۃ ہیں جبکہ روایات ظنی سند بمعہ ظنی الدلالۃ ہیں جس سے کوئی بھی عقائد اثبات امکان نہیں ہوتے اب آتے ہیں اصل مطلب کی طرف انسان جب مرجاتا ہے تو کہتے ہیں روح نکل گئی، روح نکلنے کے بعد جسد کو فوراً زیر زمین دفناتے ہیں۔روح کہاں گئی

؟ ہمارے حواس اس سے قاصر رہتے ہیں، عقل بھی قاصر رہتی ہے نہیں کہہ سکتی کہاں گئی، یہاں صرف وحی باقی رہتی ہے مومنون ۱۰۰ میں وہ عالم برزخ میں گئی ہے اور عالم برزخ کی تعریف میں آیا وہ حیات دنیا اور حیات آخرت کے درمیان جگہ ہے وہاں اس نے قیام کرنا ہے تا قیام قیامت۔

ا۔ آیات محکمات میں آیا ہے روح عالم برزخ میں جاتی ہے لیکن برزخ سے مراد اسی قبر کو لینا تفسیر بالرائے اور تحریف قرآن ہوگی۔ برزخ سے مراد یہی قبر لینے کے لیئے جن آیات سے استدلال کیا ہے وہ آیات متشابھات ہیں اس کیلئے ان آیات سے استدلال کیا ہے کہ انسان مرنے کے بعد زندہ رہتا ہے جیسے آیت ﴿وَ لا تَحسَبَنَّ الَّذینَ قُتِلُوا فی سَبیلِ اللَّهِ أَمواتاً بَلْ أَحیاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُونَ ﴾ العمران۔۱۶۹۔ بعض نے قبر میں ن احیاء کو ان آیات سے رد کیا ہے ۔﴿قالُوا رَبَّنا أَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ أَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنا بِذُنُوبِنا فَهَلْ إِلى خُرُوجٍ مِنْ سَبیل﴾ (غافر۔۱۱) ﴿کَیْفَ تَکْفُرُونَ بِاللَّهِ وَ کُنْتُمْ أَمْواتاً فَأَحْیاکُمْ ثُمَّ یُمیتُکُمْ ثُمَّ یُحْییکُمْ ثُمَّ إِلَیْهِ تُرْجَعُون﴾ (بقرہ۔۲۸)۔

قبر میں سوال:

قبر جہاں روح بعد از نزع جسد خاکی کو رکھا جاتا ہے یہ ایک حقیقت ہر انسان کے مشاہدے و تجربے میں ہوتا ہے انکار پذیر نہیں اما روح حسب مومنون ۱۰۰ برزخ میں جاتی ہے۔ برزخ کہاں ہوتی ہے کلمہ برزخ میں دیکھیں۔ یہ دنیا سے باہر ہوتی ہے اما جسد اسی دنیا میں ہوتا ہے جہاں زندہ بستے ہیں۔ ہے جسد خاکی کچھ مدت گذرنے کے بعد بوسیدہ ہو جاتے ہیں روح دوبارہ واپس قبر میں آنے کا ذکر کسی بھی آیت میں نہیں آیا ہے لیکن دین کے اصول ومبانی میں تحریف کرنے والوں نے لکھا ہے قبر میں سوال ہوگا۔ کتاب محاضرات فی الھیات استاد جعفر سبحانی ص۶۲۲ از اعتقاد شیخ صدوق ''اعتقادنا فی المسائله فی القبر انه حق لا بد ....''

وقال المفید حادث الاثار .....ان الملائکه تنزل علی المقبوریں فتسالهم عن ادیانهم''

۲۔عالم برزخ سے مراد قبر ہے جبکہ برزخ کی تعریف دنیا وآخرت کے درمیان میں ہے جبکہ قبراسی دنیا میں ہے۔

۳۔وہ روایات جو سوال کے بارے ہے وہ ایسی ہیں جس طرح دیگر اباطیل جعلیات جیسی ہیں کیا آپ کی روایات میں جعلیات خودساختہ کم ہیں؟ جسم سے روح نکلنے کے بعد وہ کہاں ہوتا ہے،اس کے ساتھ کا حشر ہوتا ہے؟ وہ غیوبات میں سے عالم غیوب ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا ہے حتیٰ خاتم النبیین بھی اپنی طرف سے نہیں جانتے آپ وہی جانتے ہیں جو آیات میں آیا ہے،قرآن میں روح کے برزخ میں ہونے کا ذکر آیا ہے۔

۴۔برزخ غیر قبر ہے

کیا عقائد کو قیل وقال سے ثابت کر سکتے ہیں۔

فی تفسیر الفرقان ج۱۸ص۲۸۴،نقل عن البحار ج۶ص۲۳۴،نور العین ج۳ص۵۵۹۔

قرآن کتاب مبین

قرآن کتاب مبین ہے،مبین کا معنی واضح کنندہ اور واضح شدہ دونوں معنی میں آتے ہیں،اس میں کوئی چیز غیر واضح نہیں ہے حتیٰ جن آیات کو آیات متشابہ کہا گیا وہ بھی اپنی جگہ واضح ہیں یعنی اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے کیونکہ اشیاء دونوعیت کی حامل ہوتی ہیں ایک قابل رویئت ہیں ۲ ماوراء حواس ہیں۔جہاں ماوراء حواس ہیں جیسے احوال قیامت جتنا امکان تھا بیان کریں بیان ہوا ہے بطور مثال روز آخرت میں انجام بندگان کے بارے میں فرمایا عاصین جہنم جائیں گے،مطیعین کیلئے جنت ہے لیکن دونوں قابل مشاہدہ نہیں ہیں۔جو مغصوص حلقوم باطنیہ و بناتہا بنا ہوا ہے قرآن کو مطعون کرنے کے لئے تمام مساعی خبیثہ لحیمہ وجریمہ کا ارتکاب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ جونہی کہیں قرآن کا نام سنتے یا دیکھتے ہیں تو غصہ میں آجاتے ہیں قارئین راقم نے قرآن سے متعلق ایک کتاب ’’قرآن سے پوچھو‘‘ لکھی سنہ۲۰۰۲ء میں امام بارگاہ امامیہ میں مولوی ابوالحسن اور محمد حسین امام جمعہ نے کتاب اٹھا

کر کہا کہ ہم قرآن سے نہیں پوچھتے ہیں۔ غرض یہ لوگ قرآن کو ہٹا کے احادیث کو جاگزین کرنے میں سب سے پہلے اس میں سبقت لینے والے مدارس وحوزات ہیں انہوں نے دھوکہ پر مبنی یہ وعدہ دیا کہ ہم یہاں پہلے وہ علوم پڑھائیں گے جو قرآن فہمی کے لئے ضروری ہیں لیکن ہزار سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد ابھی تک قرآن کو نصاب میں شامل نہیں کیا بلکہ انہی علوم کو پڑھایا جا رہا ہے جو دشمنان اسلام نے اسلام کو کنارے پر لگانے کیلئے تخلیق کیے تھے قرآن پر مختلف متعدد طبعیات افتراء لگا کر احادیث نخ سازاں کو قرآن کی جگہ جاگزین کیا احادیث موضوعات مصنوعات مرفوعات کے اسفار پر اسفار بنائے گئے ہیں، حنفیات جعفریات حنبلیات وشافیعات کو آگے کرنے میں مساعی ناموزوں کو درست قرار دیا اور کہتے ہیں قرآن میں سب کچھ نہیں ہے قرآن بغیر اہل بیت یا بغیر حدیث یا بغیر تفسیر سلف قابل فہم نہیں جبکہ ان سب کے برعکس نازل کنندہ قرآن فرماتا ہے یہ قرآن غیر ذی عوج ومبین ہے۔ اس کتاب میں بیان شدہ عقائد واحکامات اور اخلاق وتاریخ سب واضح اور روشن ہیں۔

مرقد:

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ مرقد ہے مرقد اسم مکان۔ مادہ ''رقد'' سے لیا ہے، رقد مقائیس ج ا ص ۴۸۱ پر آیا ہے ''ر، ق، د'' **اصل واحد يدل على النوم، و يشتق منه فالرقاد، النوم يقال رقد رقودا**''۔ یسین ۵۲ میں آیا ہے ''کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا'' یہ مرقد کہاں ہے جہاں انسان دفن ہوتے ہیں وہ جگہ ہے یا عالم برزخ میں واقع ہے۔ اس آیت کریمہ میں دو کلمہ ہیں ایک مرقد یعنی خوابگاہ، انسان بعث یوم قیامت تک سوئے ہوئے ہوتے ہیں، دوسرا لفظ بعثنا ہے کلمہ بعث بیٹھے انسان کو اٹھانے کو کہتے ہیں لہٰذا انبیاء کے بارے میں بعثت انبیاء آیا ہے **هُوَ الَّذِی بَعَث** پہلے انبیاء معمولی عادی انسان جیسی زندگی گزار رہے تھے اللہ نے اچانک انکو تبلیغ رسالت کیلئے اٹھایا۔ اس کلمہ سے یہ معنی آسانی سے اخذ کر سکتے ہیں حشر کیلئے نشر ہونے سے پہلے وہ زندہ سمجھیں، پھر ان کے جسد کو دفنانے کیلئے لے جاتے ہیں شرع کی رو سے شدت اور آسانی دونوں کے بارے میں عادیات کی ابتدائی آیات آتی ہیں، مومنون ۱۰۰ میں مرنے کے بعد روح عالم برزخ میں ہوتے ہیں

وَ مِنۡ وَرائِهِمۡ بَرۡزَخٌ إِلی یَوۡمِ یُبۡعَثُون برزخ کا ذکر قرآن میں چند جگہ آیا ہے مفردات راغب نے لکھا ہے **البرزخ الحاجز والحد بين الشيئين وقيل اصله برزه فعرب وقوله تعالى بَيۡنَهُما بَرۡزَخٌ لا يَبۡغِيانِ** رحمن : ۲۰ برزخ حائل ہے کہ انسان نہ دنیا کی طرف برگشت کرسکتا ہے نہ آخرت کی طرف جلدی جاسکتا ہے برزخ دو مکان اور دو زمان کا نام ہے درمیان مکاں و زماں کا نام ہے جبکہ قبر اس دنیا میں واقع ہے ایمان بالیوم الاخر میں دونوں شامل ہیں حیات برزخ اور حیات آخرت دونوں ہمارے مشاہدات سے باہر ہیں جو چیز ہمارے مشاہدات سے باہر ہے قابل تجربہ نہیں ہے، اللہ نے اس بارے میں تین ممکنہ وضاحتیں کی ہیں بطور مثال قیامت کے بارے میں باریک ترین درپیش مسائل کا ذکر قرآن میں آیا ہے ۔

۱۔ یوم الآخر بقرہ ۱۷۷، ۴۲، ۲۲۸

۲۔ یوم الدین فاتحہ ۴

۳ یوم الصحیہ بقرہ ۸۵، ۱۱۳، ۱۷۴، ۲۱۴، عمران ۲۰، ۷۷

۴۔ یوم الحر مریم ۳۹

۵۔ یوم البعث روم ۵۶

۶۔ یوما لصعل صافات ۲۱

۷۔ یوم تلاق غافر ۱۰

۸۔ یوم الزخر غافر ۱۸

۹۔ یوم الحساب غافر ۲۷

۱۰۔ یوم تناد غافر ۲۷

۱۱۔ یوم الجمع شوری ۷

۱۲۔ یوم الوعید ق ۲

۱۳۔ یوم الخلو دق ۳۴

۱۴۔ یوم الخروج ق ۴۲

۱۵۔ یوم التغابن تغابن ۲

۱۶۔ یوم لا ریب فیہ عمران ۹،۲۰

۱۷۔ یوم لا بیع ولا خلال

سب قیامت کے دن ہونے کا ذکر آیا ہے

عالم برزخ میں نعمت ملنے یا سزا ملنے کا کوئی ذکر واضح محکم صورت میں نہیں آیا ہے سوائے **النَّارُ يُعۡرَضُونَ عَلَيۡها غُدُوًّا وَ عَشِيًّا وَ يَوۡمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدۡخِلُوا آلَ فِرۡعَوۡنَ أَشَدَّ الۡعَذاب** سورہ مومن:۴۶ آل فرعون کو صبح شام عذاب کریں گے اس کے علاوہ اور کہیں بھی نہیں آیا۔ اب برزخ سے مراد قبر لے کر قبر میں نکیر و منکر اور عذاب کی جو کہانیاں بنائی گئیں ہیں یہ کارنامہ باطنیہ ہی کا ہوسکتا ہے ایک انسان جب مرتا ہے تب مشاہدے میں آتا ہے روح کے انسانی بدن سے خارج ہونے کا یقین ہوتا ہے مرنے میں صرف جسم ہی مرے ہیں جسم کا قیام زندہ روح سے تھا اور روح نکلنے کے بعد وہ مختصر مدت کے بعد دوبارہ مٹی ہوجاتا ہے لہٰذا قبر جائے خوابگاہ نہیں۔ قبر میں جسد سے جسد مٹی نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کی ذات دنیا کے گوشہ و کنار میں ہوتا بلکہ بعض حیوانات کا جزء بعض کسی انسان کا جزء بنتے ہیں واللہ اعلم کیا ہوتا ہے، اس مشاہدہ کی وجہ سے اہل دنیا نے دوبارہ احیاء ہونے سے اس لئے انکار کیا ہے اس کی ذات عالم میں منتشر ہوئی اسے کیسے جمع کریں رعد ۵، المومنون ۳۵،۸۲، نحل ۶۷، صافات ۱۶،۵۳، ق ۳، واقعہ ۴۔

یہاں سے انسان مسلمان کو سوچنا چاہیئے قبروں پر جا کر ایصال ثواب کے نام سے کھانے دینا، درحقیقت ایمان بروز قیامت سے منصرف کرنے کی ایک قسم کی افیون ہے، یہاں کچھ دے کر جان چھڑانے کا کام مردہ فروشی کا کاروبار کرنے والے یا فرقہ خبیثہ باطنیہ ہیں جو منکر قیامت اور عقیدہ تناسخ رکھتے ہیں، مومنین کے ایمان بآخرت کے بارے میں آیات محکمات واضح آیات ہیں اس کو نظر انداز کر کے وہابیوں کی ضد دین نہ سمجھیں، شیعہ وہابی اور قبرستان دونوں شاخہ باطنیہ ہیں۔

قرآن :

مقائیس اللغہ ج۲ص۳۹۶ پر آیا ہے ق ر و الحرف المعتل (آخر میں حرف الف۔ واو یاء پر مشتمل) اصل صحیح یدل علی جمع و اجتماع کسی بھی قسم جمع و اجتماع کے لئے استعمال ہوتا ہے اسی معنی میں گاؤں کو قریہ کہتے ہیں قرآن کی تعریف قاریان قرآن کے نزدیک قرآن اللہ سبحانہ کا آخر کلام ہے جن و بشر سے جو حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب پر نازل ہوئی۔ ۲۔ اس کلام کے چار نام ہیں۔ ۱۔ قرآن مجید بروج ۲۱ یہ نام قرآن میں ۵۸ جگہ آیا ہے۔ ۲۔ الکتاب یہ نام ۱۰۰ جگہ آیا ہے ص ۲۹۔ ۳۔ الذکر یس ۹ ۷۔۔ ۲۰ جگہ پر آیا ہے ۴۔ فرقان۔۔۔۔ تقسیم قرآن مسلمانوں نے اپنی نظام تلاوت کے خاطر اس کو ۱۳۰ اجزاء میں تقسیم کیا ہے اس کے ۱۱۴ سورہ ہیں اولین آیت از لحاظ انزول علق کی پہلی پانچ آیات ہیں۔ تعداد آیات ۶۲۳۶ عدد کلمات ۷۷۸۰۷۔ تعریف قرآن کلام امیر المومنین علی ابن ابی طالب خطبہ ۱۹۸ قرآن کی تعریف صاحب قرآن نے خود قرآن میں بیان فرمائی ہے۔ مجید ق ۱، بروج ۲، کریم یس ۲، ۲۱، یونس ۱، حجر ۸۷، حکیم واقعہ ۷۷، عزیز فصلت ۴۱۔ ۶۲، مبارک انبیاء ۵۰، ص ۲۹، حجر ۱۔ متشابہ زمر ۲۳، مثانی ۲۳، عربی یوسف ۲۔ کتاب اللہ کو قرآن اسی لیے کہتے ہیں کہ جامع احکام کتب آسمانی ہے مسلمانوں کو یہ فخر اعزاز وامتیاز حاصل ہے انکی کتاب دو نام سے یاد کی جاتی ہے تاکہ اس کی جو حفاظت کی ضمانت اللہ نے دی وہ عملی ہو سکے ایک قرآن اور دوسری کتاب ہے۔ قرآن کریم میں قرآن کا ذکر ۷۰ بار آیا ہے کبھی یہ صرف کتاب سے اور کبھی قرآن نام سے آیا ہے سورہ حجر آیت ۱﴿الر تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ وَ قُرْآنٍ مُبینٍ﴾ میں ان دونوں کو ملا کر قسم کھائی ہے۔

اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (نحل:۹۰)

قیام قسط کریں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ (مائدہ:۸)

یہ کتاب ہدایت ہے يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ (احقاف:۳۰)

بقرہ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیہِ ہُدًی لِّلْمُتَّقِینَ ۲

کتاب اور قرآن میں فرق:

کتاب مصدر کتب ہے ک ت ب سے مرکب اس کلمہ کا معنی جمع کرنا ہے اس معنی و مفہوم میں کاتب کو جمع حروف کرنے کے حوالے سے کاتب کے جمع شدہ کو کتاب کہتے ہیں، کتاب نزھۃ لاعلی ابن جوزی ت ۵۹۷ ص ۲۴۴ پر آیا ہے قرآن کریم کتاب پانچ معنوں یا پانچ مصداق کیلئے آیا ہے ا۔کتاب بمعنی امر مائدہ ۲۱۔،۲۔الجعل عمران ۳۔۔القضا عمران ۱۰۲ کتاب عص الفرص بقرہ ۱۸۳ کتاب ال کے ساتھ قرآن میں ۱۱ جگہ آیا ہے الوح محفوظ انعام ۵۹، ۳۸ حدید ۲۲ ۲ الکتاب عمران ۴۸ ۱۱۳ الحاقہ، جاثیہ ۲۸، بقرۃ ۳۰، وعد ۲، بقرہ ۲۳۵، عمران ۲۔العمل مطففین ۷، وقت، عمران ۱۴۵، حجر ۴، القرآن ص ۱۲۹، تورۃ عمران ۹۴۔ ۹۔انجیل عمران ۴۲۔فرص نساء ۲۲، العلم روم ۵۴۔

قرآن میں جب کتاب کا ذکر آتا ہے اور اس پر ’’ال‘‘ نہیں لگا تو صرف کتاب ہوگا اس سے مراد جتنی بھی کتب اللہ کی طرف سے انبیاء پر نازل ہوئی ہیں مراد ہیں جیسا کہ صحف ابراہیم، زبور داؤد، تورات موسیٰ، انجیل عیسیٰ۔ بعض آیات میں آیا ہے قل یا اہل الکتاب سے مراد تورات و اجیل ہیں۔ اگر کتاب پر ’’ال‘‘ ہے تو اس کتاب سے مراد قرآن ہے کیونکہ یہ آسمان سے کتاب کی صورت میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ سورہ یونس آیت ۱ ﴿الر تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْحَکیمِ ﴾ سورہ ہود آیت ۱ ﴿الر کِتابٌ أُحْکِمَتْ آیاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَکیمٍ خَبیرٍ﴾ سورہ یوسف آیت ۱ ﴿الر تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْمُبینِ ﴾ اس کتاب کی خصوصیات یہ ہیں۔

ا۔ یہ خاتم کتب ہے اس کتاب کو منسوخ کرنے والی کوئی کتاب نہیں آئیگی سورہ فصلت آیت ۴۲ ﴿لا یَأْتیهِ الْباطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزیلٌ مِنْ حَکیمٍ حَمیدٍ ﴾ یہ کتاب محافظ کتب گذشتہ ہے سورہ مائدہ آیت ۴۸ ﴿وَ أَنْزَلْنا إِلَیْکَ الْکِتابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِما بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتابِ وَ مُهَیْمِناً عَلَیْهِ فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِما أَنْزَلَ اللَّهُ ﴾

۲۔اس کی دوسری خصوصیت قرآن ہے قرآن مادہ قرء سے ہیں قرء پڑھنے کو کہتے ہیں لہٰذا نبی کریم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اقراء باسم ربک سے شروع ہوئی چنانچہ نبی کریم نے مدینہ پہنچتے ہی ایک گروہ کو قرآن حفظ کرنے پر مامور کیا یہاں قرآن دو طرح سے محفوظ ہوا ایک قرائت کے ذریعے اور دوسری کتاب کے ذریعے۔ دونوں ذرائع ایک دوسرے کے گواہ وصدق ہیں شاید یکے از وعدہ حفظ الٰہی جس کی ضمانت نے اللہ نے سورہ حجر:۹ **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحافِظُون** میں اس کی طرف اشارہ ہے پہلے قرآن کا ذکر ہوا، آیات القرآن والمبین ۔قرآن کتاب کی صفت ہے کتاب سے مراد یہی قرآن ہے۔ اس کو کتاب کیوں کہا کیونکہ اس کو آئندہ لکھنا تھا جبکہ دیگر کتب آسمانی پہلے نازل ہوئی بعد میں لکھی گئیں لیکن قرآن پہلے لکھا ہوا تھا اور بعد میں نازل ہوا ہے ہم نے باب مصادر عقائد میں لکھا ہے قرآن باطنیوں کے گلے میں پھنسنے والی ہڈی ہے، حنضل اور ضریع بھی ہے ۔اس کی دلیل وثبوت قرآن کے بارے میں ان کے تعبیرات سے ملتی ہے قرآن کریم کی آیات ظنی الدلالہ ہے۔

یہاں قرآن کی دو صفات بیان ہوئی ہیں ایک مبین اس کے دو معنی ہیں ایک معنی بذات خود واضح ہے دوسرا معنی دیگران کو واضح کرنے والا ہے لہٰذا قرآن حافظ کتب آسمانی ہے سورہ مائدہ آیت ۴۸ ﴿**وَ أَنْزَلْنا إِلَيْكَ الْكِتابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِما بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتابِ وَ مُهَيْمِناً عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِما أَنْزَلَ اللَّهُ وَ لا تَتَّبِعْ أَهْواءَهُمْ**﴾ اس کتاب کے بارے میں سورہ انعام آیت ۳۸ ﴿﴾ میں آیا ہے اس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے جس کا حکم ضروری ہے اس میں بیان ہوا ہے

قرآن کریم پر مذہب اہل بیت وصحابہ والوں کی دفعات:

۱۔قرآن میں تمام احکام نہیں۔

۲۔قرآن میں صرف کلیات بیان ہوئے ہیں۔

۳۔قرآن میں احکام عام آیا ہے تحصیص نہیں مطلق آیا ہے تقید نہیں۔

۴۔قرآن میں آیات منسوخ ہے حکم باقی ہے جیسے رجم،کبھی حکم مرفوع ہے آیت باقی ہے۔

۵۔مخاطبین قرآن مخصوص ذوات ہے۔

۱۔قرآن بغیر تفسیر اور احادیث کے سمجھنا ممکن نہیں۔

۲۔قرآن تفسیر اہلبیت کے بغیر سمجھنا ممکن نہیں۔

۳۔قرآن کتاب صامت ہے اور اہل بیت کتاب ناطق ہیں۔

قرآن سب کے لئے واضح ہے اللہ سبحانہ نے اس کو چندین آیات میں رد کیا ہے۔اللہ سبحانہ نے کثیر آیات میں متعدد وجوہات سے اس کو رد کیا قرآن کو عربی فرمایا ہے۔مفردات راغب میں کلمہ ''عرب'' کی توضیح وتشریح میں آیا ہے۔عربی عرب سے بنا ہے، بادیہ نشین والوں کو اس لئے اعراب کہتے تھے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو واضح انداز میں بیان کرتے تھے ان کی زبان فصیح ہوتی تھی سخت ہوتی ہے لیکن صادق ہوتا ہے ذو معانی گفتگو نہیں کرتا بات واضح کھل کر کرتا ہے جبکہ ہمیشہ منافقین کلمات ذو معنی استعمال کرتے ہیں چنانچہ ان آیات میں صفت قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

۱۔إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآناً عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (یوسف:۲)

۲۔وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْماً عَرَبِيًّا (رعد:۳۷)

۳۔قُرْآناً عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ (زمر:۲۸)

۴۔قُرْآناً عَرَبِيًّا (فصلت:۳)

۵۔أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآناً عَرَبِيًّا (شوریٰ:۷)

۶۔قُرْآناً عَرَبِيًّا (زخرف:۳)

۷۔وَهَٰذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ لِسَاناً عَرَبِيًّا (سورہ احقاف:۱۲)

۸۔هَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ (نحل:۱۰۳)

۹۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِين (شوریٰ:۱۹۵)

یہ قرآن واضح وروشن کنندہ ہے۔
حق اور باطل صحیح اور غلط کو جدا کرنے والی کتاب ہے

۱۔ ہٰذا بَیانٌ لِلنّاسِ (آل عمران:۱۳۸)

۲۔ تِلْکَ آیاتُ القُرآنِ وَ کِتابٍ مُبینٍ (سورہ نمل:۱)

۳۔ وَ هذا لِسانٌ عَرَبِیٌّ مُبین (نحل:۱۰۳)

۴۔ تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْمُبین (شعراء:۲)

۵۔ الر تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ وَ قُرْآنٍ مُبین (حجر:۱)

۶۔ الر تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْمُبین (یوسف:۱)

۷۔ قَدْ جاءَکُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ کِتابٌ مُبِینٌ (مائدہ:۱۵)

۲۔ قرآن کتاب واضح:

۱۔ کِتابٌ فُصِّلَتْ آیاتُهُ قُرْآناً عَرَبِیًّا سورہ فصلت آیت ۳

۲۔ الْکِتابَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَهُ عِوَجا سورہ کهف آیت ۱

۳۔ إِنَّا جَعَلْناهُ قُرْآناً عَرَبِیًّا لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُون سورہ زخرف آیت ۳

۴۔ وَ هذا لِسانٌ عَرَبِیٌّ مُبین سورہ نحل آیت ۱۰۳

واضح شدہ:

۱۔ قَدْ جاءَکُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ کِتابٌ مُبِینٌ سورہ مائدہ آیت ۱۵

۲۔ الر تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْمُبین سورہ یوسف آیت ۱

۳۔ تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْمُبین سورہ شعراء آیت ۲

۴۔ تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْمُبین سورہ قصص آیت ۲

۵۔ وَ الْکِتابِ الْمُبین سورہ زخرف آیت ۲

۶۔ وَ الْکِتابِ الْمُبِینِ سورہ دخان آیت ۲

۷۔ فی کِتابٍ مُبینٍ سورہ انعام آیت ۵۹

۸۔ بِلِسانٍ عَرَبِیٍّ مُبین سورہ شعراء آیت ۱۹۵

۹۔ تِلْکَ آیاتُ الْقُرْآنِ وَ کِتابٍ مُبین سورہ نمل آیت ۱

۱۰۔ فی کِتابٍ مُبین سورہ نمل آیت ۷۵

۱۱۔ فی کِتابٍ مُبینٍ سورہ سباء آیت ۳

قرآن میں سب خطاب نہیں بلکہ خاص ذوات پاک سے خطاب ہے یہ اللہ پر جھوٹ اور افتراء ہے۔

قرآن کتاب ھدایۃ عامۃ الناس ہے

۔شَہْرُ رَمَضانَ الَّذی أُنْزِلَ فیہِ الْقُرْآنُ ہُدیً لِلنَّاس (بقرہ:۱۸۵)

۔ہذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَکُمْ بِہِ وَمَنْ بَلَغَ أَ إِنَّکُمْ لَتَشْہَدُونَ (انعام:۱۹)

۔أَ فَلا یَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ کانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللَّہِ لَوَجَدُوا فیہِ اخْتِلافاً کَثیراً (نساء:۸۲)

۔کِتابٌ أَنْزَلْناہُ إِلَیْکَ مُبارَکٌ لِیَدَّبَّرُوا آیاتِہِ وَلِیَتَذَکَّرَ أُولُوا الْأَلْبابِ (ص:۲۹)

۔کِتابٌ فُصِّلَتْ آیاتُہُ قُرْآناً عَرَبِیًّا (فصلت:۳)

خطابات قرآن :

کتاب دانشنامہ قرآن تالیف بہاؤالدین خرم شاہین ج ا ص ۹۹۰ پر آیا ہے انواع خطابات قرآن ۱۵ ہیں بعض نے ۳۰ لکھے ہیں۔

۱۔خطاب عام۔

۲۔خطاب خاص۔

۳۔خطاب الناس۔

۴۔خطاب نبی۔

۵۔خطاب یا بنی اسرائیل

۶۔خطاب تکریم۔

۷۔خطاب اہانت۔

۸۔خطاب آدم۔

۹۔خطاب مومنین۔

۱۰۔خطاب موسیٰ۔

۱۱۔خطاب مریم۔

۱۲۔خطاب کافرون۔

۱۳۔خطاب منافقون۔

جو کتاب اللہ رب العزت کی حفظ میں ہو باطنیہ اس کی تفسیر تحریفات مرسلات ضعیفات سے بھرے صحاح ستہ، کتب اربعہ کے ذریعے سمجھیں کیا یہ تلک اذا قسمۃ ضیزلنی

شیعہ سنی یہ بھی دو مصطلحات عقائد میں آتے ہیں کہ یہ سنیوں کا عقیدہ ہے یہ شیعوں کا عقیدہ ہے عام سادہ سطحی ذہن بھی یہ کہتے ہیں لیکن عصر معاصر میں کشف ہونے والے حقائق نے یہ ابہام بھی رفع کیا ہے عصر حاضر میں جاری دہشت گردی نے ایک نام استعارہ رکھنے میں اور اصل نام خفیہ رکھتے ہیں، ثابت ہوتا ہے شیعہ سنی بھی ایسے دو نام کے مستعارہ ہیں جسے باطنیہ نے اپنے لیے استعارہ کر کے ساری دہشت گردامت مسلمہ پر کی ہے کیونکہ یہ دونوں خیر خواہ باطنیہ ہیں باطنیہ خود پیچھے پس پردہ بیٹھ کر کسی کو شیعہ کسی کو سنی اور کسی کو بریلوی اور اللہ کی کتاب اور رسول اللہؐ پر افتراء تہمتیں باندھتے ہیں، انہوں نے مسلمانوں کو دھوکے میں رکھنے کے لئے آپس میں تضاد بنایا ہوا ہے۔

قرآن بیان للناس

۱۔ہٰذا بَیَانٌ لِلنَّاس (آل عمران:۱۳۸)

۲۔فَإِذا قَرَأْنَاہُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَہٗ (قیامت:۱۸)

۳۔عَلَّمَہُ الْبَیَان (رحمٰن:۴)

۴۔بقرہ ۲۱۳‘۲۰۹‘۲۵۳۔

۵۔آل عمران ۸۶،۱۰۵۔

(۳) بہت سی جگہ احکام شریعت بیان ہوئے ہیں وہ احکام مالیات سے متعلق ہیں اموال یتیم خواتین مُردوں کی ارث جیسا کہ سورہ نساء آیت (۱۳۔۱۴) میں آیا ہے

(۴) سورہ طلاق آیت۔ا میں آیا ہے طلاق کے بارے میں عورت طلاق لینے کے بعد عدت گزارے گی ایک مدت تک اس شوھر کی نگرانی میں رہے گی۔

(۵) جو لوگ اللہ کی بیان کردہ حدود کی پاسداری کرتے ہیں محافظت کرتے ہیں انجام دیتے ہیں اقامہ کرتے ہیں ان کے بارے میں سورہ توبہ آیت۔۱۱۳ آئی ہے

(۶) جو اللہ رسول کی عصیان نافرمانی کرے حدود سے نکل جاتا ہے ان کے لیے جھنم کے عذاب کا وعدہ دیا ہے اور بعض اس حدود سے تجاوز کرتے ہیں ان کو ظالمین کہا ہے اور جو افراد ذوات ایسے ہیں جو ان حدود کی نگرانی کرتے ہیں جن آیات میں ان حدود کے قریب جانے سے منع کیا ہے یا اس میں ردو بدل اس کے لیے کلمہ قرب استعمال ہوا ہے لفظ نہی لاتقربا سے لفظ لاتاکل لاتفعل زیادہ بلیغ ہے پیغمبر اکرم ﷺ کی حدیث ہے حلال بھی واضح ہے حرام بھی واضح ہے درمیان میں کچھ چیزیں مشتبہ ہیں وہ لوگ نہیں جانتے اگر اس سے بچ کے رہا تو دین کو بچایا ناموس کو بچایا اگر مشتبہ میں گر گیا تو حرام میں گر گیا۔

چونکہ خود اپنا اقتدار تسلط ثابت کرنے کی دلیل نہیں بنتے تھے قرآن کریم کی آیات محکمات سے یہ بدعت متصادم ہے سورہ مائدہ آیت ۱۰۴ سورہ اعراف آیت ۲۸ سورہ یونس آیت ۷۸ سورہ انبیاء آیت ۵۳ سورہ شعراء آیت ۷۴ سورہ لقمان آیت ۲۱ سورہ زخرف آیت ۲۲،۲۳

۷۔توبہ ۸۶۔۱۲۴۔۲۳

۸۔شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ (بقرہ:۱۸۵)

فرقوں نے نوراکشی دیکھاتے ہوئے غیر محسوس طریقے سے اللہ کی کتاب کو کنارے پر لگانے کے لئے مسلسل اللہ اور اس کے رسول پر تہمت وافتراء کی نسبت دی ہے، کیا ایسا کرنے والے مسلمان

رہ سکتے ہیں۔قرآن کریم کو کنارے پر لگانے اوراس کی جگہ نبی کریم کے ممنوع الکتابہ ماسمی حدیث کو جاگزیں کرنے کی سازش کی ہے بلکہ باطنیہ منحوس اخوان شعبہ تعلیمی باطنیہ نے برملا اعلان کیا تھا کہ وہ دین کا شستشو کریں گے اسے دھوئیں گے۔ایسی جسارت امریکہ نیویارک میں قرآن جلانے والوں کی حرکت جیسا ہے،انہوں نے قرآن کو ظنی الدلالۃ پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اور بھی اہانتیں کی ہے اس کی تفصیلات ملاحظہ کریں۔

قضاءوقدر :

یکے از مصطلحات مشکلہ مھمہ ،موبقہ کلمۃ قدر ہے،اس سے ہی بہت سے لوگ گمراہی کے طوفان میں پھنس گئے ہیں دامغانی نے ص۳۸۳ پر لکھا ہے اس کے چھ مصادیق ہیں

۱۔العظمۃ سورہ قدر۳، انعام ۹۱

۲۔قتر وضیق رعد۲۶

۳۔ صور،المصورون مرسلامت ۲۳، سبح اسم ربک الاعلی ۳

۴۔ قوی سورہ بلد۵

۵۔مشدؔدًا یونس۵ فصلت ۱۰

۶۔علم مزمل۲۰

مصطلحات عقائد میں سے ایک کلمہ قضاء ہے لیکن کلمہ قدر کو ملا کر ساتھ بیان کرتے ہیں کیونکہ دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں لیکن ہم یہاں دونوں کو الگ الگ اپنی جگہ بیان کریں گے۔اسلامی معاشرہ ایک طویل عرصے سے غیر مربوط فضولیات بلکہ دشمنان اسلام کے تلقیات ،ان کی ہدایات پر بحث کرتے رہے جبکہ مدارس اور حوازات میں عقائد نصاب میں ہی نہیں اور نہ شامل ہونے کی وجہ سے عقائد کے مفرادات ادھورے رھے ہیں اس لئے حوزات سے فارغ ہونے حجۃ السلام،آیت اللہ کا لقب حاصل کرنے والے معاشرہ میں چلتے عقائد کی ترویج کرتے ہیں کسی بھی عقائد کی شق پر بحث کرنے سے وہ خائف ہیں وہ ایک عام انسان کیلئے یہ دونوں غیر واضح شکوک

شبہات اشکالات سے بھرے ہوتے ہیں امامت میں مصادر قصائد و مدح غلات مردہ ہوتے ہیں تمام قصائد کا مصدر حملہ حیدری عان علی و بلازی کے اشعار ہیں۔ایمان با آخرت کی جگہ سینہ زنی پیشانی زنی ہوتی ہے خوف قیامت پر رونے کی بجائے امام کی زوجات مفقود الوجود بنات غیر مولود ہوتی ہیں اس لئے خوف خطر نہ ہونے کی صورت میں دیگراں کا مال کھانا حلال رہتا ہے۔ان دونوں کے بارے میں آیات کثیرہ آئی ہیں۔کتب معاجم میں معنی واضح بیان کیے گئے ہیں مفردات میں قضاء کا معنی فیصلہ کیا ہے قدر کا معنی حد بندیاں کی ہیں غور کریں جیسا کہ شہری آبادی کے ذمہ داروں نے گلی گھروں کی معیارات کیلئے قانون بنایا ہے،سرکاری ادارہ جات کی عمارت میں اگر خلل آجائیں تو ٹھیکیداروں کو پکڑنا گھروں کی مخدوش حالات کے پیش نظر یہاں سکونت ممنوع قرار دیتے روٹ پر رکاوٹ بناتے ہیں تو کیا خالق کونیات نے یہ کائنات بغیر علم وآگاہی کے بغیر کسی مصلحت کی بنائی ہے۔

اللہ سبحانہ نے ہر انسان کیلئے ایک وقت معین میں ایک خاص جگہ پر خاص حالت میں مرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن یہ فیصلہ کسی اور کو دیا نہیں بلکہ اپنے پاس رکھا ہے کیا اللہ کا یہ فیصلہ انسانوں کے حق میں ظلم ہے۔

قضاء حکم اجمالی ہے جبکہ تقدیر حکم تفصیل ہے۔

دوسری بات خالق کونیات عام قائدین کی طرح ''سوری''،ہم سے غلطی ہوئی معافی چاہتا ہوں جیسا نہیں ہے،کیا چھت کے اوپر سے خود کو نیچے گرا کر مر جائیں تو کیا وہ مجبور ہے۔کیا یورپ امریکا جانے والے کیا اپنے نظام نقل وانتقال انتخاب رہائش میں وہاں کے قانون کے پابند ہیں یا وہ آزاد ہے کیا یہاں سے جانے وہاں ممنوعہ علاقوں میں آزادی سے جاسکتے ہیں آزادی سے رہائش لے سکتے ہیں یا وہ پابند ہے نظام کائنات میں مظاہر چلتے ہیں،ایک سورج ہے بعض علاقوں میں سورج کا درجہ حرارت بہت زیادہ ہے کہ آپ بغیر وسائل دھوپ میں نکلیں تو یہ آپ کی آزادی ہوگی،سورج کی حرارت آپ کو نہیں چھیڑے گی۔

قضاء وقدر''قال ابن فارس ـ''القدر ....ولا سکونہ حد کل شئی و مقدار و....

القدر والتقدير تبين كمية شئى.

اما معنى القضاء فته ذكرو اله معانى كثيره القضاء اصل صحيح بدل على احكام امر و ....

القضاء فصل الامر قولا ....ذلک او فعلا

قضاءوقدرتشریعی ؛۔

قضاءوقدرتکوینی جسے نظام الوجود کہتے ہیں۔قضاءوقدرعلمان۔۔۔۔اللہ جانتے ہیں،علم ازلی حق بناتے ہیں۔علم سابق اللہ سبحانہ محدد والاشیاءاوضرورت وجودھا

﴿وَ ما كانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلاَّ بِإِذْنِ اللَّهِ ﴾(العمران۔۱۴۵)﴿قُلْ لَنْ يُصيبَنا إِلاَّ ما كَتَبَ اللَّهُ لَنا هُوَ مَوْلانا وَ عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُون﴾(التوبہ۔۵۱)﴿ما أَصابَ مِنْ مُصيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَ لا في أَنْفُسِكُمْ إِلاَّ في كِتابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَها إِنَّ ذلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسيرٌ﴾(حدید۔۲۲)﴿وَ الَّذي قَدَّرَ فَهَدى﴾(اعلیٰ۔۳)﴿وَ اللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْواجاً وَ ما تَحْمِلُ مِنْ أُنْثى وَ لا تَضَعُ إِلاَّ بِعِلْمِهِ وَ ما يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَ لا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلاَّ في كِتابٍ إِنَّ ذلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسيرٌ﴾(فاطر۔۱۱)﴿قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْراً ﴾(طلاق۔۳)﴿بَديعُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ إِذا قَضى أَمْراً فَإِنَّما يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُون﴾(البقرہ۔۱۱۷)﴿فَقَضاهُنَّ سَبْعَ سَماواتٍ في يَوْمَيْنِ وَ أَوْحى في كُلِّ سَماءٍ أَمْرَها وَ زَيَّنَّا السَّماءَ الدُّنْيا بِمَصابيحَ وَ حِفْظاً ذلِكَ تَقْديرُ الْعَزيزِ الْعَليم﴾(فصلت۔۱۲)﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْناهُ بِقَدَر﴾(قمر۔۴۹)﴿وَ إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلاَّ عِنْدَنا خَزائِنُهُ وَ ما نُنَزِّلُهُ إِلاَّ بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ﴾(حجر۔۲۱)

قدر:

یکے از مصطلحات عقائد قدر ہے،قدر کے معنی قوامیس ومعاجم مین ملیں گے،ابن فارس نے مقائیس ج۲ص۳۸۸ پرلکھاہے’’ق،د،ر ، اصل صحيح يدل على مبلغ الشيء و كنهه و

نهاية،

فالقدر: مبلغ كل شيء ،قدره كذا'' دنیا کی ہر چیز کی ایک مقدار ہوتی ہے فكل شئی خلقنا بقدر مرکبات، میں عنصروں کے نام اور مقدار بیان ہوتی ہے خود عنصر میں پروٹون، نیوٹرون ،الیکٹرون کی مقدار بیان ہوئی ہے۔ مادہ جو بھی ہو اس کی بدایت و نہایت حلول و عرض و عمق ہوتی ہے ۔اس اصول کے تحت ہر مخلوق کی بدایت و نہایت ہوتی ہے لیکن انسانوں کو کم پتہ ہوتی ہے اللہ کو پتہ ہے ۔اما مصطلح عقائد میں قدر کا معنیٰ کیا ہے؟ اس کی وضاحت کیلئے تمہید بنانے کی ضرورت ہے انسان ادوار سابقہ میں خود کو بہت سی چیزوں میں محکوم مغلوب ناکام نامراد پاتے تھے اس کی تفسیر وہ کائنات میں بعض کے ارباب کے قائل ہے وہ اگر چاہیں دیتے ہیں نہ چاہیں روکتے ہیں وہ چاہتے تھے بارش برسے تو برسیں نہ چاہیں تو نہ برستے تھے وہ شکار کیلئے جاتے تھے کبھی ملتے تھے کبھی مایوس حالت میں واپس آتے تھے کہتے تھے نصیب میں نہیں تھے جو بھی چیز وہ چاہتے ہوتے نہیں ملتے تھے کہتے تھے تقدیر میں نہیں لکھی ہوئی تھی۔ جو چیز وہ نہیں چاہتے ہوتے تھے اگر ہو جائے تو کہتے ہیں تقدیر میں جو لکھا ہے وہ ہو کے رہتا ہے یہ سوچ بھی صحیح نہیں اشتباہ پر مبنی ہے۔

حرف ک

کتاب:

یکے از مصطلحات عقائد کتاب ہے کتاب دنیا ادیان دنیا معاملات دنیا دلالت معاشرت میں اہم ترین وثیقہ معتمد ترین تمسکات کے علاوہ افکار و نظریات کا خزانہ ہادی راہبر و ہدایات بتوسط کتاب ملتی ہے اور بدقسمتی سے پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں کلی طور پر نشر کتب نہ ہونے کے برابر ہے لہٰذا بازار کتب بھی بے رونق ہے دینی کتب تو نہ ہونے کے برابر ہونے کی وجہ خرافاتوں کا موسوعۃ دانشوران عام و خاص کتاب خریدنے کو بیوقوفی گردانتے ہیں لہٰذا دین سے متعلق سوالات بے ہودہ تصور کیے جاتے ہیں جیسا کہ سوال ہے کیا اللہ کو نہیں دیکھا، اگر کوئی دعویٰ کریں تو اس کا جواب ہوگا اگر آپ نے دیکھا ہے تو یہ اللہ نہیں ہوگا یہ بات منافقین کی اُس بات جیسی ہے جہاں انہوں نے حضرت محمدؐ سے کہا تو اللہ کا

رسول ہے بات دونوں جگہ صحیح ہے اگر دعوی کرتے ہم نے دیکھا ہے تو پختونخاوالوں کی ۲۸ کی چاند جیسا ہوتا یقین ہوتا صاف جھوٹ بولا ہے منافقت ہوتا ہے کیونکہ اگر دیکھتے تو سمت متعین ہوتے سمت متعین ہوتے تو وہ اللہ نہیں ہوتے وہ مقدور و ہتے قادر نہیں ہوتے الل جس طرح نظروں مین آنے والے نہیں ہے ادراک میں آنے والے نہیں ہے انعام ۱۱۳۔

قرآن مجید میں مفسرین نے مستعمل کلمہ کتاب کے پانچ مصادیق بتائے ہیں کتاب نزعۃ الاعلی ص ۲۴۴۔

۱۔ بمعنی امر: سورہ مائدہ آیت ۲۱ ﴿يا قَوۡمِ ادۡخُلوا الۡأَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتی كَتَبَ اللَّهُ لَكُمۡ وَ لا تَرۡتَدُّوا عَلی أَدۡبارِكُمۡ فَتَنۡقَلِبُوا خاسِرينَ ﴾

۲۔ جعل: سورہ آل عمران آیت ۵۳ ﴿رَبَّنا آمَنَّا بِما أَنۡزَلۡتَ وَ اتَّبَعۡنَا الرَّسُولَ فَاكۡتُبۡنا مَعَ الشَّاهِدينَ ﴾ سورہ مجادلہ آیت ۲۲ ﴿أُولئِكَ كَتَبَ فی قُلُوبِهِمُ الۡإيمانَ وَ أَيَّدَهُمۡ بِرُوحٍ مِنۡهُ وَ يُدۡخِلُهُمۡ جَنَّاتٍ تَجۡری مِنۡ تَحۡتِهَا الۡأَنۡهارُ خالِدينَ فيها رَضِيَ اللَّهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوا عَنۡهُ أُولئِكَ حِزۡبُ اللَّهِ أَلا إِنَّ حِزۡبَ اللَّهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُونَ ﴾

۳۔ قضاء: سورہ آل عمران آیت ۱۵۴ ﴿ الَّذينَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقَتۡلُ إِلی مَضاجِعِهِمۡ وَ لِيَبۡتَلِيَ اللَّهُ ما فی صُدُورِكُمۡ ﴾ سورہ توبہ آیت ۵۱ ﴿قُلۡ لَنۡ يُصيبَنا إِلَّا ما كَتَبَ اللَّهُ لَنا هُوَ مَوۡلانا وَ عَلَى اللَّهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُونَ ﴾ سورہ مجادلہ آیت ۲۱ ﴿ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغۡلِبَنَّ أَنَا وَ رُسُلی إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزيزٌ ﴾

۴۔ فرض: بقرہ ۱۷۸، ۱۸۳، ۱۸۰ ﴿يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِصاصُ فِي الۡقَتۡلی الۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَ الۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَ الۡأُنۡثی بِالۡأُنۡثی فَمَنۡ عُفِيَ لَهُ مِنۡ أَخيهِ شَيۡءٌ فَاتِّباعٌ بِالۡمَعۡرُوفِ.....۱۷۸ ﴾ ﴿كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ إِذا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ إِنۡ تَرَكَ خَيۡراً الۡوَصِيَّةُ لِلۡوالِدَيۡنِ وَ الۡأَقۡرَبينَ بِالۡمَعۡرُوفِ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقينَ..۱۸۰ ﴾ ﴿يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيامُ كَما كُتِبَ عَلَى الَّذينَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ..۱۸۳ ﴾

نساء۸۱﴿ وَ اللَّهُ يَكْتُبُ ما يُبَيِّتُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَ كَفى بِاللَّهِ وَكيلاً ﴾

کتاب وجوہ القرآن تالیف اسماعیل بن احمد نیشاپوری ص ۳۴۹؛ مصدر کتب کے لئے ۱۴ مصادیق بتائے ہیں۔

۱۔قرآن: بقرہ ۲ ﴿ذلِكَ الْكِتابُ لا رَيْبَ فيهِ هُدىً لِلْمُتَّقينَ ﴾ اعراف ۵۲ ﴿وَ لَقَدْ جِئْناهُمْ بِكِتابٍ فَصَّلْناهُ عَلى عِلْمٍ هُدىً وَ رَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ یونس ۱ ﴿الر تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ الْحَكيمِ ﴾ فصلت ۳ ﴿كِتابٌ فُصِّلَتْ آياتُهُ قُرْآناً عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴾ زخرف ۲ ﴿وَ الْكِتابِ الْمُبينِ﴾ شوریٰ ۱۷ ﴿اللَّهُ الَّذي أَنْزَلَ الْكِتابَ بِالْحَقِّ وَ الْميزانَ وَ ما يُدْريكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَريبٌ ﴾ فصلت ۴۱ ﴿إِنَّ الَّذينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جاءَهُمْ وَ إِنَّهُ لَكِتابٌ عَزيزٌ ﴾ حجر ۱ ﴿الر تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ وَ قُرْآنٍ مُبينٍ﴾ کہف ۱ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذي أَنْزَلَ عَلى عَبْدِهِ الْكِتابَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجاً ﴾

۲۔تورات: بقرہ ۵۳۔۷۸ ﴿وَ إِذْ آتَيْنا مُوسَى الْكِتابَ وَ الْفُرْقانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَ إِذْ آتَيْنا مُوسَى الْكِتابَ وَ الْفُرْقانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَ إِذْ آتَيْنا مُوسَى الْكِتابَ وَ الْفُرْقانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ..۵۳ ﴾ ﴿فَوَيْلٌ لِلَّذينَ يَكْتُبُونَ الْكِتابَ بِأَيْديهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هذا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَناً قَليلاً فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْديهِمْ وَ وَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ..۷۸ ﴾

۳۔صحف: بقرہ ۲۱۳ ﴿كانَ النَّاسُ أُمَّةً واحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرينَ وَ مُنْذِرينَ وَ أَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ ... ﴾ انعام ۸۹ ﴿أُولئِكَ الَّذينَ آتَيْناهُمُ الْكِتابَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِها هؤُلاءِ فَقَدْ وَكَّلْنا بِها قَوْماً لَيْسُوا بِها بِكافِرينَ﴾

۴۔عدۃ: بقرہ ۲۳۵ ﴿وَ لا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتابُ أَجَلَهُ وَ اعْلَمُوا أَنَّ

اللَّهَ يَعْلَمُ ما فى أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَليمٌ ﴾

۵۔لوح محفوظ: زخرف۴﴿وَ إِنَّهُ فى أُمِّ الْكِتابِ لَدَيْنا لَعَلِيٌّ حَكيمٌ ﴾

۶۔ہر کتاب: آل عمران۱۱۹﴿ها أَنْتُمْ أُولاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَ لا يُحِبُّونَكُمْ وَ تُؤْمِنُونَ بِالْكِتابِ كُلِّهِ وَ إِذا لَقُوكُمْ قالُوا آمَنَّا وَ إِذا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَليمٌ بِذاتِ الصُّدُورِ﴾

۷۔الکتابۃ: بقرہ۱۵۱﴿كَما أَرْسَلْنا فيكُمْ رَسُولاً مِنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آياتِنا وَ يُزَكِّيكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ ما لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾

۸۔زبور: جاثیہ۱۶﴿وَ لَقَدْ آتَيْنا بَني إِسْرائيلَ الْكِتابَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ وَ رَزَقْناهُمْ مِنَ الطَّيِّباتِ وَ فَضَّلْناهُمْ عَلَى الْعالَمينَ ﴾

۹۔فرض: نساء ۱۰۳﴿ إِنَّ الصَّلاةَ كانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنينَ كِتاباً مَوْقُوتاً ﴾

۱۰۔قضاء: انفال۶۸ ﴿لَوْ لا كِتابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فيما أَخَذْتُمْ عَذابٌ عَظيمٌ ﴾

۱۱۔دیوان الحفظ: مومنون۶۲ ﴿وَ لا نُكَلِّفُ نَفْساً إِلاَّ وُسْعَها وَ لَدَيْنا كِتابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لا يُظْلَمُونَ ﴾

۱۲۔مراسلہ سلیمان: نمل۲۸،۲۹﴿اذْهَبْ بِكِتابي هذا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ ما ذا يَرْجِعُونَ .۲۸﴾

﴿قالَتْ يا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتابٌ كَريمٌ ..۲۹﴾

۱۳۔انجیل: قصص۵۲﴿الَّذينَ آتَيْناهُمُ الْكِتابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴾

۱۴۔المکاتبۃ: نور۳۳﴿وَ الَّذينَ يَبْتَغُونَ الْكِتابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمانُكُمْ فَكاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فيهِمْ خَيْراً.......﴾

کتاب:

کتاب وجوہ النظائر دامغانی طبع جدید صفحہ ۳۹۸ کتاب کے دس مصداق بیان کئے ہیں۔

۱۔بمعنی کتاب: آل عمران ۴۸ ﴿وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْراةَ وَ الْإِنْجيلَ)﴾
مائدہ ۱۱۰ ﴿إِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْراةَ وَ الْإِنْجيلَ ....﴾
۲۔بمعنی حساب: سورہ جاثیہ آیت ۲۸ ﴿وَ تَرى كُلَّ أُمَّةٍ جاثِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعى إِلى كِتابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ ما كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾
۳۔لوح محفوظ: سورہ حدید آیت ۲۲ ﴿ما أَصابَ مِنْ مُصيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَ لا في أَنْفُسِكُمْ إِلاَّ في كِتابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَها إِنَّ ذلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسيرٌ ﴾ سورہ ق آیت ۴ ﴿قَدْ عَلِمْنا ما تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَ عِنْدَنا كِتابٌ حَفيظٌ﴾
۴:بمعنی عدۃ: سورہ بقرہ آیت ۲۳۵ ﴿ عُقْدَةَ النِّكاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتابُ أَجَلَهُ وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ ما في أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَليمٌ ﴾
۵۔بمعنی اعمال: سورہ مطففین آیت ۷،۱۸ ﴿كَلاَّ إِنَّ كِتابَ الْفُجَّارِ لَفي سِجِّينٍ..۷﴾ ﴿كَلاَّ إِنَّ كِتابَ الْفُجَّارِ لَفي سِجِّينٍ..۱۸﴾
۶۔بمعنی رزق مجرم: سورہ آل عمران آیت ۱۴۵ ﴿وَ ما كانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلاَّ بِإِذْنِ اللَّهِ كِتاباً مُؤَجَّلاً وَ مَنْ يُرِدْ ثَوابَ الدُّنْيا نُؤْتِهِ مِنْها وَ مَنْ يُرِدْ ثَوابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْها وَ سَنَجْزِي الشَّاكِرينَ ﴾
۷۔بمعنی قرآن: سورفصلت آیت ۴۱ ﴿إِنَّ الَّذينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جاءَهُمْ وَ إِنَّهُ لَكِتابٌ عَزيزٌ ﴾
۸۔بمعنی تورات: سورہ آل عمران آیت ۷۸ ﴿وَ إِنَّ مِنْهُمْ لَفَريقاً يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتابِ وَ ما هُوَ مِنَ الْكِتابِ وَ يَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَ ما هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَ يَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُونَ﴾
۹۔بمعنی انجیل: سورہ آل عمران آیت ۶۴ ﴿قُلْ يا أَهْلَ الْكِتابِ تَعالَوْا إِلى كَلِمَةٍ سَواءٍ بَيْنَنا وَ بَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ وَ لا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً ....﴾

۱۰۔بمعنی فرض:سورہ نساء آیت ۲۴﴿وَ الْمُحْصَناتُ مِنَ النِّساءِ إِلاَّ ما مَلَكَتْ أَيْمانُكُمْ كِتابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَ أُحِلَّ لَكُمْ ما وَراءَ ذلِكُمْ ....﴾

قدیم مادی کہتے ہیں کائنات موجود صورت وجود میں آنے سے پہلے اللہ تھے اشہر یعین کہا اثیر مادہ ہے بالا مادہ ہے حقیقت رکھتا ہے یا مفروضہ خرافات ہے یہ اثر کاں سے آیا ہے یہ خود کیسے وجود میں آیا یہ جوابدہ نہیں ہے یا حیات میں سے ہے یہ کیسے جمع ہوتے تھے یہ متحرک تھے یا ساکن اثر کا اعتراف ایمان بلغیب سے یا مشاہدات میں آیا ہے۔

کتاب:

بحث عقائد میں چند انواع کتب کا ذکر آتا ہے سب سے پہلے جس کتاب کا ذکر آتا ہے وہ کونسی کتاب عقائد ہے، مصادر عقائد میں کونسی کتب آتی ہیں کتب آسمانی میں توراۃ وانجیل کا ذکر کرتے ہیں قرآن کا ذکر کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں چونکہ درس عقائد نہ خصوصی ہوتا ہے نہ اجتماعی ہوتا ہے لہٰذا کتب عقائد کے بارے میں ذکر آتا ہی نہیں ہے چہ جائیکہ تورات وانجیل کے بارے میں بحث کی جائے جبکہ مبشرین اپنے اجتماعات وموتمرات میں قرآن پر بحث ضرور کرتے ہیں ان کی درسگاہوں میں قراان کو درس عقائد میں رکھنے کی ہدایات ہیں کیونکہ مسیحوں کو قرآن پر بہت غصہ ہے وہ اس کو رد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ بحث کتاب میں قرآن مجید میں کس کس کتاب کا ذکر آیا ہے یا قرآن میں جہاں کتاب کا ذکر آیا ہے وہاں کون سی کتاب مراد ہے جہاں صرف کتاب لکھا ہو وہاں اس کو ایک جامع معارف ومعلومات کیلئے کہا ہے۔عقائد کا ماخذ ومصدر زیادہ تر کتب حدیث صحاح ستہ کتب اربعہ سے کرتے ہیں نام کتاب لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم ہے ان مجامع میں نا قابل اعتماد احادیث بھی شامل ہیں، احادیث بنیادی طور پر اخباروں پر عمل کرنے کے لئے اخذ اخبار کے تمام شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے نیز وہ تاسیس عقائد نہیں بن سکتی ہیں کسی بھی بیان کردہ حدیث کے بارے میں بحث نہیں کرتے کہ یہ حدیث متن وسند دونوں میں صحیح ہے یا نہیں۔

خود قرآن کا واضح ہونے کے باوجود اس سے استدلال نہیں کرتے ہیں بطور مثال قیامت کے بارے

میں بہت آیات ہے برزخ وقبر کے بارے میں بھی آیات ہیں ان سے استناد نہیں کرتے ہیں۔
کتاب کا ذکر عقائد میں چندیں بار تکرار آیا ہے۔
۱۔قرآن سے پہلے نازل کتب آسمانی توراۃ انجیل زبور مصحف کے نام سے یاد کرتے ہیں انسان مسلمان تعلیم یافتہ اپنے عقائد کو دلیل و براھین سے بنایا ہواس کو ان کتابوں کے بارے میں آگاہ ہونا ضروری ہے۔
۲۔انسان تمام حرکات سکنات افعال اعمال کو اللہ نے اپنے وجود میں ثبت کیا ہے نیز ملائکہ موکل ثبت کرتے ہیں قیامت کے دن وقت حساب انسان کو دیگا۔
۳۔کیا قرآن کریم کا دوسرا نام بھی ہے آخرت کے بارے میں آتے ہیں اس کا ذکر قرآن کریم کی چندین سورتوں میں مختلف انداز میں آیا ہے، اسراء، کہف ۴۹، واقعہ، حاقہ، انشقاق، میں آیا ہے کہ یہ کتاب بہت عجیب کتاب ہے، کسی کو یہ کتاب دیکھ کر حیرت ہوئی ہے کاش یہ کتاب نہ دیکھتے، کوئی کتاب دیکھ کر روتے ہیں کوئی خوشی مسرت کر کے پھولتے ہیں۔اس میں نعمتوں کا ذکر ہے چہرہ پر نشاشت نظر آتی ہے، کسی کا چہرہ عبوس و۔۔۔ بنتا ہے کتاب غضب رب سے مختوم ہے، میرا کتاب یہاں لگائیں۔

کتاب :

کتاب یکے از مصطلحات کتاب عقائد ہے کتاب دنیائے ادیان دنیائے معاملات دنیائے دلالت میں اہم ترین وثیقہ اور معتمد ترین تمسکات میں سے ہے۔کتاب افکار ونظریات، ہدایات و احکامات پہنچانے میں اہم ترین اور آسان ترین کردار رکھتی ہے۔کتاب مصدر کتب ہے معاجم و قوامیس لغت میں کتاب جمع الشئی الی شئی یعنی کسی چیز کو دوسری چیز سے جوڑنے کو کہتے ہیں، عرب بدو چمڑے کو دوسرے چمڑے سے جوڑ کر مشکیزہ بنانے کو کتاب کہتے تھے، اسی مناسبت کے تحت حروف کو حروف سے، کلمات کو کلمات سے جملات کو جملات سے جوڑ کر قصہ کہانیاں حقائق ومعارف ، اختلاقات واختراعات اور واقعات کے مجموعات کو بھی کتاب کہا گیا ہے۔بعد میں بعض نے غث و

ثمین جمع کر کے اس کو اصح کتاب بعد میں کتاب اللہ کہا ہے بعض نے ''الکافی کافی لشیعتنا'' کہا بعض دیگر نے ان کے مقابل میں صحاح یا صحیح کے نام سے کتابیں لکھی ہیں، بعض دیگر نے غلط اور صحیح میں تمیز کرنی شروع کی تو اس کو کتاب شناسی کا نام دیا حقائق وا کاذیب کو الگ کیا جس کی اسناد ثابت نہیں اس کو اساطیر کا نام دیا گیا۔ اساطیر جمع سطور ہے جو چیزیں عام محاورے میں نا قابل اثبات ہوں ان کو اساطیر کہتے ہیں۔ پرانے واقعات جو زیادہ پرانے ہوتے ہیں تو انکا اثبات کرنا مشکل ہو جاتا ہے ، یہاں سے صحیح کتاب اور جھوٹی کتاب کی شناخت دشوار اور ناممکن ہوتی گئی۔ حق کے متلاشیوں نے اس کیلئے بھی کتابیں لکھیں کہ کونسی کتاب کے مندرجات صحیح ہیں اور کونسی کے مندرجات غلط ہیں اور کسوٹیاں بنائی گئی ہیں۔ کتابوں کے مندرجات اور اسناد و مصادر کو دیکھ کر صحیح کتاب، غلط کتاب، جعلی کتاب کی پہچان کو ممکن بنایا۔ اس سلسلے میں چند قابل ذکر مورد استفادہ علماء و مؤلفین بیان کرتے ہیں ، اس سلسلے میں قدیم ترین کتاب کشف الظنون تالیف خیاط ہے۔

۲۔ معجم مؤلفین ہے۔ ۳۔ اعلام زرکلی ہے۔ ۴۔ کتب حذرت العلماء تالیف ابی عبیدہ مشہور بن حی ال سلمان ہے ان کی کتاب میں اصل کتاب کی اسناد بھی بتائی گئی ہیں یہ کتاب مؤلف کی طرف صحیح ہے یا غلط ہے اس کے مندرجات درست ہے یا اس میں اضافہ کیا ہے اس سلسلے میں چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ مجلّہ اندیشہ اسلامی صادر از تہران، مجلّہ پژوہش اسلامی صادر از قم میں چند کتابوں سے پردہ ہٹایا ہے، کتاب مصباح الشریعہ کتاب اخوان صفاء بعض دیگر کو امام صادق سے نسبت دی جو جھوٹ ہے، مجلّہ پژوہش میں کتاب سلیم بن قیس اور خود قیس کے چہرے سے کشف نقاب کیا ہے ، صاحب کتاب لکھتے ہیں یہ کتاب فتنہ واختلاف سقیفہ، باب سوزی فاطمہ، غصب فدک اور فتنہ غصب امامت کی قدیم ترین اسناد میں ہے جو فتنہ پروری، امت سوزی، اختلاف پردازی سب وشتم گوئی کے مضامین سے پر ہے اور اسے مجہول الحال سلیم بن قیس سے نسبت دی گئی ہے۔ کتاب حذر منہا العلماء میں کتاب الامامۃ والسیاسہ کے جعلی ہونے کو دلائلِ محکم متقن و پائدار سے ثابت کیا ہے۔

کتب:

کتاب نزعۃ العین ص۲۲۲ ش۲۵۲ الاصل فی کتب الجمع فکان الکاتب جامع الحروف علمائے تفسیر نے پانچ مصادیق بتائے ہیں۔

۱۔الامر: سورہ مائدہ آیت ۲۱ ﴿ ﴾

۲۔الجعل: سورہ آل عمران ۵۳ ﴿ ﴾ سورہ مجادلہ آیت ۲۲ ﴿ ﴾

۳۔القضاء: سورہ آل عمران آیت ۱۰۲ ﴿ ﴾ سورہ اسراء آیت ۵۱ ﴿ ﴾ سورہ حج آیت ۲ ﴿ ﴾ سورہ مجادلہ آیت ۲۱ ﴿ ﴾

۴۔الفرض: سورہ بقرہ آیت ۱۸۳، ۱۷۸، ۲۲۷، ۲۴۶ ﴿ ﴾ سورہ نساء آیت ۷ ﴿ ﴾

۵۔الحفظ: سوری نساء آیت ۸۱ ﴿ ﴾

کریم:

کتاب نزھۃ الاعین ص۲۴۷ ش۲۵۶ پر ہے الکریم الفاضل الشریف الصفوح الحسن علمائے تفسیر نے چھ مصادیق بتائے ہیں۔

۱۔الفاضل: سورہ اسراء آیت ۶۲، ۷۰ ﴿ ﴾ سورہ مومنون آیت ۱۶ ﴿ ﴾ سورہ حجرات آیت ۱۳ ﴿ ﴾ سورہ حاقہ آیت ۲۰ ﴿ ﴾ سورہ قمر آیت ۱۰ ﴿ ﴾

۲۔الحسن: سورہ نساء آیت ۳۱ ﴿ ﴾ سورہ اسراء آیت ۲۳ ﴿ ﴾ سورہ شعراء آیت ۷ ﴿ ﴾

۳۔صفوح: سورہ نمل آیت ۴۰ ﴿ ﴾ سورہ انفطار آیت ۶ ﴿ ﴾

۴۔رزق کریم: سورہ انفال آیت ۷۴ ﴿وَ الَّذینَ آمَنُوا وَ هاجَرُوا وَ جاهَدُوا فی سَبیلِ اللَّهِ وَ الَّذینَ آوَوْا وَ نَصَرُوا أُولئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ رِزْقٌ کَریمٌ﴾

۵۔مبتکر: سورہ دخان آیت ۴۹ ﴿ ﴾

۶۔التقی: سورہ انفطار آیت ۱۱ ﴿ ﴾ سورہ عبس آیت ۱۶ ﴿ ﴾

کشف:

فرہنگ معارف اسلامی ج۳ ص۵۷۳ کشف اصطلاح عرفانی کشف عبادت امت ازظہور و

مستور درقلب و برائے کشف ۔۔۔است برحسب ارتفاع تمام مجب یا بعض از ائھا دونی بعض بعض

بمعنی اطلاع برماوراحجاب است از معانی ۔۔۔۔وامورحفیۃ ۔

یکے از مصطلحات کلمہ کشف ہے کتاب فرہنگ معارف اسلامی صفحہ ۱۵۷۳ پر لکھتے ہیں کشف اصطلاح عرفانی میں ظہور مستور کو کہتے ہیں، کشف کے مراتب ودرجات ہیں جتنے حجاب رفع ہونگے اسی تناسب سے کشف ہونگے قیصری سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا ایک کشف لغت میں رفع حجاب کو کہتے ہیں اصطلاح عرفاء میں اولاع برماورائے حجاب کو کہتے ہیں معنی غیبی ،امور مغفی یا معنوی یا سوری سے حجاب ہوجائے، اگر عالم مثال میں ہیں تو طریقہ وذریعہ حواس پنجگانہ یا طریقہ مشابہ سے حاصل ہوتا ہے یا مکاشفہ سورہ ارواح انوار روحانیت سے کشف کرتے ہیں اس کی اقسام بتائی ہیں کشف خواطر کشف عیانی کشف مجرد کشف معنوی، کشف نظری ۔

موسوعہ فرق ومذاہب والادیان تالیف شیخ ممدوعربی صفحہ ۱۰۷

یکے از مصادر عقائد نزد بعض فرق مسلمین جو کشف کو ایک معتمد ومعتبر وثیقہ تمسک سمجھتے ہیں دین وشریعت کو کشف سے حاصل کرتے ہیں۔ کشف والوں کا کہنا ہے یہ کشف حالت خواب میں یا بیداری میں پیغمبرؐ سے حاصل کرتے ہیں، دوسرا کشف خضر سے کرتے ہیں چنانچہ خضر سے ملنے کی بہت سی حکایات وکہانیاں ہیں، جتنے بھی اوراذ کار اور دعائیں ہیں سب خضر سے منسوب ہیں۔

کشف :

یکے از مصطلحات کلمہ کشف ہے کتاب فرہنگ معارف اسلامی صفحہ ۱۵۷۳ پر لکھتے ہیں کشف اصطلاح عرفانی ہے کشف ظہور مستور کو کہتے ہیں کشف کے مراتب ودرجات ہیں جتنے حجاب رفع ہونگے اسی تناسب سے کشف ہونگے قیصری سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا ایک کشف لغت میں رفع حجاب کو کہتے ہیں اصطلاح عرفاء میں ابتلاء برماورائے حجاب کو کہتے ہیں معنی غیبی ،امور مغفی یا معنوی یا سوری سے حجاب ہوجائے اگر عالم مثال میں ہیں طریقہ ذریعہ حواس پنجگانہ یا طریقہ مشابہ سے حاصل ہوتا ہے یا مکاشفہ سورہ ارواح انوار روحانیت سے کشف کی اقسام بتائی ہیں کشف خواطر کشف عیانی

کشف مجرد کشف معنوی، کشف نظری۔

کشف :

موسوعہ فرق و مذاہب والا دیان تالیف شیخ ممدو عربی صفحہ ۱۰۷

یکے از مصادر دین ہے بعض فرق مسلمین کے ساتھ وہ کشف پر ایک معتمد و معتبر وثیقہ تمسک سمجھتے ہیں دین وشریعت کو کشف سے حاصل کرتے ہیں کشف والوں کا کہنا ہے یہ کشف حالت خواب میں یا بیداری میں پیغمبر سے حاصل کرتے ہیں دوسرا کشف خضر سے کرتے ہیں چنانچہ خضر سے ملنے کی بہت سی حکایات کہانیاں ہیں جتنے بھی اوراذ کار دعائیں سب خضر سے منسوب ہیں

کفر

کفر یکے از مصطلحات عقائد کلمۃ کفر ہے کفر کے لئے کتاب وجوہ النظائر فی القرآن بلخی ت ۶۵۰ ص ۱۵ پر آیا ہے اس کلمے کے لئے قرآن میں ۴ مصادیق بیان کئے ہیں۔ (نیچے تین مصادیق آئے ہیں؟)

۱۔ انکار اللہ سبحانہ بقرہ ۱۴۶ نساء ۱۷۶

۲۔ کفر حجت بقرہ ۸۹، انعام ۲، بقرہ ۱۴۶، عمران ۹۷

۳۔ کفر نعمت بقرہ ۵۲، نمل ۴، لقمان ۱۲، شعراء ۱۹، ممتحنہ ۴، عنکبوت ۲۵

علم کلام :

کلام موسوعۃ فقیہ کویتیہ ج ۳۵ ص ۱۱۰ ’’الکلام اسم من کلمۃ تکلما الکلام فی اصل اللغۃ عبارۃ عن اصوات متتابعۃ لمعنی مفہوم قال الطیومی الکلام فی الحقیقۃ ھو المعنی القائم بالنفس انہ یقال فی نفس کلام یقولون فی مجادلۃ الفاظ قریب المعنی:

اللفظ فی اللغۃ لہ معانی لفظ القیہ ریقہ ای۔۔۔بقول لفظ حسن

کلام فرہنگ معارف اسلامی ج ۳ ص ۱۵۸۴ کلام یعنی۔۔۔۔۔متکلم یعنی گوئندہ و کلام در اصطلاح عبارت از تجلی حاصل از تعلق ارادہ وقدرت اسب برائے اظہار مافی الغیب وابجاد انچہ در عیب است

متکلم من قام بہ الکلام ما الآخر کلام از نظر عرفی عبارت از الفاظ وحروف بہ منظور اساء مقصود و بیان مراد از مقاطع خاص خارج۔۔۔۔کلام حروف واصوات است۔

ایمانیات کی جگہ بہت سی خودساختہ مصطلح اپنے غرض مرام ومقاصد ادخال مالیس فی الدین فھو الدین لکی تھدم بھا اساس دین کے لئے وضع کی گئیں، انہیں مصطلحات میں سے ایک علم کلام ہے۔ کتاب دراسات فی العقیدۃ الاسلامیۃ تالیف محمد جعفر شمس الدین نے ص۲۰ پر چندین وجوہات لکھی ہیں علم کلام پر لکھنے والے تمام علماء نے اس باب علم کلام کی وجوہات بیان کیں کہ اسے کیوں علم کلام کہا گیا ہے۔ان وجوہات میں قابل تحسین وجہ نظر نہیں آتی سوائے حقائق کے متلاشیان کو اندھیرے میں رکھنے کے، اس کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا ہے۔خود صاحب دراسات نے جس نظریہ کو انتخاب کیا ہے وہ حقیقت سے قرین ہے جہاں آپ نے لکھا ہے اس بحث کا ایک پس منظر ہے جس وقت ایک بحث چل رہی تھی کہ قرآن کریم جو کلام اللہ ہے اپنی جگہ قدیم ہے یا حدیث چونکہ ہمارے دین کی اساس قرآن ہے چنانچہ قدیم وحدوث کے بارے میں گفتگو سے دیگر مباحث نے جنم لیا ہے لہٰذا پورے عقائد کا نام علم الکلام خود بخود بن گیا چونکہ بحث ایمانیات اپنی جگہ لاوارث تھی لیکن یہاں ایک اور سوال پیش آتا ہے کہ قرآن قدیم ہے یا حادث کی بحث کیوں کیسے کب اور کس نے چھیڑی ہے۔اس بارے میں پہلے اور درست متوجہ اور متصدی ہونے والی شخصیت امام محمد ابوزہرہ ہیں، آپ نے اپنی کتاب تاریخ مذہب اسلام فی السیاسیہ والعقائد وتاریخ المذہب والفقہ ص۴۹۶ پر المحنۃ واسبابہا وادوارہا لکھتے ہیں کثر القول حول القرآن فی کونہ مخلوق اور غیر مخلوق اس مسئلے کو اچھالنے والے نصاریٰ شام تھے جو دار الخلافہ اسلامیہ دمشق میں انتہائی اعزاز واحترام کے ساتھ ہوتے تھے، ان کی قیادت یوحنا دمشقی کے ہاتھ میں تھی۔اس نے اس مسئلے کو کہاں سے شروع کیا اس بارے میں لکھنے سے پہلے ہم مسلمانوں کی چند بری صفات جنہیں وہ اپنے لئے صفات حمیدہ میں شمار کرتے ہیں اور اس کے لئے سروجان کی بازی لگادیتے ہیں ان میں سے چند چیزیں قابل ذکر ہیں ان کا ذکر کریں گے شاید بعض کے لیئے راہ کشا ہوں، ان میں سے ایک عفو درگزر کا درس دینا ہے،

اقلیتوں کی حفاظت ونظارت کا درس دینا ہے یہ اسلام سے بہت پہلے علم کی طرف رغبت دینے والے تھے لیکن وہی مصداق آیات سورہ التکاثر بنے اور اپنے خودساختہ مذہب سے دفاع کرتے ہیں یہ انتہائی تلخ اور سیاہ تاریخ ہے۔

ا۔آج کل مسلمان سوائے عوام جاہل ونادان یا بعض پڑھے لکھے بقول بعض تنگ نظر کے سیاست دان ودانشوران سے لیکر علمی تحقیق کرنے والے حوزات ومدارس کے انعام یافتہ سب کہتے ہیں اسلام وسعت قلبی کا درس دیتا ہے۔

۲۔اقلیتوں کے احترام وتکریم کا درس دیتا ہے۔

۳۔مسلمانوں کو جو برے مسائل کا سامنا ہے وہ مستشرقین کے پیدا کردہ ہیں۔

۴۔بنی امیہ وبنی عباس کے خلفاء صحیح معنوں میں اسلام سے دفاع کرتے تھے۔

کتاب دراسات فی العقیدۃ الاسلامیہ تالیف محمد جعفر شمس الدین ص۲۰ پر لکھتے ہیں اس علم کے وجود میں آنے کا سبب وہ اضطرابات وتغلغلات تفاعلات تضاریب افکارات سیاہ آندھیاں ہیں جو داخل وطن اسلامی میں دیار اغیار سے داخل ہوتی ہیں گرچہ اس کا آغاز ترجمہ فلسفہ یونان سے ہوا ہے، بعض کا کہنا ہے یہاں سے تصوراللہ انبیاء اور قیامت کا عمداً انحراف کیا گیا۔ یہاں سے عقائد مسلمین لرزہ براندام دورسوفسطائی یونانی جیسے ہوگئے تھے۔ یہاں سے علماء فلسفہ سے لاحق خطرات کو دندان شکن جواب دینے کے لئے اٹھے فلسفہ کا جواب صحیح فلسفہ سے دیں یہ کام کسی اور سے ممکن نہیں تھا یہ قصاری توجیہ وتصحیح علم کلام ہے اما اس کا نام علم کلام کیوں رکھا اس بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے ان سے گفتگو ومکالمۃ ہوتا تھا اس نے اس وجہ سے علم کلام کہا ہے۔اس کی درست توجیہ ابوزھرہ نے کی ہے۔بعض نے کہا قرآن کلام خالق یا مخلوق ہے اس جدال کو اٹھانے والے مامون رشید تھے اس نے علم کلام رکھا جبکہ بعض اصلی سبب کو سامنے لائے جہاں یوحنا مسیح نے عیسی کی برتری پر اس آیت سے استناد کیا تھا۔

علم الکلام کے دو مفہوم بنتے ہیں ایک اچھا واضح روشن بیان سیکھنے والے علم کو علم کلام کہنا چاہیئے لیکن کسی

نے بھی علم کلام سے یہ مراد نہیں لی ہے۔ بدقسمتی سے جن کا دعویٰ ہے کہ ہم وارث انبیاء ہیں اور وہ یہ مقولہ خود دہراتے ہیں کہ انبیاء جو مامور من اللہ تھے لوگوں کی عقل کے مطابق بات کرتے تھے لیکن ان میں سے اسی فیصد کو لوگوں سے خطاب کرنا نہیں آتا ہے چونکہ ان کے نصاب میں اس کی تعلیم بیان نہیں ہوئی ہے کہ اس علم میں مہارت حاصل کریں جسے علم معانی بیان کہتے ہیں لیکن مدارس میں مدرس کو بیان کرنا خود نہیں آتا ہے سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ علماء اس علم سے محروم ہیں چنانچہ ایک فاضل آغا فدا حسین حیدری جو قم میں من المھد الی اللحد پڑھنے کا قصد اقامت کیئے ہوئے ہیں انہوں نے ہمارے عقائد پر تبصرہ لکھا کہ شرف الدین کی کمزوریوں میں سے ایک کمزوری یہ ہے کہ وہ علم کلام نہیں جانتے ہیں۔ ہاں ان کی یہ بات اپنی جگہ درست ہوتی کہ اگر آپ نے اس سے مراد لوگوں سے خطاب لیا ہوتا، اس علم کو سیکھنے والے کو اپنے مافی الضمیر کو اچھے اور واضح انداز میں بیان کرنا ہوتا ہے چنانچہ جتنے بھی اس علم میں مہارت رکھنے والے مدعیان ہیں وہ اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے سے قاصر و عاجز اور گونگ رہتے ہیں چنانچہ آغائے جوادی آملی، حسن آملی کے بارے میں معروف ہے وہ فلسفہ بولتے ہیں جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

علم کلام کے دوسرے معنی میں مناظرہ ومجادلہ ومباحث کہا ہے یہ علم کلام <u>میلاد مسیح سے چند صدی پہلے وجود میں آیا تھا جو دوسری صدی ہجری کے آخری دور</u> مامون رشید میں اپنے عروج پر پہنچا تھا، ابو زہرہ نے لکھا ہے بنی امیہ کے دور سے شروع ہوا تھا۔

اس علم کا موطن پیدائش اور تاریخ پیدائش کے بارے میں احمد امین اپنی کتاب ظھر الاسلام ج ۴ ص ۱۴ پر لکھتے ہیں یہ بصرہ کوفہ بغداد مراکز منافقین اور ہزیمت خوردہ ادیان ضالہ کی پناہ گاہ میں تھا۔ یہ علاقہ جہاں مشکوک مخدوش <u>افراد نشین کے علاوہ خود یہاں والے ستر ہویں ہجری کو تازہ مسلمان ہوئے تھے ،اسلام چنداں دلنشین نہیں ہوئے تھے۔ گویا مختلف ادیان و مذاہب والے رہتے تھے، افکار وعقائد مختلف بھی اثر چھوڑتے تھے۔ یہاں زرداشتیان فارس، براہمہ ہند، نصرانیان شام، یہود یان یمن ہوتے ہیں۔</u>

کتاب ضحیٰ الاسلام ج۳ص ۶۸ پر احمد امین لکھتے ہیں تاریخ معتزلہ وظہور وملاحدین کا عصر ذہبی ۱۰۰۔۲۰۰ھ تک ہے، بنی امیہ انہیں پسند نہیں کرتے اور یہ بنی امیہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ان کے بانی واصل بن عطاء اور عمرو بن عبید تھے اور ان کے بعد ابو ہذیل العلاف متوفی ۵ ۲۳ھ، ابراہیم بن سیار بن یانی نظام متوفی ۲۲۱ھ کا نام کا نام آتا ہے۔
ان کو اپنے دور کے اعقل عقلاء گردانتے تھے آپس میں اختلاف کی وجہ سے ان کے طبقات بنے تھے ان کے عمائدین اپنی جگہ ہر ایک کی کسی نہ کسی طرح اصول اسلام کے منکر ومخالف تھے
علم کلام کی تعریف جو اس علم کے ماہرین نے کی ہے کتاب فرہنگ معارف اسلامی ج۳ص ۱۵۸ علم کلام عبارت است از علم بہ قوائد شرعی و اعتقاد مکتب از راہ ادلہ یعنی یہ تعریف عبدالرزاق لاھجی سے لیا ہے۔
علی ای الحال بحث کلام یوحنا دمشقی اور ان کے اعوان وانصار سے مسلمانوں میں مقام حضرت عیسیٰ اور محمد میں موازنہ مفاضلہ کی بحث چھیڑی گئی، جہاں انہوں نے مسلمانوں سے پوچھا قرآن میں حضرت مسیح کیلئے کلمہ اللہ آیا ہے، کلمہ اللہ قدیم ہے تو عیسیٰ قدیم ہیں اور اگر کلمہ اللہ حادث ہے تو کلام اللہ مخلوق ہے۔ یہ بحث چلتے چلتے مومون الرشید کے گرد جمع علماء معتزلہ نے مامون سے اعلان کرایا، کلام اللہ مخلوق ہے یہاں سے فتنہ کا آغاز ہوا۔ ۲۱۲ھ کو مامون نے قرآن مخلوق ہونے کا اعلان کیا اور تنہا اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس عقیدہ کو باقاعدہ جبری نافذ کیا جائے اس عقیدے کے مخالف کو مطعون کیا انہیں کوئی عہدہ نہیں دیا بلکہ ان کو زندان میں ڈالا گیا۔ بہت سے علماء جیل میں گئے سب سے زیادہ اذیت وآزار سہنے والوں میں احمد بن حنبل تھے۔ یہ
اقدامات نمونہ ہیں سب سے زیادہ مدعی علم رکھنے والے خلیفہ کے۔ علم کلام ایمانیات کو مشکل نا قابل فہم بنانے کیلئے گھڑے گئے منصوبے کا نام ہے، انہوں نے اسلام سے دفاع نہیں کیا ہے اپنے۔۔۔ کو رواج دینے فروغ دینے کیلئے صوری شکلی منظرہ کی محفل سجایا ہے۔

علم کلام:

علوم ما یسمہ علم دین نہیں ہے ایک ایسے علم کا نام علم کلام ہے ہماری بدقسمتی کہیں یا بیوقوفی بے عقلی کہیں امت مسلمہ کو جادہ اسلام سے ہٹانے اور اسلام سے دور کرنے کیلئے علم دین سے عاری درسگاہوں کا نصاب بنے ہوتے ہیں اب یعنی اس سے مسلمانوں کو دور رکھنے کیلئے موسوعات لکھنے پڑھنے کیلئے سالوں لگتے ہیں جو بھی مصیبتوں سے نکالنا ہے علم کلام کے ظاہری ترکیب یہ بتاتی ہے یہ انسان کو کلام کرنا سیکھاتے ہیں جس طرح علم معانی بیان طریقہ گفتگو سیکھاتے ہیں اس بارے میں وضاحت ہونی چاہیے علم مضاف ہے کلام مضاف الیہ ہے کلام مادہ کلم سے بنا ہے۔

کتاب نزعۃ الاعین ص ۲۴۸ پر ہے، کلم کا معنی جرح وزخم لگانے کو کہتے ہیں، یہ سامع کے کان کو شگاف کر کے اندر پہنچتا ہے جس طرح ضرب جلد اور گوشت کو زخمی کرتی ہے۔

کلام کو کلام اس لئے کہتے ہیں کہ لفظ کو چیر کر مطلوبہ معنی نکالتے ہیں اور اس کی قسمیں نکالتے ہیں حقیقت کلام حروف اور آواز کا نام ہے جو فائدہ بخش ہوتا ہے۔ اہل لغت

کے نزدیک فائدہ بخش اور غیر مفید دونوں ہوتے ہیں لہذا وہ کلام کی تعریف میں کلمہ مہمل، کلام متروک، کلام غیر مستعمل، کلام غیر مفید کلام مختصر و کثیر کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، کلمہ بھی مراد لیتے ہیں قصیدہ یا خط بھی مراد لیتے ہیں سورہ اعراف آیت ۱۳۷﴿ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ ﴾

علمائے نحو کے نزدیک کلام اسم فعل اور حرف سے بنتے ہیں جبکہ کلمات قرآن میں سات معنی میں آیا ہے۔

۱۔ ابراہیم کا امتحان لینے کے معنی میں آیا ہے۔

۲۔ وہ کلمات جو اللہ نے آدم کو سکھائے۔ سورہ اعراف آیت ۲۳﴿﴾

۳۔ قرآن کو کہا ہے۔ سورہ اعراف آیت ۱۵۸﴿﴾

۴۔اللہ کے عجائب۔سورہ کھف آیت ۱۰۹﴿﴾سورہ لقمان آیت ۲۷﴿﴾

۵۔کلمات دین: سورہ انعام آیت ۱۱۵﴿﴾

۶۔لا الہ الا اللہ۔سورہ توبہ آیت ۶۰﴿﴾

۷۔کلمات کن: سورہ نساء آیت ۱۷۱﴿﴾

تاریخ علم کلام:

علم کلام کی پیدائش کب ہوئی کہاں اس کی نشونما ہوئی کہاں رنگ وروغن پالش ہوئی بیان کرنے کی ضرورت ہے اکثریت قاطع متخصصین علم کلام کا کہنا ہے یہ علم بعداز پیدائش معتزلہ پیدا ہوا۔ اس سلسلے میں علم کو علم کلام سے موسوم کرنے کی وجوہات

بھی بنائی ہیں۔وہ مطابقت باواقعیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ اس میں موجود خیانت کو چھپا کے رکھنے کے لئے گھڑی ہیں۔آقای سبحانی اپنی کتاب مدخل علم کلام کی جلد اول ص اول پیش گفتار میں لکھا ہے علم کلام از روز نخست۔یہ عنوان از عقلاً ریزی شدہ است۔

علم کلام ایک علم مدخول مخدوش مشکوک بے سند بے تعریف بے تاریخ،ضد اسلام،ضد محمد،ضد توحید،ضد حقائق،ضد عقلاء سے بھرا ہوا ایک علم ہے۔اس کی تعریف تاریخ موسوعۃ۔فی الایان المذاھب ۱۰۹۷ ملاحظہ فرمائیں۔بعض نے کہا ہے من طلب الدین باالکلام تزندقہ بعض نے کہا حکمہ ان یضرب یاالجرید،بعض نے کہا لا یفلح صاحب الکلام ابداء ہر قسم کے زندیقہ کفر بدعہ کی بر گشت علم الکام کو جاتی ہے۔

علم انسان انگریزی انٹرویو جیسا ہے کہتے ہیں اس میں نوع انسانی کے اصل اور اس کے ظواہر کو پڑھایا جاتا ہے۔انسانوں کے علم کو دو حصوں میں تقسیم کرنے انٹرویوں جیسا ہے۔

علم الکلام کی تعریف کتاب ابجد العلوم ض ۲ ص ۲۷۳ میں دیکھیں۔اس سلسلہ میں کبھی مخفی کبھی علانیہ ضد اسلام سرگرمیاں سرانجام پائی جاتی ہیں۔یہاں تک دور مامون الرشید میں یہ گروہ اقتدار میں آیا جس نے برملا دین کے نام سے دین کی بیخ کنی کرنا شروع کی۔ان کے اقدامات شوم کو چھپانے کیلئے اسے

ایک فلسفہ تاریخ سے چلایا اور

اسے ایک غیر مربوط تاریخ بنا کرار باب تحقیق کوایک چکر میں چلایا خاص کر جن کے ادلہ میں ایک دلیل مذہب صحابہ یا مذہب سلف ہے۔انھیں زیادہ پریشانی اٹھانی پڑی طلب العلم فریضۃ علی کلم مسلم و مسلمۃ، کتاب ابجد العلوم ض۲ص۲۳۲پر آیا ہے یہ علم ہر مسلمان وعورت پر حاصل کرنا واجب ہے۔اس کے لئے بیس اقوال ہیں۔علم صلیب، علم لحیق، علم لصیق، علم زندیق، علم متبنی، علم خریف ہے۔

علم کلام کواس کے تمام ابعاد میں بحث تجزیہ وتحلیل کر کے نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے اس کی متصورہ ابعاد یہ ہیں۔

۱۔عقائد کے بارے میں بحث کرنے کو کیوں علم کلام کہا گیا ہے یہ اپنی جگہ بے معنی و بے ربط نظر آتا ہے اس بحث کا کیا نام رکھنا چاہیئے۔

۲۔اس علم کے مبتکر مبدع کون ہیں’’ **تعرف الاشیاء باسماء مبدعھا** ‘‘ہر چیز کا نام اس کے مخترع کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

۳۔کس سنہ کس وقت وجود میں آیا ہے کیونکہ مکان وزمان اس پر اثرات چھوڑتے ہیں۔

۴۔یہ علم ایجاد ہونے کے بعد عالم اسلامی پر کیا اثرات پڑے۔

۵۔کن شخصیات نے اس علم کو اٹھایا ہے۔

علم سے متعلق انسان کی وسعت قلبی ہونی چاہیئے اس کے منادی علماء دانشوران ہیں۔ان کے مصدر وماخذ تعلیمات کی برگشت تعلیمات دانشوران مشنری

سکولوں سے ملتے ہیں۔ان علماء وان دانشوران کی وسعت قلبی وسعت صدری اپنے ذاتی مفادات سے کریں تو یہ قابل تعریف ہے لیکن دین میں وسعت قلبی وصدری آیات قرآن سے متصادم ہے جہاں قرآن میں آیا ہے’’لکم دینکم ولی دین، لی عمل ولکم عملکم‘‘وفد طائف نے طائف میں موجود بت خانہ کیلئے ایک سال کی مہلت طلب کی، نبی کریم نے انکار کیا لیکن مسیحی تعلیم پھیلانے والوں نے افغانستان میں بت توڑنے کی مذمت کی ہے۔غرض مسیحی نے کسی بھی وقت نہ پہلے نہ ابھی بھی مسلمانوں سے وسعت قلبی کا سلوک نہیں کیا، بنی امیہ اور بنی عباس کے گھروں میں کام کرنے والی

کنیزیں اپنی حاصل کردہ رقم سے سونے کی صلیب بنا کر گردن میں لگاتی تھیں، بنی امیہ اور بنی عباس کے ذاتی طبیب مسیحی ہوتے جنہیں بہت کچھ اختیارات سونپے ہوئے تھے وہ آرام سے مسلمانوں کے بیچ درمیان دین مسیح کی تبلیغ کرتے اور مسلمانوں میں ان کے دین کے بارے میں تشکیک پھیلاتے تھے۔ انہی میں سے ایک مسیحی بنام یوحنا دمشقی جس نے حضرت عیسیٰؑ کو حضرت محمدؐ پر برتری دینے کیلئے اس آیت سے استدلال کیا جہاں قرآن میں آیا ہے ''وکلمۃ القاھا الی مریم'' اس طرح کلام اللہ قرآن مخلوق ہے یا خالق ہے کی بحث کا آغاز ہوا۔

اس وقت مسلمانوں میں ایک تحریک بنام نظام خلافت راشدہ چلتی رہی شاید ابھی دم توڑ گئی ہے جو صرف غوغا شور شرابہ چلانے کی حد تک تھی ورنہ ان کے نافذ نظام دور بنی امیہ و بنی عباس ہی رہے ہیں چنانچہ یوسف قرضاوی نے اپنی کتاب تاریخنا مفتراء عامہ میں بنی امیہ مخالف کی مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے ''یہ درست خلافت اسلامیہ کی نمائندگی کرتے تھے'' لیکن دیکھیں یہ کس بات کی نمائندگی کرتے تھے۔

۱۔ قرآن کے معتوب و مردود مطعون وملعون شعراور شعراء کو دوبارہ دارالخلافہ میں بلوانے والا معاویہ بن ابی سفیان ہے۔

۲۔ مسلمان علماء کی جگہ یہودی نژاد علماء کو یمن سے بلانے والا معاویہ بن ابی سفیان ہے۔

۳۔ اولاد خلفاء اور امراء کی تعلیم و تربیت جداگانہ از عوام بنی امیہ تھے۔

۴۔ اسراف و تبذیران کی شناخت تھی۔

۵۔ مسیحیوں کی پذیرائی ان کی شناخت تھی۔

۶۔ مذہب جبریہ، مرجئۃ انہی کے دور میں جنم لیا ہے۔

کرامت :

یکے از مصطلحات عقائدنویسان کلمۃ کرامت ہے جہاں علماء اعتقاد بحث در معجزات انبیاء کے

بعد کرامت اولیاء کا ذکر کرتے ہیں اور دونوں کے درمیان فرق کو بیان کرتے ہیں کہ جو انبیاء کرتے ہیں وہی اولیاء بھی کرتے ہیں لیکن دونوں میں فرق دعویٰ منصب کرنے اور نہ کرنے میں گردانتے ہیں۔ اگر دعویٰ منصب کے ساتھ کریں تو اس کو معجزہ کہتے ہی تو کرامت کسے کہتے ہیں اس میں دوقسم کی تلبیس وتدلیس پائی جاتی ہے ایک خود کلمہ معجزہ ہے جس میں تدلیس کی ہے کیونکہ قرآن میں مدعیان نبوت کے ادعاء پر دلیل کو آیت کہا گیا ہے دوسرا کرامت میں خارق عادت کوئی چیز نہیں نکلتی ہے لہٰذا آپ نے خارق عادت کو کہاں سے نکالا ہے آپ نے کہا اولیاء بھی خارق عادت افعال کر سکتے ہیں لیکن وہ اولیاء کون ہیں جو مفہوم آپ نے اولیاء کے لئے گھڑا ہے اس میں بوئے مزاحمت نبوت آتی ہے۔ آیت کا بدل لفظ معجزہ پیش کرنا ایک ناقص مخدوش کوشش ہے تفصیل کلمہ معجزہ میں ملاحظہ کریں۔ اما ضرورت حدود علامت ونشانی مدعی نبوت کا بذات خود باری تعالیٰ سے ارتباط ہونا ثابت کرنا ضروری اور ناگزیر ہے ورنہ بعثت انبیاء لغو ہوگی دوسرا اولیاء کو یہ طاقت دینے کی وجہ کیا ہے، اولیاء کی تعریف کیا ہے ان دونوں کو واضح کرنا ضروری ہے آیئے پہلے آتے ہیں کلمہ کرامت کی لغوی معنی کیا ہے اور قرآن میں یہ کلمہ کن معانی میں استعمال ہوا ہے۔

کرامت مادہ کرم سے ماخوذ ہے جس کیلئے مقائیس میں مختلف معنیٰ ذکر کیا ہے لیکن اصل کرم خوشہ انگور کو کہتے ہیں انگور جسے عربی میں عنب کہتے ہیں جس کی جمع اعناب آتی ہے، اس کی تاریخ پیدائش کو انسان سے پہلے یا ہم عمر بتاتے ہیں اس کا ذکر توراۃ انجیل قرآن میں کئی بار آیا ہے یہ وہ میوہ ہے جو پوری دنیا میں پایا جاتا ہے یہ میوہ بہت سی امتیازات کا حامل ہے یہ ہر حوالے سے آمادہ تیار میوہ ہے اس میں نہ چھلکا ہے نہ بیج۔ از غذائیت کے علاوہ ادویہ میں بھی شامل ہوتا ہے یہ بیک وقت غذا اور دواء پیٹ صاف کرتا ہے اور معدہ کو طاقت دیتا ہے، بہت سے وٹامن کا حامل ہے الغرض کرم اس میوہ کے خوشہ کو کہتے ہیں جس میں ایک لذیذ اور مفید ذائقہ ہو اس میں عنایت ہی

عنایت ہے۔ کرم سے کریم اللہ کی صفات میں شامل ہے کرامت یکے از صفت قرآن کریم نبی کریم بھی ہے سورہ اسراء آیت ۷۰ ﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنا بَنی آدَمَ وَ حَمَلْناهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْناهُمْ

مِنَ الطَّیِّباتِ وَ فَضَّلْناهُمْ عَلی کَثیرٍ مِمَّنْ خَلَقْنا تَفْضیلاً ﴾ میں آیا ہے اللہ نے بنی نوع انسان کو دیگر مخلوقات کی نسبت بہت چیزوں سے نوازا ہے، اللہ نے اس آیت میں کرامت کو تمام انسانوں کو عطا کرنے کا فرمایا ہے اس میں مومن کافر فاسق فاجر مطیع عاصی ملحد و دھری میں فرق نہیں رکھا ہے فرہنگ معارف اسلامی ج ۳ ص ۱۵۶۹ پر لکھا کرامت عبارت است از ظہور خارق عادت از طرف شخص نے دعویٰ نبوت بکند مانند کرامت اولیاء از خدا ہر چہ خواستد بالنا داد ید۔ لیکن یہ کرامت جو اولیاء کے لئے بیان کرتے ہیں کیا اولیاء انبیاء کی مانند ہے جہاں تک انبیاء کا تعلق ہے انہیں اللہ نے منتخب کیا ہے اور انہیں مامور کیا ہے وقت کے کافرین ملحد متکبرین ولا دین کو اللہ کی عبادت و بندگی کی طرف دعوت دیں لہٰذا انبیاء کے پاس شواہد نشانیاں ہونی چاہیے کہ وہ اللہ کی طرف سے آئے ہیں موسیٰ مامور من اللہ ہیں ان کے دل میں یہ خطور بھی نہیں تھا کہ وہ نبی بننے گے۔ حضرت موسیٰؑ کو پتہ نہیں تھا وہ نبی بنیں گے اسی طرح حضرت محمدؐ کو بھی پتہ نہیں تھا کہ آپ نبی بنیں گے ﴿وَ ما کُنْتَ تَرْجُوا أَنْ یُلْقی إِلَیْکَ الْکِتابُ إِلاَّ رَحْمَةً مِنْ رَبِّکَ فَلا تَکُونَنَّ ظَهیراً لِلْکافِرین... قصص. ۸۶ ﴾۔ اللہ نے خود ان کو وحی کیا مبعوث کیا اور حکم دیا کہ لوگوں کو ہماری طرف دعوت دیں۔ انہیں یہ طاقت دینا عقلی منطقی ضروری بنتا ہے ورنہ اللہ کے مبعوث نمائندے مغلوب ہو جائیں گے لیکن اولیاء کو دینے کا ہدف کیا ہے اس کا کسی نے ذکر نہیں کیا ہے۔

کرامت

۱۔ کریم صفت اللہ علق ۳

۲۔ کرامت صفت نبی کریم حاقہ ۴

۳۔ کرامت صفت قرآن واقعہ ۷۷

۴۔ کرامت صفت فرشتگان عبس ۱۶

۵۔ دستر خوان کرام انبیاء ۲۶

۶۔تقوی امایۃ کرامت حجرات ۳

۷۔نعمت دنیا کرامت حجر ۱۷

ہر چیز کا ایک فارمولا ہوتا ہے اصول ہوتا ہے کرامتوں کا خارق عادت سے کوئی معنی نہیں بنتا ہے کیونکہ اللہ کے لئے اپنی مخلوق میں تقلب و دیگر گونی کسی قانون میں نہیں آتا وہ یتصرف کیف ما یشاء خارق عادت بشر کرتا ہے یہ کبھی دکھاوا ہوتا ہے حقیقت نہیں رکھتا ہے ایک دفعہ حقیقت رکھتا ہے یہاں چند انواع ہیں۔

۱۔بندہ طاغی عاصی سرکش ہو گیا ہے تو عذاب نازل کرتا ہے

۲۔ایک دفعہ تکریم تعزیز ہوتی ہے جیسے نزول مائدہ

۳۔کبھی اپنے بندے کو بچاتا ہے ابراہیم حضرت محمد کو بچایا ہے

۴۔کسی بندے کو حکم ہوا کہ دعویٰ نبوت کریں یہ دعویٰ خارق عادت ہے دعوای خارق عادت کیلئے ثبوت بھی خارق عادت ہونا چاہئے۔ کتب فریقین میں ہے کہ انبیاء کے لئے معجزہ ہوتا ہے اور اولیاء کیلئے کرامت ہوتا ہے کتاب تعریف بدین اسلام صفحہ ۲۱۱ پر علامہ طنطاوی نے کرامت کے بارے میں لکھا ہے یعنی عمل خرق عادت تین گروہ کے لئے نقل کیا ہے

۱۔قصہ نجات ابراھیم از نار نمرود، نزول مائدۃ برای مریم بتول لیکن ابراہیم اور مریم دونوں نے از خود طلب نہیں کیا تھا یہ ان کا فعل نہیں تھا چنانچہ آپ اسے خارق عادت نہیں کہہ سکتے ہیں۔

مدعیان کرامت اولیاء دعویٰ بلا ای اساس کو اساس دینے کیلئے وجوہات تلاش کئے ہیں چنانچہ فلسفہ بھی اسی طرح چلتے ہیں ایک گروہ میں سے دینار سد طریقہ بناتے ہیں دوسرا گروہ پہلے اندھرے میں بند کرتے ہیں سازشیں تیار کرتے ہیں پھر اس کے لئے فلسفہ تراشی کرتے ہیں جیسے جنہوں نے ختم نبوت کو توڑنے کیلئے اساس امامت از خاندان تیار کر کے تحریک چلائی پھر اس کو فلسفہ ختم نبوت بنایا جھوٹ پر جھوٹ کی منازل بنائی امام حسین کے نام سے لوگوں کو حکمرانوں کو ہراساں کرنے کیلئے اعزاداری کی بنیاد ڈالی ہے اس کی فلسفہ تراشی کیا، کرامت اولیاء بھی اسی طرح کے ہیں انہوں نے اولیاء کو امامت

جیسا نبوت توڑ بنایا جب ان سے سوال ہوا انہیں یہ طاقت وقدرت کہاں سے ملی تو انہوں نے چند وسائل ابداع کیا ان میں سرِفہرست ان کے اساس اسم اعظم ہے۔

حرف ل

لحد

لحد راستے سے نکلنے کو کہتے ہیں اس کی اصل قبر میں دائیں طرف کھودنے کو کہتے ہیں یعنی وہی عمل نفاق منافقین ہے اس میں دین خالص سے نکلنے والے تمام گروہ، تمام فرق احزاب دینی تنظیمات شامل ہیں۔ فی زمانہ مروج سرگرم علمانین یا سیکولروں ہیں۔ الحاد کی شناخت میں کوئی مشکل نہیں لیکن حلیہ بدل کر مؤمنین کی صفوں میں گھس کر کفر کے لئے کام کرنے والوں کو عربی میں علمانیہ کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح جدید ہے انگریزی میں اسے سیکولر کہتے ہیں جس کا مصداق جلی فی زمانہ سیاستدان ہیں جن کے پاس کوئی دین نہیں ہوتا ہے۔

الحاد کی کئی انواع واقسام ہیں ان میں سے ایک اللہ کے نام کے ساتھ الحاد کرنا ہے یعنی اسے ایسے نام سے پکارتے ہیں جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں جیسے فلاسفہ اللہ کے لئے علت موجودات استعمال کرتے ہیں۔

۲۔ جس صفت سے وہ منزہ ہے اس کے لئے ایسے الفاظ کا ستعمال کرنا جیسے اللہ فقیر ہے، ید اللہ مغلولہ اور اللہ نے استراحت کی ہے وغیرہ۔

۳۔ بعض مخلوق کو اللہ کا نام دیتے ہیں جیسے لات الہ سے بنا ہے والعزی عزیز سے بنے ہیں اور منات منان سے بنے ہیں

۴۔ کوئی صفت جو اس کے کمال پر دلالت نہیں کرتی ہو۔

الحاد حسی:

ملحدین جدید ومنکرین دین ودیانت کا اللہ سبحانہ تعالیٰ کے بارے میں کہنا کہ ہمارے وسائل ذرائع شناخت صرف اور صرف مادی ہیں جو چیز ہمارے حواس

خمسہ میں آتی ہے ہم اسی کو مانیں گے اور ہمارے حواس میں نہیں آتی ہم کیسے اس کے وجود کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں کتاب فلسفتنا باقر الصدر ص ۳۱۵ ہم تھوڑا آسان ان لوگوں کو سوچتے ہیں جو تجربہ حسی کی پوجا کرتے ہیں کہتے ہیں ہم کسی ایسی فکر کو نہیں مانتے جب تک وہ تجربے سے ثابت نہ ہو یہ کس دلیل برھان حسی پر قائم ہے، مرحوم باقر الصدران کی اس منطق کے بارے میں لکھتے ہیں آپ تجربے سے مراد کیا لیتے ہیں تجربہ کسے کہتے ہیں؟ برھان حسی کا کیا مطلب ہے؟ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ ہم اس چیز کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے جب تک اس کے موجود ہونے پر دلیل حسی قائم نہ ہو، اس فکر کو رد کرتے ہوئے باقر الصدر فرماتے ہیں، انھوں نے قائم عمارت کے ستون علمی کو حقیقت میں گرایا ہے جس پر تجربہ کے دلائل محکم کو کھڑا کیا ہے کسی چیز کا وجود یا حقیقت کائنات صرف اور صرف حس سے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حس ایک ذریعہ علم ہے۔

۱۔ نیوٹن نے پوری کائنات میں ایک قوت جاذبہ کشف کی ہے لیکن وہ نیوٹن کے تجربہ حسی میں تو نہیں آئی تھی بلکہ وہ کسی اور اثر سے کشف ہوئی تھی۔ نیوٹن نے دیکھا ستارے خط مستقیم سے آگے پیچھے نہیں جارہے ہیں اپنی حدود کے اندر حرکت دوری کررہے ہیں تو یہ گردشی حرکت ممکن نہیں جب تک اس کے لئے کوئی قوت جاذبہ یا کشش نہ ہو، اگر کوئی چیز آپ اوپر سے نیچے پھینکیں تو ادھر اُدھر دائیں بائیں نہیں جائے گی، اس کی حرکت کو موڑنے کے لئے سبب چاہئے جو کہ قانون جاذبہ ہے جو
ستاروں کی سمت بدلتا ہے، جاذبہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ خط مستقیم سے حرکت کو موڑتا ہے، تجربہ والوں کا کہنا ہے ہم بغیر تجربہ مادی کے کسی چیز کو نہیں مانتے، تو اس تجربے سے کیا مراد ہے مراد وہی ہے جو نیوٹن نے سمجھی ہے تو یہ بات صحیح ہے، نیوٹن نے ایک قاعدہ یا کلیہ بیان کیا ہے، یہ قاعدہ ایک ظاہری چیز سے تجربہ میں آیا ہے یعنی ستاروں کی حرکت سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ تجربی نہیں بلکہ عقلی ہے، اگر تجربے سے آپ کی مراد جو تجربہ نیوٹن نے کیا ہے وہ ہے تو ہمارا ابھی یہی نظریہ ہے کہ تمام تجربات حسی مادے کی خصوصیات مادے کی ترقی وتنوع اس کی ذاتی نہیں بلکہ عرضی ہے جتنے بھی ستارے سورج کے گرد گھومتے ہیں یہ حرکت ان کی ذاتی نہیں ہے ہر چیز کی حرکت مستقیم ہے لیکن اگر گردشی ہے تو عرضی ہے

جیسے سیب جیسی مٹھاس درخت، پتے اور جڑ میں نہیں بلکہ صرف سیب میں ہے لہٰذا یہ عرضی ہے۔

الحاد جدید کا بنیاد:

الحاد مولود پروٹوکولات یہودی ہے یہودیوں نے جب عالمی یہودی حکومت کے قیام کا منصوبہ بندی کی تو اس میں بطور تمہید اعلان جنگ با ادیان کیا جنگ با ادیان میں پہلے مرحلے نصرانیت اور اسلام آتے ہیں ضمن میں خود یہودی بھی آتے تھے کیونکہ وہ خود دین سے روگردانی کی دعوت بطور صریح نہیں دے سکتے تھے لہٰذا وہ اس کے لئے دانشمندان ودانشوران کو خریدا جس طرح مسلمانوں کی اولادوں کو ماں کی گود سے اور باپ کی سرپرستی سے اٹھا کر ان کی تربیت کا سلسلہ شروع کیا بعض سے اعلان علیحدہ بعض اعلان بغاوت بعض نماز پڑھ کر باقی الحادیات ادا کرتے ہیں غرض اسلام سے روگرادنی کی، جس طرح ہمارے میں اسلام صرف شناختی کارڈ کی حد تک محدود ہے اس سلسلے میں ایک لمبی فہرست پیش کرتے ہیں منجملہ داروں دور کالم بریڈرسل کو وسیلہ بنایا۔

اوجسٹ کونٹ متوفی ۱۸۲۲اور ان کے بعد میں کارل مارکس انجائز لین سٹالین نے ان فارمولات پر عمل کیا دشمنان اسلام نے مسلمانوں کی فطرت سے آمیختہ عدد ذرات کائنات کے برابر دلائل و براہین ساطعہ وقاطعہ ہونے کے باوجود ان کے دیار کو دیار تاریکستان بنایا اس کیلئے ان کو کتنے سال لگ گئے کب شروع کیا تھا کب وہ اپنی منزل مطلوب کو پہنچے اگر یہ سوال ہم جیسے کوتاہ ذہین حقائق دیر سے ادراک کرنے والے بتائیں گے وہ جس دن قرآن کی جگہ حدیث کو جاگزیں کیا تھا ہر کسی سے قومی مصلحت کے تحت بات کرنے والے سے پوچھیں گے تو کہیں گے یہ سقیفہ سے شروع ہوئے یہ سلسلہ بغیر وقفہ جاری رکھتے ہوئے ۶۵۵ میں معتصم باللہ کو دریائے فرات ودجلہ کے کنارے قساوت و شقاوت سے قتل کرنے والا ہلا کو اس کرسی پر بیٹھا تھا تو مکمل ہو گیا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑنے والوں پر لا الہ کہنے والا ہلا کو نے حکومت کی۔ حقیقت ساطعہ ہوتے ہوئے کیسے ملحدین منکرین کو موقع ملا۔ اس مسئلے کو ذہن سے قریب کرنے کے لئے ایک مثال پیش کرتے ہیں انسان کے پاس حقائق خارجی سمجھنے کے لئے حواس خمسہ ہیں ان میں بھی اہم قوت بصارت وسماعت ہے کسی بے

وقوف نے اپنی جگہ فیصلہ کیا کہ غیبت سننے سے بچنے کے لئے بہترین طریقہ کان میں کپاس بھر کے رکھنا ہے اس شخص کو مدبر مفکر نہیں کہہ سکتے ہیں۔

دشمن کسی ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو رات کو سوئے صبح اٹھ کر اس ملک پر قبضہ کیا ہے صبح کو لشکر کو حرکت دیا اور اس ملک کی طرف حرکت کیا ایسا کوئی نہیں کرتا ہے بلکہ تمھیدات بناتے ہیں اس ملک سے دوستی کرتے ہیں ملک کے اندرون معلومات جمع کرتے ہیں، ملک میں اہم اہم پہلے شخصیات سے دوستی کرتے ہیں ان سے اس کی قوت کو کم کراتے ہیں

پھر اس ملک پر حملہ کرتے ہیں چنانچہ خلافت عباسی کے پانچ سو سال کی امپراطور کو چند سال کے جائزہ اور منصوبہ بندی کے ذریعے ایک سال کے اندر انہیں صفحہ ہستی سے مٹایا۔انہوں نے پہلے مرحلے میں وہاں کے وزیر سے دوستی کی ان کے ذریعے لشکر کو ختم کیا چھپ کر ان پر حملہ کیا تو خلیفہ بے لشکر تھے جنگ سے پہلے ان سے دوستی کی بادشاہ سے چھپ کر ملاقات کیلئے گیا وہاں گرفتار کرلیا چند دن بھوکا رکھا اس کے بعد کھانے کے نام سے چاندی کے زیورات لائے کہ آپ کیلئے کھانا لائے ہیں کھائیں تو دیکھا وہ تو چاندی ہے کہا یہ کیا ہے جواب ملا یہ آپ کی جمع کردہ ہے آپ نے ملک پر خرچ نہیں کیا فوج پر خرچ نہیں کیا یہ سب آپ کا جمع کردہ ہے۔مسلمانوں کے ساتھ دینی جنگ دنیا میسیحیت نے اس وقت لڑی جب انہوں نے پہلے مرحلے میں قرآن کو راستے سے ہٹایا اور حدیث کو آگے لائے پھر حدیث کو ہٹا کر فقہ کو لائے پھر حضرت محمد ﷺ کو پیچھے ہٹانے کیلئے اھل البیت اور اصحاب کو آگے لائے اور آخر میں ان دونوں میں جھگڑا اور تنازعہ قائم کیا پھر کہا یہ ہے تمھارا دین اچھا ہے یا ہمارا دین؟۔

الحادیوں کا اسلام سے ضد وعناد :

مغرب والے دعویٰ نبوغت علمی کرتے ہیں لیکن حقائق مسخ نسخ کرنے میں کسی قسم کی دروغ گوئی جہالت گرائی میں کسر نہیں چھوڑتے وہ وہی بات کرتے ہیں جو اسلام نے کہا ہے البتہ اس کو الٹا کر کے دوسری شکل میں بیان کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے ان کو صرف اسلام سے الرجک ہے

بطور مثال تمام ادیان نے کہا تم انسانوں کی برگشت مٹی پر ہوتی ہے اس کے مقابل میں انھوں نے اس کی برگشت بندر کو دی ہے۔ انہوں نے اپنے خیال میں مسلمانوں کو نیچے گری ہوئی چیز سے دی ہے وہ مسلمانوں کو جاہل بتانا چاہتے تھے لیکن حقیقت کے معارض کو شرمندہ ہونا پڑھا انہوں نے مٹی سے دو درجہ بعد نبات کے بعد ترقی یافتہ حیوان بنایا اللہ پر دلیل اور قوی ہوگی

۳۔ ملحدین تمام کائنات کی کوئی چیز بطور صدفہ پیدا ہونے کو ثابت نہیں کر سکے لیکن کہتے ہیں پورا کائنات علمی تحقیقات کے دعوی کے تحت صدفہ بنی ہے

۲۔ کہتے ہیں علم نے دین کو مسترد کیا ہے لہذا دین اس دوران مراکز علمی طغیان علمی کے ہی موقع پر ایک نیا دین بنانا پڑے دین دین انسانیت کے نام سے بزورزر وشور شرابہ اس کی طرف دعوت دی اسلام کے مقابل میں مکون کائنات ہر نوع تعددی سے

پاک ومنزہ ہے اس سے انکار کیوں کہوں کہ مسلمان کہتا ہے۔ کائنات کی ہر چیز کو ایک نقطے کی طرف برگشت کرتے ہیں ان میں یہ فلاسفہ آتا ہے کتاب منبر حرتا لیف عبدالحمید مہاجر جلد ۲ ص ۱۰۲ اس میں کارل مارکس، فرید، دور، کائم، سارتر، ادلر، ڈاروین وغیرہ ہیں، کارل مارکس نے کہا انسان نے تاریخ کو نہیں بنایا بلکہ تاریخ نے انسان کو بنایا ہے یعنی کائنات کی تمام دیگر گونی حرکات وسکنات کو گردش دینے والا اقتصاد ہے، ہر انسان جس سے تصرفات حرکات صادر ہوتی ہے، اس کا عامل اقتصاد ہے، ہر چیز اقتصاد سے مربوط ہے یہاں معبود اقتصاد ہے اس کو منوانے کے لئے کہا ہے الدّین افیون شعوب دین قوموں کو سلانے والی چرس ہے لیکن وہ کیسے ہے تفصیل تضاد گوئی تناقض گوئی آخر میں تشدد گرائی پر اترتے ہیں نظریات ملاحدہ کہیں بھی عقل ومنطق سے ثابت نہیں کرتے۔

۲۔ فرویدکا کہنا ہے معبود انسان جس کی وہ اطاعت کرتا ہے جس کی خواہش پر وہ چلتا ہے کو یہ بے شرم کہتا ہے یہ غریضہ جنسی ہے غریزہ فحشا ہے

۳۔ سارتر نے کہا کائنات میں جاری گردش کی وجہ وہ ذات ہے جو اسے گردش دیتا ہے

۴ دورکائم۔ انسان کو گردش دینے والا معاشرہ ہے ماحول ہے وہ انسان کو اپنی گرفت میں رہتا ہے

۵ داروین

الحاد علمی :

یہ جانتے ہیں کہ اللہ برحق ہے لیکن انہوں نے اس کی طرف جانا نہیں ہے، یہود مدینہ کے بارے میں قرآن نے فرمایا یہود نے محمدؐ کو جاننے کے بعد انکار کیا ہے، دین اسلام دین فطرت ہے ظاہری طور پر عام لوگوں میں یہ بات حقیقت کی صورت میں نظر نہیں آتی ہے حدیث میں آیا ہے بچہ فطرت توحید پر پیدا ہوتا ہے لیکن والدین اس کو یہودی نصرانی بناتے ہیں لیکن مسلمان والدین کے بچے ملحد و کافر ہوتے ہوئے دیکھے ہیں اس کی کیا وجہ ہوئی، اس سے مراد یہ نہیں ہے بلکہ اسلام کی طرف دعوت دینا مشکل نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ فطرت سے مطابقت رکھتا ہے فطرت کے خلاف دعوت دینے کیلئے بہت خرچہ کرنا پڑھتا ہے آپ یہیں سے ہی اندازہ کریں کہ ایک لڑکے کو ملحد و کافر بنانے کیلئے کتنے پیسے خرچ کرنے پڑھتے ہیں ان کیلئے کتنے کمرے لگتے ہیں اس کے بجٹ بنانا پڑھتا ہے اس بجٹ کو انہوں نے خود انہی میں سے چند لوگوں اعلیٰ منصب پر لگا وا کر انہی سے واپس لیتے ہیں ان کا دین ظلم تشدد سے چلتا ہے کیونکہ یہاں انکار اللہ سے ان کے مفادات دنیا تھے۔ عناد وضد، لقمہ حرام خوری، ملازمت، سیاست میں سے دنیا بنائی اور جب دنیا بن گئی تو طغیان آ گیا تو یہ ایک تجربہ مکرر تھا یہاں اہل الحاد نے لوگوں کی دنیا بنانے پر توجہ دی تاکہ الحاد کو فروغ ملے، جبر وتشدد وغیرہ سے ہی دنیا میں الحاد کا بول بالا ہوا ہے۔ جب سے فرقہ ماسونیہ
بنا اور انہوں نے الحاد او پر ٹھونسنے کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ برصغیر میں برطانیہ کا قبضہ جمانے کے بعد یہاں کی نسلوں کو مسیحی بنانے کیلئے مشنری اسکول کھولے گئے اور بعد میں انہوں نے ہی مجددین کے نام سے الحاد شروع کیا ہے۔ روس کا نام کمیونیزم برسر اقتدار آنے کے بعد الحاد دوسرے مرحلے جبر وتشدد میں داخل ہوا ہے، اس نام الحاد علمی رکھا ہے۔ یعنی علم کہتا ہے اللہ نہیں ہے اس طرح انہوں نے اسلام کے خلاف جنگ بلا امان شروع کی، اس الحاد کو علم سے نہیں پھیلایا بلکہ جبر وتشدد سے اشاعت ہوا ہے۔

اب تمام ذرائع ابلاغ ٹی وی، ریڈیو، اخبار و جرائد اور کتب کے ذریعے الحاد کو پھلا رہے ہیں اسے بعض ملکوں میں تشدد سے منوایا جارہا ہے۔ الحاد کیسے اور کب پھیلا اسے جاننے کے لئے ہمیں دنیا کو تقسیم کرنا ہوگا، یعنی کہاں الحاد پہلے آیا اور کہاں بعد میں آیا۔ جس وقت دنیا الحاد جاہلیت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ چنانچہ نہج البلاغہ کے پہلے خطبہ میں ہے "و اهل الارض يومئذ ملل متفرقة و اهواء منتشرة و طوائف متشتتة ، بين مشبّه لله بخلقه ، او ملحد فى اسمه او مشير الى غيره"

ساتویں صدی میلادی کو ام القریٰ میں ایمان کا سورج طلوع ہوا اور پچاس سال کے اندر جزیرہ عرب سے کفر کے بادل چھٹ گئے ایمان کا دور دورہ ہوا، اس کی شعاعیں دور دراز علاقوں تک پھیل گئیں، جزیرہ العرب کے مغرب میں اُس وقت مسیحیت کا راج تھا بعض علاقوں یونان و روم میں مسیحی پھیلے ہوئے تھے جسے براعظم یورپ کہتے تھے۔ (یہاں مضمون ملتا نہیں ہے کیونکہ پیچھے اسلام کے شروع ہونے کی بات ہے) الحاد مسیحیون ۳۲۰ نیقہ کانفرنس میں طے شدہ قرارداد غیر معقول جو دین مسیح کے اھل فکر و دانش عقل و خرد کے لئے تصور اللہ ناممکن بناتا تھا جہاں اللہ کو ثالوثی شکل میں اب ابن روح مشترکہ قرار دیا گیا، اگر کوئی آسانی سے اقرار کرے نہیں سمجھا تو اس کی جان بچ جائے گی اور اگر کہا نہیں سمجھا تو عتاب میں آتا۔ اس لئے بعض کہتے ہیں دین ہر شخص کی سمجھ میں آنے والا نہیں ہے، ضروری نہیں سمجھ میں آجائیں تسلیم کریں کافی ہے چنانچہ یہاں سے تقلید وجود میں آئی۔ غرض یہاں الحاد کو فروغ ملنے کی فضاء ساز گار تھی، جبکہ مشرق زمین خاص کر مسلمان نشین علاقے توحید پرستی کے سائے میں آباد تھے۔ یورپ کی فضاء الحادیوں کے لئے ساز گار ہونے کی وجہ مسیحیوں سے پسنے والے یہودی تھے، چنانچہ یہودیوں نے مسیحیوں کو ملحد بنانے پر تمام توجہات مرکوز کیں، انقلاب صنعت فرانس سے پہلے اور بعد میں یہودی جب مسیحیوں کو یہودی بنانے میں ناکام ہوئے تو انہوں نے مسیحیوں کو ملحد بنانے کی مہم چلائی۔

یورپ میں الحاد پذیرائی کا دوسرا دور کلیساء کی بدانتظامی کے راج سے شروع ہوا جبکہ مؤرخین نے الحاد کی تاریخ اٹھارہویں صدی کا آخر بتائی ہے، جب کلیساء میں موجود راھبان، قسیسین نے دین

نصاریٰ جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوا تھا اس میں بہت سی خزاعبلات خرافات شامل کی تھیں، یہ بات درست نہیں کہ دین نصاریٰ میں اٹھارہویں صدی کے کلیساء نے تحریف کی بلکہ دین منحرف کلیساء کو ورثے میں ملا تھا، اصل انحراف انہیں ان کے آباؤاجداد سے ورثے میں ملا ہے اس کی برگشت ۳۲۵ء کو جاتی ہے۔اس کانفرنس کی انعقاد کے بارے میں مؤرخین لکھتے ہیں تین سو سال بعد از غیاب حضرت عیسیٰ شروع ہوئی، چنانچہ کتاب دراسات فی دیانت الیہود والنصاریٰ میں آیا ہے شاول بولیس یہودی نے دین مسیح کو بدل دیا تھا، دوسری طرف بادشاہ روم جو کہ مشرک تھا مسیحیوں پر ہر قسم کی مصائب ڈھائے یہاں تک کہ مسیحیوں کا جینا حرام ہوگیا تھا مسیحی میدان عمل سے غائب ہوکر غاروں میں پہاڑوں میں زندگی گذارنا شروع ہوگئے تھے، رعایا غائب ہوگئی بادشاہ بے رعایا ہوگیا تو بادشاہ نے فرار ہونے والے نصاریٰ کو دھوکہ دے کر واپس لایا اور دین عیسی سے ہمدردی دکھائی اور علماء و بزرگان مسیحیوں کی روم کے شہر نیقہ میں کانفرنس منعقد کی جس میں فرق نصاریٰ کے قیل وقال کو کم کرنے یا حل کرنے کا کہا چنانچہ اس کانفرنس میں گروہ حق ہار گیا اور باطل والے جیت گئے، اس کی مثالیں اگر تلاش کریں تو ہمارے دور میں بھی اسمبلیوں میں موجود ہیں، سیکولر ناچنے والے اداکاروں رقاصوں کو چور دروازے سے بلا جواز لایا جاتا ہے تمام ضد اسلام والی باتیں بغیر ووٹ ٹکنوکریٹ اور خواتین کے نام سے آنے والوں کے ذریعے پاس کرتے ہیں، دین توحید مسیح، کو دین شرک میں تبدیل کیا رفتہ رفتہ دین کے مصدر تورات انجیل، زبور، صحف ناپید وگم ہوگئے تو علماء تورات وانجیل سے ناواقف علماء تھے کس بنیاد پر ان کو ترجمان دین مسیح بنایا تھا، وہ وجوبات معلوم نہیں غرض دین مسیح میں تحریف کی نسبت خالص اس وقت کے کلیساء کو دینا درست نہیں ہے اٹھارہویں صدی تاریخ الحاد نہیں بلکہ اعلان الحاد ہے، جس طرح

منصوبہ ایسٹ کمپنی نے ہندوستان پر قبضہ کیا جیسا کہ انقلاب عوام فرانس پر نورانیوں کا قبضہ ہوا ہے، جب اصل دین اپنی جگہ ناپید ہوجائے تو ساخت بشر کا دین آنا حتمی ہے۔دین انسانیت جو یہودیوں کی الحادسازی کے بحث سے بنا جسے شکم پرستوں نے کھلے دل سے قبول کیا، تو مزاحمت کا سامنا ہوگا انسان

توفعل اللہ کا مقابلہ مزاحمت نہیں کر سکتے ہیں، لیکن بشر بشر کا مقابلہ سنت کونی ہے، اگر ایک جماعت دین کے نام پر معاشرے پر قبضہ کریں گے تو دوسرے انسان ان سے قبضہ چھڑانے کے لئے اٹھیں گے اگر کوئی ملک آزادی خودمختاری کے نام سے نظام جمہوری کا واویلا کر کے جمہوری نظام قائم کرے ملکی خزانے کو لوٹ کر ملک کو مقروض خود کو غنی بنائے تو دیگران دیکھ کر کہیں گے یہ ہم بھی کر سکتے ہیں ، یہاں اس آیت کا مصداق بنتا ہے کہ ہم ایک کو دوسرے سے دفع کریں گے، اس کو عرف مسلمین میں ظالمین کو ظالمین کے ساتھ مشغول کریں گے دعائی فقرہ بن جاتا ہے جو بے سہارا لوگوں کی زبان سے نکلتے ہیں، دنیا میں معیار طاقت وقدرت ہوتا ہے۔ اٹھارہویں صدی کو دو گروہوں میں جنگ ہوئی ایک گروہ دین کو اللہ کے نام سے چلا رہے تھے جو کہ حق وحقیقت اور واقعیت میں بشر کا ساختہ تھا وہ ضد دین پر مبنی تھا، اس کو قرآنی اصطلاح میں جاھلیت اولیٰ کہتے ہیں، دوسری طرف ان کے مد مقابل میں عوامی ریلہ تھا، ان کی قیادت اپنے دور کے جدید ترین علوم سے آراستہ جھل وعلم کی جنگ ہوگئی علم والے جیت گئے جھل والے ہار گئے، لیکن یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ دین والے ہار گئے علم والے جیت گئے شاید یہ کہنا

درست ہوگا کہ ایک انسان ساختہ دین، دوسرے انسان ساختہ دین سے جیت گیا۔ اسلام دلائل و براہین کے میدان میں کسی کو جیتنے نہیں دیتا ہے، دلائل و براھین کے میدان میں جیت اس کا مقدر رہے لہٰذا سیکولر والوں کو ابھی نفاق میں رہنا پڑتا ہے لہٰذا ابھی تک دنیا کفر والحاد دین اسلام خالص وحی کو غلط قرار نہیں دے سکے لیکن عریانی فحاشی زنا لواط حرام خوری دین سے آزاد چاہنے والوں نے اسے قبول کیا اور ان سے شور شرابہ جلوس نکلوایا۔

یہ کہنا کہ الحاد والے دین والوں پر جیت گئے دین اللہ کا ہے اللہ ہر چیز پر غالب ہوتا ہے اللہ کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ پاکستان جو لاکھوں کلمہ گو لوگوں کی صدا تھی اس پر جس طرح فرانس میں نورانیوں نے قبضہ کیا تھا یہاں پر سیکولروں نے قبضہ کیا ہے، ایسا نہیں دلائل و براہین عقلی و منطقی علمی سے عاری ہونے کے باوجود مغربی حکومتیں نے اپنے شکست خوردہ کلیساء کے دین کو

نہیں چھوڑا، بلکہ جلد ہی انھوں نے کلیساء کے لئے جدید جگہ بنائی، انہیں عالم اسلامی کے وسیع وعریض سرسبز مال ودولت سے بھرے معدنیات سے بھرے متمدن ترقی یافتہ ملکوں میں سفارت خانوں میں باعزت جگہ دی اور میسحیت کو پھلایا، علماء کو بھی باعزت جگہ دی چنانچہ عالمی شماریات میں رجسٹریشن میں برطانیہ، فرانس، امریکہ نے خود کو الحادی لائن میں درج نہیں کیا ہے، بلکہ اس ہی شکست خوردہ کلیساء میں درج کیا ہے، آج امریکی بریطانی فرانسسی حکومت خود کو محافظ عالم مسیحی ومیسحیت متعارف کراتے ہیں، انہیں

تسلی اطمنان دیتے ہیں، جہاں کہیں مسیحیوں پر کوئی زیادتی ہونے کی خبر پہنچتی ہے مغربی حکومتیں حرکت میں آتی ہے ابھی بھی دنیا میسحیت کو اپنی حکومتوں پر بھروسہ ہے، اب تو عالم اسلام کے پسے ہوئے مظلوم مسلمان جہاں کہیں ہوں عالم مسیحی اور اسلامی سربراہوں کے عتاب کے نرغے میں ہوتے ہیں لیکن عالم اسلامی کے لئے ان کا تعاون الحادگرائی کی بنیادی شرط ہے، الحاد اور میسحیت لازم وملزوم دوش بدوش بھائی بھائی ہیں، ایک کا تنہاء چلنا اپاھج جیسا ہے، ان دونوں میں کوئی بھی تنہا چلنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے، الحاد کو بٹھائیں گے میسحیت بطور دین زمین بوس ہوجائے گی کیونکہ عبادت گاہوں میں عبادت رقص وناچ وعنق کو صورت میں انجام دینے والے کون سا دین کا تعارف کریں۔ عصر علم تمدن عقلانیت میں تثلیث کی کیا وضاحت کریں گے اگر میسحیت بیٹھ جائے تو الحاد بیٹھ جائے گا کیونکہ اس کا تمام بجٹ یہی مسیحی حکومتیں دیتی ہیں۔

کوئی اسقف، پادری دین توحیدی سے متعلق کتاب نہیں پڑھ سکتے ہیں، وہ کتابیں تقسیم کرتے ہیں اگر آپ کتاب دینگے تو نہیں پڑھیں گے جس طرح آج کل فرقے بغیر تعاون الحادی، سال بلکہ مہینہ بھی نہیں چل سکتے ہیں، ہفتہ زندہ نہیں رہ سکتے ہیں، فرقوں کی عیاشی الحادی رقموں سے زندہ ہے، آج مغرب مسلمانوں میں دین مسیح اہانت وجسارت رسول اللہ کے ذریعے زندہ رکھا ہے، آج تفاھم بین ادیان میسحیت کو بچانے کے لئے ردوبدل مذاھب پر پابندیاں میسحیت کو بچانے کے لئے اگر مغرب الحادیزم ایجاد نہ کرتا تو دنیا سے میسحیت مٹ جاتی، کیونکہ دین مسیح کی توحید قابل فہم وتحلیل نہیں

تھی ،کلیساء سے مصالحت ممکن نہیں تھی مغرب کے مفکرین ارباب فکرودانش نہ دین مسیح کواپنا سکتے تھے نہ اسلام کی طرف رجوع کر سکتے تھے۔

ملحدین وجود باری تعالی کے ادوار ہیں:

ایک دورقدیم اس دورقدیم والوں کا کہنا ہے مادہ قدیم ہے جب مادہ قدیم ہےتو خالق کی ضرورت نہیں ہے، مادہ اپنے آپ پہلے سے موجود ہے اسکوایجاد کرنے کیلئے کوئی موجد کی ضرورت نہیں اس کوعلمائے اصطلاح میں تحصیل علم حاصل کہتے ہیں یعنی جو چیز حاصل ہے اسکودوبارہ حاصل نہیں کیا جاسکتا مادہ موجود ہے مادہ ہمیشہ سے ہے۔دوسرا دور کائنات اچانک پیدا ہوئی ہے بطور صدفہ وجود میں آئی ہے ملحدین جدید کا کہنا ہے اس کائنات کی ابتداء ہے یعنی ایک دورتھا کہ کائنات نہیں تھی تو کیسے پیدا ہوئی کہتے ہیں کہ ایک بڑی انفجار یعنی دھماکہ ہوا یعنی پہلے ایک گیس صورت میں ذرات کی صورت میں تھی اس میں دھماکہ ہوااور یہ آسمان اورستارے بن گئے ، یہاں سے زمان ومکان وجود میں آئے ۔ایک فراخ پہلے سے تھااورانفجار کے بعد فراخ ، طاقت ، مادہ سب بعد میں وجود میں آئے یہ نذریعے اسٹیفن ،ھوکینج کونیوٹن عصرجدید کہتے ہیں ان کا کہنا ہے یہ انفجار کیا ہے یہ کس چیز میں منفجر ہوا اس سلسلے میں کہتے ہیں لوگوں کوانفجار کے بارے میں غلط فہمی ہے کہ مادہ تھا،خلاء تھا اس میں انفجار آیا ہے جب کہ نا مادہ تھا نہ زمان ومکان تھا،زمانے کیلئے بھی ابتداء ہے اورمکان کیلئے بھی
ابتداء ہے۔دومفروضے ہیں اس کائنات سے پہلے کچھ بھی نہیں تھا خالق متعال نے اس کائنات کوعدم محض سے وجود میں لایا ہےتو اس حوالے سے کہتے ہیں اللہ ہے لیکن دوسرا نظریہ والوں کا کہنا کہ کائنات وجود میں آنے سے پہلے فراغ تھی اس میں انرجی تھی یعنی گیس تھی طاقت وتوانائی تھی مادہ کی یہ شکل نہیں تھی بعد میں اس میں انفجار آ گیا تو یہ کائنات بنی۔ان سے سوال ہے یہ جوانرجی تھی یہ کب کی تھی اس کوکس نے پیدا کیا اس انرجی میں دھماکہ کس نے کیا۔اس صورت میں ان سے یہ سوال ہے۔(۱)۔یہ جو کائنات اس صورت میں ہے یا تو کہیں کہ اس کوخالق متعال نے خلق کیا ہے۔(۲) ۔اس کوکسی نے خلق نہیں کیا ہے عدم سے خود بخود وجود میں آئی ہے۔

(۳)۔ یا کائنات نے خود کو خود پیدا کیا ہے۔ (۴)۔ کائنات کیلئے کوئی خالق ہے لیکن یہ تم جو ملحد خالق کہتے ہو یہ نہیں ہے جاسترواپنی کتاب خالق وفلکیون اس پر اپنی تعلیق لکھتے ہوئے لکھا ہے۔

مارکسی :

جب کسی کو مارکسی کہتے ہیں تو اس کے معنی دو ہوتے ہیں ایک نظریہ اور دوسرا نظام ہوتا ہے۔ مارکسی کائنات کے بارے میں اپنا مخصوص نظریہ رکھتے ہیں ان کا دعویٰ ہے ان کا نظام ان کے نظریات کے مطابق ہے۔ ہم یہاں ان کے کائنات کے بارے میں مبنی نظریات بیان کرتے ہیں

۱۔ مادہ میں سب کچھ ہے مادہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں

۲۔ قانون تغیّر وتحول اشیاء کوئی ثابت نامی چیز نہیں ہر چیز دائم تغیر وتبدل وتحول ہے

۳۔ ہر چیز اپنے اندر اپنی ضد رکھتی ہے اور ضدوں کے درمیان جنگ مسلسل چلتی رہتی ہے

۴۔ قانون نفی النفی

۵۔ تمام فلسفہ جدل پر قائم ہے

۶۔ تطور

عالم اسلامی پر منکرین اللہ نے اپنا آخری لشکر فیل پر سوار ہو کر بیسویں صدی کی پہلی پچاس میں دیار اسلامی کا رخ کیا، یہ لشکر مصر عراق شام سے گذرتا ہوا جہاں جہاں باطنیہ نشین تھے انھوں نے ان کا والھانہ استقبال کیا۔ ان کے علماء مثل احبار یہود آیات الٰہی کو مثل یوسف ثمن زہید میں فروخت کیا باطنیہ نشین علاقے شام تھے جو ابھی تک ان کی حکمرانی میں ہیں، مصر تو ان کی اصلی محل نشو ونمار ہے اور ابھی بھی انہی کی حکمرانی چلتی ہے عراق کی صورت حال بھی واضح ہے پاکستان میں ہمارے علاقے بلتستان میں پرنس کریم آغا خان کو امام وقت قرار دیتے ہیں، الحاد پھیلانے والوں کے دوام وبقاء کیلئے مرد وزن دعا گو رہتے ہیں فروخت کرنے والے مولویوں نے اس کو اسلامی مساوات کا تاج ان کے سر پر رکھا ہے جو پاکستان میں بریلویوں اور اسماعلیوں کا سہارا رہا ہے۔ بلتستان گلگت کے نام ونہاد علماء

ریزہ خواراں نے آغا خان کا بے
مثال استقبال کیا لیکن اس نالائق قاصر عاجز فیل حوزات نے کچھ درد والم دیکھا لیکن الطاف و غا تات رب رحیم وکریم شامل حال رہا امید ہے وہ میری حالت نجات از یوم الا کبر میں بھی اپنی کرم سے نوازیں گے

الحاد الحاد عارضی ہے انسان معروضی ہے انسان بحکم طبیعت مائل طبیعیات رکھتا ہے مال و دولت اقتدار ہوتا ہے روح مائل ماوراء مادیات علم فضائل حسن تعریف تمجید واعزازات

۲۔الحاد کبھی بطور رد فعل اپنی محرومیت اپنے سے ناروا ء سلوک رویات ہر بات پر فعل حواس کی ضمانت مخالف سمت سے آئی انکار کرتے ہیں چنانچہ بہت معذور انسانوں نے اپنی کمی اور خلاء کو الحاد سے پورا کیا ہے جیسا کہ ابو العلی مصری وغیرہ کی مثال دیتے ہیں۔

۳۔الحاد کسی باہر سے ٹھونسا جانا کبھی تشدد میں کبھی مطمع ولالچ میں کبھی ماحول حالات کے تقاضے کے تحت اس کا استقبال کرتا ہے، زیادہ تر الحاد یا عوارض خارجی ہوتا ہے۔

لافوازیۃ الظوا ان لوران ۱۷۴۲ تا ۱۷۹۴ افرنسیسی کیمیا دان تھے جنہیں اعدام کیا تھا سفسطہ کے اسباب و دوافع کے بارے میں لکھا ہے اس کے چند وجوہات بنتے ہیں

۱۔ ایک ظہور ارادہ مشتبہ باعث بنتے ہیں کہ انکار حقائق کریں اگر اس کا بھی تجزیہ کریں کہ اختلاف نظریات سے کون سا انکار ہے عوام جاہل ہوتے ہیں کہتے ہیں علماء خود متفق رہے ہماری کیا ہدایت کریں گے

۳۔ یہ چیز یہاں کیوں ہوتے ہیں اس سے وہ زندہ ہے دنیا میں اختلافات کا حل کرتے ہیں اگر اختلاف کا سبب عقل ہے تو کہاں ہیں عقلاء؟ تو یہ عقلی نہیں ہوگا

کمیونیزم :

عربی میں اس کو شیوعی کہتے ہیں یعنی ہر چیز میں ہر کسی کو مساوانہ حق دینے کو کہتے ہیں، بعض کا

خیال ہے مخترع کمیونیزم کارل مارکس یہودی ہے ایسانہیں ہے کمیونیزم کی دو بنیاد ہیں نظریہ کمیونیزم ہے جو بعد کی پیداوار ہے اس میں کارل مارکس کا بہت کردار رہا ہے لیکن اس سے پہلے ہیگل اوران کے دوست انلجز ہیں۔ دوسری بنیاد نظام مشاع ہے ہر چیز میں برابر شریک ہیں یہ تصور پرانا ہے اور یہ تصور قرون وسطی میں بھی تھا بلکہ اس کی تاریخ قرون اولی سے بھی پہلے ابلیس لعین سے ملتی ہے۔ جہاں قرآن میں آیا ہے ابی واستکبر اور رد امر اللہ کی بنیاد رکھی اس کے بعد جہاں بھی بشر بحران معاشی میں مبتلا ہوا ظلم و بربریت کا نشانہ بنا ہرج مرج کا سماں بنا وہاں ایسا نظام خود بخود وجود میں نہیں آتا بلکہ خصوصی طور پر جہاں معاشرہ کفر ہو وہاں ارباب مال و دولت جمع کرنے حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر جمع کرتے ہیں وہاں ایسی صورت حال پیش آتی ہے وہاں مفاد پرست دھوکہ باز اٹھے اس نے بھوکوں پسے ہوئے انسانوں کو اٹھا کے غارت گری لوٹ مار ڈاکہ زنی شروع کرتے ہیں انسان سب ایک ہونے ہم سب ایک ہونے کا اعلان کیا یہ دعوت شرف وکرامت انسانی کی خاطر نہیں تھی بلکہ

ایک غیر انسانی سلوک کے رد فعلی میں وجود میں آئی تھی اس دعوت کے داعی پوری تاریخ میں مذموم مخدوش افراد نے اٹھائی، فارس میں مذدک نامی شخص نے اسے اٹھایا جہاں کہیں شعار کمیونیزم اٹھے ہیں وہ شرف عزت کرامت انسانی کے لئے نہیں بلکہ انتہائی گری حیوانی رذائل وفحشاء مساوات عورت اولاد مال کے نام سے اٹھے ہیں۔ اس کے بعد عراق میں قرامطہ نے اسے اٹھایا ان سے پہلے زنجی نے اسے اٹھایا تھا، یورپ میں انقلاب صنعت کے بعد یہ شعار کارلمارکس متولد ۱۸۱۸ام مارکس اوراسکی دوست انہلز سے ملک کمیونیزم کا دستور بنایا، تمام مادیین نے اپنے معبود مال کو بنایا اس پر فلسفہ بنایا۔

حرف م

مادہ :

یکے از مصطلحات اعتقاد مادہ قدیم دور سے عصر معاصر تک وجود باری تعالیٰ صانع کائنات ہے یا نہیں یہ بحث متشاجر ومناظرہ مادیین والہیین رہی ہے اور رہینگے مادیین کہتے ہیں مادیین کہتے ہیں کائنات اول سے ایسی تھی اور آئندہ بھی ایسی رہے گی محتاج صانع ہے اسی حوالے سے مادہ سب سے پہلے

استعمال میں آنے والے کلمہ میں سے ہے جس طرح مادیین مادہ کے ازلی کے معتقد تھے وہ ابدی کے بھی معتقد ہیں انسان مرنے کے بعد دوبارہ اجزاء جمع ہوکر زندہ ہونے کے خلاف مادیین کے دلائل پہلے سے مخدوش ضعیف تھے انہی علوم مادی میں بحث و گفتگو سمجھنا بہت آسان ہوگیا ہے
آیئے دیکھتے ہیں مادہ کو مادہ کیوں کہتے ہیں

صاحب مقاییس اللغۃ نے جلد۲ ص ۴۸۶ پر میم، دال مضاعف سے مرکب کلمہ کے بارے میں لکھا ہے [**المیم والدال اصل واحد یدل علی جر شیء فی الطول**] کسی چیز کا لمبائی میں کھینچنے کو کہتے ہیں [**و التصال شیء بشیء فی استطالة**] ایک چیز دوسرے چیز سے ملانے کو کہا ہے، امدہ مدامیں نے اسکی مدد کی، مدالنہار نہر کو کھینچا یعنی لمبا چوڑا کیا، مدالجیش لشکر میں اضافہ کیا۔ مدہ کا اسم مفعول محدود آتا ہے مدالنہار ارتفاعہ یعنی اس کی پشت کو بلند کیا مدہ سے مداد سیاہی کو کہتے ہیں کیونکہ سیاہی سے سطر کھینچتے ہیں۔ اب اس مادے کے لغوی معنی کے بعد اصطلاح میں مادہ کل شیء یشغل حیزا فی الفراغ جگہ لینے کو کہتے ہیں ۲۔ ولہ وزن اسکا وزن ہوتا ہے اسکا معنی ان المادۃ تتصف بحیث الحادث مادہ لباس حدوث پہنتا ہے مادہ محتاج ہے ان المادۃ یحتاج الی مکان وہ مکان سے بے نیاز نہیں رہ سکتا مادہ اپنے وجود کو محفوظ نہیں رکھ سکتا اگر آپ نے اس سے کوئی چیز چھین لی تو کم ہوگا مادے کی خصوصیت یہ ہے

۱۔ مادہ مرکب ہوتا ہے سب سے آخری ترکیب میں وہ الکٹرون پرکٹرون اور نیٹرون سے مرکب ہوتا ہے مادہ اپنے وجود میں یکسو نہیں رہ سکتا
۲۔ اس کی دوسری صفت تغیّر تبدّل ہے
اس کا مبتکر افلاطون ہے۔ مثالی اور سوفسطائی میں فرق یہ ہے سوفسطائی اشیاء محسوسہ کے خلاف ہیں وہ موجودات حقیقی مراثی کے خلاف ہے، حقیقت خارجی کے خلاف ہیں جبکہ مثالیوں کا کہنا ہے اشیاء محسوسات سے امتزاج کر کے کوئی غیر مادی تصور کا قائل ہوجائے۔
مبدعین :

ملحدین ومبتکرین وجود باری کومشکوک ومخدوش بنانے میں معتزلہ اوران کے پیروان کارکا کرادار رہے ہیں۔ان کا سلسلہ نسب جعدہ بن درہم کو جاتا ہے۔آج اپنے خطابات کتابات میں یہ افتخار کرتے ہیں کہ عدل ہمارے اصول دین میں شامل ہے امربین الامرین ہمارے دین میں شامل ہے حالانکہ دنیا کے ہر مفاد پرست کی مصلحت یہ رہی ہے کہ وہ دوگروہوں کے درمیان رہے حالانکہ دین میں دین داروں کو عدالت دینا دور کی بات ہے جبکہ انہوں نے لغت میں بھی مستعمل کلمات کا ذو معنی استعمال کئے جو خیانتی ومنافقتی عمل ہے انہوں نے کلمہ عدل کو مشکوک مخدوش عقائد فاسدہ کیلئے غلط استعمال کیا عدل کا معنی جیسا کہ مقائیس ج ۲ صفحہ ۲۲۹ پر آیا ہے **ع د ل اصلان صحيحان، لكنهما متقابلان كالمتضادين : احدهما يدل على استواء ، والآخر يدل على اعوجاج** عدل کا ایک معنی استواء برابر کا ہے اور دوسرا معنی کجی کے ہیں یہاں عدالت کا معنی کہاں آیا ہے۔قرآن میں بھی اس کے پانچ مصادیق آئے ہیں کتاب الوجوہ النظائر میں ان پانچ مصداق کا ذکر کیا ہے اس میں کسی جگہ عدل کا معنی عدالت نہیں لکھا ہے۔اہل تشیع جو خود کو شیعان

اہل بیت گرانتے ہیں لیکن اہل بیت سے مراد کون ہیں کبھی بتاتے نہیں،انہوں نے مضاف الیہ اہل بیت کو کبھی واضح نہیں کیا کہتے ہیں وہ معصوم اور جامع علوم ہیں تا کہ ان کی مرضی کے مطابق جس کو اہل بیت میں شامل کرنا چاہیں کریں چنانچہ وہ تدلیسی کلمات استعمال کرتے ہوئے زیدی فاطمی حسینی صفوی آغا خانی علوی سب کو اہل بیت والے گردانتے ہیں،کبھی کہتے ہیں ہم شیعان آل بویہ ہیں کبھی کہتے ہیں شیعان فاطمی ہیں کبھی کہتے ہیں شیعان آغا خانی ہیں کبھی کہتے ہیں علوی ہیں کبھی نصیری ہیں اور کبھی صفوی ہیں۔معتزلی تو ان کے جدامجد کہاں کس سے ملتے ہیں اس سلسلے میں ان کے وکیل مدافع ہیں لہذا علامہ سبحانی معتزلیوں کی علمیت وتحقیق کو داد دیتے ہیں جہاں انہوں نے بیٹھے بیٹھے دوسری صدی میں نئے پانچ عقائد اختراع کیے ہیں

کتاب المعتزلہ تالیف الدکتور احمد شرباصی صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں مذھب اعتزال پانچ اصولوں پر قائم ہے ان پانچ اصولوں میں سے کسی ایک کا بھی اعتراف نہیں کریں گے تو معتزلہ نہیں ہونگے ان

پانچ کے پانچ اصولوں پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے ان میں نہ کمی ہو سکتی اور نہ بیشی ۔ان کے اصول خمسہ کا فلسفہ کیا ہے اس کی بنیاد کیا ہے ۔ کہتے ہیں اس کی بنیاد توحید ہے تصور اللہ کے تحت بنایا، تصور انسان کی بنیاد پر بنا ہے ان کے اصول یہ ہیں توحید، عدل، وعد الوعید، منزلۃ بین المنزلتین ، الامر بالمعروف نہی عن المنکر ۔

معتزلہ اپنے دور کے عقلاء گردانے جاتے ہیں، سوال ہے دنیا میں متنازع
ترین گروہوں میں مقدمات خصومات کی جنگ وجدال میں آخری فیصلہ کس کی طرف لے جاتے ہیں تو سب آگے جا کر عقل کو باندھنے کی کوشش کرتے ہیں تو بھائی عقل کو تو مان لیں عقل کا تو دین سے کوئی ربط نہیں ہے عقل کو تو مان لینا چاہیے ۔معتزلہ اس طرح کے فرقوں میں سے ہے لوگوں کو عقل کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن خود ان کے اپنے عمائدین عقل کے نام طرائق قدداً کے نام سے تقسیم ہوئے ہیں، ہر ایک کا عقیدہ ایک دوسرے سے متصادم ہے، اگر ان کے بانیان عمائدین کو دیکھیں گے تو وہ سب ایک دوسرے کی آراء کے مخالف نظر آتے تھے لیکن تخریب دین میں سب کا اتفاق ہے جس طرح آج کل روس اور یورپ ہیں یا ہمارے ملک احزاب سیاسی و دینی جیسے ہیں ان میں کبھی اتفاق نہیں ہوتا سوائے تخریب دین میں ۔اسی طرح اگر ان معتزلہ کے عمائدین کو دیکھیں گے تو دین سے ان کا صلہ دور ہے بلکہ ہر ایک، فاسد بدعت کا مبتکر ہے اس کے بانی واصل بن الغزال [۸۰۔۱۳۱ھ]
عمرو بن عبید بن باب [۸۰۔۱۴۲ھ] ابوالھذیل العلاف [۱۳۵۔۲۳۵] ابراھیم بن سیار النظام [۱۶۰۔۲۳۱ھ] بشر بن المعتمر الھلالی [المتوفی ۲۱۰ھ] ثمامہ بن الاشرس [المتوفی ۲۱۳ھ] جعفر بن حرب الھمدانی [المتوفی ۲۳۶ھ] ابوالحسین الخیاط [المتوفی ۳۰۰ھ]
آقائے سبحانی اپنی محاضرات درسی الھیات صفحہ ۲۸۷ پر یہ عنوان لکھتے ہیں 'اللہ عادل لایجور' ان کا کہنا ہے عقل بما ھو ھو ، یعنی اپنے آپ خود بغیر کسی سے اشارہ لیے
ہوئے ہدایت لی، اس کو کہتے ہیں اچھا ہے حسن ہے یا اس کو کہتے ہیں قبیح ہے حسن و قبیح دو صفتیں ہیں جس کسی میں ہوں وہ بغیر کسی ظروف کے ایک کو حسن کہتے ہیں اور ایک کو قبیح کہتے ہیں، حسن و قبح کا فیصلہ

کرنے والی بذات خود عقل ہے۔معتزلہ کی پہلی تحریک یہی رہی کہ حقائق جاننے کی پہلی کسوٹی بنیادی کسوٹی عقل ہے اگرچہ نقل وقرآن ہی کیوں نہ ہو ہم اس کو عقل سے گزاریں گے، عقل اگر اس نقل کو رد کریں گے تو ہم اس نقل کی تاویل کریں گے۔آقائے سبحانی کا یہ عنوان اللہ عادل لا یجور آپ نے یہ عنوان کہاں سے لیا ہے عقل سے لیا ہے یا نقل سے لیا ہے یا معتزلہ سے لیا ہے۔

۲۔آپ کہتے ہیں ہم دین اہل بیت سے لیتے ہیں لیکن عدل کو اصول دین میں کس اہل بیت نے شامل کیا ہے۔آپ سے ایک خاضعانہ تلمذانہ شاگردانہ ایک سوال کی جسارت ہے اہل بیت میں بزرگ ترین ہستی، خودسول اللہ صاحب اہل بیت ہیں کوئی چیز عدالت میں شامل کرنے کی ضرورت کے موقع پر یہ اختیار حاصل ہے تو وہ کس آیت سے ہے اگر اصول دین بنانا وقت وحالات کے تحت ضروریات کے تحت بنانے ہیں تو آپ کے پاس پانچ اصول دین کیوں ہوئے ،آپ کے بقول عدل کو جبریہ کے مقابل میں بنایا ہے ان کی غلاظت گوئی باطل گوئی ان کے ربط میں آپ نے عدل بنایا ہے لیکن آپ نے مرجئہ کے خلاف کیوں نہیں اصول بنایا، کیا مرجئہ اچھے ہیں آج کل دنیائے مغرب میں علم کے نام سے امت اسلامی کو مفسدین وفاسدین بے دینیوں کے پاؤں کے نیچے روندھا ہے مملکت اسلامی میں اسلام کا نام نہیں لیتے

ہیں علم کو علم کی پوجا کرتے ہیں تو کیوں آپ نے علم کے مقابل میں جوز دمسلمین نکلا ہے کوئی اصول کیوں نہیں بنایا ہے؟؟ آپ فلسفہ میں مہارت کرنے کے بعد فلسفہ سے دین بناتے ہیں اگر فلسفہ کم پڑھ جائے تو آپ روایات سے دین بناتے ہیں، آیات قرآنی کی آپ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہیں اگر آیات آپ کے خلاف نکلیں گی تو آپ اس کی تاویل کریں گے۔

الملائکہ:

۱۔عبادہ اللہ سبحانہ وتعالی۔

۲۔یصلون ویقفون صفانی صلاتھم۔

۳۔انھم یخافون اللہ تعالی ویطیعون اوامر۔

۴۔ یرکبون المومنین ویستغفرون لھم من اللہ۔

۵۔ بعض ملائکہ موکل با امور کائنات ہیں جیسے نفخ روح در آدم و مریم۔

۶۔ موکل اعمال انسان ہے۔

۷۔ قبض ارواح بندگان ہیں جیسا کہ بہت سی آیات میں آیا ہے۔

۸۔ وحی با انبیاء۔

۹۔ انزال کنندہ کتب ہیں۔

۱۰۔ حاملان عرش ہیں۔

اہلبیت و یاران باوفا :

اہل بیت یعنی گھر والے ان کی کفالت آپ کے ذمہ ہیں جس میں سرفہرست آپکی بیٹی آخری لمحات میں فاطمہ زہراء، ازوجات مطہرات اور آپکی کفالت میں پرورش پانے والے آپ کے آزاد کردہ زید بن حارثہ آتے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو ہر قسم کی نازیبا آلودگیوں اور نامناسب حرکات و سکنات سے گریز کر کے اس بیت کی قدسیت و کے تقدس کو برقرار رکھا۔ ان افراد کے علاوہ آپ کے یاران میں ابوبکر صدیق سابق ایمان و سابق ہجرت و سابق جہاد و فاع از اسلام و محمد میں کسی قسم کی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، ان کے بعد عمار یاسر ابوعبیدہ، زہیر بن عوام، طلحہ بن عبیداللہ اور عثمان تھے جنہوں نے آپ کی حیات طیبہ میں قابل تعریف جانفشانی و جان نثاری کا مظاہرہ کیا، عمر ابن خطاب اگرچہ انہی ذوات کی معیت میں تھے لیکن کچھ زیادہ جذبات تند و تیز مزاج کے انسان تھے لیکن جب اقتدار ملا تو ایسی مثال قائم کی کہ آج تک ایسی مثال اور کوئی قائم نہیں کر سکا، بدنام زمانہ باطنیہ کی دو بیٹیاں شیعہ اور سنی ہی ایک دوسرے خفیہ تعاون کے ساتھ ان کے چہرے کو بدنام کرنے مسخ کرنے اور اسلام و مسلمین کو بدنام دیکھاتے ہیں کوئی وقفہ ضائع نہیں کرتے ہیں۔ ایک نے عظمت صحابہ کا شعار اٹھا کر معاویہ ابن سفیان، عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، عمرو بن عاص ابوموسیٰ اشعری غرض نیچے سے نیچے اسلام مخالف میدانوں میں حاضری دینے والوں کو اٹھا کر اسلام کی اہمیت کو گرایا اور دوسرے نے اہلبیت

میں سب سے زیادہ انتقام حضرت علی امام حسین اور امام صادق لیا جن کا کردار تاریخ اسلام میں نمایاں نظر آتا ہے اور ان کے خانہ میں اتنا کچرا کوڑا پھینکا جس کی کوئی حد نہیں ہے۔

مذھبی عقائد اور دینی عقائد میں فرق:

دین اور مذھب دونوں ایک چیز ہیں یا آپس میں اختلاف رکھتے ہیں یا ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مذھب انسانی ذہن کی ساخت کے عقائد کو کہتے ہیں یہ ان کے اپنے ذہن کی سوچ ہے جبکہ دینی عقائد منزل من اللہ کو کہتے ہیں۔ دینی عقائد اور مذہبی عقائد میں فرق خود دین اور مذہب جیسا ہے ، یہاں سوال ہے کہ کیا مذہب اور دین ایک دوسرے سے ملتے ہیں جواب واضح ہے کہ کیا مسلمان اور کافر ایک جگہ ملتے ہیں کیونکہ مسلمان اس کو کہتے ہیں جو ہدایت اللہ سے لیتے ہیں اور کافر اس کو کہتے ہیں جو قانونِ اللہ کا انکار کرتے ہیں وہ قانون بشر سے لیتے ہیں۔

۱۔ دین آسمانی والٰہی ہدایت کو کہتے ہیں جب کہ مذہب اس آئین کو کہتے ہیں جسے انسانوں نے اختراع کیا ہے۔

۲۔ دین دنیوی زندگی کو الٰہی اصول سے چلانے کو کہتے ہیں جو انسان کی سعادت دارین کا موجب بنے گا

۳۔ دین انسانی زندگی کے لئے ضرورت و ناگزیر ہے، انسان انفرادی یا اجتماعی صورت میں تطبیق دین کا اصول بنا سکتے ہیں۔

۴۔ تطبیق کے اصول وضوابط بنانے والوں کی خصوصیات امتیازات اور انکی پہچان کیسے ممکن ہے۔

۵۔ دین کس حد تک انسانی زندگی کو سدھارنے میں کردار ادا کرسکتا ہے۔

۶۔ دیندار معاشرے اور بے دین معاشرے میں فرق کیا ہے۔

مذھب لغت میں مصدر میمی مادہ ذھب سے حاصل معنی کو کہتے ہیں، اسم مکان یعنی جہاں جانا ہے گیا جس طرف اس کو جانا تھا اس میں صحیح غلط کا تصور ہی نہ ہونے سے اس کا معنی وہی اباحیہ مطلقہ

مراد ہے، انسان کے مرضی ہے وہ جہاں جانا چاہے اسلام مخالف الحادیات کی تنظیمیں قوم کے ٹکڑے کرنے والے تنظیموں نے دین کو الٹ پلٹ کر چھوڑا۔ کتب لغت میں کلمہ ذھاب کے لئے متعدد اور بھی کچھ معانی بیان کئے ہیں۔

ذھب ذھابا ذھوبا ذھب کے معنی مضٰی ہے بعض نے ذھب کا معنی ذھب اثر زالہ وامحی لنمحی یعنی زائل ہو گیا مٹ گیا ختم ہو گیا کبھی ذھب بہ اس کو ختم کیا گیا مٹایا قرآن کریم سورہ بقرہ آیت: ۱۷ میں آیا ہے ذھب نورھم مذھب کا معنی طریقہ جس رائے کی طرف انسان جاتا ہے یا اپناتا ہے عام طور پر ذھب طریقہ کو کہتے ہیں کبھی اس کی تعریف حسن سے کرتے ہیں یعنی مذہب حسن اچھی رائے ہے، مذہب میں اسکی اپنے رائے ہیں جیسے آج کل خورشید ندیم یا غامدی کرتے ہیں بے ھودہ تزین ذو معنی کلمات سے سجائی گئی عبارات سے خود کو مذہبی مفسر پیش کرتے ہیں خود کو تزین و آرائش سے آراستہ کرنے والی بے حجاب عورتوں سے بغیر تکلف اسلامی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں جب خود دین پر نہیں ہے اس کی تفسیرات غیر معضوں ہوگا۔ اسی طرح اس نے ایک مذہب ابتکار کی ہے معلوم نہیں اس کا کیا مذہب ہے متعدد غلط نظریات کے حامل ہے جب مذہب کا معنی ہی لسانی ساخت کا ہو تو ہر ایک اپنی ساخت کے اصول وضع کریں تو اس میں کیا حرج ہے۔ خلاصہ کلام انسان کے اپنے بنائے گئے اصول کو مذہب کہتے ہیں چونکہ ہر ایک کی رائے مختلف ہے ہر ایک کا مفاد دوسرے سے مختلف ہے تو جھگڑا فساد حتمی ہے۔ اب تک دنیا میں مذاہب کی برائیاں خرابیاں جو بیان ہوتی ہیں وہ مذاہب کی ہوئی ہیں کیونکہ یہ انسانوں کی ساخت تھی اس کے معنی ومفہوم واضح ہونے کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے مذہب بھلائی کے لیے نہیں۔

مذاہب وضعی :

مادہ وضع سے منسوب ہے کلمہ وضع جیسا کہ مقائیس ج ۲ ص ۶۳۵ پر آیا ہے ''الوضع اصل واحد یدل علی الخفض للشئی و حطه'' کسی چیز کو نیچے کرنا۔ ''وضع عقبی نهادن به وضعة بالارض وضعا ووضعت المراة ولدها ''۔ مذاہب وضعی میں براہمہ مذہب جنہوں

اور سکھوں وجود ہے مذہب

انسانیت آیا ہے مذہب وضعی کو مذہب واقعی بھی کہتے ہیں یا سیادہ الطبیعۃ اوالحسن یہ مذہب الحادی ہے محارب اللہ ورسول ہے انیسوی صدی کے بعد اس کے۔۔۔۔ختم ہوگی۔

مذہب الواقعیۃ:

موسوعۃ میسرہ ج۲ص۸۷۴ پر آیا ہے یہ مذہب مادی خالص بر مبنی ملحد ہے حیات اور زندگی کو عالم مادہ تک محدود کرتے ہیں عالم غیب باللہ ایمان بالانبیاء ایمان بیوم اخرت کا منکر مذہب انیسویں صدی کے پہلے پچاس سال میں پیدا ہوئے ہیں ان کا ماننا ہے کہ انسان کو اس کے غرائز حیوان حرکت دے رہے ہوتے ہیں

مسیحی :

مسیحت یا نصرانیت اتباع حضرت عیسی کو کہتے ہیں۔حضرت عیسی فلسطین میں پیدا ہوئے۔ حضرت عیسی پیدا ہونے سے پہلے فلسطینپر روم کے مستعمرات میں شمار ہوتے تھے۔حضرت عیسی کی ولادت کے وقت یہود متفرق و منتشر تھے، وہ عظمت و مجد ھیکل سلیمانی کا اعادہ چاہتے تھے۔بعض مجد عزت یہود چاہتے تھے،توراۃ کا احیاء چاہتے تھے بعض عزلت کی زندگی گزار رہے تھے۔حضرت یحیٰ منطقہ نصراں میں پیدا ہوئے۔عیسی سے پہلے انبیاء کی سرکشی طغیانی نافرمانی کرنے کی وجہ دین و دیانت سے دور دنیوی عیش ونوش ولذت کو اپنا مقصد سمجھتے تھے۔یہودیوں کی نافرمانی وسرکشی کا بہانہ تراشی کا اندازہ سورہ بقرہ کی آیات سے واضح ہے۔جہاں مطالبہ کے باوجود
طالوت کی نافرمانی کی جہاں ان سے پہلے موسی کی نافرمانی سرکشی اور فرصت طلبی ان کا شکار بنی تھی۔ دین غیاب میں گیا۔اس کی جگہ رسومات عبادت بنیں تھیں۔طرح طرح کے اجتماعات تھے۔بعثت حضرت عیسی مطابق تورات میں بشارت کے ہوتے لوگ ان کی آمد کا کہتے تھے۔لیکن جب مبعوث ہو گئے تو سب نے انکی مزاحمت کی۔ایمانیات سے ایک حضرت عیسی اللہ کے نبی ہیں۔

مصادر :

مصادر جمع مصدر ہے مصدر اسم مکان از مادہ صدر سے ہے۔صدر کے بارے میں ابن فارس لکھتے ہیں صاد، دال، را اصلان صحیحان یدل علی خلاف الورط والآخر صدر الانسان وغیرہ فالاول صدر عن الماء صدر عن البلاد فالصدر للانسان سورہ حج آیت ۴۶ ﴿أَ فَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِها أَوْ آذانٌ يَسْمَعُونَ بِها فَإِنَّها لا تَعْمَى الْأَبْصارُ وَ لكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتي فِي الصُّدُورِ﴾

مصدر اسم مکاں محل کو کہتے ہیں اصل منشاء اشیاء کو بھی کہتے ہیں اس طرح افکار نظریات علوم وفنون کے بھی ماخذ ہوتا ہے مصادر کی قدر قیمت اس بنک کے چلنے جیسا ہے جو چند افراد طرف مقابل تاجروں یا ٹھیکیداروں ملازمین کو دینا ہے یہ اس وقت اس وقت کی باقیمت ہوگی جتنا بینک میں اس کا بیلنس ہوگا اس حوالے سے بنکون کے چیکوں مین فرق پڑتا ہے ایک مثال علمی پیش کریں ایک شخص نے ایک کتاب لکھی اس میں

مصادر نہیں دیے ہیں ۔۲۔مصادر دیئے ہیں لیکن مصادر معتبر نہین دیے علم لغت کے مصادر پرانی لغات ہوتی ہیں پرانی لغات کے مصادر اصل اصل لغات لکھنے والی شخصات سے انتساب ہوتا ہے۔

یعنی عقائد جہاں سے نکلتے ہیں اسے کہا ہے

مترادفات مصادر وسائل۔منابع ماخذ اصول:

اعتقاد شیخ صدوق کے خطبات پر شیخ مفید نے تصحیح اعتقاد صدوق کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں جہاں جہاں شیخ صدوق نے غلط احادیث کو بنیاد بنا کر عقائد کو پیش کیا اس پر شیخ مفید نے نقد کی ہے علامہ محمد حسین فضل اللہ نے کی تصحیات کی تائید کی اور عین ان کے طریقے اور روش پر چلتے ہوئے انہوں نے ایک مضمون مجلّہ فکر جدید شمارہ ۹۰ سنہ ۱۴۱۵ ص ۶ پر ہے شیخ مفید فی تصیح الاعتقاد پر لکھا ہے شیخ مفید پر ملاحظات تصیحات کے بارے میں فضل اللہ نے لکھا ہے گذشتہ علماء کے اجتہادات پر مبنی عقائد کی من وعن تقلید نہیں کرنی چاہیے ان کے عقائد، شیعہ عقائد کی ترجمانی نہیں کرتے ہیں شیخ مفید نے لکھا اعمال اعباد کے بارے میں شیخ صدوق کے اعتقاد کے مصادر صحیح اسناد نہیں رکھتے ہیں صحیح

اخبار کو رد کرتے ہیں بلکہ ایک جگہ لکھا کتاب اللہ، احادیث پر مقدم ہے قضاوت قرآن سے لیں شیخ صدوق نے مذہب تناسخ کو مذہب شیعہ بنایا یہ مذہب ملحدین کا ہے، شیخ صدوق نے کس سے کس حد تک تعلیم حاصل کی واضح نہیں ہے وہ قم سے باہر نہیں نکلے، جب آل بویہ کو حکومت ملی تو انہوں نے شیخ صدوق کو قم سے بلا کر اپنے دربار میں رکھا اور یہاں سے ان کا مقام بنا ہے۔ اب ان کی مجہول الحال علمیت کو ڈاپنے کیلیئے ان کو امام زمانہ کی دعاء اجابت قرار دینا اور زیادہ مشکوک بنایا ہے۔

مصنفین ومولفین :

یکے از موضوعات کتاب عقائد پر لکھی گئی کتب ہیں جو مؤلف کتب عقائد کو اپنی کتاب کے لئے مصدر قرار دیتے ہیں مؤلف اپنی کتاب کے ماخذ نص وفکری کے تحت لیتا ہے عقائد اپنی جگہ متعدد مصادر کی نیاز رکھتے ہیں چنانچہ کتب فلاسفہ وکتب منطق اس میں اہمیت رکھتی ہیں لیکن فرقوں کے عقائد جو عام لوگ سوچتے ہیں دلائل محکم متقن وعقلی پر مبنی ملے ایسا نہیں ہے بلکہ فرقوں کی خود ساختہ روایات پر تکیہ کرتے ہیں، وہ خود کتنے ہی بڑا فلسفی کیوں نہ ہوں جیسے کتب عقائد طوسی اور ملا صدرا جہاں انہوں نے عالم قبر کو برزخ قرار دیا ہے ان کے عقائد مثبت ومنفی دونوں صورت میں ذکر کرنا ضروری ہے آیا انہوں نے ان کتب کو پیش کرتے وقت اللہ سبحانہ کو جس دن اس کے حضور حاضر ہو کر حساب دینے کو نظر میں رکھا تھا یا اللہ اور اس کے رسول اور اپنے نفس سے خیانت کی اور دنیا میں خلق اللہ کو دھوکہ دیا آخرت میں اپنے نفس کو دھوکہ دیا۔ فرقوں کے عقائد تمام کے تمام احادیث مردود فتاوی بے اسناد سے بنے ہیں۔ عقائد لکھنے والوں کے منابع وماخذ اقوال ونظریات مصنفین ہی ہوتے ہیں چنانچہ بعض عقائد پر بہت کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن فقہ کے مقابل میں ناچیز ہیں جہاں نام مصنفین ومولفین سے ہی کتاب عقائد کا وزن بڑھتا ہے لہٰذا بڑی شخصیات کی لکھی ہوئی عقائد کو ہی مصادر عقائد گردانا جاتا ہے۔ یہاں ان سب کا اندراج تو ممکن نہیں چند برجستہ شخصیات کا ذکر اہم ہے خود ان کے محتوی عقائد سے ان شخصیات کا اندازہ ہوگا خود کو شیعہ اثنا عشری

کہنے والے اپنے عقائد پیش کرتے ہوئے علامہ حلی کو پیش کرتے ہیں، قدیم عقائد میں اعتقاد شیخ صدوق، حادی العشر تھے شیعہ عقائد کے مصنفین میں سر فہرست علامہ حلی صاحب نہج الحق نقد محصل متن حادی عشر، نصیر الدین طوسی مولف تجرید الاعتقاد شیخ صدوق بنام اعتقاد صدوق اکمال دین واتمام النعمہ، شیخ محمد رضا مظفر عقائد امامیہ، علامہ جعفر سبحانی عقائد امامیہ کے نام آتے ہیں۔ اہلسنت والجماعۃ میں عقائد ماتریدی، ابوالحسن اشعری، ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب اور عصر معاصر میں عبدالرحمٰن جنکہ کا نام آتا ہے۔ جدید عقائد لکھنے والوں کے مصادر میں سے ایک قدیم لکھنے والوں کی تصنیفات ہے یہ تصنیفات بازاروں سے ملتی کتابوں میں ہیں خانہ علماء میں نایاب ہیں عقائد پڑھتے دیکھتے نہیں بلکہ مجالس عزاداری سے لیتے ہیں سنتے ہیں۔

علامہ حلی اور طوسی صاحبان عقائد کے عقائد کا مرکزی نقطہ عصمت ائمہ ہے، عصمت انسان خلاف طبیعت انسان ہے اس کے لئے دلیل قوی مسلمہ چاہیے لیکن علامہ حلی نے عصمت کو نص سے جوڑا ہے اور نص کو عصمت سے جوڑا ہے انکا کہنا ہے ہم جائز الخطاء والے اماموں کی پیروی کو صحیح نہیں سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک امام معصوم ہونا ضروری ہے، آپ کے نزدیک جائز نہیں عقلاء عالم کے نزدیک نہیں اللہ کے

رسول کے نزدیک نہیں خود اللہ کے نزدیک بھی نہیں یہاں تک ان کے فقہ میں ایک باب حرمت ولایت حاکم جور ہے کسی حاکم جور کی سرپرستی میں رہنا گناہ نا قابل بخشش ہے اور حاکم جور سے انکی مراد سنی حکمران ہیں لیکن علامہ حلی نصیر الدین طوسی، علامہ مجلسی اور صدوق سب اپنے وقت کے ظالم جابر دشمن مسلمین کے وزراء رہیں۔ شیخ صدوق آل بویہ بدعت گذار جلوس برھنہ زنان کی بدعت گذار تھے اسی طرح علامہ حلی اور طوسی ہلاکو کے وزیر تھے، کرکی، بہائی بادشاہان صفوی کے وزیر تھے۔

عقائد مظفر اور علامہ سبحانی دونوں کی شخصیات علمی اور کردار میں بھی کوئی نامناسب شکایات نہیں ملی ہے لیکن دونوں کتابوں میں غیر عقائد کے فرق فقدان نظر آیا علامہ مظفر نے عقائد میں ایسے بے بنیاد بے اساس کو عقائد امامیہ میں گنا ہے، معلوم نہیں ہوسکا ہم دین کے کس حصہ کو عقائد کہیں اور کس حصہ کو

احکام اور کس حصے کو اخلاق اور کس حصہ کو تاریخ اور کس کو خرافات فرسودہ و بے بنیاد کہیں گے۔

معاد :

یک از مصطلحات عقائد کلمہ معاد ہے کلمہ معاد مادہ عود سے اسم مکان اسم زمان اسم مصدر ہے ، یہ کلمہ عام طور پر مصطلحات قیامت میں شمار کرتے ہیں ہر شخص جس کسی نے قیامت کے بارے میں کتاب لکھی ہے اس نے معاد کو عنوان دیا ہے حالانکہ قرآن میں کسی بھی جگہ قیامت کے لئے یہ صیغہ نہیں آیا ہے گرچہ مادہ معاد آیا ہے صیغہ نہیں آیا گرچہ یہ کلمہ قرآن میں سورہ قصص ۸۵ میں آیا ہے۔ یہاں مراد مکہ ہے موطن و

محل پیدائش وسکونتِ رسول اللہ ہے جب آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کیلئے نکلے تو آپ پر ایک حسرت افسردگی طاری ہوئی اپنے وطن گھر چھوڑ کر دیار غیر ہجرت کر رہے ہیں۔کلمہ معاد کا ایک مادہ ہے وہ صرف ع،و،د سے مرکب ہے جس کا معنی ہر چیز کا اپنی اصل منشاء کی طرف برگشت کرنے کو کہتے ہیں۔کلمہ کا ایک صیغہ ہے وہ صیغہ اسم مکان وزمان اسم مصدر میں ہوتا ہے،صیغہ اور مادہ دو الگ چیزیں ہیں اس میں دوسری بحث مادہ پر ہے غرض کلمہ معاد روز قیامت کیلئے اس صیغہ میں کہیں نہیں آیا ہے لیکن قیامت کیلئے اس صیغہ و مادہ میں کثرت سے آیا ہے اس میں بھی ایک صیغہ ہوسکتا ہے لیکن فی الحال اس کی وضاحت ضروری نہیں ہے یہاں اس کلمہ کا صیغہ نہیں مادہ عود ہر چیز اپنی اصل کی طرف برگشت کرتے ہیں بطور مثال انسان ایک سو گیارہ عناصر میں سے چن کر اس ساخت جسمانی کو بنایا ہے اس میں ایک عنصر پانی ہے ایک نمک ہے۔ جب انسان مرجاتا ہے روح عالم برزخ میں منتقل ہوتی ہے جسم قبر میں ہوتا ہے قبر میں ایک مدت گذرنے کے بعد پانی کی جو مقدار جسم میں تھی وہ زمین میں جذب ہوتی ہے نمک زمین میں جذب ہوتا ہے، دیگر عناصر جسم بھی مٹی ہوجاتے ہیں جو جسم مٹی سے بنا تھا مٹی میں واپس جاتا ہے جو پانی سے بنا تھا پانی میں جاتا ہے غرض پوری کائنات اسی مدار میں گھومتی ہے بطور مثال درخت کے پتے پھول تنے جب زمین پر گرتے ہیں کچھ دیر کے بعد سڑ جاتے ہیں پانی زمین میں جاتا ہے مٹی مٹی سے ملتی ہے چنانچہ مصر قاہرہ میں ایک مکتبہ ثقافت کے سلسلے منشوات میں سے ایک

دورہ الحیات ہے یعنی حالت گردش ہے انسان بھی اپنی اصل کی طرف برگشت کرنا ہے ایک زمین ہے جس سے وہ بنا ہے اس کی اصل اصیل اس کا خالق ہے اس کی طرف برگشت ہوتی ہے چنانچہ آیات میں آیا ''و الینا ترجعون'' اس کے باوجود عام طور پر یہ صیغہ استعمال کیا ہے اور ایک بحث جنجالی چھوڑی ہے کہ معاد جسمانی ہوگا یا روحانی یہاں سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصول ایمانیات اشکال پیدا کرنے کے لیئے ہیں سمجھنے سمجھانے کے لیئے نہیں بنائے ہیں بلکہ تشکیک پیدا کرنے کے لیئے ہیں۔

معجزات

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ معجزہ ہے علماء عقائد فرماتے ہیں معجزہ انبیاء کیلئے ضروری ہے انبیاء کے لئے معجزہ ضروری و ناگزیر ہے یہ کس دلیل اور منطق کے تحت کہتے ہیں کہ انبیاء مافوق عادت ایک دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول و نبی ہوں، اس کا نمائندہ ہوں یقیناً دنیائے بشر میں اس سے زیادہ افضل مقام نہیں کے مدعی بھی زیادہ ہو سکتے ہیں چنانچہ طول تاریخ میں بہت سوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے لہذا انسانوں کے سامنے تین راستے ہیں انہیں ان میں سے ایک کو اپنانا ہے۔

ا۔ تمام مدعیان نبوت کو مسترد کرنا ہے۔

۲۔ جو بھی دعویٰ کرے سب کو قبول کرنا ہے۔

۳۔ کوئی دلیل یا ثبوت لائیں جس کے ذریعے اسے قبول یا رد کریں۔

۴۔ اللہ بھی اپنی طرف سے کوئی ایسی نشانی دے کہ وہ انسان اللہ کی طرف سے پیغام لایا ہے اور کوئی دوسرا ان جیسی نشانی نہ لا سکے۔

اس سلسلے میں کتاب البیان فی تفسیر القرآن آقائے الخوئی ص ۵۶ پر آیا ہے نبوت انبیاء کا اثبات تنہا طریقہ معجزہ سے امکان ہے۔ آیت اللہ الخوئی فقہاء مجتہدین علماء تالی تلو مجتہدین وافاضل کیلئے واجب احترام ہیں معجزات انبیاء اپنے زمانے تک محدود تھے کیونکہ انکی نبوت محدود تھی لیکن حضرت محمدؐ کی نبوت عالمی اور دائمی ہے لہذا آپکا معجزہ بھی دائمی وابدی ہے۔ آقای خوئی کا یہ استدلال درست نہیں

کہ انبیاء کی نبوت کا اثبات معجزات پر تھا۔ کیونکہ نبی رسول اپنی جگہ مدعی ہے مدعی کو اپنا دعویٰ ثابت کرنا ہوتا ہے جو بھی عقلی علمی سے ممکن ہو آپ کو حضرت محمد کے دور مکی اور دور مدینہ میں پچاس مہاجرین پچاس انصارین بھی نہیں ملیں گے کہ انہوں نے معجزہ دیکھ کر ایمان لایا ہو، خدیجہ اندرون خانہ علی ابوبکر عمر عثمان طلحہ و زبیر نے بھی آپ سے معجزہ طلب نہیں کیا اہل مدینہ مدینہ سے آنے والے لوگ تین بار آئے انہوں نے معجزہ کا مطالبہ نہیں کیا سیرت انبیاء سے پتہ چلتا ہے کہ معجزہ دیکھ کر ایمان لانے والوں کی تعداد شاذ و نادر رہی ہوگی یہ ضرورت اس وقت پیش آتی ہے اسے جب ماننے سے انکار کریں۔ اس حوالے سے انکار کرنے والے متعدد اور مختلف ہوتے ہیں۔

۱۔ وہ شخص پہلے ان متعارف نہیں ہوا ہے۔

۲۔ اس کے پاس اس نبی کے بارے میں پہلے کوئی معلومات نہیں ہیں۔

۳۔ وہ اس نبی کے دعوی کے مضامین کو درک کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔

۴۔ نبی بھی عادی طریقہ سے اسے قانع نہیں کر سکتا۔

۵۔ دعویٰ حق ہونا کافی نہیں ہے حق ہونے کیلئے واضح ثبوت دینا پڑے گا ورنہ اس کا دعویٰ قابل قبول نہیں ہوگا۔

آپ نے کثرت معجزات کو فضیلت حضرت محمد سے استناد کیا ہے۔ معجزات انبیاء کسی بھی نبی کے لئے بطور اعزاز و تکریم نہیں کسی چیز کا اعزاز و تکریم اضافی کا مستحق نہیں بنتے۔ اگر ایک آقا نوکر ملازم رکھتا ہے کیا وہ مستحق تکریم ہے؟ ایک باہر کا انسان مفت میں کام کرتا ہے وہ مستحق تکریم ہے انبیاء اللہ کے بندے ہیں اللہ نے مامور کیا ہے انبیاء عبد خالص بلاشرکت غیر ہیں اللہ نے انبیاء کو نبوت دیتے وقت ان سے پوچھ کر ان کو آمادہ کر کے نہیں دی کہ ہم آپ کو نبوت کیلئے انتخاب کر رہے ہیں حضرت محمد سے کہا اقراء پڑھو۔ رسول کو یہ حق نہیں کہ اللہ کی اجازت کے بغیر آیت دیکھائیں ﴿أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ جبکہ اثبات نبوت کیلئے تھے اثبات نبوت کے لئے اقامہ معجزہ ضروری ہے۔ تب ضرورت مقدار تک محدود ہوتے ہیں۔ فالتو دینا ضیاع اموال جیسا ہے بلکہ فرقوں کی اختراع

اختلاق ہے۔معجزات اپنی جگہ خلاف عقل ونقل ہے۔

کیا حضرت محمدؐ غیر از قرآن معجزات رکھتے تھے؟ قرآن فرماتا ہے نہیں آپ آیات نفی کو قواعد اصلی سے تنسخ کیا ہے

کتاب البیان فی تفسیر القرآن الخوئی ص ۱۱۵ پر لکھتے ہیں ''**حول سائر المعجزات**''

['' لا یشک باحث مطلع فی ان القرآن اعظم معجزہ جاء بھا نبی الاسلام و معنی ھذا انه اعظم المعجزات التی جاء بھا الانبیاء و المرسلون جمیعاً. وقد ذکرنا فی المباحث المتقدمة بعضاً من نواحی اعجازہ، و اوضحنا تفوق کتاب اللہ علی جمیع المعجزات، و لکنا نقول ھھنا : ان معجزۃ النبی .ص. لمتکن منحصرۃ بالقرآن الکریم ، ولقد شارک جمیع الانبیاء فی معجزاتھم و اختص من بینھم بمعجزۃ الکتاب العزیز'']

اسکی دو دلیلیں ہیں۔

معجزات کے دو پہلو ہیں ایک یہ کہ فلاں نبی نے یہ معجزہ کیا بطور مثال حضرت موسی نے عصاء کو اژدھا بنا کر پیش کیا ہے،عصاء مار کر دریا کو شگاف کیا یہ معجزہ تا قیامت تک کوئی نہیں کر سکتا،اللہ نے یہ معجزہ کسی دوسرے نبی کو نہیں دیا تھا۔دوسرا پہلو ہم تک نقل از نقل پہنچا ہے عام طور پر اخبار میں زمان سے دور ہونے کے ساتھ انکا اثبات کمزور ہوتے ہیں ان میں تواتر نہیں رہتا احاد میں تبدیل ہو جاتے ہیں جو حجت نہیں بنتے جب تک انکی حجت کسی موثق ذریعے سے ثابت ہو حجت نہیں بنتا ہے۔عصاء موسی حجت اس وقت ہوگا جب یہ کسی نا قابل انکار نقل سے ثابت ہو جائے۔

۱۔ اخبار المسلم التواتر التی علی صدر المعجز ات بہت سوں نے معجزات پر تالیفات پیش کی ہے،دعوی کثرت معجزات حضرت محمدؐ تواتر سے ثابت ہیں۔

۲۔گذشتہ انبیاء کے بہت سے معجزات تھے آپ نے یہ دعوی نہیں کیا تو کیا آپ دیگر انبیاء سے افضل و برتر ہیں اگر آپ کا معجزہ صرف قرآن ہے تو آپ افضل نہیں ہونگے۔

اب تو معجزات کی حدوحدود نہیں رہی ہیں جب سے محمد ﷺ اور عبدالقادر جیلانی کو کائنات میں قدرت مطلقہ کا مالک گردانا ہے نیز یہ معجزات ان کی حیات تک محدود نہیں ہیں بلکہ بعداز ممات بھی تصرفات باقی ہیں کوعقیدلازم کیا ہے لیکن ایک سلسلہ آیات میں آیا ہے کہ معجزہ فعل انبیاء نہیں بلکہ اللہ کا فعل ہے، یہ فعل اللہ کی قدرت مطلقہ غیرمحدودہ سے انجام پاتا ہے۔

معجزہ یکےازمصطلحات عقائدکلمہ معجزہ ہے معجزہ تین عناصر پر مشتمل ہے۔

۱۔ مادہ عجز سے بنایا ہے۔

۲۔ صیغہ معجزہ ہے۔

۳۔باب افعال سے اسم فاعل ہے۔

یہ کلمہ مادہ،صیغہ اور باب تینوں کو جوڑ کر بنایا ہے تینوں میں دقیق معانی پوشیدہ ہیں اس کے بغیر یہ کلمہ واضح نہیں ہوسکتا۔ پہلے آتے ہیں اس کا مادہ کیا ہے کلمہ معجزہ مادہ عجز سے ماخوذ ہے عجز کا معنی جیسا کہ ابن فارس نے مقائیس ج ۲ص۲۲۱ پر لکھا ہے[**عجز : العین و الجیم و الزاء اصلان صحیحان، یدل احدھما علی الضعف ، ولآخر علی مؤخر الشیء]**

فالاول عجز عن الشیء یعجزا عجزا، فھو عاجز ای ضعیف ، و قولھم ان العجز نقیض الحزم فمن ھذا؛ لانہ یضیف رایۃ، ویقولون :"المرء یعجز لا محالۃ" ؛ ویقال : اعجزنی فلان، اذا عجزت عن طلبہ و ادراکہ ، ولن یعجز اللہ تعالی شیء، ای لا یعجز اللہ تعالیٰ عنہ متی شاء وفی القرآن : ﴿لَنْ نُعجِزَ اللّٰہَ فِی الْأَرْضِ وَ لَنْ نُعجِزَہُ ھَرَبا﴾[جن : ۱۲]و قال تعالیٰ﴿وَ ما أَنْتُمْ بِمُعْجِزینَ فِی الْأَرْض﴾[شوری: ۳۱]

ومن الباب : المعجوز : المراۃ الشیخۃ، والجمع عجائز ، والفعل عجزت تعجیزا. ویقال : فلان عاجز فلانا ، اذا ذھب فلم یوصل الیہ ، و قال تعالیٰ : ﴿ یَسْعَوْنَ فی آیاتِنا مُعاجِزینَ﴾[سبا:۳۸]. ویجمع العجوز علی العجز ایضا، و ربما حملوا علی

هذا فسموا الخمر عجوزا، وانما سموها لقدمها ، كانها امراة عجوز
واما الاصل الآخر فالعجز :موخر الشيء ، والجمع اعجاز ، حتى انهم يقولون :
عجز الامر، و اعجاز الامور، ويقولون :"لا تدبروا اعجاز امور ولت صدورها"؛
قال : والمعجيزة : عجيزة المراة خاصة اذا كانت ضخمة ، يقال امراة عجزاء،
والجمع عجيزات كذلک ، قال الخليل : ولا يقال عجائز ، كراهة الالتباس.
وقال ذو الرمة.

مادہ عجز کے دو اصل صحیح ہیں پہلا اصل ضعف کمزوری ناتوانی ہے دووسرا اصل موخر الشیء کو کہتے ہیں یہیں سے انسان کے پچھلے حصے جسے زمین پر رکھتے ہیں اس کو عجز کہتے ہیں، یہیں سے بوڑھی عورت کو عجوزہ کہتے ہیں یعنی ضعف وناتوانی کی وجہ سے بیٹھ گئی۔اس کا صیغہ اسم فاعل ہے باب افعال اعجز،اعجزہ مفرد غائب ہے ہے اس باب کی چند خصوصیات ہیں اس میں سے ایک فعل لازم کو متعدی گردانتے ہیں فعل متعدی فعل لازم کے مقابل میں آتے ہیں فعل لازم ذکر فاعل پر ختم ہوتا ہے چنانچہ مادہ عجز فعل لازم ہے اس کو جب باب افعال میں لے جاتے ہیں تو یہ متعدی ہوتا ہے یعنی اس کا پہلا فاعل جو ہے وہ اب مفعول بنتے ہے۔

۴۔اس کا صیغہ باب افعال سے اسم فاعل معجز آتا ہے معنی یعنی قدرت چھننے، بے بس کرنے کو تحدی کر کے ایمان لانے کو کہتے ہیں انبیاء جب دعوت نبوت کرتے ہیں اس دعوت کی اجابت کے مقابلے میں لوگ چند گروہوں میں بٹ جاتے ہیں وہ افراد جو اس مدعی نبوت کے قریبی حلقے ہوتے ہیں جنہوں نے عرصہ دراز سے ان کو صادق پایا ہوتا ہے وہ خود تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی کریمؐ نے جب دعویٰ نبوت کیا تو سب سے پہلے آپ کی زوجہ خدیجہ الکبریٰ نے تصدیق کی۔زید بن حارث اور حضرت علی نے بھی تصدیق کی بیرون خانہ ابوبکر نے تصدیق کی ابوبکر کے کہنے پر عثمان طلحہ وزبیر نے تصدیق کی۔اپنی نبوت کے ثبوت مانگنے والوں کو نشانی دیکھا کر منوانے کے عمل کے اثبات میں جو دلائل پیش کرتے ہیں ان کو علماء نے معجزہ کا نام دیا ہے آئے دیکھتے ہیں علماء اعتقاد نے انبیاء کی دلائل نبوت کو

معجزہ نام دے کر دلائل نبوت انبیاء کو کھوکھلا کیا اسے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔علمائے اعتقاد لکھتے ہیں انبیاء کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لئے معجزہ ضروری و ناگزیر ہے یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ قرآن میں کلمہ معجزہ نہیں بلکہ کلمہ آیت آیا ہے آیت اور معجزہ میں فرق ہے جیسے انبیاء پر ایمان لانے والوں پر معجزہ کا کرادار بہت کم رہا ہے نبی کریم کی مکہ کی زندگی میں معجزہ دیکھ کر ایمان لانے والے یعنی معجزہ طلب کر کے ایمان لائے ہوں نہیں دیکھا اب ابوبکر یا کسی اور معروف معتبر شخصیت یا قرآن دیکھ کر ایمان لانے والوں کی اکثریت بغیر معجزہ ایمان لاتے ہیں معجزہ طلب کرنے والوں کی اکثریت ایمان نہیں لاتے ہیں قرآن کریم میں ۱۲۵ انبیاء کا ذکر ہے اور معجزہ کرنے والے دو تین انبیاء ہیں۔انبیاء کا اپنے محیط ماحول میں سابقہ کردار خود دلیل بر نبوت ہے جیسا کہ ہرقل روم نے محمد الرسول اللہ کے احوال سن کر بتایا کہ وہ نبی ہیں اس طرح نبی کریم کی زبان سے اللہ نے کہلوایا کہ میں نے تمھارے درمیان ایک عمر نہیں گذاری ہے۔

۱۔جب معجزہ نشانی نبوت ہے تو نشانی صاحب نشان سے الگ ہوتی ہے اس کی ذات سے باہر ہوتی ہے یہاں سے جس کسی نے آیت کی جگہ کلمہ معجزہ اختراع کیا ہے وہ خیانت پر مبنی ہے یہ بعض لوگوں پر گراں گذرے گی کہ انہوں نے ایسی بات کیسے کی ہے بڑے بڑے علماء فحول کو فاش کیا ہے اور علم تعدی اور دینی خدمات کا حوالہ دیں گے لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں اگر دو عالم کسی فرقے سے وابستہ ہو وہ فرقے کا بنیادی پاس رکھے بغیر تحقیق جاری نہیں رکھ سکتے کہ خود کو اس حصار سے نکالیں یہ ایک تحدی ہے جس کا وہ جواب نہیں دے سکتے ہیں اپنے مقام و منصب میں امام حسن نے تنازل کیا۔کوئی بھی شخص ایک عمل انجام دے کر دوسروں کو عاجز کر سکتا ہے چنانچہ قدیم دور سے عصر معاصر تک ساحرین نے لوگوں کو عاجز کیا ہوا ہے۔

۲۔تمام دعویٰ شدہ معجزات اخبار احاد پر مبنی ہیں اخبار احاد سے کوئی بھی چیز ثابت نہیں ہوتی ہے،بعض کی اسناد ضعیف یا موضوعہ ہیں اور بعض عقل سے متصادم ہیں،آیات سے متصادم ہیں اصول مسلمات سے متصادم ہیں نمونہ سحر میں پیش کیا گیا ہے بطور مثال کہتے ہیں نبی کریم کے ہاتھ میں سنگریزے تسبیح کرتے

تھے سنگریزہ جس کے ہاتھ میں ہو چاہے وہ عالم ہو جاہل ہو شقی ہو منافق ہو کافر ہو تسبیح کرتا ہے۔
حیرت کی بات ہے دعویٰ بلند و بالا تحقیق رکھنے والے علماء طبیعات علماء کونیات کو تحدی کرنے والے جواد مغنیہ نے خرافات جمع کرنے والے مجلسی پر کوئی تبصرہ تحقیق نہیں کیا ہے جس پر عام علماء کو بھی اعتماد نہیں ۴۴۴۴ معجزات نقل کیئے ہیں۔
۳۔ بعض کیاء دانوں نے کیمیکل ایجاد کیے ہیں جو طویل عرصہ تک کوئی نہیں کرسکا، چنانچہ بعض عزا خانوں میں معجزات و کرامات کا دعویٰ کیا ہے۔
۴۔ کلمہ معجزہ کا عام ترجمہ خارق عادت کر کے لاتعداد و لاتحصیٰ معاجز اختراع کیئے ہیں۔
قرآن کریم میں اس کو آیت کہا ہے یعنی یہ اللہ کی نشانی ہے غیر اللہ کوئی نہیں کرسکتا ہے حتیٰ خود انبیاء بھی جب چاہیئں نہیں کرسکتے ہیں جب کریں گے تو نبی اس کا مظہر ہوگا جس طرح موسیٰ جہاں جہاں پریشان ہوئے حکم کا انتظار کرنا پڑا جبکہ معجزہ میں فعل خود نبی کا بتایا ہے اس طرح دین میں تحریف کی ہے پہلے مرحلے میں نبی کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تازیانہ یا تسبیح واستخارہ دیکھا یا پھر نبی کے بعد اولیاء کو اختلاق ان کو راز و خفاء دلوں کے اندر سوچ کو بتانے والا بتایا جبکہ سرور انبیاء سے اللہ نے کہلوایا کہ میں غیب نہیں جانتا ہوں انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں یہاں سے نبی سے صادر معجزات کا احصاء وشمار محال اور ناممکن ہوتا گیا ایسے لوگوں کو محرف اسلام شاول بولیس مسلمین کہوں تو احتمال معنی سے باہر نہیں ہوگا جہاں وزیر ارشاد و اطلاعات صفوی نے نبی کریم کے لئے ۴۴۴۴ معجزات نقل کئے ہیں۔
۱۔ میلاد سے پہلے ۲۔ بعد المیلاد ۳۔ بعثت کے بعد ۴۔ آپ کی وفات کے بعد۔
معجزات حضرت محمد اگر کوئی استحلال کرے کہ ضرورت معجزات کے کیا اسباب وعوامل تھے تو جواب ایک ہی ہے اثبات دعوی نبوت کی خاطر ہوتا ہے نبی کیلئے تکریم نہیں ہوتا ہے اس سے بالا کوئی مقام نہیں ہوتا ہے سورہ اسراء آیت ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳ مقام نبوت سے غیر مربوط تعنتی من چاہی معجزات طلب کیا ہے فرمایا ہم ایسے معجزات نہیں ہیں نبی کریم نے فرمایا معجزہ اللہ کے ہاں ہے میرے ہاتھ میں نہیں انتظار کریں سورہ یونس آیت ۲ وہ اثبات نوعی کی حد تک ہوتا ہے کہ یہ اللہ کا نبی ہے نہ کہ ہر طالب معجزہ

کے لیے معجزہ دکھائیں سورہ اسراء میں منع آیا ہے کریم آئندہ معجزہ نہیں دیکھائیں گے اسراء آیت ۹ میں آیا ہے کیا قرآن اثبات نبوت حضرت محمد کے لئے کافی ہے آقائے خوئی نے اپنی کتاب تفسیر البیان میں بحث حول سائرالمعجز ات کے عنوان سے ایک بحث کی ہے جس میں قرآن کے علاوہ معجزات کی نفی کرنے والوں کو مسترد کرنے کے بعد آخر میں لکھا

معجزات پیش کرنا پیغمبر کے ہاتھ میں نہیں دیا ہے

معجزات کی اصل ضرورت اثبات نبوت کی حدتک ہے

بہت سے معجزات میں طلب ضلالت کے معجزات مانگنا ہے اس کو اللہ نے رد کیا ہے

نبی آخرالزمان، خاتم الانبیاء نے جو معجزہ دیا وہ صرف قرآن ہے

معجزات رفع مقام نبی کیلئے نہیں بلکہ ضرورت اثبات نبوت کی حدتک محدود ہیں بلکہ دین اسلام یا قرآن کریم میں اصرار وتکرار نفی شرک توڑنے کی خاطر ہے توسل یا واسطہ فیض کے نام سے محمد سے شروع کر کے اهلبیت اور اصحاب اهلبیت موالیان غلامان وکنیزان اهلبیت کے لیے معجزات بنا کر بتوں کی تعداد میں اضافہ کیا قبرستانوں ویران گھروں پر چراغاں مفت خوراں گداگروں کی تعداد میں اضافہ کریں اللہ تک رسائی کو مشکل گردان کر اهلبیت بنایا ان تک رسائی مشکل گردان کر ہر مجہول قبروں کو شفاعت گر بنایا ہے۔علامہ مجلسی کی بحار پر ایت اللہ محسن آصفی نے دو جلد تفسیر لکھی ہے اس میں صرف دو فی صد روایت کی توثیق کی ہے اور باقی ۹۸ فی صد کو ضعیف گردانا ہے کہے دیگران کے کتب کے ناقد اپنے فرقے کے تمام خرافات سے چشم پوشی نوک قلم روکنا حیرت وتعصب فرقہ کی نشانی بتایا ہے۔

ایمان بہ انبیاء معتقدات مسلمین میں سے ہے لیکن کتنے انبیاء پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے اس سلسلہ میں عقائد کتب نویسیان کے دو نظریے ہیں ایک کا کہنا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن یہاں دو سوال یہ ہے کہ انبیاء کی تعداد اتنی ہے؟ جواب دیتے ہیں کتب اعتقادات میں ہے دلائل قطعی ہونا ضروری ہیں روایات میں سند ومتن دونوں میں تحقیق ہونا ضروری

ہے ابھی تک ایسا کام کسی نے نہیں کیا ہے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا ہے ہم نے روایات کے سند و متن دونوں میں تحقیق کی ہے قرآن میں آیا ہے ایمان لاؤ تعداد کا ذکر نہیں کیا۔ روایات، مصادر عقائد نہیں بنا سکتے کیونکہ ایمان لانے کا حکم نبی اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے دیتے ہیں لہٰذا ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد قرآن میں نہیں آئی قرآن نے انبیاء کی تعداد ۲۵ بتائی۔ کتاب عقیدۃ الاسلامیہ تالیف حسن حبنکہ صفحہ ۴۱۲ پر انبیاء کا ذکر ہے باقیوں کے بارے قرآن میں آیا ہے ﴿وَ مِنۡھُمۡ مَنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَیۡکَ﴾ اس کے مقابل میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نہیں بنتے ہیں [۱۲۳۹۴۵] سند کے حوالے سے انبیاء اور تفسیر قرآن شان نزول قرآن غیب گوئیاں عجیب و غریب کہانیاں وغیرہ سب کی برگشت روایات مردود کو جاتی ہے کتاب علوم القرآن عند المفسرین ناشر مرکز الثقافۃ والمعارف القرآنیۃ جلد ۳ صفحہ ۴۰۳ پر آیا ہے کہ انبیاء، شان نزول قرآن اور پیش گوئیوں کی کتبِ روایات اسرائیلی روایات سے ملتی ہیں ان روایات نے امت مسلمہ کو ایک دوسرے کے دشمن، دشمنوں سے دوستی اسلام و قرآن و محمد سے دوری اہل بیت اور اصحاب کے نام خائنین اسلام کو اونچا اور محسنین اسلام کو بلند بنایا ہے کلمہ معجزہ داخل کردہ مولدہ ہے اصل کلمہ آیت ہے قرآن میں ہر جگہ آیت آیا ہے جو اپنی جگہ کسی قسم کے نقص و عیب نہیں رکھتا ہے پھر اس کلمہ کو چھوڑ کر اس کی جگہ اشکال اور کلمہ استعمال کریں تو سمجھ لیں اس میں خیانت ہے برے عزائم ہیں خاص کر جو کلمہ اللہ نے قرآن میں استعمال کیا ہو اور وہ تکرار کے ساتھ آیا ہو اس کی جگہ کوئی مشکوک مخدوش کلمہ استعمال کرنا لمحہ سوالیہ بنتا ہے فرقوں میں تبدیل کلمات ذو معنی ایک پالیسی ہے کلمہ شیعہ استعمال کرنے کے کیا معنی ہیں اس کے کیا معنی بنتے ہیں کلمہ اسلام کے مقابل میں ایک ناقص کلمہ ہے۔ اسی طرح نبوت کی جگہ کلمہ امام بے ربط ہے ایمان بآخرت یہ کلمہ اصل ہے اور باقی لوازمات میں سے ہیں۔

معجزات :

کتاب اصول العقیدہ تالیف سید محمدی صدر عراق ص ۱۲۰ پر عنوان روائع المعاجز المحمدیہ لیس القرآن ھو المعجزہ الوحید، لہذا الرجل حجد نقد اہدایہ بصنوف الخوارق والمعاجز المادیہ والروحیہ حتی بلقت

الف معجزہ الفلو یریہ یہ دعویٰ ان آیات سے متصادم ہے: سورہ عنکبوت آیت ۵۱ ﴿أَ وَ لَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنا عَلَيْكَ الْكِتابَ يُتْلى عَلَيْهِمْ إِنَّ في ذلِكَ لَرَحْمَةً وَ ذِكْرى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُون﴾
سورہ اسراء آیت ۹۰ ﴿وَ قالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعاً﴾

پہلے اللہ نے موسیٰ کو فرعون کے پاس بھیجا کہ اللہ پر ایمان لائیں میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں فرعون نے کہا کیا ثبوت ہے کہ تم اللہ کی طرف سے آئے ہو اگر کوئی نبی اللہ کی طرف سے آئے اور دعویٰ کرتے کہ ہم اللہ کی طرف سے آئے ہیں تو لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے کیا یوں ہی دعوت کو قبول کرنا چاہیئے کیا اگر سب کو ایسے قبول کریں گے تو نبوت کے داعی بڑھتے جائیں گے صادق و کاذب میں تمیز نہیں ہوگی اگر رد کریں گے ہمیں یقین نہیں آیا آپ اللہ کی طرف سے آئے ہیں تو یہ اللہ کی طرف سے آنا بے فائدہ ہوگا نعوذ باللہ اللہ اور موسیٰ دونوں ناکام ہو گئے اور فرعون کامیاب ہوگا اس طرح آسمانی اللہ ناکام اور زمین اللہ کامیاب ہوگا اور آسمانی اللہ کا تصور غلط ہوگا کیونکہ وہ عاجز ثابت ہو گئے یہاں سے اللہ اپنے ارادے مشیت میں کامیاب اور اسکے بھیجنے والے نمائندے کامیاب ہونے کیلئے اللہ کے اس قانون طبیعت میں مداخلت ضروری اور ناگزیر ہے اب یہ بتائیں اولیاء کی جو کرامات ہیں وہ جس طرح تصرف کریں کر سکتے ہیں اسکا کیا فارمولا ہے تو یہاں چند صورتیں ہیں اولیاء اللہ انبیاء سے برابر ہیں یا برتر ہیں یا انبیاء برتر ہیں یا یہ جعلی اور بناوٹی ہیں اب آپ خود انتخاب کریں آپ کس کو انتخاب کریں گے۔

نبی کریمؐ کے قرآن کے علاوہ دیگر معجزات:۔

جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں علامہ بحرانی، علامہ مجلسی اور علامہ جواد مغنیہ نے ''فرس قاطع'' سے کہا ہے کہ آپؐ کیلئے قرآن کے علاوہ بھی بہت سے معجزات ہیں لیکن تعجب و حیرت آیت اللہ خوئی پر ہے جو بہت سے مشہورات بتوں کو توڑا تھا، ضعیف روایات کے راویوں کے پول کھولنے کیلئے ۲۲ جلد ضخیم کتاب رجال الحدیث لکھی۔ ان کتب رجال میں جو ہماری نظر سے گزری ہیں میں یہ اہم نکات ہیں۔

۱۔ کہتے تھے کہ امام صادق کیلئے چار سو شاگردوں نے چار سو کتابیں لکھی تھیں، یہ کتابیں کتب اربعہ کے مصادر تھے۔ آپ نے پہلی جلد میں لکھا کہ ہمیں ان چار سو کتابوں کا کوئی سراغ نہیں ملا کہ کہاں ہیں۔

۲۔ فاجعہ عظمیٰ، مصیبت کبریٰ واقعہ سقیفہ، غصب فدک اور تشت زنی دروازہ فاطمہ زہراء جو آج تک مذہب گریہ والوں کیلئے ایک بچت بنی ہے اس کا کل مصادر کتاب سلیم بن قیس ہے۔ آپنے سلیم بن قیس اور اس کے ناقل ابان بن عیاش کو پول کھولا کہ ان شخصیات کا کچھ پتہ نہیں ہے مجہول الحال ہیں۔

۳۔ روایات میں تواتر کا مفہوم: روایات میں تواتر اس کو کہتے ہیں جہاں کسی شہر میں یہودی، مسیحی، بہائی اور مسلم رہتے ہیں اور سب بلا اختلاف یہ کہیں کہ فلاں تاریخ کو چاند گرہن ہوا تھا یا سورج گرہن ہوا تھا، یا کعبہ حجاز کی سرزمین میں واقع ہے، نبی عباس کا دارالخلافہ بغداد تھا۔ یہ خبر متواتر کہتے ہیں۔ آپ نے ان روایات کثیرہ کو غیر متواتر قرار دیا۔ آپ نے اپنی کتاب میں بہت حقائق اس میں کشف کئے ہیں لیکن کس وجہ سے؟ واقعاً آپ کا عقیدہ ہے، تو ریہ ہے یا تقیہ کیا ہے۔ کتاب تفسیر غرہ البیان فی تفسیر القرآن ص ۱۷۱ پر آپ نے فرمایا کہ نبیؐ کیلئے قرآن کے علاوہ بہت سے معجزات تھے۔

۱۔ ان کے راوی کثیر تھے ہزاروں سے زیادہ تھے۔ نبی کریمؐ کے اصحاب بہت تھے اور قریب میں حضور تھے ان سب نے دیکھے ہیں۔

۲۔ دوسری دلیل آپ نے یہ بتائی کہ انبیاء گزشتہ کیلئے بہت سے معجزات بیان ہوئے ہیں ،آپؐ نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ دیگر انبیاء سے افضل ہیں، خاتم الانبیاء ہیں تو جب دیگر انبیاء کے معجزے تھے تو اس کا تقاضا ہے کہ آپ کے بھی بہت سے معجزات ہوئے ہوں گے۔ اور ممکن نہیں کہ خود دعویٰ کریں کہ میں افضل ہوں اور کمالات میں دوسروں سے کم ہوں یہ معقول نہیں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص دعویٰ کرے کہ میں تمام اطباء سے بہتر طبیب ہوں لیکن وہ یہ بھی کہے کہ بعض مرض جن کا گزشتہ اطباء علاج کرتے تھے وہ میں نہیں کرسکتا، یہ ممکن نہیں ہے، عقل اس چیز کو رد کرتی ہے۔ بعض

دعویٰ داران نبوت نے اعجاز ہی سے انکار کیا ہے کہ گزشتہ انبیاء کوئی معجزہ نہیں رکھتے تھے، یہاں سے انہوں نے ہر معجزے کے بارے میں الگ تاویل پیش کی ہے۔ بعضے جاہلوں نے سادہ عوام کے سامنے دعویٰ کیا ہے لکھا ہے قرآن میں ایسی آیات آئی ہیں کہ آپ کو صرف ایک ہی معجزہ دیا ہے اور کوئی معجزہ نہیں دیا۔ آپ نے لکھا ہے کہ جن آیات میں آیا ہے کہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم نے معجزہ کا سلسلہ بند کیا ہے کیونکہ پہلے لوگوں نے انکار کیا جھٹلایا تھا۔ ہم نے قوم ثمود کو ناقہ دیا، انہوں نے اس پر ظلم کیا، ہم معجزات صرف خوف کیلئے دیا ہے۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قرآن کے علاوہ اور کوئی معجزہ نہیں دیا۔ انفال۔۳۳، اللہ کسی کو عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ہیں۔ اس کے علاوہ ان آیات میں آیا ہے، اسراء ۵۹، ۵۸، ۳۳۔ ۲۹، ۵۳، ۹۱، ۹۳۔ قصص ۴۸۔ نحل ۲۶۔ زمر ۲۵۔ زخرف ۳۱۔ یونس ۲۰۔ قرآن میں ایک سلسلہ آیات ہے جو یہ بتاتے ہیں کہ نبی اکرمؐ سے معجزہ صادر ہوا ہے، حج ا۔ نحل ۱۳۴۔

ہم آغا خوئی کو علمیت، اصول فقہ میں نبوغت کو دیگران پر فوقیت دینے پر نجف ہی سے معترف تھے لیکن قیام حکومت اسلامی کی تپش میں امام خمینی کو ترجیح دیتے تھے، لیکن ہم انقلابی نہیں تھے۔ اسلامی حکومت کے قیام پر توجہ اور انقلابی نہ ہونا، انقلابیوں کے رکاب میں صفوں میں نہ چلنا پاکستان کے اندر انقلابیوں امثال جواد ہادی، ڈاکٹر اور تنظیمی آئی ایس او، آئی او والوں کیلئے ہم ناپسند تھے۔ حکومت اسلامی کو پسند کرنے کی وجہ سے خوئی والوں کے نزدیک مطعون تھے، ان میں سرفہرست آغا مدبری، آغا محسن نجفی، یوسف نجفی وغیرہ تھے، یہاں تک انہوں نے مجھے ضد خوئی متعارف کروایا۔ ایک دفعہ لندن میں آغا خوئی کے بیٹوں کے بنائے سکول کی تقریب میں سٹیج پر موجود شخصیات میری طرف اشارہ کر رہے تھے، ہم نے سمجھا شاہد ضد خوئی کی نشاندہی کر رہے ہوں۔ الغرض ہم نے علمیت کے طور پر آغا خوئی کی تعریف کرنے اور حکومت اسلامی کی خاطر خمینی کی حمایت سے نہ کچھ کھویا نہ پایا۔ بوجھ ان کیلئے ہے کہ جو دلوں میں میرے لئے غلاظت رکھتے تھے۔ آغا خوئی کی بحیثیت بت شکن روایات کی وجہ سے ان سے عقیدت بڑھتی گئی، ان میں سرفہرست قرآن میں عدم نسخ، سلیم بن قیس اور ابان بن

عیاش کی تردید، کتاب اربعہ میا کی تردید۔لیکن حیرت انگیز، نا قابل ہضم، کڑواہٹ جیسی ہوئی جب ان کتابوں میں یہ دیکھا، تفسیر البیان ص ۵۶۵ پر فضیلت تربت حسین کے متعلق ایک گفتگو نقل کی ہے جو مسجد نبوی میں ایک عالم سنی سے ہوئی۔ جس میں آپ نے ایک عالم سنی کو دیکھا کہ وہ کسی شیعہ سے سجدہ گاہ کو چھین لیا جس پر وہ سجدہ کررہے تھے، آپ نیا س سنی عالم سے کہا کہ اے شیخ روضہ رسول میں اموال مسلمین میں دست درازی نہ کریں۔ یہاں یہ نکات جہات کریں۔

۱۔عرف عام میں ایک ٹکڑا مٹی کو اموال نہیں کہتے ہیں، مالیت میں نہیں آتے مالکیت میں نہیں آتے۔

۲۔اگر حرم مکہ یا حرم نبوی میں خلاف شرع کرتے دیکھیں تو نہی نہیں کرنا چاہیئے؟

آپ نے ایک بحث اس تفسیر میں متعہ کے بارے میں کھولا ہے تو لکھا ہے متعہ کے جواز میں صحیح مسلم کی روایات ہیں۔

۱۔آپ صحیح مسلم کی احادیث کو کیوں پیش کرتے ہیں؟ فرقہ مخالف کو خوش کرنا ہے یا اپنے مذہب پر عمل کرنا ہے؟

۲۔متعہ از اقسام نکاح جاہلیت تھے، جاہلیت میں دس بارہ قسم کے نکاح تھے۔ان میں زواج ہمشگی ایک باقی سب وقتی تھے۔ جب ان تمام پر پابندی لگ گئی تو صرف ہمیشہ کا زواج رہ گیا، اسلام میں اس کو جو لوگ اس کو لائے ہیں وہ اسلام مخالفت میں لائے ہیں، قرآن میں اتنی آیات زواج واضح ہوتے ہوئے صحیح مسلم سے اسناد کی کیا ضرورت ہے؟ آپ ایک محقق ہیں رجال روایات پر متن اور سند پہ بحث کرتے ہیں، صحیح مسلم کی ان روایات کے متن اور سند کو آپ نے کہاں تک تحقیق کیا ہے؟ یا جائز اور ناجائز میں بھی جدال چلتا ہے؟ یہ تو جدالی مسئلہ ہے کہ تمھارے مذہب میں نہیں ہے ہمارے مذہب میں ہے۔

ممکن :

مادہ کون سے ہے لغویین کا اختلاف ہے کہ کلمہ ممکن مادہ کون کے کس صیغہ سے بنا ہے، آیا مادہ کان یکون سے بنا ہے بعض نے کہا ہے اسم مکان سے بنا ہے اسم مکان سے ممکن کے لئے بنانا لیکن سوال اپنی جگہ باقی ہے۔

وجود باری تعالیٰ کے دلائل میں ایک دلیل جس کو دلیل فلسفی کہتے ہیں وہ دلیل امکان ہے امکان کا معنی ہر چیز کے بارے میں ذہن میں آنے والی صورت کو بیرون باہر میں وجود دینے کی تین صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔

حرف میم۔ممکن یک از اصطلاحات عقائد میں سے ایک کلمہ ممکن ہے علماء کلام اور فلاسفہ نے کسی معدوم چیز کے وجود میں آنے کے لئے تین مفروضے قائم کی ہے

موت :

تاریخ انقضاء حیات دنیوی کا نام ہے انسان کو ایک دن مرنا ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن آگے کیا ہوگا اس میں اختلاف پایا جاتا ہے لوگ گروہوں میں تقسیم ہوئے ہیں کتاب تعریف الدین الاسلام ص ۱۲۸ موت کے بارے میں چار گروہ ہیں

۱۔ایک گروہ کہتا ہے جو گزر گیا گزر گیا اور آئندہ معلوم نہیں تمہارے لیے یہی گھنٹہ یا لمحہ دن ہے گزشتہ کے بارے میں فکر نہیں کرتے مستقبل کے لیے تیاری نہیں کرتے ماضی کو وفات سمجھتے ہیں آئندہ آئے گا نہیں یہ فکر درست ماضی ختم نہیں ہوتے تمہاری تمام تفل وحرکات لمحات نوٹ ہو رہا ہے تمہارے وجود کے اندر میں ثبت ہوئے قیامت کے دن تمہارے ہاتھ میں دے گا۔۲۔گروہ عمر خیام کے فقرات ہیں اگر موت آنی ہے اس میں شک وتردد نہیں ہے حیات جانی ہے تو اس عشق در شراب نوشی سے گزاریں اگر مشکلات مصائب ہے کاسہ شراب سے سو جائے بے ہوش ہو جائیں

۳۔موت کا ذکر کرتے ہیں مثل ابو العتاھیہ عمل کی بات نہ کریں

۴۔جب کہ موت غیبت نہیں بلکہ بدایت حیات دوم ہے جس طرح بچہ کی پیدائش کا دن پہلی تاریخ ہے موت کے بعد ایک طویل حیات ہوگی۔

موت :

ہر انسان کو ایک سن مرنا ہے اس پر مومن کے ساتھ کافر اعتقاد جازم رکھتے ہیں اما موت کے بعد کیا ہوگا موت یہی خاتمہ حیات ہے پھر جسم زمین میں گم ہوجا تا ہے، لیکن باطنیوں کا کہنا ہے نہیں مرنے کے بعد دوبارہ واپس دنیا میں آئے گا لیکن مسلمانوں کا ایمان ہے روح مرتی نہیں ہے جسم سے نکلنے کے بعد عالم برزخ میں رہتی ہے تا قیامت ۔

یکے از نشانی علامت آیات حق سبحانہ تعالیٰ ہے چنانچہ قرآن کریم نے ان دو کلمات کو تکرار سے بیان کیا ہے لیکن حیات کیسے پیدا ہوتی ہے اس حوالے سے مادیین کا کہنا ہے حیات خاصہ مادہ ہے لیکن مشاہدہ مادے میں حیات نہیں تھی بلکہ حیات بعد میں آئی ہے لیکن جو حیات بعد میں آئی ہے وہ کیسے آئی ہے حسب تحقیق قدیم وجدید عناصر ہیں عنصر کا معنی یہ ہے کہ کم سے کم دو یا تین ذرات جمع ہونے کے بعد عنصر بنتے ہیں جیسے سونا چاندی پیتل آکسیجن ہائیڈروجن وغیرہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مادہ جوڑنے سے اس سے حیات نہیں آتی ہے، بشر کی طاقت وقدرت میں نہیں ہے کہ مواد جمع کر حیات پیدا کریں لیکن اس کی تحلیل اس طریقے سے ہے ذرات جمع ہونے سے عنصر بنتے ہیں اور ہر عنصر اپنی ایک خاصیت رکھتا ہے جب جمع ہوتے ہیں وہ خصوصیات دوسرے ذرات میں اثر انداز ہوتی ہیں جیسے دوا سازی وغیرہ میں کیمیکل وغیرہ میں، کیمیا میں ملاحظہ کر سکتے ہیں، ایک مادہ دوسرے میں اثر انداز ہوتا ہے جو اپنے میں نہیں دوسرے سے لیتا ہے یہاں فعل وانفعال ہوتا ہے ہر عنصر اپنی ایک خاصیت رکھتا ہے ۔ مادہ از خود ابتکار نہیں رکھتا ہے حیات اپنی جگہ ایک نئی ابتکار ہے اور ہر لحظہ اپنا نقشہ بدل دیتا ہے اور نئی موجود ایجاد کرتا ہے اور حیات مادے پر حاکم وقہر ہے حیات تابع ومحکوم مادہ نہیں یہ حیات اشکال مختلف رکھتی ہے اس کی اشکال نباتات حشرات حیوانات ان میں میلیون میلیوں اقسام پائی جاتی ہیں

مودت :

یکے از مصطلحات عقائد امامیہ ہے جیسا کہ عقائد نویسان میں سے علامہ مظفر وغیرہ نے اپنے عقائد میں اس کو از معتقدات امامیہ گردانا ہے اور اس کے ثبوت میں شوریٰ ۲۳ کے شان نزول میں

وارد فریقین کی روایات سے استناد کیا ہے۔اس کے تحت محبت اہلبیت کو واجب گردانا ہے اس کے ثبوت میں کتب فریقین میں وارد روایات متواتر بتاتے ہیں یہاں چند یں دعویٰ ہیں ہر دعویٰ اپنی جگہ ابتکار ادعائی ہے

ا۔شوری ۲۳ کی یہ آیت اہل بیت کی شان میں ہے یہ اپنی جگہ ادعاء بلا دلیل ہے

۲۔یہ دلیل روایات متواتر فریقین ہیں روایات فریقین کا حجت ہونا اپنی جگہ ایک اور دعویٰ ہے۔

۳۔یہ روایات متواتر ہے اپنی جگہ چوتھا دعویٰ ہے

۵۔آیت کا اہل بیت کی شان میں ہونا اپنی جگہ ایک دعویٰ ہے آیت کے سیاق وسباق سے ربط نہیں کیونکہ اہل بیت کی محبت واجب ہے جبکہ نبیؐ سے محبت کرو اس بارے میں کوئی آیت نہیں، محبت اصول ایمانیات یا عقائد میں شمار کرنا اس جگہ ایک اور دعوی ہے شان نزول کی روایات کلی طور پر مفسرین نے انہیں مشکوک مخدوش قرار دیا ہے، لیکن یہ تواتر اپنی جگہ مصنوعی وجعلی ہے اگر تواتر ہو بھی تو آیت قرآن کو اپنے مسیر سے نہیں ہٹا سکتا ہے۔لکھا ہے محبت اہلبیت کے دعویٰ کو شوری ۲۳ کی شان نزول میں وارد روایات سے استناد کر کے کہا ہے محبت اہلبیت قرآن سے ثابت ہیں۔مودت کے حوالے سے روایات متواترہ حجت ہونے کیلئے مخالف وموافق دونوں کی شرکت ضروری اور ناگزیر ہے جیسے سورج گرہن ہندو مسیحی یہودی سب دیکھتے ہیں چنانچہ آپ کے پاس کوئی مخالف غیر مسلمین اس میں نہیں بلکہ آپ کے مخالف صرف کلمہ پڑھنے والے ہیں اور باقی آپ کے دوست ہیں لہٰذا آپ افغانستان میں طالبان کے مقابل روس امریکا والوں کے حامی رہے ہیں آپ خود کہتے ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے اور جب آپ کو کوئی چیز ثابت کرنا ہوتا ہے سنیوں کو مخالف میں شمار نہیں کرتے اگر کریں تو امت میں اس مسئلہ میں اختلاف ہوگا امت جب کسی مسئلہ پر اختلاف کریں تو قرآن کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

۲۔روایت سے کوئی اصول عقائد ثابت ہونا تو دور کی بات ہے روایات سے تو کوئی فروع دین تک ثابت نہیں ہوتا حتیٰ کہ نفلیات تک بھی ثابت نہیں ہو سکتا ہے یہ وہی سازش ہے ہر اصل کی جگہ ایک بے اصل کو جاگزین کریں۔اصل کی ضد میں جو روایات گڑی ہیں وہ دین کے خلاف ہی ہوگا۔

۳۔روایات جوبھی ہواس کومستند بنانے کیلئے اس کی توثیق ضروری ہے کثرت سے وہ شرط ساقط نہیں ہوجاتی یہ تواتر سے پرآنے کے بعد شروع ہوا ہے ان تواترات کی کوئی حیثیت ہوتی تو امامت میں نص ثابت ہوجاتی امامت میں نص ہونے سے خودا کا بر شیعہ دست بردار ہوگئے ہیں ان کے کثرت کی کوئی حیثیت نہیں وسائل اور مستدرک تواتر سے پر ہے علماء اس پر اعتماد نہیں کرتے جیسے تربت امام حسین شہادت ثالثہ اور رجعت وغیرہ سے پر ہے۔

۴۔آپ حضرات قرآن کی اصطلاحات میں دشمنوں کی بجائے دوستوں سے نفرت کرتے ہیں علی اور حضرات حسنین دشمنان اسلام سے نفرت کرتے تھے آپ مسیحیوں کے مقابلے بنی امیہ کو ترجیح دیتے تھے آپ سنیوں کے مقابل مسیحیوں سے محبت کرتے ہیں۔ کلمہ قربیٰ اور آیت سے قبل اور بعد قربیٰ نسبی سے اجنبی غیر مربوط ہے۔امار وایات کو حجت گردانے کیلئے زیادہ نقل کر کے روایات کو متواتر بنانا دھوکہ فریب جادو ہے کیونکہ روایات متواتر میں فریق مخالف مسلمین غیر مسلمین کی شرکت مراد ہے مسلمانوں کو مخالف نہیں کہہ سکتے ہیں فریقین سے مراد شیعہ اور سنی دونوں مل کر اسلام کو مضمحل باطل گردانے والے تواتر کا نام ہے روایات جوبھی ہوں چاہے صحیح بھی ہوں اساس اسلام نہیں بن سکتیں۔ نبی کریم شارح اور موضح دین ہیں بنیان گذار نہیں ہیں اور شریک اللہ بھی نہیں، آپ کا یہ دعویٰ ابتداء سے انتہاء تک بدنیتی پر مبنی ہے۔

۱۔آیت شوری ۲۳ سے استناد ہے آیت اپنی جگہ اجنبی ہے یہاں کوئی ربط نہیں۔

۲۔روایات تواتر فریقین واحد تمسک ہے روایات کسی صورت میں بنیاد نہیں بن سکتیں۔

۳۔اہلبیت سے مراد حضرت علی زہراء مرضیہ حسنین بتایا ہے بعد میں تعدی تجاوز کر کے مدعیان حسن وحسین فرزندان عبداللہ میمون دیصانی کو شامل کیا۔

۴۔مودت کی اہلبیت واجب کی دلیل ہے آپ نے موادت سے اہلبیت کی سیرت کو حجت ثابت کیا ہے حجت صرف رسول اللہ ہیں اور کوئی نہیں۔

۵۔اجر رسالت میں خمس کو شامل کرنا وہی اجر ہے جو آیات کثیرہ میں رد ہوا ہے۔

۶۔آپ نے ہمیشہ سے محبت اہلبیت کے دعویٰ کے نام پر دشمنان اسلام سے محبت اور مسلمین سے عداوت ونفرت کی سیرت کونا قابل انکار ثبت کیا ہے آپ کی محبت کس سے ہے آپ کی سنت و سیرت سے کیا ثابت ہوتا ہے۔افغانستان میں اسماعیلیوں کے ساتھ صلیبیوں سے محبت،عراق میں سنیوں کے خلاف صلیبیوں سے اتحاد، ملک میں کمیونسٹوں اور دین کومنسوخ کرنے والے آغا خانیوں اور قادیانیوں کے ساتھ شام میں نصیریوں کے ساتھ اورکل دین عزاداری قرار دینا یہ سب خلاف قرآن ہونے سے آپ کا چہرہ مکشوف ہے۔

تفسیر قرآن بروائیت بدنیتی پر مبنی ہونے کے بہت سے شواہد وقرائن ہیں، پہلے مرحلے میں کلمہ تفسیر نص کلام سے دور معانی اخذ کرنے کو کہتے ہیں جو کہ عادۃً فہم وادراک سے بعید ہوتے ہیں بلکہ اجنبی ہوتے ہیں مرکز نزول وحی وابلاغ وحی وقیام رسول سے جمع اپنی جگہ مشکوک ہے جیسا کہ قصہ موسیٰ میں عبدالصالح سے مراد خضر کس دلیل و منطق سے لیا ہے نمل ۴۰ عِندَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ سے آصف برخیا کس دلیل سے لیا ہے تفاسیر میں دونوں فرقوں آیت اور دلیل دونوں میں دور ہے آیا جس چیز کو موسیٰ اولوالعزم نہیں سمجھ سکے تو اصحاب واہلبیت کیا سمجھیں گے۔

۲۔قرآن کریم کی دسیوں آیات مفہوم ومعانی قرآن واضح ہونے کی صراحت بانگ دھل اعلان کر چکے ہیں ان آیات سے متصادم ہیں۔

۳۔اکثر وبیشتر آیات کے بارے میں وارد روایات نے انسان مسلمان کوقرآن سے دور اجنبی کیا ہے بلکہ مزید اشکالات عائد کئے ہیں اس کے چند نمونے ملاحظہ کر سکتے ہیں جیسے شجرہ ممنوعہ آدم کی تفسیر میں بیس اقوال سے زائد نقل کئے ہیں اسی طرح تفسیر آیت ذر میں بھی روایات متضاد ومتعارض ہیں۔

۴۔آیت عرض۔۔۔۔۔۔۔

۵۔سورۃ کوثر کی تفسیر نہر فی جنۃ، حوض محشر، نسل از فاطمہ، نماز رفع یدین نحر سے اونٹ، آیات سے کھل کے کھیلا۔ آپ کی لفظ قربیٰ سے غیر مربوط ہونے کی مثال شعراء کی آیت ﴿وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ

الْأَقْرَبِين ﷺ ہے

آپ سحر و شعبدہ تدلیس کر رہے آپ محبت اہلبیت کو ثابت کرتے وقت اپنے ساتھ سنیوں کو بھی ملا رہے ہیں لیکن معاشرے میں ان کو دشمن اصلی پیش کرتے ہیں چنانچہ وہ بھی ایسا کرتے ہیں وہ آپ کو کافر کہتے ہیں خود دوست دار اہلبیت متعارف کرتے ہیں۔اس دورخی سے ثابت ہوتا ہے اس وقت دنیا میں ڈوری فرقہ باطنیہ کے ہاتھ میں ہے وہی موجد و مبدع شیعہ و سنی ہیں۔اس کے ٹھوس ثبوت یہ ہے دونوں نے مظاہر اسلامی قرآن اور محمدؐ کو کنارے پر لگا کر اہلبیت و اصحاب کو قرآن اور محمدؐ کی جگہ جاگزین کیا ہے، یہ کتب چاہے شیعوں کے ہوں یا سنیوں کے دونوں کا ناطہ باطنیہ ہے۔سنی اور شیعوں کے درمیان بناوٹی جنگ بنا کر دنیا پر صلیبیوں اور یہودیوں کو مسلط کرنے کی سازش تھی جو اپنی جگہ موثر واضح ہوئی ہے اسلام و مسلمین سے نفرت اور صلیبیوں سے محبت یکجہتی کالشّمس فی رائعہ النہار ہے ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے۔

آپ کے عقائد قرآن اور سنت سے ثابت نہیں بلکہ شور شرابہ دورخی دوزبانی تشدد و تہمت افتراء ڈنڈا خوف و ہراس رشوت ستانی سے زندہ ہیں۔آپ تقیتاً علی اور حضرات حسنین کا نام لیتے ہیں عملا سیرت معاویہ اور یزید کے بعد میکاولی سے ملتا ہے؛ اگر نہ مانیں تو ڈراؤ دھمکاؤ مارو اگر سیرت معاویہ کارگر نہ ہو تو یزیدیوں کا کارنامہ شروع کرو۔

اصل دعویٰ محبت اہلبیت وہ بھی خصوصی طور پر علی فاطمہ، حضرات حسنین اس میں امت مسلمہ سوائے نواصب کے کسی کو اعتراض نہیں آپ کا یہ دعویٰ بلا معارض بلا مزاحم ہے اس کو زیادہ اچھالنا بذات خود اسراف ہے، اچھالنے والوں کی نیات سوء کی عکاسی کرتا ہے اور کچھ نہیں ہے خود آیت کریمہ کا اہل بیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے لغت، قرآن مجید اور عرف عام میں قربیٰ کی چندین اقسام ہیں بعض قربیٰ سے محبت کو حرام قرار دیا گیا ہے لہٰذا قربیٰ کی اقسام کو دیکھتے ہیں۔

۱۔قربیٰ نسبی نبی کریم ہے۔

۲۔قربیٰ امت مسلمہ ہے، ہر مسلمان اپنے قربیٰ سے محبت کریں۔

۳۔قربیٰ دینی ہے جو دین میں قریب ہے۔

آیت کے سیاق وسباق میں قربیٰ سے مراد اہلبیت ہونا رد ہوتا ہے کیونکہ پہلے نبی کا ذکر نہیں آیا ہے یہ بعد میں آیا ہے نہ بعد میں آیا ہے۔

روایات سے استناد کریں گے تو وہ آیت سے استناد نہیں ہوگا روایت خود مستقل ہوگی کیونکہ یہ روایت پھر آیت کے مفہوم کو واضح نہیں کرتی ہے۔

مھدی:۔

امت اسلامیہ تین ایسے شخصیات مجہول النسب والحسب کا سامنا ہے اتفاق سے دین کا بڑا دھانچہ انہی تین شخصیات کے کاندھوں پر ہے اس دین کا کیا حشر ہوگا ایک حصہ ہے جن کے پاس سلسلہ نسب تاریخ عرض ہر چیز مجہول ہے پہلے بیان کر چکے ہیں دوسری شخصیت ابو ہریرہ کی ان کی نسب کے بارے میں تہذیب التہذیب میں ۱۰اقوال ہے بتائیں یاران نبی میں کوئی دوسرا نام ہے جنکی ماں باپ مجہول ہوں حسب تو مشکوک در مشکوک ڈنڈے سے چلایا ہو تیسرا امام مہدی دنیا بدون ماں باپ کی مثلا ادم صفی اللہ بلاں ماں باپ عیسی ہے بلاں ماں باپ دونوں کی شخصیت امام مہدی ایک اور بھی شخصیت مجہول ہے لیکن سب کا عقیدہ ہے وہ بھی ہے رد نہیں کرتے یکے از مصطلحات عقائد میں عقیدہ مھدی ہے۔مھدی ہر امام کو نہیں کہا جاتا جیسے یہ کلمہ اپنی ساختِ صیغہ میں کلمہ غیر قیاسی ہے اسی کا معنی ہدایت شدہ ہے۔ یہاں ہدایت کنندہ معنی کرتے ہیں مہدی قوائد عربی کے لحاظ سے ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں۔ مصطلح مفاد پرستان گروہ گمراہ کنندگان خلائق کے نزدیک ایک جماعت قوم کو کسی غیر موجود معدوم شخص کی آمد کا انتظار کراتے اور اس شخص کو مہدی کہتے ہیں۔اس گروہ کا کہنا ہے ایک ایسی ہستی کا انتظار کرنا کہ جس کا وجود معلوم نہیں سنت اقوام وملل نہیں ہیں یہ گروہ اپنے اس عمل کی مثال سامری سے دیتے ہیں،سامری نے بنی اسرائیل کو موسیٰ کی آمد تک گوسالہ پرستی کی دعوت دی۔دوسرا شخص شاول بولیس تھا جس نے عیسیٰ کے واپس آنے کا انتظار کیا تھا اور تیسرا شخص عبداللہ سباء ہے جس نے حضرت علی کی آمد کا

انتظار کیا تھا، چوتھی شخصیت مغیرہ عجلی ہے جس نے محمد بن عبداللہ نفس کے واپس آنے تک انتظار کرایا ۔ پانچواں شخص محمد بن نصیر نمیری جس نے دعویٰ الوہیت کیا اور امام حسن عسکری کے فرزند کی آمد کا انتظار کرایا تھا۔ چھٹی شخصیت اسماعیل صفوی کی ہے جس نے امام مہدی کے آنے کا انتظار کرایا تھا اس وقت تک محقق کرکی کو نیابت سنبھالنے کا کہا تھا نیز غیر موجود کیلئے بھی استعمال کرتے ہیں۔ عقیدہ مہدی منتظر ابتداء میں وسیلہ مفاد پرستان امثال عبداللہ سباء نے حضرت علی کو مہدی منتظر کہا ان کے بعد کیسانیہ نے محمد بن حنفیہ کے بارے میں کہا، ان کے بعد مغیرہ عجلی نے محمد بن حسن نفس زکیہ کے لئے کہا ان کے بعد امام باقر کے بعد امام صادق اور ان کے بیٹے اسماعیل ان کے بعد موسی ابن جعفر ان کے بعد محمد بن نصیر نمیری نے امام حسن عسکری جو کہ لا ولد تھے ان کا فرزند جعل کر کے اس کو مہدی بنایا۔ عقیدہ امام غائب لغت اور حقیقت خارجی سے متناقض پانے کے بعد دلائل عقلی وقرآنی سے ہاتھ خالی پانے کے بعد بھی مرتضی مطہری نے اسے اقوام عالم کا عقیدہ قرار دیا، امت محمد ابھی تک اسی عقیدہ اقوام عالم سے عقیدہ لیتے ہیں۔ آقائے مطہری منادی اسلام عقائد آیات محکمات سے لینے کی بجائے اقوام عالم سے لیتے ہیں، اسی طرح باقر الصدر اور کاشف الغطاء نے اسے طفرہ مار کر عقل امکانی سے ثابت کرتے ہوئے اس عقیدہ سے دفاع کیا ہے حالانکہ یہ عقیدہ ختم نبوت سے متصادم ہے نساء ۱۶۵ کے علاوہ دیگر آیات سے بھی متصادم ہے۔ اس بارے میں نصوص فراہم کرنے والے اہل سنت والجماعت اور عمل کر کے دیکھانے والے ایک گروہ شیعہ ہے۔ شیعوں کے تین سو گروہ میں سے یہ ایک گروہ اثناعشری کا عقیدہ ہے۔ کلمہ اثناعشری تعداد آئمہ میں ۲۶۰ھ میں ابتکار میں لانے والے اس کا مبتکر شخص منافق محمد بن نصیر نمیری ہے، عقل آیات قرآن سے متصادم یہ عقیدہ زیادہ دیر تک نہیں چل سکا ناکام ہو گیا اور اس کا ذکر تک متروک ہو گیا تھا چنانچہ علامہ حلی نے نہج الحق تمام تر زور خلافت بلافصل علی پر رکھا یہاں تک کہ اسماعیل صفوی نے نقش مختار ثقفی حجاج بن یوسف کو زندہ کر کے نہ ماننے والوں کو قتل اور ماننے والوں کو زر سے نوازا ایک جماعت جو ہمیشہ سے رکاب اقتدار میں رہ کر حکومتوں کے معاون رہے یہاں بھی یحرفون کلمہ عن مواضعات کا کردار ادا کرتے رہے غث وثمین پر مشتمل کتابوں کی بر مار لگادی لیکن

آخر میں عقل وقرآن سے متعارض متناقض دیکھ کر شرمندہ ہو کے کہنے لگے بحار میں سب کچھ ہے ۔علامہ طباطبائی نے ملت کوشرمندگی سے نکالنے کی کوشش کی لیکن حافظان وحارسان اباطیل نے اجازت نہیں دی پناہ ازقلم وبیان جونقش اخبار پر چلتے ہوئے ایمان نبوت محمد سے روکتے رہے یہاں بھی قرآن سے روکنے کے لئے احادیث کی انبار لگائی جب امت میں یہ ایک مسلمہ مستندہ موثقہ رویات موجودہ ہیں کہ نبی کریم نے اپنی طرف سے احادیث نقل کرنے سے منع کیا تھارسول اللہ کی منع شدہ احادیث کوجمع کرنے والوں کی کیا حقیقت ہے

اہل تشیع نے اس انسان کے فارمولے کواپنایا جس نے کہا میں اور میری بیوی علم غیب جانتے ہیں تم کہوکل بارش ہوگی میں کہوں گا بارش نہیں ہوگی ۔ایک فرقہ قرآن ومحمد کے خلاف گذاف گوئی کرتا ہےتو باہر کہتے ہیں وہ ہم سےنہیں ہیں اور موقع محل آنے پر کہتے ہیں ہم سب ایک ہیں ہم اوران میں صرف ۵ فیصد کا فرق ہے۔

انہوں نے طریقہ سحری کواپنایا ہے،جسم بندی کی جگہ دماغ بندی عقل بندی فہم بندی مت سوچوہم سوچتے ہیں وہی تمھاری سوچ ہوگی ایک ہستی ہوعلم کا نمانہ اورایک ہستی کوزہدوتقوی کا نمونہ پیش کریں جہاں کہیں دلائل کی ضرورت پڑےان کو پیش کریں ۔امام مہدی بحساب تسلسل امامت بارہواں بنتے ہیں یہ تعداد ہر دور میں ایک امام کا ہونا ضرورت ہے سے متصادم ہےجس کیلئے جابر بن ثمرہ بن جندب اوران کے فرزندشیعہ نا ثابت معتمدزیاد بن ابیہ اور معاویہ سے منسوب جانشین نبی بارہ کی حدیث جعل کرنا پڑی،ثمرہ بن جندب سے آئمہ قریش کی روایت نقل کی کیونکہ جانشین بارہ نہیں ہو سکتے تھے،لیکن انہوں نے ائمہ قریش میں اثناعشری اضافہ کر کے اپنے لئے مخالف کی زبان سے جھوٹ کی زبان سے سند بنائی، کسی بھی مسئلہ کے حل کیلئے ایک جھوٹ بولیں تو بعد میں سو جھوٹ بولنا پڑتے ہیں اور صادقین چہرہ اجتماع رکھنے والوں کومشکلات کا سامنا پڑا۔محمد حسین کاشف الغطاء،محمد باقر الصدر،محمد باقر الحکیم جیسی بزرگ ہستیوں کو غیر منطقی بات کرنا پڑی کہ اگر اللہ چاہےتو کرسکتا ہےلیکن یہاں اللہ نے چاہا ہے کہ دلیل کہاں سے لائیں ۔حیف وافسوس ہےان نوابغ وعباقر پر کلام علیم وقدیرو

حلیم کو کنارے پر لگا کر اپنے لئے قیامت کے دن نفرین رسول اللہ لیا، حشیش وحشویات کلی۔۔۔۔کا دین ہونا۔

حرف ن

حرف نسخ:

یکے از مصطلحات عقائد نسخ قرآن کریم ہے۔کتاب البیان ص ۲۹۳ پر آقای خوئی نے نسخ فی القران کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔کتب تفسیر مین بہت سے آیات کے منسوخ ہونے کا دعوی کیا ہے۔صاحب بیان لکھتے ہیں ابوبکر نحاس نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں ۱۳۸ آیات کے منسوخ ہونے کا ذکر کیا ہے۔صاحب البیان نے لکھا ہم اصل موضوع کو کھولنے کی خاطر ان آیات میں سے ۳۶ آیات پر بحث کرتے ہیں لیکن پہلے اس حقیقت قاطعہ کا اعلان کرتا ہوں کہ قرآن کریم میں ایک بھی آیت منسوخ نہیں ہے چہ جائیکہ ۱۳۸ آیات ہوں۔کہتے ہیں نسخ لغت میں استکتاب کو کہتے ہیں یعنی نسخہ گیری کر کہنے کو کہتے ہیں کسی ایک کتاب کا کا معنی ازالہ بھی آیا ہے بھی ازلۃ آیا ہے۔

اما نسخ در اصطلاح فقہاء رفع الثابت فی الشریعۃ المقدمہ بارتفاع امدہ اوزمانہ لیکن اس کے مقابل میں فرقوں نے روایات نبی کریم سے ایت منسوخ ہونے کا بھی کہا ہے بہت سے آیات کے منسوخ ہونے کا دعوی کیا ہے۔

کائنات مین یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے ہر چیز سبب کے بغیر وجود مین نہیں آتی لیکن اللہ کے نزدیک اسبات ایک نہین بلکہ سوبھی ہیں جو خالق اسباب ہے۔وہ اسباب کو دور سے پیدا کرتا ہے یا خود اپنے اندر سے پیدا کرتا ہے۔یا سبب کی طرف خود اپنی۔۔۔۔۔۔سبب کو دکرتا ہے۔

فرعون جس نے کہا میرے علاوہ کوئی خدا نہیں، ساحرین پر موسی کے غالب آنے کے بعد بھی وہ اپنے خدا پر مصر رہے، اپنے بندوں کو حکم دے ایک ایک کر کے بنی اسرائیل کو یہان سے مار نکالین گے۔حکم اللہ سے موسی نے قبل از وقت بنی اسرائیل کو شہر سے نکالا لیکن موسی کو پتہ نہیں تھا یا سوچ میں بھی نہ تھا آگے دریا ہے، دریا کے کنارے پہنچے پھر خبر ملی فرعون لشکر لے کر تعقیب کر رہا ہے۔

قوم نے موسی کو پریشان کیا جب فرعون نزدیک پہنچا تو موسی کو حکم ہوا دریا پر اپنا عصا ماریں، دریا شگاہو ااور موسی اور بنی اسرائیل نے دریا عبور کیا۔ موسی دریا کو دوبارہ تھامنا چاہتے تھے اللہ نے منع کیا راستہ کھلا

نفس:

نفس یکے از مصطلحات عقائد کلمہ انفس ہے، کلمہ انفس کی کیا تعریف ہے؟ علامہ جواد مغنیہ نے اپنی کتاب فلسفہ مبداء و معاد میں ایک عنوان تجزیہ نفس سے معنوں کیا ہے، بیان کرتے ہیں آیا وجود انسان میں جو چیز ہم لمس کرتے ہیں آیا یہ صرف جسم ہے یا جسم و روح سے مرکب کوئی چیز ہے۔ اس میں کوئی جائے شک و تردید نہیں انسان کسی چیز سے محبت کرتے ہیں کسی چیز سے کراہت و نفرت کرتے ہیں، خوشی محسوس کرتے ہیں ناراضگی محسوس کرتے ہیں یہ چیزیں خصائص انسانوں میں سے ہیں ۔ مادیین اور الہین میں اختلاف اسی بات پر ہے یہ چیزیں عوارض و توابع جسم میں آتے ہیں جاتے ہیں یا کوئی وجود قائم بذات ہے، مجرد از مادہ ہے حقیقت مادہ سے مختلف ہے یہ مادہ تدبیر و اثرات رکھتے ہیں۔

مادیین کا کہنا ہے نفس توابع جسم ہے اور وہ جسم کے ساتھ فناء ہوتا ہے، اگر یہ بات درست ثابت ہوگی تو انسان حیوان سب ایک جیسے ہونگے ، حیوان اور چرواہا ایک جیسا ہوگا نیز انسان اور حیوان ایک فصل ہونگے ان کے آپس میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔

علاقہ نفس بدن سے کس قسم کا ہے ہم تو نفس کو دیکھ نہیں پاتے ہیں بلکہ آثار نفس کو دیکھتے ہیں۔

۱۔ آیا نفس عین جسد ہے یا کوئی اور چیز ہے جو انسانوں میں اضافہ ہوئی ہے۔

۲۔ آیا نفس عین روح ہے یا غیر روح ہے ان سوالات کا جواب ملنا چاہیئے ۔

نص بر امامت:

امامت کو امت اسلامیہ کو ہمیشہ قیادت کے مسائل میں پھنسا کر اپنوں سے جنگ وجدال میں

مصروف رکھنے کیلئے متضاد و مضطرب ہر آئے دن تنازلی قواعد رفع کرتے رہے۔ان قواعد میں سے ایک امام منصوص علیہ ہونا معمی مجمل مبہم ہے،

ا۔خاندان نبوت سے ہونا چاہیئے۔ ۲۔منصوص علیہ ہونا چاہیئے کس کی طرف سے؟

ا۔من اللہ ہونا چاہیئے ،نا کام ہو گیا تو آیات غیر مربوط سے استناد کیا

ب۔ نبی کریمؐ سے نص ہونا چاہیئے ،ثابت نہیں کر سکے۔

ج۔امام سابق ،امام لاحق پر کریں ،ایک امام نہیں ملے جو اپنے بعد والے امام پر نص کیا ہو۔

نص سے ہاتھ دھونے کے بعد افضلیت پر اترے ،وہ بھی کسی دلیل مستند سے ثابت نہیں کر سکے اس سے بھی ہاتھ دھونے کے بعد کمال صراحت سے جمہوریت پر تنزل افروز ہوئے لیکن ۱۲۰ میل کے فاصلے پر ایک محصور علاقے میں نص کے مثل صوفی ورد کا رٹا لگاتے ہوئے نص کا کلمہ جاری رکھا۔

کتاب نہج الحق وکشف الصدوق تالیف امام الحسن بن یوسف المطہر الحلی علامہ حلی صفحہ ۱۷۲ آیات کثیرہ و روایات متضافرہ سے استناد کرتے ہوئے ذیل میں ان آیات کو پیش کرتے جن سے علامہ نے امامت علی کی نص کے بارے میں استناد کیا ہے آیت تبلیغ مائدہ:۶۷، آیت تطہیر احزاب:۳۳، آیت مودت سورہ شوریٰ: آیت ۲۳، آیت من یشتری نفسہ بقرہ:۲۰۷، آیت مباہلہ آل عمران:۶۱، آیت فتلقی آدم بقرہ:۳۷، آیت انی جاعلک لناس امامابقرہ:۱۲۳، آیت الودمریم:۹۶، آیت ھادی رعد:۷، اایت سوال صافات:۲۴، آیت مسابقہ واقعہ:۱۰، آیت سقایہ الحاج: توبہ:۱۹، آیت صدق زمر:۳۳، آیت من اتبعک انفال:۶۴، آیت محبت مائدہ:۵۴، آیت ینفقون بقرہ:۲۷۴، آیت الصلاۃ علی النبی احزاب:۵۶، آیت مرج البحرین رحمٰن :۱۹، آیت یوم لایخزی تحریم:۸، ایت خیر البریہ بینہ:۷، ایت ھوالذی خلق فرقان:۵۴، ایت صادقین، والراکعین توبہ:۱۱۹، ایت میثاق اعراف:۱۷۲، ایت صالح المومنین تحریم ایت:۴، ایت اکمال، مائدہ:۵، سورہ عادیات، ایت افمن کان مومنا سجدہ:۱۸، ایت شاہد ۱۷، ایت الاستواء علی السوق فتح:۲۹، ایت من المومنین رجال احزاب:۲۲، ایت اتباع

یوسف:۱۰۸،ایت من العالم رعد:۲۰،ایت مشاقتہ النبی محمد:۳۲،ایت ذم من کذب النبی فی علی زمر:۳۲،ان تمام آیات میں علی کی امامت سے کوئی ربط نہیں نہ علی کا ذکر ہے نہ امامت علی کا ذکر ہے۔ یہ سب روایات تاویل کی گئی اور شان نزول بنایا ہے اور علماء کا اتفاق ہے روایات شان نزول کی کوئی حیثیت واعتبار نہیں ہے اس کے علاوہ ان روایات سے ان آیات میں تحریف کی ہے لہذا یہ کہنا کہ امیر المومنین کی امامت قرآن سے ثابت ہے یہ ایک کھلا جھوٹ ہے کسی بھی آیت کا مسئلہ امامت سے دور کا رشتہ بھی نہیں ہے۔جن روایات سے حضرت علی کی امامت پر استناد کیا ہے کتاب نہج الحق ص۲۷۲ یہ روایات اکثر وبیشتر عقائد فاسدہ پر مشتمل ہیں بعض تناسخ پر مشتمل ہیں جیسے میں اور علی اللہ کے حضور میں خلقت آسمان سے پہلے موجود تھے ۱۴ ہزار سال پہلے تھے۔آیت من العشر تک المقر بین،حدیث وصیت،ہر نبی کیلئے ایک وصی اور وارث ہوتا ہے،حدیث منزلت،حدیث رائت بردایمان الی الکفر کل ،سب ابواب علی ہم سے ہیں،آپ سے صرف مومن محبت کریں گے،حدیث طائر انا مدینۃ العلم وتجوید علی،حدیث ابوتراب،حدیث کسر انعام،حدیث ولادت کعبہ،ردالشمس،حدیث ثقلین،حدیث کساء، حدیث امان،حدیث آئمہ اثنا عشری،یہ تمام احادیث عقل سے تجربہ سے متصادم کے ساتھ عقائد فاسدہ سے متعلق ہیں۔

امام علی پر نص خاص ہونے سے انکار کرنے والا پہلا شخص زید بن علی ہے اس نے کہا ہمارے پاس نص خاص نہیں ہے نص وضعی ہے۔آیت اللہ بروجردی نے اپنی حیات میں اپنے درس میں کہا ہم آئمہ کی مرجیعت علمی کو پیش کریں،امام خمینی نے اپنی کتاب ولایت فقیہ میں نص خاص سے انکار کیا کہ ہمارے پاس نص خاص نہیں ہے۔حسین سفار نے سعودی صحافی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہمارے پاس خاص نص نہیں ہے۔جواد مغنیہ نے اپنی کتاب الولایت میں کہا ہم نص خاص کے قائل نہیں۔حیران کن بات اگر یہ سب شخصیات نص خاص کے قائل نہیں ہیں تو اتنے سال تک اتنے عرصے تک امت اسلامی کو نص کے نام سے فتنہ وفساد میں رکھنا کسی خیر وبھلائی پر اتفاق ہونے یا روکنے سے کیا منطق بنتی ہے۔

نبوت :

انبیاء جوکہ اللہ اور انسانوں کے درمیان واسطہ تھے پیغام الٰہی کو انسانوں تک پہنچانے والے تھے۔انسانوں میں ان سے بلند مقام ومنزلت والے کوئی نہیں آیا ہے اللہ نے انسانوں سے رابطے کیلئے بشر ہی کا انتخاب کیا۔ یہ ذوات اسی طرح پیدا ہوتے تھے جس طرح دیگر بشر پیدا ہوتے تھے اسی طرح وفات پاتے تھے جس طرح دیگران وفات پاتے تھے مریض ہوتے تھے بھوک پیاس لگتے تھے خوشی ، ناراضی اعمال بھی انجام دیتے تھے اعضاء جسم میں عام بشر سے چنداں مختلف نہیں تھے چندیں باتوں میں انبیاء سے اقرار کروایا کہ ہم تم جیسے بشر ہیں فرق صرف وحی ہے ہم تابع وحی ہیں بشر نے ان کو اسی بشر ہونے کی بنیاد پر مسترد کیا۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے ان کو بتایا اگر ہم غیر بشر کو بھیجتے ، بطور مثال ملائکہ بھیجتے تو ان کو بشر کی صورت میں بھیجتے تمام صفات افعال کردار بشر جیسا ہی ہوتے کیونکہ مقصود بشر کو ایک نمونہ کامل پابند شریعت چاہیئے تھا جو کہ کسی غیر بشر کی صورت میں ممکن نہیں تھا۔

کلمہ نبوت لغت میں کس مادہ سے ہے اس حوالے سے علمائے لغت کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے صاحب مقائیس اللغہ اپنی کتاب کے صفحہ ۵۳۹ پر لکھتے ہیں مادہ نباء۔ن۔ب۔ھ۔سے مرکب کلمہ ہے اس کا معنی قیاسی الاتیان من مکان الی مکان یقال للذی نباء من ارض الی ارض نابی وسیل نابی آتی من بلد الی بلد اس قیاس کے تحت خبر کو نباء کہتے ہیں۔

کتاب العقائد الاسلامیہ تالیف محمد جواد مالک صفحہ ۲۲۹ پر لکھتے ہیں ﴿**المعنی اللغوی النبی هو الانباء یعنی الاخبار عن الله عز و جل و المعنیٰ اصطلاحی النبی هو الانسان الذی یخبر الناس عن الله تعالیٰ او امره و نواهی**﴾ انسان محتاج انبیاء ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انسان کی فطرت میں دو متضاد قوتیں پائی جاتی ہیں قوت خیر وقوت شر ان دونوں میں تنازعہ ہونے کی صورت میں تعدی کرنے سے روکتا ہے توازن میں رکھنے کے لیئے انسان خالق متعال کی ہدایت کا محتاج ہے۔

بشر بدون وصل بمکون کونیات ضال وگمراہ ہے اس کائنات میں انسان ضال وگمراہ در وسط صحرا کی مانند

ہے بشر از خود تنہا مکون کو نیات سے وصل نہیں کر سکتا ہے لہذا خلق کثیر من لدن آدم الیٰ یومنا ھذا جادہ انحراف وضال پر گامزن ہیں بلکہ وہ سارے ادیان کے خلاف نبرد آزمائی پر اُترا ہے اللہ قدرت غیر محدود کا مالک ہے اسے چاہئے کہ بندے سے خود وصل کرئے اور جاہل کو خبر دے لہذا اللہ نے اپنے بندے پر لطف واحسان کر کے انبیاء کو مبعوث کیا انسان اور اللہ کے رابطہ کا نام نبی ہے یعنی اللہ کی طرف سے نظام زندگی لانے والے، جب یہ لوگوں تک پیغام رسانی کرتے ہیں اس وقت اس کو رسول کہتے ہیں۔

ایمانیات قرآن میں نبوت کا مرتبہ دوم بتایا ہے ایمان با نبوت و رسالت حضرت محمد کے تین باب ہیں

اول باب نیاز بشر بہ نبوت و رسالت ہے۔

۲۔ ایمان با شخص حضرت محمدؐ ہے۔

۳۔ ایمان با ختم نبوت و رسالت ہے۔

یعنی آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا آپ کی نبوت خاتم نبوت خاتم شریعت ہے کیونکہ جو دین آپ لائے وہ کامل واتم عالمی اور دائمی ہے آپ کا فرض اولی ابلاغ رسالت تھا تبلیغ رسالت کے بعد آپ کو یہاں سے جانا ہے لہذا اہم پہلی بحث پر گفتگو کرتے کہ بحث اول کہ انسان محتاج نبوت و رسالت ہے انسان کی انفرادی اجتماعی زندگی ایک ایسے نظام حیات کا محتاج تھا جو بشر کو غلط اعمال افعال عبث جیسی حرکتوں سے باز رکھے۔ اس میں جائے شک نہیں انسان کو جب ہادی و ناظر نہیں ملتا تو وہ طاغی سرکش ہو جاتے ہیں، اپنے ہم نوع پے ظلم وتعدی کرتے ہیں دوسروں کی کمائی خود کھاتے ہیں دوسروں کو اپنے جینے کے لئے تسخیر کرتے ہیں، اس حوالے سے انسان میں درندہ صفت بہیمت خو و نمایاں نظر آتی ہے۔ تکمیل رسالت کے بعد اگلا مرحلہ تطبیق رسالت تھا جسے بھی آپ نے اختتام کو پہنچایا اور آخر میں آپ کو یہاں سے جانا ہی تھا چنانچہ اس آیت میں آیا ہے انک میت وانہم میتون ابلاغ رسالت کے بعد لہذا تطبیق رسالت تسلسل رسالت خود انسانوں کا عمل ہے لہذا تطبیق انسانوں نے خود کرنی تھی محمدؐ کا جو کردار بنتا تھا وہ آپ نے ادا کیا آپ تا قیام قیامت اور طول وعرض عالم کیلئے یکساں

طریقہ امکان پذیر نہیں تھی اگر خود رسالت جیسا تطبیق یا نفاذ جندہ بھی من جانب عند اللہ ہوتا تو یہ اس شریعت کا نقص لیاقت وصلاحیت دائمی کا فقدان بنا تھا اس میں نبی کریمؐ کی طرف سے کسی قسم کی مداخلت بے جا بے سود بلکہ نقصان دہ ثابت ہوتا اس کی ایک مثال قانون قصاص پیش کرتے ہیں وق القصاص صاحب قصاص ہر ملک میں یکساں ہوگا لیکن دیت ہر ملک کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا حتمی ہے درست نہیں تھا ہر انبیاء کے ساتھ خاص انکے وفات کت بعد ایک جامد شاول بولس ہوتا۔ لیکن امت محمدؐ میں چھپے ہوئے شاول بولیس نے اپنا کردار ادا کیا اور اس کا انداز طور طریقہ بہت مرموز رہے ہیں قرآن اور محمد ﷺ کو یک دفعہ دین وشریعت امت سے غائب کیا اور اس کے بعد آل نبی یاران نبی کے درمیان رسہ کشی نورہ کشتی دکھاتے ہوئے اسے سامنے لائے اپنے ہاتھ میں لیا ہے سے ہٹایا قرآن کی جگہ قرآن ناطق سنت محمد کی جگہ سنت صحابہ کے نام سے اسفار جعل کئے۔

بشر اپنی طرف سے از خود ایسا نظام جو پوری بشریت کی سعادت کے ضامن ہو نہیں بنا سکے اور ان کے دعوے کھو کھلے ثابت ہوئے لہذا تاریخ شاہد و گواہ ہے جہاں کہیں بشر اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر مسلط ہوا یا عوام کا منتخب ہوا نھوں نے خوش گزاری کے لئے اپنی قوم وملت کو بدترین استحصال کیا ہے۔ اس حوالے سے دنیا کے گوشے وکنار پہ نظر دوڑانے کی ضرورت نہیں پی پی، اور مسلم لیگ کی حکومت نے ابتک کتنی دولت بنائی ہے اہل پاکستان کے سامنے کثافتوں سے پاک شخصیات کے نیاز مند ہے۔

۱۔ نبی اس انسان کو کہتے ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے وحی ہوتے ہیں

۲۔ نبی کو اللہ نے نبوت کے لئے منتخب کیا ہے کہاں سے پتہ چلتا ہے جواب وحی اور نشانی سے پتہ چلتا ہے

۳ حضرت کو خاتم النبوت کو تصور ختم کرنے کے لئے احادیث جعل کئے ہیں

مقائیس ج ۲ ص ۵۳۹ پر لکھتے ہیں حرف ن۔ب۔و۔ ان تین حروف سے مرکب کلمہ نبــــوــــة اصـل صـحـيـح يدل على ارتفاع فى الشئى کسی چیز کا اونچا ہونے کـو کـہتے ہیں اس ایک معنی نبا آتا ہے ہٹنا الگ ہونا نباء بصرہ

عن الشئی نباء سیف تلوار ہٹانا اس کے ایک معنی خبر کے ہیں نباء کا ایک معنی ایک مکان سے دوسرے مکان آنے کو کہتے ہیں اس کا خلاصہ کلمہ نبوۃ تین معانی رکھتے ہیں۔

۱۔بمعنی ارتفاع و بلندی

۲۔ایک مکان سے دوسرے مکان میں آنا

۳۔خبر ہے عام خبر نہیں اہم خبر کو کہتے ہیں

اصطلاح قرآن میں کسی انسان کا اللہ کی طرف سے منتخب ہونے کا دعوی کرنے والے کو کہتے ہیں، جب کوئی یہ دعوی کرے کہ میں اللہ کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں تو یہ بذات خود ایک نبا عظیم خبر ہونگی نیز اس کا مقام دیگران کی بنسبت بلند ہوگا جب مزاحمت مقاومت مخالفت بھی ہوگی مخالفت مقاومت بڑھ جائے گی تو دعوی ثابت کرنا مشکل اور دشوار بھی ہوگا۔ یہاں سے مدعی کو ثبوت ثابت کرنے کے لیے علائم اور شوائد کے نیازمند ہونگے یہاں چند فارمولے بن سکتے ہیں۔

۱۔کوئی دوسرا اس کی تصدیق کرے پھر اس مصدق کی تصدیق کون کیسے کرے گا

۲۔جن یا ملائکہ تصدیق کریں جبکہ یہ دونوں کے مشاہدے میں نہیں آتے ہیں کیسے مشاہدہ کرینگے

۳۔خود اللہ کی طرف سے توثیق ہو

قرآن کریم میں اللہ کی طرف سے خبر دینے والوں کے ۲۵ نام آئے ہیں لیکن ان ناموں کے بعد ایک تعلیق آئی کہ بعض کا ہم نے ذکر نہیں کیا اور جن کا ذکر ہے وہ یہ شخصیات ہیں۔

۲ نبیوں کا تسلسل حضرت محمدؐ بن عبداللہ کے بعد ختم ہوا ہے، آپ علامت نبی ہیں کہ آپ کے بعد قیامت آئے گی عن اللہ آپ کے بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا ہے۔

قرآن کریم کی ان آیات میں ''یا ایھا النبی'' سے خطاب کیا ہے، انفال ۶۴۔۶۵۔۷۰، توبہ ۷۳۔۱۱۳، احزاب ۱۔۲۸۔۴۵۔۵۰۔۵۹۔

یہ ایھا النبی کون ہے کہتے ہیں، اہل مکہ اس کو امی کہتے تھے قرآن میں ان کو ان صفات سے یاد کیا ''صاحب خلق عظیم'' عالمین کیلئے رحمت ہے آپ کی نبوت کو تسلیم کرنے والوں کیلئے بشر تھے

،۔۔۔۔کسنے والوں کیلئے نذیر تھے۔

النبوۃ :

ا۔ نبوت میں دو بحثیں چلتی ہیں بحث نبوت عامہ وخاصہ یعنی اللہ کی طرف سے بعثت انبیاء ورسل ضروری اور نا گزیر ہیں، اس ضرورت کے دلائل عقلی و نقلی دونوں ہیں۔نبوت خاصہ جو بھی شخصی دعویٰ نبوت ورسالت رکھتا ہے وہ خود کیسے حامل نبوت ورسالت ہوتا ہے، کہاں سے ثابت ہوگا اور لوگ اس کو کیسے قبول کریں گے اور اس کی قبولیت کا کیا طور وطریقہ ہوگا، وہ کن شرائط کے حامل ہونگے۔

بحث ختم نبوت ہے، نبوت کیوں ختم ہوئی اس کی کیا وجوہات ہیں اس کو جاری رکھنے میں کیا قباحت تھی کیا ضرروزیاں تھے اس کے جواب کی پہلی تمہید خود ضرورت انبیاء ہے ہر چیز کی ضرورت اس کی غایت کے تناظر میں ہوگی غایت ہمیشہ ضرورت کی حد تک محدود ہوتی ہے جیسے ہر کسی کی جنبش وحرکت کسی غایت تک محدود ہوتی ہے گھر بنانا ہوتا ہے تو گھر کی ضرورت گھر کی غایت تک محدود ہوتی ہے، گھر کی حدود کے اندر وسائل تعمیر خریدے جاتے ہیں اس سے زیادہ اسراف ہوتا ہے۔

بعثت انبیاء کیوں جس دلیل ومنطق وبرھان سے ہم نے ضرورت بعثت انبیاء ثابت کیا ہے اس میں ختم نبوت کیوں کا جواب ہوگا اگر ضرورت بعثت انبیاء کسی خاص مرام ومقصود کے وہ مرام ومقصود تک تھی تو ختم نبوت اسی لئے تھی اگر وہ ضرورت دائمی تھی کہ بشر بغیر ھادی سماوی نہیں رہ سکتے تو اسے ختم نہیں ہونا چاہیے، اگر راہنمائی کرنے کے بعد مہتدی خود چلتے رہیں گے تو ہادی کی ضرورت ختم ہوگی۔ایکنبی کو کتنی انواع ومقدار کے علم کا حامل ہونا ضروری ہے، علم نبی عمل نبی کی حدود تک ہوگا، اگر کسی کو تعمیرات میں کام کرنا ہے تو اس کے لئے علم طب علم جغرافیہ علم قانون علم شریعت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔انبیاء بشر کی تمام ضروریات وسرگرمیوں کو پورا کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ انبیاء ابلاغ شریعت کے لئے آئے ہیں۔

علوم النبی ضرورت بعث انبیاء وانزال شریعت کی دلیل عقلی ہے لہٰذا انبیاء کو کن کن علوم کے اور کتنے حد تک علم میں تسلط ہونا چاہیے وہ عقل بتائیں گے نقل کے لیے کوئی جگہ بھی نہیں کفایات مقدار

ضروریات کی حدتک بتائے مافوق ضرورت کے لیے الگ مستقل دلائل چاہیے چنانچہ تمام انبیاء
مبعوث سے کسی نے کسی علم اضافی کا دعوی نہیں کیا یہی صورت حال نبی خاتم کی بھی ہے چنانچہ آپ
نے کسی بھی وقت ابلاغ رسالت سے باہر کسی بھی علم کا دعوی نہیں کیا بلکہ اپنے ضروری احکام کے بارے
میں کہ آئندہ کس قسم کے احکامات نازل ہوں گے نہیں جانتے تھے سرزمین مکہ میں تیرہ سال دعوت
اسلام سرانجام دی اور جب کوئی شکل پیش آئے تو انتظار فرماتے اور مبارزہ ومقابلہ سے گریز کرتے
رہے یاران باوفا ہومومنین مقابلہ کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا لم یوذن لی مجھے اجازت نہیں،
جنگ بدر میں اسیر ہونے والوں کے ساتھ کیا کرنا چاہیے یاراں سے پوچھا تو بعض نے فدیہ لے کر
چھوڑنے کی تجویز دی اس پر عمل ہوا بعد میں آیت اتری (ما کان النبی۔۔۔)

۲۔زوجات نے آپ کے منہ سے بدبو کی افواہ بتائی تو آپ نے شہد نہ کھانے کا فیصلہ کیا، جنگ تبوک
میں حیلہ بہانہ بنا کے رکنا چاہنے والوں کو اجازت دی اللہ نے باز پرس کی گئی آیت میں آپ سے واضح
الفاظ میں دنیا میں اور آخرت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ سے اقرار کروایا میں نہیں جانتا۔ان
دلائل کے باوجود بعض نے نبی اور امام دونوں کیلئے تمام علوم میں نبوغت رکھنے کا دعوی کیا چنانچہ اس
بارے میں علم آئمہ یا علم حضرت علی اور سائنس کے عنووانات پر اوقات مسلمان کو ھدر کرتے ہوئے
خالع ہوتے ہوئے ودیگر بعض فرض شناس علماء نے اس دعوی کو مسترد کرتے اپنی بیان وقلم وکتابت
سے واضح کیا نبی کے لیے صرف علم دین وشریعت کا ہونا ضروری ہے اس سے زیادہ ضروری نہیں ہے یہ
دعوی بے سود بے معنی بے مقصد ہونا دیکھ کران غالیان مخرب دین مفسدین شیاطین مسلمان طیش میں آ
ئے اس کی مثال محمد رضا حلیمی نے دوجلد کتابیں سلونی قبل ان تفقدونی لکھی، آقای ری شہری نے
موسوعہ امام علی لائے آقای سید علی اصغر موسوی لاری نے حاجتہ الانام الی علم النبی والامام کے نام
سے کتاب لکھی اس کے ص ۵۱ بحث حول علم النبی والامام کے تحت عصر حاضر کے مکشوقاف علوم علم ھندسہ
علم وظائف اعضاء علم میکروبات فلسفہ لغات تک کا دعوی کیا کہ وہ ان علوم کو امام کے لیے ثابت کرنے
پر بہ ضدّ ہیں۔امام کوئی منصب نہیں بلکہ ظرف ہے انسان کے آگے سامنے کو امام کہتے ہیں اس کے

لیے آیت متشابہ واذ ابتلی ابراھیم سے استناد کرتے ہیں اس کے لیے ایک روایت اصول کافی سے پیش کرتے ہیں شارح اصول کافی مجلسی نے اس روایت کے راویوں کو ضعیف گردانا ہے اگر امام نبوت سے بالاتر ہوتا تو کسی بھی جگہ قرآن میں حضرت محمد کے لیے آتا آپ کے دور میں کسی کو امام تک نہیں کہا حتی خود حضرت علی کو بھی امام نہیں کہا ہے۔ یہ کہنا کہ امام ہر دور میں ہوتا ہے یہ امام بارہ ہونے کے خلاف ہے یہ اس آیت کے بھی خلاف ہے مائدہ ۱۹۔ نہج البلاغہ خطبہ ۱۔ کہتے ہیں ۳۰۲ھ کے بعد سے اب تک امام کہاں ہے تو کہتے خلفاء بنی عباس کے مظالم سے خوف کھا کر غیبت میں گئے۔ جب اللہ کی طرف سے وعدہ نصرت پر آنے والے امام خود خوف کھائیں گے تو عوام الناس کے لیے شریعت پر عمل کرنا کتنا دشوار ہوگا، آپ کے پاس اس وقت پورے خطہ مغرب مصر بغداد میں بعد میں ایران میں ابھی چودھویں ایران میں حکومت کیا امام کیوں نہیں آیا درحقیقت یہ لوگ امام کے نام سے دین و شریعت کو روکنے کے لیے مزاحمتی کردار ادا کر رہے ہیں، علی کے نام سے اسلام دشمنی کر رہے ہیں، علی کے نام سے یاران باوفا رسول اللہ سے نفرت و کراہت کرتے ہیں۔ امام غائب کے بارے میں خدو تنصیص سے بھرے عنوانات ہیں کبھی کہتے ہیں کچھ نہ کرو کبھی امام کی اجازت کفر شرک جنگ کے لیے امام کی اجازت چاہیے کبھی دعوی ملاقات کبھی خبر ملاقات جھوٹی کبھی نام لینے سے منع کرنا کبھی نام یا ابالقلم یا مجلد یکبھی ہم نہیں کہتے دوسرے والے کہتے وہ ہم سے نہیں کبھی کہتے ہیں ہم سب ایک ان کی کردار گفتار سلوک نعرہ جمع کریں تو تضادات کا مجموعہ پائیں گے

ختم نبوت

یہاں ہم ایک ایسی کتاب سے ختم نبوت سے متعلق مشکل سوالات اٹھایا ہے اور ان کا جوابات دیا ہے جوابات نے ختم نبوت بلکہ اصل نبوت کو کہاں پہنچایا ہے قارئین خود قاضی بنیں کیونکہ شخصیات معروف ممتاز مشہور ہونے کے بعد ان کے کمزوریاں اور غلطیاں بھی درست قرار پاتے ہیں کتاب کا نام معالم النبوۃ فی القرآن الکریم ص ۲۳۵ حول البحث عالمیہ خاتمیہ الرسالتہ المحمد یہ عنوان ہے۔ رسالہ حول الخاتمیۃ

ایک سوال ہے حسب انہ ختمت النبوۃ الشریعۃ فلما ذاختمت التبلیغہ اس سوال کے وضاحت میں لکھا ہے جب نبی ایک شریعت جدید کے ساتھ مبعوث ہوجائیں اور کتاب جدید لائیں تو یہ ختم ہونا قابل سمجھ ہے لیکن جب نبی بغرض وغایت دعوت وارشاد مبعوث ہوئے تو وہ کیوں ختم ہوجائیں اس کے لیے پانچ اولالعزم انبیاء کا ذکر کیا لیکن دیگر انبیاء جو کہ اکثر تھے ان کی دعوت تبلیغ تھے جب نبی دین و شریعت کامل لائیں کوئی کمی اور نقص نہ چھوڑیں تو اس کا بندھونا سمجھ میں آتا ہے، دیگر اس میں اضافہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

دوسرا سوال امت خلیفہ کا کیوں۔ مکاشفہ غیبی و اتصال بہ ملا اعلی و استطلاع و آگاہی از ملاء اعلی از معارف وحقائق کیوں محروم ہوا درست ہے شریعت اسلامی اکمل الشراع اور امۃ خلیفہ قادر برصقف تبرائت نہی ہے اس لیے باب نبوۃ الشریعہ وتبلیغ دونوں بند ہوں گئے، اما فتوحات باطنیہ وایجادات یا ملائکہ یا القاء و دروغ انسان جیسے فیوضیات ساویہ کیوں بند ہوگئے یہ سب لوازم نبوت نبوت بند ہونے کے بعد ان کا افتتاح امکان نہیں ہے

انبیاء:

کلمہ انبیاء جمع نبی ہے لیکن اس میں کتنے افراد شامل ہیں اس میں اختلاف ہے، اہل حدیث، ترسیل مرسلات، اہل تقلید اور گپ شپ مارنے والوں کا کہنا ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے ہیں تاکہ اس تعداد میں اپنی طرف سے اضافہ کرسکیں، اس معین تعداد کا کیا معیار ہے کہ اس سے زیادہ یا کم نہیں ہوسکتے ہیں۔ قرآن میں بعثت انبیاء کا اختتام محمد الرسولؐ اللہ پر ہوا ہے، آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک درمیان میں کسی نبی کا نام نہ آنا اس تعداد کو مشکوک بناتا ہے اور اس سلسلے میں سورہ غافر آیت ۷۸ میں ہے ہم نے بعض کا ذکر کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا ہے ﴿وَ لَقَدْ أَرْسَلْنا رُسُلاً مِنْ قَبْلِکَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنا عَلَيْکَ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْکَ وَ ما کانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلاَّ بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذا جاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنالِکَ الْمُبْطِلُونَ﴾

انبیاء:

انبیاء جو کہ اللہ اور انسانوں کے درمیان واسطہ تھے پیغام الٰہی کو انسانوں تک پہنچانے والے تھے۔انسانوں میں ان سے بلند مقام ومنزلت والا کوئی نہیں آیا ہے اللہ نے انسانوں سے رابطے کیلئے بشر ہی کا انتخاب کیا۔ یہ ذوات اسی طرح پیدا ہوتے تھے جس طرح دیگر بشر پیدا ہوتے تھے اسی طرح وفات پاتے تھے جس طرح دیگران وفات پاتے تھے مریض ہوتے تھے بھوک پیاس لگتی تھی خوشی، ناراضی اعمال بھی انجام دیتے تھے اعضاء جسم میں عام بشر سے چنداں مختلف نہیں تھے چندین باتوں میں انبیاء سے اقرار کروایا کہ ہم تم جیسے بشر ہیں فرق صرف وحی کا ہے ہم تابع وحی ہیں بشر نے ان کو اسی بشر ہونے کی بنیاد پر مسترد کیا۔اللہ تعالیٰ سبحانہ نے ان کو بتایا اگر ہم غیر بشر کو بھیجتے، بطور مثال ملائکہ بھیجتے تو ان کو بشر کی صورت میں بھیجتے تمام صفات وافعال وکردار میں بشر جیسے ہی ہوتے کیونکہ مقصود بشر کو ایک نمونہ کامل پابند شریعت چاہیئے تھا جو کہ کسی غیر بشر کی صورت میں ممکن نہیں تھا۔

۴۔علم نے قدیم دور سے لے کر عصر معاصر تک اکثریت کو دینداری کی بجائے بے دینی کی طرف دعوت دی ہے۔اس حوالے سے اگر موازنہ کریں کہ اس سال علم دین پڑھنے والے کتنے دیندار نکلے ہیں اور کتنے بے دین اور کتنے درمیانی سطح کے نکلے تو یہ اعداد وشمار نا قابل ذکر ہیں۔اس کا مصداق جلی عبدالملک بن مروان طوطی سلب قاری قرآن نے قرآن کو وداع کر کے کوئی جرم وجنایت نہیں چھوڑا۔علوم عصر کا حساب الٹا ہو گیا کیونکہ علوم عصر کے مراکز یورپ میں تھے جہاں ان علوم کو تحقیقات کے نام سے پڑھتے تھے لہٰذا ملحدین کم نکلتے ہیں لیکن مشرق میں یہ علوم برائے نشر الحاد کی غرض سے پڑھتے پڑھاتے تھے۔ یہ ماحول طفل مکتب سے لے کر اعلیٰ درسگاہ تک کا ہوتا تھا کیونکہ ان علوم میں شفافیت رکھنے والوں میں سے اگر کوئی ایک خالص دینی انسان نکلا ہو تو اس حوالے سے اعداد وشمار انتہائی ناچیز ملیں گے اور اگر اس علم میں بلوغت حاصل کرنے والوں کو جمع کریں گے تو ان میں بے دین بے حساب نکلیں گے۔مسلمان بچہ کافر مطلق یا منافق مطلق نکل کر مومن مطلق نکلنے والوں کی تعداد اکائی سے تجاوز نہیں کرے گی۔ چنانچہ ان کی ترجیحات اور ایمان کی ترجیحات میں نا تناسب

ہونے کی وجہ سے تناسب قائم رکھنے کے لیے انہوں نے ایمانیات کے درجات کو کم کیا ہے۔ ان کے نزدیک علم چاہے دنیوی ہو یا دینی ہو اس کی پہلی قیمت اچھی زندگی کے درجات و مراتب ہیں، جہاں ایمان کی زیادہ قربانی دینا پڑتی ہے جس کے صلے میں پروٹوکول اولادوں کو اچھی پڑھائی اور اچھے کاروبار کے مواقع یا مغربی تہذیب ہوتی ہے۔

علم دین کی قدر و قیمت ۔ کتاب اثبات وجود باری تعالیٰ از نظر علماء و دانشوران غرب از علماء کونیات شمارہ بقلم مالکوم دانکسن ونٹر جونیر علم دین کی ارزش و قدر و قیمت اس طرح سے پیش کرتے ہیں آیا کوئی اللہ موجود ہے اگر موجود ہے تو بشر کو اس سے کیا فائدہ اور تعلق ہوگا یہ سوال بنیادی اور اہمیت والا سوال ہے اور ہماری زندگی سے مربوط ہے۔ زندگی میں یہ ایک فیصلہ کن سوال ہے وجود اللہ اور اس کی صفات کے بارے میں دلائل فلسفی بہت ہیں لیکن سب کی برگشت دو سے زیادہ نہیں ہے۔

۱۔ وجود اللہ پر قائم دلائل علوم طبعی سے مربوط ہیں۔

۲۔ دوسری دلیل تاریخ کہن سے مربوط ہے۔

علوم طبعی سے مربوط دلیل کے بارے میں ہمیں زمین و آسمان کے حیرت انگیز مناظر نظر آتے ہیں آخر میں بشر اور صاحب قوہ ناطقہ رکھنے والے کو دیکھیں تو اس سے بھی پیچیدہ اور غامض بحران دکھائی دیتے ہیں کوئی کہتا ہے کائنات خود بخود بطور تصادم وجود میں آئی یا خود بخود وجود میں آئی ہے یا اس کائنات کے پس پشت ایک حکمت عالیہ علم و قدرت اور اس کی ذات ہے جو اس کائنات کو وجود میں لایا ہے۔

چونکہ بشر کائنات میں مافوق مخلوقات ہے جس کی حیثیت کائنات میں شاہانہ ہے، محسوس ہوتا ہے خالق کائنات انسان سے بہت محبت کرتا ہے اپنی الوہیت کے تقاضے کے تحت انسان کے دگر گونی حالات کا نظارہ بھی رکھتا ہے اما دوسری دلیل وجود اللہ پر تاریخ کہن سے ہمارے پاس جو چیز موجود ہے وہ محصول از کتب آسمانی سے یہ کتابیں گزشتہ ادوار میں اللہ کی طرف سے راہنمانان بشر یعنی انبیاء پر نازل ہوئی ہیں ان کے توسل سے ہم تک پہنچتی ہیں ہمارے اور ان کے درمیان بہت فاصلہ موجود ہے، اختلاف و سکونت اختلاف زمانہ ہمارے اور ان کے درمیان میں تضاد و تناقض نہیں پیدا کرتے

ان کے اصنا برا ن سے مروی روایات نئی کشفیات تاریخ کہن کے ساتھ آپ کے علوم کتنی ہی ترقی کر جائیں پیشرفت کر جائیں وہ دین کی اہمیت کو کم نہیں کر سکتے بلکہ دین کی اہمیت میں اضافہ کرتے ہیں ۔کتب قدیم وجدید دونوں صراحت سے اعلان کرر ہی ہیں کہ خالق حیوان وبشر موجود ہے وہ اپنی عبادت و بندگی کی دعوت دیتا ہے لیکن جب ہم بشر کے معتقدات پر نظر ڈالتے ہیں تو نظر آتا ہے ان اعتقادات کو بنانے میں دو اسباب وعوامل کا دخل تھا ان میں سے ایک میں ہوش ذکاوت انسان کا دخل ہے، دوسرے میں اس کے محیط ماحول کا اثر انداز ہونا ہے گویا یہ معتقدات اپنی جگہ دو نوعیت کی ہیں معتقدات واقعی وعملی اور معتقدات نظری معتقدات واقعی بشر بہت درست ہیں قابل اثبات طریقہ علمی سے ثابت کر سکتے ہیں لیکن یہ عقیدہ یکا یک ثابت نہیں کر سکتے چونکہ کثیر تعداد عقائد اس میں مانع اور ہر ایک کا تجزیہ وتحلیل مشکل ودشوار ہے معتقدات نظری غالباً مفید ہیں لیکن عموماً افراد کے لئے قابل قبول نہیں طریقہ علمی سے ثابت کرنا ضروری ہے معلومات ابتدائی اثبات منطقی وعلمی کے لیے ناقص ہے۔

نبوت اور عقل

ایک بحث عقل ونبوت کی ہے کہ عقل مکمل ہونے کے بعد نبوت کی نیاز باقی رہتی ہے یا نہیں؟ یہاں بحث عقل ونبوت کے حوالے میں ہے، عقل مکمل ہونے کے نبوت کی نیاز نہیں رہتی یہ براھمہ کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی عقل کی تائید کرتا ہے۔لیکن اس طرح یہ ایک فالتو غیر ضروری بات ہوگی اور نبوت کا کوئی مقام نہیں بنتا، دوسرا احتمال ہے کہ انبیاء عقل کے خلاف پیغام لائے تو اسے مسترد کریں۔ براھمہ کے اس عقیدے کو باطنیہ نے استعمال کیا ہے چونکہ باطنیہ منافقین اسلام ہیں انھوں نے اسلام کا لبادہ پہن کر دین کو گرایا ہے انھوں نے بھی یہی بات کی کہ عقل بشر جب رشد کرتی ہے اپنی انتہا کو پہنچی ہے تو نبوت کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے۔ ہماری دین کے حوالے سے بہت سے ضد دین نظریات اقوالات سب کی برگشت باطنیہ کی طرف ہی جاتی ہے۔لیکن باطنیہ کے نام سے واضح ہے وہ ایک چھپا

ہوا جن ہے، چنانچہ وہ اپنی ان حرکات تبلیغات کو سند دینے کے لئے وہ باہر کسی اور کو دکھاتے ہیں۔ جیسے عام معاشرے میں ہم دیکھتے ہیں جہاں کہا جاتا ہے یہ شیعوں کی بات ہے یا وھابیوں کی بات ہے یا سنیوں کی بات ہے اس طرح وہ اپنی بات ان سے کہلواتے ہیں اور اس طرح انھیں کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا یہ باطنیہ کی پالیسی ہے۔ جب یہ انیسوی صدی تک پہنچے جب مستشرقین کا دور دورہ تھا تو انکے ذریعے بات پھیلائی۔ لیکن یہ مستشرقین کون ہیں، اس کا کیا معنی ہے اسے دیکھنا ہوگا۔ مسلمان ممالک میں جب بھی اس قسم کی بات سامنے آئی تو علماء نے کہا فوراً کہا یہ مستشرقین کی بات ہے انھون نے ہی اسے پھیلایا ہے۔ حالانکہ وہ سوچتے مستشرقین کی بات کا مصدر کیا ہے، اس کے پیچھے کون ہے تو واضح ہوتا انکے پیچھے بھی باطنیہ ہی ہے۔ شیعہ سنی دونوں کا باپ باطنیہ ہی ہے اس نے ہی انھیں دائیں بائیں میں تقسیم کیا۔ اس طرح باطنیہ ہر طرف سے بچ جاتے ہیں اور انھیں کوئی پکڑ نہیں سکتا۔

اس وقت مشرق ہو یا مغرب سے ہوں ضد ادیان تحریک چلانے والے ہوں تو یہی داعی متجدد دین عنصرانیات والے بھی یہی بات کرتے ہیں جو باطنیہ نے کی ہے اور انکی برگشت ادیان یہود و نصاری، مجوس مزدک کو جاتی ہے۔ متجدد دین اسی پرانی فکر کو اپنے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ اس طرح اسے دوبارہ دین کے خلاف اٹھایا ہے، اس میں شیعہ بریلوی مکرر سے ملے گا عقل مکمل ہونے کی نبوت کی ضرورت نہیں رہتی۔

عقل کے رشد ہونے کے بعد نبوت کی ضرورت نہیں رہتی لیکن وہ عقل کیا ہے، یہ کہاں سے آتی ہے کب بنتی ہے، اسے کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ انھون نے آپ کو عقل کے نام سے گمراہ کیا ہے، اسی طرح حدیث جمع کرنے والوں نے یونانی ہندی بوزی چینی کے حکیمات کلمات کو حدیث بنا کر پیش کیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں بعض فخر سے کہتے ہیں ہماری کتاب اصول کافی کا پہلا باب ہی باب عقل و جہل ہے، ہمارے پاس عقل کا بہت مقام ہے عقل ایک جو ہر منفرد ہے، یہ ہر انسان کے پاس نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ کا ایک ھبہ خاص عنایت ہے، مشکینی ؟ سے روایت ہے جہاں آیا ہے اللہ نے کہا ہم عقل ہی

سے حساب سے لیں اور اسی سے سزا دیں دے گے۔اس طرح انھون نے عقل کو ہی منحرف کیا تو ہم کہاں جائیں گے۔لیکن ہم کہتے ہیں انسان کی ھدایت کیلئے عقل بھی چاہے اور نبی بھی چاہے، یہ عقل و نبی کے بغیر ممکن نہیں ہے،ھدایت کیلئے دونوں کا ہونا بدیہی ہے۔اگر کوئی کہے افلاطون یا سقراط کے پاس عقل نہیں تھی تو یہ بات کوئی پاگل ہی کہے گا۔لیکن افلاطون وسقراط کے پاس عقل تھی تو وہ مشرک کیوں مرے، دنیا کے عقلاء برڈ رندرسل، دیکارڈ اور دوسرے فلسفی کیوں مسلمان نہیں ہوئے لہذا اس کا مطلب ہے یہاں عقل کافی نہیں ہے۔اسی طرح انبیاء نے بھی اپنے خطاب میں عقل رکھنے والے سے ہی بات کی ہے اگر کسی شخص کے پاس عقل نہیں یا پاگل ہے تو اس پر تکلیف بھی عائد نہیں ہوتی۔اما جو بات متجد دین نے کی کہ عقل میں رشد ہونے کے بعد نبوت کی ضرورت نہیں رہتی یہ کسی نے کی اور کہاں سے کی ہے ہم اسکا حوالہ دیں گے۔العصرانیون محمد ناصر حامد ص ۲۰۴۔

نقد :

<u>(یہ مضمون ابو ہریرہ کے متعلق ہے)</u>

نام اور نسب میں کثرت اختلاف پایا جاتا ہے اگر کسی ماہر مختصص علما النساب سے قضاوت کے لیے کہیں تو کیا قضاوت کریں گے سوائے اسکے انہیں مشکوک مخدوش قرار دینے کا فیصلہ دیں گے۔ <u>اس کو نسب مشکوک کرتا ہے</u>

۳۔ابو ہریرہ بنابر نقل نبی کریم سے ابی بکر سے عمر سے فضل بن عباس سے ابی بن کعب اسامہ بن زنو ید عائشہ نضر بن نضر ہ غفاری کعب احبار سے نقل کرتے ہیں۔انہوں جن سے ان نے نقل کیا ہے ہر ایک سے کتنا نقل کیا ہے دیکھیں گے تو نتائج احیاء نکلنے کی توقع نہیں ہوگی کیونکہ جن سے نقل کا ذکر کیا ہے ان سے منقول روایات کو جمع کریں گے اور خود ابو ہریرہ سے نقل روایات کو جمع کریں گے تو ابو ہریرہ کی روایات کئی گنا زیادہ ہیں اس کی کیا توجیہ کریں گے، <u>اس نے پانچ آدمی سے نقل کیا یہ پانچ آدمی کے پاس ایک ہزار بھی نہیں بنتا جب کہ اس کے پاس تین ہزار سے بھی زیادہ روایات ہیں۔</u>

۴۔ابو ہریرہ اور تین چار آدمی سے مل کر روایات لکھ رہے تھے تو پیغمبر وہاں سے گزر رہے تھے تو آپ

نے فرمایا میرے منع کرنے کے باوجود آپ کیوں لکھ رہے ہیں تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ آپ اس حدیث کو کیا کہیں گے جس کو رسول اللہ نے منع کیا۔

۵۔ابو ہریرہ کثیر میں تجسس تخصص رکھتے تھے اس نے کعب احبار سے احادیث جمع کیوں ہیں الی سے کیوں نقل نہیں کی ہیالی میں کیا خرابی ہے کیا الی سے نہیں ملتے تھے اس لیے نہیں لکھا ہے۔

دین اسلام کو شاول پولیس کی نہج پر چل کر الحاد پر گامزن کرنے کی خاطر پہلا قدم قرآن کی جگہ حدیث رکھنا خود سازش کا حصہ کیا کیا تدبیر زحمت ہوگی تا کہ احادیث موضوعات جسے چھپا نہیں سکے گے تو چند چیزیں کی نشان دہی کر کے باقیوں کو محفوظ کیا ہے اصل و واضع کی نشاندہی مشکل ہوگئی لیکن شکوک و شبہات احتمالات مکثرین روایات سے شروع ہوتا ہے مکثرین روایات میں سرفہرست ابو ہریرہ کا نام آتا ہے۔ابو ہریرہ پر نقد کے اندراج سے پہلے یہ واضح کرتا جاؤں کہ میں عبدالحسین شرف الدین کی نہج و سیرت پر چل کے ان کی اقتداء میں نہیں لکھ رہا ہوں کیونکہ ان کو ابو ہریرہ سے زیادہ عمر پر اعتراض ہے کیونکہ اگر ابو ہریرہ کثرت روایات موجب نقد ہے تو محمد ابن یعقوب کلینی پر بھی کرتے کیونکہ انہوں نے ۱۶ ہزار جمع کی ہیں۔ابو ہریرہ پر نقد شیعوں کو خوش کرنے کے لیے بھی نہیں ہے کیونکہ کتاب اللہ کو پیچھے کرنے میں سنیوں سے بھی آگے ہیں بلکہ انہیں فخر ہے ہماری مجموعہ روایات صحاح ستہ سے زیادہ ہیں ان کا یہ افتخار سورہ تکاثر بنتا ہے وہ ان کا مصداق ہے جعلیات پر ان کو فخر ہے ہم ابو ہریرہ کے بارے میں عبدالحسین ابو ہریرہ وغیرہ کے نقدوں کو پیش رکھ کر نقد نہیں کرتے۔ابو ہریرہ کو صحابی رسول اللہ کہتے ہیں لیکن صحابی رسول اللہ میں سبقت ایمان سبقت ہجرت،سبقت جہاد،سبقت دفاعی محبت رسول اللہ میں دس افراد ذات پاک سرا وزرا خلوت جلوت بذات خود شک آور ہے جس میں تمام مکثرین روایات شامل ہیں جو کثرت روایات نقل کرتے ہیں ان کی روایات شکوک شبہات خدشات سے محفوظ رہنے کی کسی قسم کی ضمانت نہیں ہے ہم یہ واضح بھی کریں گے یہ عمل انہوں نے بذات خود کیا ہے یا حدیث سازوں نے ان کا نام استعمال کیا ہے۔

انہیں دیگر یاران رسول اللہ سے بہت حد تک اٹھایا گیا ہے۔

۲۔ان سے منسوب روایات کا جائزہ لیں گے تو خود ایک دوسرے سے متصادم، متعارض، متناقص پائیں گے۔مسلمانوں کے خلیفہ منتخب مسلمن کے خلاف جہد مقابل میں ہونا ان کی صداقت وامانت کو خدشہ دار کرتا ہے کوئی شخص مفتی قاضی ہمیں بتائے خلیفہ منتخب مسلمین کے خلاف لوگوں کو ورغلانے والے کس قسم میں آتے ہیں جس سے وہ خود شکوک وشبہات کا سبب بنے دوسرا اس میں تنہا ابوہریرہ، عائشہ، عبداللہ بن عمر، عمر عاص، عبداللہ بن سعید بن جبیر وہ صحابی بھی حضرت علی کے خلاف شامل ہیں۔

۳۔ان سے مروی روایات خود قرآن سے متعارض ہوں وہ کس کھاتے میں جائیں گی۔

حرف واو

وجب :

وجوب مادہ وجب سے ہے وجب کے بارے میں صاحب مقاییس جلد۲ص ۶۲۲ پر لکھتے ہیں وجب: الواو والجیم والباء۔ اصل واحد یدل علی سقوط شیء ووقوعہ، کسی چیز کے گرنے کو کہتے ہیں، اسی معنی میں سورہ حج آیت ۳۶ میں وجب الحائط دیوار گرگی، فرائض وتکالیف کے لئے وجوب کا کلمہ استعمال ہوا واضح نہیں اسکے لئے قرآن کریم میں کلمہ کتب آیا ہے سورہ بقرہ آیت ۱۸۷، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۱، ۲۱۰، ۲۴۷

او جوب مصطلح فلسفی میں کسی چیز کے وجود میں آنے کی علت فراہم کرنے اور معلول کا وجود میں آنا ضروری ہے اس کے لئے کلمہ وجوب استعمال ہوا ہے۔اس کی چند اقسام ہیں ایک مثال طبیعی پانی کے ابلنے کیلئے اس کا درجہ حرارت ۱۰۰ پر پہنچنا آنا ضروری ہے، پانی جوش میں آنے کے لئے درجہ حرارت ۱۰۰ کی ضرورت ہے اگر ابلنے کو روکنا ہو تو درجہ حرارت کو روکنا ہوگا، اسی طرح حرارت کے وسائل کا فقدان اور ابلنا ناممکن ہونا امکان پذیر نہیں ہوگا۔

۳۔اگر درجہ حرارت کے لئے اسباب حرارت کا ملنا ضروری ہے ۵۰، ۵۰ فیصد کا احتمال ہو جائے نفی و اثبات میں مساوی طرفین ہو جائے تو نہ کوئی وجود میں آنے کا کہہ سکتے ہیں نہ آنے کا کوئی راجح ہے نہ کوئی ملنے کا راجح ہے اس صورت کو انھوں نے ممکن الوجود کا نام رکھا ہے۔

الوجودیۃ:

کتاب معجم فلسفی ج ۲ص ۵۵۸ الوجود مقابل العدم یہ امر بدیہی ہے وجود کی تعریف ممکن نہیں اس کی تعریف حرف لفظی ہوتا ہے۔

کلمہ وجود دائم الاضافۃ رہتا ہے وہ مضاف الیہ مانگتا ہے، یہ مادہ وجد سے بنتا ہے جسکے معنی پانا کے ہیں۔ صاحب کتاب عمدۃ الحفاظ ج ۴ص ۳۲۸ پر لکھا ہے وجود کے چند مصادیق ہیں اس کا تحقیق یا یقین اس کے مضاف الیہ سے ہوتا ہے صاحب حفاظ نے مفردات سے نقل کیا ہے، وجود پہلے مرحلے میں حواس خمسہ درک ہونے والے کو موجود وضعی کہتے ہیں وجدت زیدا وجدت مالا وجدت علما وجدت کتابا وجدت طعمۃ وجدت ریحا وجدت قوۃ وجدت فضیۃ کبھی شہوانیہ کبھی حلیمہ کبھی اصل شئی کبھی اثر کبھی موثر ہوتا ہے، غرض قوۃ ادراک انسان کے تناسب سے اس میں فرق پڑتا ہے۔ فلاسفہ نے وجود کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے ۱۔ وجود نفسی اس کا تحقق وعدم مساوی ہے ۲۔ وجود ممکن وامکان ہے ۳۔ وجود واجب یہ وجود واجب ہے۔ انسان جب خود کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو خود کو مستقل نہیں پاتا بلکہ کسی وجود کا نیازمند پاتا ہے کیونکہ وہ خود یہاں نہیں آیا اسے کسی نے لایا ہے کتنی مدت کیلئے اسے معلوم نہیں ہے، نیازمند ضروریات حل کرنے کے لئے بھی وہ کسی کے محتاج ہیں چنانچہ یہاں کسی ایسی ہستی کو جو خود قائم بذات ہو کسی کی نیازمند نہ ہو کا ہونا ضروری ناگزیر سمجھتا ہے اسے وجود باری تعالیٰ کہتے ہیں ایسے وجود کا ہونا یقینی حتمی ہے یا نہیں اس بارے میں جتنے انسانوں سے سوال کریں فی زمانہ چند یں گروہ سامنے آئے ہیں۔

۱۔ انکار کرتا ہے کہ کوئی ایسا وجود نہیں ہے۔

۲۔ شک کرنے والے ہیں ابھی تک پتہ نہیں چلا ہے۔

۳۔ بعض نے اسے تسلیم کیا ہے اور دلائل بھی قائم کئے ہیں آپ کے ہاتھ یا شرف نگاہ میں موجود صفحات اس موضوع پر ایک ناقص نامکمل سعی ہے دراصل اس کتاب کا موضوع وجود باری تعالیٰ ہے لیکن یہاں ترتیب حروفی کے حوالے سے اس عنوان کا ذکر حرف وجود میں آیا ہے

اس جماعت کو کہتے ہیں جو انسانوں کی انفرادی حرکات وسکنات کردار گفتار کا تقدس کرتی ہے۔اس جماعت کے نزدیک دین حکومت اخلاق اجتماع اقدار نامی کسی چیز نہیں ہے یہ سب چیز شخصی آزادی کی خاطر ہے، انسان کسی اور کیلئے نہیں آیا ہے، کتاب موسوعۃ میسرہ فی ادیان والمذاہب ج ۲ ص ۸۱۸ پر آیا ہے یہ ایک خاص فکر کا نام جو قدر و قیمت انسانی میں غلو کرتی ہے، انسان تعریف میں مبالغہ کرتی ہے، انسان کو آزادی وخود مختاری غیر محدود دیتی ہے اس فکر کے مبتکر و مخترع سورین کیر کچورد ۱۸۵۵ء اور ان کے بعد جان پول سارتر متولد ۱۹۰۵ء نے اس نظریہ کے فروغ میں ایک مدرسہ قائم کیا جس میں تصور اللہ انبیاء کتب آسمانی بلکہ ہر نوع کی غیبیات کا انکار کیا ہے بلکہ انہیں انسان کی راہ میں ایک قسم کے موانع کہا ہے۔اس فکر کے حامیوں کو دنیا میں ہر قسم کے درد والم ضیق خناق بے قراری و بے سکونی سقوط وزوال نامرادی پریشانی کا سامنا رہتا ہے۔

کتاب مذاہب فکریہ المعاصرہ ج ۲ ص ۸۵۷ پر آیا ہے یہ مذہب یورپ میں کلیسا اور ان کے مخالفین کے درمیان جنگ کے دوران وجود میں آیا۔اس کی بنیادی اساس اغراض ومقاصد تقدیس انسان ہے انسان ایک موجود مستقل ہے، اسے کسی بھی جہت سے مقید نہیں کیا جاسکتا ہے، وہ آزاد ہے جہاں چاہیں لطف اندوز ہوجائیں جو بھی لذت اٹھانا چاہیں کوئی رکاوٹ موانع نہیں ہونی چاہیئے، کوئی اس کی نگرانی کریں جاسوسی کریں پابندی کریں وہ مطلق العنان ہے حیوانات کی مانند ہے۔علماء مذاہب نے وجودیۃ کو چند گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔وجودیۃ مسیحیہ ان کا کہنا ہے تمام کرب واضطراب قلق پریشانی ایمان باللہ سے زائل ہوجاتی ہے

۲۔وجودیۃ الحادیۃ اس کے بانی سارتر کا کہنا ہے افراد غیر محدود انسان کو مطلق العنان حریت حاصل ہے، یہ فرقہ یورپ میں جنگ بین کلیسا وآزاد طلبان کے دوران وجود میں آیا جو نہی جنگ ختم ہوئی لوگ حیوانات کی مانند اپنی آرامگاہ سے نکلے اور دینی اخلاق احکام قوانین ہر قسم کی پابندی سے آزاد ہوگئے۔اس گروہ کے قائد جان پال سارتر ملحد نے اسے رواج دیا۔جون پال سارتر یہودی

صیہونی ۱۹۰۵ء فرانس کے عاصمہ پیرس میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۹ء کو ہلاک ہو گئے بعض تحلیل گراں کا کہنا ہے وجودی وہی موضوی جماعت ہے، جان پال سارتر سے پہلے تھے وہ لوگ ہر قسم کی پابندی حکومت نظام اخلاق۔۔۔اقدار کے خلاف تھے۔

علامہ مغنیہ اپنی کتاب مذاہب فلسفیہ ص ۱۴۲ پر لکھتے ہیں یہ مذاہب جنگ عالمی اول کے موقع پر المان میں وجود میں آئے، جنگ عالمی دوم کے بعد دیگر ملکوں میں بھی سرایت کر گئی۔ روس میں ۱۹۶۷ء امریکا اور یورپ کے دیگر علاقوں ۱۹۶۸ء کو پھیلی علامہ مغنیہ کا کہنا ہے اب یہ فرقہ عالم اسلام کے بعض میں چل رہی ہے۔

وحی :

یکے از مصطلحات عقائد وحی ہے تمام عقائد نویسان کا اتفاق و اتحاد ہے حس و تجرید عقل کے بعد عقائد کا مصدر وحی ہے وحی جہاں تک قرآن ہے لاشک ولاریب ہے وحی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے وحی متلو اور وحی غیر متلو بنانا نا قابل فہم و ادراک ہے وحی متلو سے مراد قرآن ہے قرآن حق ہونے کی دلیل خود قرآن کا تحدی ہے قرآن محمدؐ کی نبوت کی نشانی بن کر اترا ہے جب اپنے بارے میں سوال اٹھا تو تحدی کیا۔ وحی غیر متلو سے مراد حدیث قدسی ہے حدیث قدسی کی تاریخ نزول گیارہویں صدی محل نزول شام ولبنان حدیث عجمی السند مخدوش تمام عقائد باطلہ توحید اور الوہیت کو تنزل اللہ کو الوہیت سے گرا کر مخلوق کو عرش الوہیت پر بٹھانے کا معجزہ والی کتاب ہے اس کی تفصیل بحث سنت میں رجوع کریں خود وحی جو دین کا اصلی و آخری مصدر ہے اس بارے میں بحث کرنے سے پہلے خود وحی کے بارے میں پیش کرتے ہیں

الوحی و ح و الحرف المعتل اصل یدل علی القاء علم فی اخفاء او غیره الی غیرک . فالوحی : الاشارة ، الوحی : السریع ، الوحی : الصوت ، و الله اعلم

وحی ایک معقول طریقہ القاء ہے اس کے مختلف طریقے ایجاد ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں لہٰذا کلمہ وحی

جب کہا جاتا ہے تو وہ خالص وحی ہوتا ہے وحی کے مصادیق ہوتے ہیں، وحی اللہ دو قسم کی ہیں ایک تکوینی ہے جیسے اللہ نے آسمان زمین شھد کی مکھی کو وحی کی ہے۔ وحی صریح کلامی ہے جیسا کہ اللہ نے موسیٰ کو طور پر وحی کی ہے وہ القاء کلام نہیں تھے وحی میں کتب آسمانی کا ذکر آتا ہے اب اہل کتاب جو حق و صداقت کے حامی ہیں کہتے ہیں ان کی کتب کو وحی کہتے ہوئے ہمیں شرم آتی ہے لیکن کتب صحاح ستہ اور کتب اربعہ کے مرسلات ضعیفات موضوعات بعض اوقات خرافات خزعبلات کو دیکھتے ہوئے شرم نہیں آتی ہے۔

کلمہ وحی میں کسی قسم کا اشارہ نہیں ملتا کہ یہ من اللہ ہے شخص موحی کو یہ حکم ہے وہ اس فعل کو انجام دیں چنانچہ قرآن کی آیت میں آیا ہے کہ شیاطین بھی ایک دوسرے کو وحی کرتے ہیں۔ وحی کا معنی جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جلدی، صوت، آواز، اشارہ، کتاب کے ذریعے سمجھاتے ہیں وحی کبھی دو انسانوں کے درمیان بھی ہوتی ہے کبھی فاسد انسانوں کے درمیان بھی ہوتی ہے ہر شخص دعویٰ کرے گا مجھے وحی ہوئی ہے چنانچہ اس دعوی کی تصدیق یا تکذیب کریں اس کا اصول ہونا چاہیے۔ وحی کا ایک معنی الھام ہوتا ہے الھام فعل خیر بھی ہوتا ہے اور الھام بعض اوقات شر بھی ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص جو کسی بھی موضوع کے بارے میں سوچتے ہیں چاہے لباس ہو، صنعت ہو، اجتماعی ہو وہ آخر کسی نتیجے تک پہنچتے ہیں چنانچہ اکثر و بیشتر ایجادات کرنے والے کہتے ہیں چنانچہ ہم نے جب یہ کتاب لکھنی شروع کی تو ہمارا مقصد ایک مختصر اثبات باری تعالیٰ کی حد تک لکھنے کی نیت تھی، خالق کائنات کے اثبات کے بعد ذہن میں آیا ایک موسوعہ اعتقادی لکھوں جس سے بہت سے ابواب ذہن میں آئے چنانچہ کلمہ وحی بھی اچانک انہی موضوعات کے درمیان آیا اس حوالے سے اس عنوان سے دین میں داخل کیے گئے بعض انحرافات کی طرف اشارہ بھی کروں۔ کیا میں یہ دعویٰ کروں اس وقت مجھے بہت دفعہ وحی ہوا ہے ایسا نہیں کہہ سکتے ہیں

وحی قرآن میں:

وحی قرآن صاحب الوجوہ والنظائر دامغانی صفحہ ۴۶۳ پر لکھتے ہیں۔

الوحی یعنی : الذی ینزل من الله عزوجل علی انبیاء ، قوله تعالیٰ فی سوره نساء ١٦٣ (إِنَّا أَوْحَيْنا إِلَيْکَ كَما أَوْحَيْنا إِلى نُوح) یعنی انا انزلنا جبرئیل الیک ، ثم ذکرالانبیاء فقال فی نساء ١٦٣ (أَوْحَيْنا إِلى إِبْراهيمَ) انعام ١٩ (وَ أُوحِيَ إِلَيَّ هذَا الْقُرْآن)

الوجه الثانی ، الوحی الهام فی القلب قوله تعالیٰ فی القصص٧ (وَ أَوْحَيْنا إِلى أُمِّ مُوسى) المائده ١١١ (وَ إِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوارِيِّين) نحل٦٨ (وَ أَوْحى رَبُّکَ إِلَى النَّحْل)

و الوجه الثالث . الوحی الکتاب قوله تعالیٰ فی سورة مریم ١١ عن زکریا (فَأَوْحى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً) یعنی : کتن لهم علی الارض ان سبحوه بکرة (وَ عَشِيًّا)

الوجه الرابع الوحی یعنی : الامر، قوله تعالی فی فصلت ١٢ (وَ أَوْحى فی كُلِّ سَماءٍ أَمْرَها) یقول امر لکل سماء امرها ، و قوله تعالی فی سورة انعام ١١٢ (شَياطِينَ الْإِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوحی بَعْضُهُمْ إِلى بَعْض) و قوله تعالی : انعام ١٢١ (وَ إِنَّ الشَّياطِينَ لَيُوحُونَ إِلى أَوْلِيائِهِمْ) یعنی : یامرونهم بالوسوسة

الوجه الخامس ، الوحی یعنی : القول ، فذلک قوله تعالیٰ ف سورة الزلزلة ۴.۵ (يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبارَها بِأَنَّ رَبَّکَ أَوْحى لَها) أی : قال لها

اگر آپ کی وحی سے مراد احادیث ہیں تو یہ وحی خالص نہیں ہیں۔

١۔ سب کا اتفاق ہے احادیث کے الفاظ وحی نہیں بلکہ پیغمبرؐ کے الفاظ ہیں۔

٢۔ احادیث کے الفاظ نبی کے الفاظ بھی نہیں ہیں بلکہ اصحاب نے انہیں اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

٣۔ احادیث میں ضعیفات کثرت سے پائی جاتی ہیں جو کہ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں لہٰذا احادیث کو وحی کہنا تدلیس ہے۔

۴۔اہل اسلام کا شیعہ اور سنی دونوں فرقوں سے سوال ہے کہ آپ نے قرآن میں کونسا عیب ونقص دیکھا کہ جس کی وجہ سے آپ نے احادیث کو اٹھایا ہے۔

۵۔محمدؐ میں کونسی خامی دیکھی جس کی بنیاد پر اہلبیت واصحاب کو اٹھایا ہے

وحی ہے وحی کہتی ہے جیسے قرآن نے کہا ہے اس قرآن کو لانے والے محمدؐ بن عبداللہ ہیں جو اللہ کی طرف سے نبی ہیں اور یہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

حضرت محمدﷺ نے ذات باری تعالیٰ کی الوہیت وربوبیت کے دلائل وبراہین قرآن کریم سے پیش کئے جو کہ اس ذات کا کلام ہے جس میں بشر کی کسی قسم کی شرکت نہیں ہے اور اس سے بشر کو تحدی کی ہے کہ وہ اس جیسا کلام لائے۔

پیغمبرؐ پر ایمان لانے والوں نے قرآن پر ایمان لانے کے بعد اللہ کے جمال وجلال اور علم وقدرت کے بارے میں آیات قرآنی پر اکتفاء کیا ہے ایمان باللہ کو آیات کی حدود سے باہر نکال کر خالص عقلی بنانے کا کردار معتزلہ نے

ادا کیا ہے۔ایمان باللہ پر حملہ کرنے والے اور قرآن سے استناد روکنے والا گروہ معتزلہ ہے معتزلہ نے ہی عقل کو اوّلیت دی معتزلہ نے عقل کو اصلات دی، یہاں سے قرآن سے ہٹ کر قرآن سے فاصلے پر ہونے کے بعد ایمان باللہ اور اثبات وجود باری تعالیٰ مختلف ومتعدد جہات میں تقسیم ہوئے انھوں نے مصدر عقلیات کو متضاد مصادر میں کھینچا جہاں معتزلہ نے مکمل توجہ عقلیات خالص کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی۔ان کے برعکس ان کی ضد میں اشعریوں نے عقائد کو اصالت نقل میں بند کیا، عقل ونقل کی اصالت کی بحث ونزاع کہنہ وبوسیدہ ہونے کے بعد اگلا مرحلہ طبعیات آیا اور اصالت طبیعت والے نکلے۔انھوں نے کہا اصل طبیعت کو حاصل ہے یہی اصل ہے اسے کسی نے پیدا نہیں کیا ہے حتیٰ اللہ بھی مخلوق عقل ہے اور عقل کو طبیعت کی رشد ونمو تطور کا مرحلہ قرار دیا۔

مذہب وجودیہ :

کتاب الموجز فی الدیان والمذاہب المعاصرہ صفحہ ۱۳۴ پر رقم طراز ہیں کہ یہ ایک مذہب ہے

جنکا دعویٰ اور عقیدہ ہے کہ انسان ہر قسم کی اخلاق اقدار سے آزاد ہے وہ اپنی خواہشات کو بغیر کسی قید و بند کے انجام دے سکتا ہے۔ان کا کہنا ہے ہم ہر چیز کی مباح کے قائل ہیں ۔ یہ ایک مذھب جدید ہے جو عقائد کے علاوہ وہام طاغی سرکش تاریخ ثابت ہوئے وہ ہر قسم کے شرف جو انسانیت سے متعلق بنتے ہیں وہ اس کے مخالف ہوئے لہٰذا وہ بدنام خوارج رہے ایک حوالے سے وجود یہ ضد ادیان وجود میں آنے والے مذاہب جرمن فرانس اٹلی میں جلدی فروغ ملا جنگ عظیم دوم کے بعد وجود میں آئے ۔ جنگ عظیم دوم کے بعد عالم افراتفری کا شکار ہو گئے تھے نظم ونسق کھو چکے تھے کتاب موسوعہ المیسر ۃ صفحہ ۱۱۸ پر لکھتے ہیں وجود یہ ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کی قدر و قیمت میں غلو کرتے ہیں انسان خود صاحب ارادہ واختیار ہے وہ کسی مرشد کی رہنمائی کی نیاز نہیں رکھتے ہیں اضطراب فکری تذبذب فکری کا شکار مذہب ہے اس مذہب کی بنیاد بنیاد رکھنے والی شخصیات یہ ہیں

۱ . سورین کیر کجورد ۱۸۱۳ . ۱۸۵۵

۲ .جان بول سارتر فرانسیسی متولد ۱۹۰۵ ، شدید الحادی شخص ثابت ہوا اہل ادیان کو مقابلہ کی دعوت دی عالم صہیونی ان کی پشت پر چوکنا رہتے تھے اللہ انبیاء کتب انبیاء سے مقابلہ کرنے والا مذہب وجود یہ تھا۔آثار وخوف وہیبت ووحشت کے تناظر میں اس فکر کیلئے لوگوں کو خوف وحشت سے نکالنے کیلئے یہ فکر اختراع کی گئی ،اس فکر کے مخترع فرانس کے جان پولر شاتر ہیں ۔ یورپ اس وقت اس فکر کے قبول کرنے کیلئے سازگار تھا علماء اور دانشوروں کا کہنا ہے یہ مذہب عصر معاصر میں سب سے زیادہ خطرناک اور برے اثرات کا حامل مذہب ہے جو انسان کو حیوانات کے درجے پر لے گیا یہ عقل و روح وغیرہ کے قائل نہیں ہیں ۔

علماء اعتقاد نے مصادر عقائد میں ایک وحی کو گردانا ہے وحی سے مرادان کی ظاہری طور پر قرآن وحدیث دونوں مراد لیتے ہیں لیکن اندر سے صرف حدیث مقصود ہے بلکہ ایک قسم کا طلسمی سحر ہے وحی سے مراد تنہا حدیث کو کہنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ سنت کو قاضی بر قرآن قرار دیا گیا ہے۔کتاب جامع الاحکام القرآن تالیف قرطبی متوفی ۶۷۱ھ ج ا ص ۳۹ پر اوزاعی نے مکحول سے نقل کیا کہ : القرآن

احوج الی السنة من السنة الی القرآن . اس طرح یحیٰ ابن کثیر سے نقل کیا ہے السنة قاضية على الكتاب ، وليس الكتاب يقاض على السنة اس میں تدلیس اغفال شعبدہ اپنا تے ہیں جو اسلام کے مسلمہ اصول کے خلاف ہے۔ حدیث کو قرآن کے برابر گرادنے کے بارے میں قرطبی ص ۳۸ پر لکھتے ہیں

خطابی نے نقل کیا ہے نبی کریم نے فرمایا'' اوتيت الكتاب و مثله معه " يحتمل وجهين من التاويل : احدهما . ان معناه انه اوتى من الوحى الباطن غير المتلو، مثل ما اعطى من الظاهر المتلو ، والثانی انه اوتى الكتاب وحياء يتلى ، واوتى من البيان مثله ''

صاحب جامع الاحکام للقرآن کے اس بیان پر ملاحظات:

قرآن محتاج سنت ہے سنت محتاج قرآن نہیں ہے اس پر قاضی ہے۔ چنانچہ اس نقل کو اصول روایت شناسی سند اور متن دونوں سے گزارنا ہوگا اگر چہ بعض علماء نے لکھا ہے متن غلط ثابت ہونے کے بعد سند کی تحقیق کی نوبت از خود ختم ہو جاتی ہے اس متن حدیث کے تحت جتنے بھی انبیاء نے دعویٰ نبوت کیا لوگوں نے مختلف متعدد اعتراضات پیش کر کے رد کیا لہٰذا اثبات نبوت آسان نہیں۔ موسیٰ کو جب اللہ نے فرمایا میں نے آپکو نبوت کیلئے منتخب کر لیا تو موسیٰ نے جواب میں کہا اسے میں کیسے ثابت کروں چنانچہ انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہیں کہ تم دونوں کو اللہ نے بھیجا ہے دعویٰ کو کو ثابت کرنے کیلئے گواہ چاہیے چنانچہ اللہ نے قرآن بطور مثال پیش کیا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے سورہ عنکبوت آیت ۵۲ ﴿قُلْ كَفى بِاللَّهِ بَيْنِى وَ بَيْنَكُمْ شَهِيداً ﴾ لوگوں نے گواہ طلب کیا تو اللہ نے فرمایا ہم نے تمہیں قرآن دیا قرآن شاہد ومشہود ہے یہاں نبوت محمدؐ کی دلیل اللہ نے دینی ہے کہ یہ نبی ہماری طرف سے ہے یہاں دلیل محمدؐ نے نہیں دینی ہے۔ تو کیسے قول نبی قول اللہ پر حاکم ہو جائیں گے؟

اللہ نے سورہ مزمل میں فرمایا إِنَّا سَنُلْقِى عَلَيْكَ قَوْلاً ثَقِيلا اگر حدیث مثل قرآن ہے تو کہہ دیں

کہ محمد مثل اللہ ہیں لیکن یہ منطق درست نہیں ہے جن مولویوں کی گزر اوقات تلاوت قرآن سے ہوتی ہے وہ کہتے ہیں حدیث کو قرآن پر برتری دیں، یہ منطق باطنیہ ہے جو ہر قسم کی اہانت وجسارت اسلام کرنے پر تلے ہوئے ہیں

دین اسلام کسی بھی فرد کو دھوکہ فریب نہیں دیتا ہے اس کے امتیازات میں سے ایک صراحت گوئی صداقت گوئی پائی جاتی ہے سوائے ان لوگوں کے جن کے عقائد میں تقیہ وتوریہ ہوتا ہے، وہ اعتقادات پیش کرتے وقت اکثر وبیشتر عقائد کا استناد حدیث سے کرتے ہیں۔ حدیث کو وحی کہنا چندین لحاظ سے تدلیس تسحیر وشعبدہ ہے۔ لغت میں وحی کسے کہتے ہیں ابن فارس متوفی ۳۹۵ مقائیس ج ۲ ص ۶۲۴

اصول عقائد میں وحی کو انسان اور رب کے درمیان بطور رابطہ متعارف کیا ہے آیئے دیکھتے ہیں وحی کسے کہتے ہیں ابن فارس نے اپنی معجم میں و ح ی سے مرکب کلمے کے لئے لکھا ہے

وحی : و ح و الحرف المعتل اصل یدل علی القاء علم فی اخفاء ائو غیرہ الی غیرک . فالوحی : الاشارۃ ، والوحی : الکتاب والرسالۃ ، وکل ماالقیتہ الی غیرک حتی علمہ فھو وحی ، کیف کان و اوحی اللہ تعالی ووحی ، قال [رجز]

الوحی ،وحی ایک حرکت ہے ملقی کی طرف سے ملقاءالیہ کے لئے ہے، اس القاء شدہ کو وحی کہتے ہیں ۔قرآن کریم میں کلمہ وحی چندی مخلوقات کے لئے آیا ہے

۱۔ وحی بمعنی وحی مکان زلزلہ ۲۔ وحی الحیوان وحی نمل ۳۔ وحی عام انسان مادر موسی مریم بتول ۴۔ وحی با نبیاء وحی کے مترادفات۔

وزن اعمال

وزن اعمال یکے از مصطلحات یوم آخرت ہے سورہ قارعہ زلزلہ اعراف ۸ انبیاء ۴۷ کہف 105 الرحمٰن ۷ میں آیا ہے انبیاء ۴۷ میں قیامت کے دن میزان عدالت قائم ہونگے یہ میزان عدل ہونگے۔ میزان حق سبحانہ جس پر کائنات قائم ہے کائنات کی ہر چیز موزون ہے اس دن تمام موازین

عدالت مصنوعۃ مبدعۃ مخترعۃ باطل ہونگے۔ اوزان میں خلل یا توازن ہوتا ہے یا خود ترازو میں ہوتا ہے کبھی حکمران جائز ہوتا ہے وہ کسی میزان کو نہیں مانتا ہے قیامت کے دن ہر چیز بدل جائیگی لمن الملک الیوم غافر ۱۶۔ ملک اس دن صرف اللہ ہی کا ہوگا قیامت کے حق کا وزن ہوگا باطل وزن میں نہیں آئیگا قارعہ ۱۔۱۱ انبیاء ۴۷، موازین جمع میزان وھوالۃ تقدر بھا الاشیاء من حیث کثافتا۔ اشیاء کی توزین کا مقادیر مختلف ہے اشیاء کی تناسب

۱۔ میزان مسافات

۲۔ میزان اشیاء کثیف۔ الوزن بالکلیلو ورق

۳۔ تفصیل شوری ۵۳، ۹۰ ج ۱۵

قسط یکے از مصطلحات یوم الاخرۃ قسط ہے تفسیر شعراوی ۱۰۲ ۹۵۵۵ آیا ہے

قسط ق پر کسرہ بمعنی عدل قسط یقسط ان اللہ یحب المقسطین مائدہ ۴۲ قسط ف پر فتحہ بمعنی ظلم ہے

ولد :

یکے از مصطلحات عقائد اللہ کے لئے نفی ولد و یا اتخاز ولد ہے کیونکہ اولاد کی تمنا اس کے اندر نقص عیب خلاء کی جبران کی ترجمانی کرتی ہے۔ تمنا ولد محبت والد کا بنیادی فلسفہ حفظ نوع انسان ہے جس طرح اتخاذ زوجہ قاصیہ ان سے محبت دونوں کا اولاد سے حفظ نوع انسانی کی خاطر اللہ سبحانہ نے فطرت انسان میں رکھا ہے۔ انسان کے دور عجز و ناتوانی کے دور میں والدین ان کے حیات کیلئے قیام کریں لیکن حد رشد و بلوغ ہونے کے بعد اولاد جب بالغ ہو جاتی ہے تو انسان کے دین و دیانت کے لئے باعث خطرہ بنتی ہے پھر وہ انسان کے دنیا اور آخرت دونوں کے لئے وبال جان بنتی ہے۔ جاہلوں مفاد پرستوں اور منافقین نے خلق اللہ کو منحرف کرنے اللہ کی پرستش سے روگردانی کیلئے یہ عقیدہ جعل کیا جیسا کہ یہود نے عزیر کو اللہ کا بیٹا بتایا نصاریٰ نے مسیح کو بتایا مشرکین نے ملائکہ کو اللہ کا بیٹا بنایا چونکہ اصلی فرزند ناممکن محال ہونے کی وجہ سے انہوں نے تبنکی نسبت دیا بغور تشریعی اعزازی اللہ نے اپنی طرف نسبت دی ہم یہاں پر دونوں مفروضوں پر بحث کرتے ہیں لیکن پہلے لغت معنی ولد اور اقسام ولد پیش

کرتے ہیں۔ (یہ بیان نہیں ہوئی ہیں)

الوہیت عیسیٰ۔

نصاری حضرت عیسی کے بارے میں تین گروہ میں بٹے ہیں۔

ا۔حضرت عیسی ہی اللہ ہے مائدہ ۷۲

۲۔(ا)عیسی ابن (۲)اب (۳)روح القدس اللہ ہے مائدہ ۷۳

۳۔عیسی اوران کی والدہ اللہ ہیں مائدہ ۱۱

اللہ سبحانہ نے تینوں صورتوں کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا کانا یا کلان الطعام مائدہ ۷۔

الوہیت عینی۔قرآن کریم میں نصاری حضرت عیسی کے بارے میں تین گروہ بنے ہیں۔

ا۔اللہ وہی حضرت عیسی ہے مائدہ ۷۲

۲۔مسیح بھی دورب روح القدس اللہ ہے مائدہ ۷۳

۳۔عیسی اوران کی والدہ دوالہ ہے مائدہ ۱۱

اللہ سبحانہ نے تینوں صورتوں یاان کی ماں اللہ ہے کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا کان یا کلان العلام مائدہ ۷۔

مصطلحات وفات

انسان کیلئے مرنے کے بعد مات وفات نہیں لیکن حیات مابعدالموت کی تصدیق دلائل محسوسات یا دلائل عقلی سے امکان نہیں ہے کیونکہ حواس یا عقل کو مابعدالموت رسائی نہیں ہے،احادیث سے بھی امکان پذیر نہیں ہے کیونکہ امات مکرر میں آیا ہے نبی کریم پروہ چہرہ جو مستقبل سے متعلق ہوا پنی لاعلمی کا اعلان فرماتا ہے مستقبل کیا ہوگا مجھے پتہ نہیں ہے میں تابع وحی ہوں۔ ۲۔نبی کریم نے اپنی حیات میں اپنی اقوال کو تدوین وتحریر میں لانے سے منع کیا تھا یہ منع اپنی جگہ آپ کے بعد بھی جاری ہوگی لہذا جن لوگوں نے نبی کریم کی اقوال فرمودات کو تحریر وتدوین میں لایا ہے غیر شرعی تھا جو چیز اپنی جگہ غیر شرعی ہو ہم اس کو اثبات شریعت کے دلائل میں پیش کیسے کرسکتا ہے فرض کریں نبی کریم کی رحلت کے

بعد تدوین کیا ہے تو وہ من وعن بغیر کسی کمی اضافہ کے نقل کیا ہو امکان پذیر نہیں ہے اس میں غلطیوں کا احتمال رہتا ہے نیز جتنا فاصلہ واسطہ بڑھتا جائیگا احتمال صدق تمام گھٹا جا سکتا ہے لہذا کسی صورت میں عالم مابعد الموت کے بارے میں واحد دلیل وحی محفوظ وحی ہو جو کسی بھی صورت نقل محکم ردنا پذیر ہونا واحد رہتا ہے اس بارے میں یہ آیات آئی ہیں بقرہ ۱۵۴، عمران ۱۶۹۔۱۷۰۔۱۷۱ المومنون ۹۹۔۱۰۰ غافر ۴۵۔۴۶

حرف ھ

ہدایت

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ ہدایت ہے ہدایت کے لئے کتاب وجوہ النظائر فی القرآن تالیف البلخی ت ۶۵۰ق اپنی کتاب ص ۱۱ پر لکھتے ہیں قرآن میں اس کے ۱۷ معانی بیان ہوئے ہیں

۱۔ ہدایت کے معنی بیان اس کو اللہ کی طرف سے بیان ملے ہیں جیسا کہ ان آیات میں آیا ہے بقرہ ۵، لقمان ۵، فصلت ۱۷، انسان ۳، طٰہٰ ۱۲۸، سجدہ ۲۶

۲۔ ہدایت خود دین اسلام حج ۲۷ انعام ۷۱

۳۔ ہدایت ایمان مریم ۷۶، کہف ۳ زخرف

۴۔ ھدی داعی رعد ۷، شوریٰ ۵۲، اعراف ۱۵۹ سجدہ ۲۴ اسراء ۹، احقاف جن ۲، صافات ۲۳۔

۵۔ ھدی یعنی معرفت عرفان نحل ۱۶، انبیاء ۳۱، طٰہٰ ۸۲، نحل ۴۱

۶۔ کتب درس بقرہ ۳۸،

۷۔ ھدی یعنی رشد قصص ۲۳، طٰہٰ ۱، ص ۲۶

۸۔ امر محمد بقرہ ۵۹، محمد ۲۵

۹۔ ھدی قرآن نجم ۲۳، اسراء ۹۴

۱۰۔ ھدی تورات مامن ۵۳، سجدہ ۲۳، عمران ۹۳

۱۱۔استرجاع بقرہ ۱۵۷، تغابن

۱۲۔ھدی حجت عمران ۲۵۶، توبہ ۱۹

۱۳۔ ھدی توحید قصص ۵۷ صف

۱۴۔ ھدی سنت زخرف ۲۲

۱۵۔ھدی عدم اصلاح یوسف ۹۲

۱۶۔ ھدی الھام یوسف۵۲

۱۷۔ھدی توبہ

ہدایت :

یکے از مصطلحات عقائد کلمہ ہدایت ہے بلکہ یہ کلمہ مشکل ترین پیچیدہ ترین کلمات میں سے ہے ۔شعراوی ج ۱۴ص ۵۴ پر ایت ۹۷ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ہدایت دو قسم کی ہوتی ہیں ایک ہدایت دلالت اور دوسری ہدایت توفیق ہے، ہدایت دلالت ہدایت عام ہے جس سے کوئی بھی انسان محروم نہیں مومن اور کافر دونوں کو حاصل ہے اس سے مراد ہدایت عقل ہے اللہ نے تمام انسانوں کو عقل سے نوازا ہے عقل انسان کو اجازت نہیں دیتی کہ اپنے سے پست یا مساوی کے سامنے خاضع و ذلیل ہو جائیں، عقل کہتی ہے اپنے کرم فرما نوازنے والے کے احسان

فراموش نہ کریں چنانچہ بچہ سے لے کر بڑے تک اپنے اوپر احسان کرنے والوں کا احترام وتکریم کرتے ہیں نعمت وجود اور حیات میں تمام نعمتوں سے نوازنے والے اس سے منہ موڑتے ہیں۔ غرض ہدایت دلالت سب کے لیے حاصل ہے سورہ فصلت آیت ۱۷﴿وَ أَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْناهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمى‏ عَلَى الْهُدى‏ فَأَخَذَتْهُمْ صاعِقَةُ الْعَذابِ الْهُونِ بِما كانُوا يَكْسِبُونَ﴾،اس سلسلے میں فرماتے ہیں﴿ إِنَّكَ لَتَهْدي إِلى‏ صِراطٍ مُسْتَقيمٍ۔۔۔سورہ شوری ۵۲﴾ جبکہ ہدایت توفیق وہاں ہوتی ہے جہاں بندہ ھدایت طریق وھدایت دلالت کو خوشی سے قبول کرتا ہے تو اللہ سبحانہ اس کو مزید راہنمائی سے نوازتا ہے، خطرات دور کرتا ہے یہ ہدایت ظالمین فاسقین کو

نہیں ملتی ہے سورہ محمد آیت ۱۷﴿وَ الَّذینَ اهْتَدَوْا زادَهُمْ هُدیً وَ آتاهُمْ تَقْواهُمْ ﴾سورہ صف آیت ۷﴿وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَری عَلَی اللَّهِ الْکَذِبَ وَ هُوَ یُدْعی إِلَی الْإِسْلامِ وَ اللَّهُ لا یَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمینَ﴾سورہ بقرہ آیت ۲۷۲﴿لَیْسَ عَلَیْکَ هُداهُمْ وَ لکِنَّ اللَّهَ یَهْدی مَنْ یَشاءُ وَ ما تُنْفِقُوا مِنْ خَیْرٍ فَلِأَنْفُسِکُمْ وَ ما تُنْفِقُونَ إِلاَّ ابْتِغاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَ ما تُنْفِقُوا مِنْ خَیْرٍ یُوَفَّ إِلَیْکُمْ وَ أَنْتُمْ لا تُظْلَمُونَ ﴾سورہ اسراء آیت ۹۷﴿وَ مَنْ یَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَ مَنْ یُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِیاءَ مِنْ دُونِهِ......﴾

ان دونوں ہدایت کو سمجھنے کے بعد اگلے مرحلے میں ہدایت کے بارے میں وارد شبہات اشکالات انواع اقسام واضح ہو جائیں گے۔

ہدایت بمقابل ضلالت ہے ایک بحث ہے دنیا میں ضلات والوں کا بول بالا ہے جبکہ اہل ہدایت والے مقہور مظلوم ہیں۔اس کا کیا جواب ہوسکتا ہے کیونکہ ہدایت کا ایک ہی طریق ہے جبکہ ضلالت کے ہزار طریقے سورہ انعام آیت ۵۳﴿ ﴾

ہدایت وضلالت :

۱۔ایک گروہ کہتا ہے ہمارا ہر عمل نیک و بد ارادہ ومشیت الٰہی سے انجام پاتا ہے سورہ یونس آیت ۹۹﴿وَ لَوْ شاءَ رَبُّکَ لَآمَنَ مَنْ فِی الْأَرْضِ کُلُّهُمْ جَمیعاً أَ فَأَنْتَ تُکْرِهُ النَّاسَ حَتَّی یَکُونُوا مُؤْمِنینَ ﴾

۲۔اعمال نیک ارادہ خدا سے انجام پاتے ہیں جبکہ برے اعمال انسان خود انجام دیتے ہیں۔

۳۔خیر وشر دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔

۴۔بہرہ مندی مال و دولت از خدا ہے بہتری از خود انسان ہے۔

۵۔اللہ عادل ہے جو بھی روزی دیتا ہے میزان کے تحت دیتا ہے۔

چند سوال جواب:

۱۔ایک عبد صالح ہے جن یا ملک ہے یا انسان ہے جس سے موسیٰ نے سیکھا ہے

۲۔عبد صالح کسی صوفی سیکھا ہے اپنے مرشد سے سیکھا یعنی کسی صاحب علم سے سیکھا

۳۔علم غیب خود اللہ سے سیکھا کہ اللہ صاحب علم غیب ہے تو اللہ سے سیکھا ہے

۴۔پیغمبر سے سیکھا ہے پیغمبر سے سیکھا ہے۔

اگر پیغمبر سے سیکھا تو علی کو چاہیے تھا کہ کہتے قال رسول اللہ، جب رسول سے نسبت نہیں دی تو نسبت نہیں دینے کا مطلب خود سے بیان کیا ہے جبکہ خود علی علم غیب نہیں جانتے تھے۔(؟؟؟)

ہدایت وضلالت قرآن میں :

ا۔ کہتے ہیں اگر ہم گمراہ ہو گئے تو اللہ نے گمراہ کیا ہے، اگر مجھے نقصان ہوا ہے تو اللہ نے نقصان دیا ہے۔

۲۔جبریوں کا کہنا ہے بندے جو فعل انجام دیتے ہیں حقیقت میں وہ بندے انجام نہیں دیتے بلکہ اللہ ان سے گناہ کرواتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بندے کو استعمال کیا ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ اللہ اپنے بندے کا محتاج مند ہے اپنے نقص کو بندے سے پورا کرتا ہے۔اللہ اپنے بندوں کے ذریعے کمال حاصل کرتا ہے جبکہ اس کے برعکس قرآن کریم کی بہت سی آیات میں آیا ہے اللہ غنی ہے وہ کسی قسم کا نقص نہیں رکھتا ہے، اللہ بندوں سے کمال حاصل نہیں کرتا کیونکہ وہ خود کمال مطلق غنی مطلق ہے وہ کسی بھی لمحے نیاز مند نہیں اور نہ آئندہ نیاز مند ہو گا۔ یہاں بندے سے سوال ہے یہی بات اس وقت کیوں نہیں کہتے کہ جب تم کو کچھ فائدہ ہوتا ہے خوشی ہوتی ہے مال و دولت ملتی ہے یہاں بھی تم کہہ سکتے تھے یہ اللہ نے دیا ہے لیکن تم ایسا نہیں کہتے اللہ نے دیا ہے۔

لہٰذا ضلالت بندے کا اپنا فعل ہے سورہ اعراف آیت ۱۷۷ ﴿ساء مَثَلاً الْقَوْمُ الَّذینَ كَذَّبُوا بِآياتِنا وَ أَنْفُسَهُمْ كانُوا يَظْلِمُونَ﴾ سورہ یونس ۴۴ ﴿إِنَّ اللَّهَ لا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئاً وَ لكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾

۳۔ کہتے ہیں بندے سے جو فعل صادر ہوتا ہے وہ اللہ کرتا ہے، فعل کی تعریف کسی حادثے کا رخ

کرنا ہے، یہاں فعل اس طاقت کا نام ہے جو ہاتھ کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے، جب ایک دفعہ غلط کام کرتا ہے تو مجرم بن جاتا ہے، اسی طرح ایک دفعہ یہ ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے کسی یتیم کو پیار کرتا ہے نوازتا ہے تو اس وقت اس کی تعریف ہوتی ہے۔ لہذا یہاں دونوں کام اس ہاتھ سے سرزد ہوئے ہیں۔ دیکھیں یہ ہاتھ کس کے ہیں؟ یعنی کیا اللہ کے ہیں؟ یہ اللہ کی امانت ہیں ایک جگہ استعمال کیئے تو مذمت آئی اور دوسری جگہ تعریف ہوئی یہاں ماننا پڑے گا ہاتھ اللہ کی امانت ہیں لیکن حرکت بندے نے دی ہے ایک دفعہ اس زبان نے کہا لا الہ الا اللہ تو دوسرے نے کہا لا الہ یعنی کوئی معبود نہیں ہے، دونوں کی زبان ایک ہے پہلا کلمہ بھی اسی سے ہے اور دوسرا بھی اسی سے ہے یہ زبان اللہ کی ہے جس سے یہ کلمات نکلے ہیں یہاں ارادہ بندے کا ہے۔ اس طرح ایک ہاتھ میں ایک بندوق ہے ایک دفعہ یہی مرد بندوق اٹھا کہ دشمن کو مارتا ہے اور دوسری دفعہ اٹھا کہ مومن کو مارتا ہے۔ یہاں بندوق تو بندوق ہے ان کو مارنے والا کون ہے یہی جس نے ارادہ کیا ہے۔

مفسر کبیر شعراوی نے سورہ اسراء ۹۷ کی تفسیر میں لکھا ہے اللہ کی ہدایت کی دو قسمیں ہیں۔

ہمارے نبی کریمؐ نے لوگوں کو ہدایت واطاعت کی دعوت دی ہے شوریٰ ۵۲۔ بہت سے لوگوں نے دعوت کو مسترد کیا۔

۲۔ دوسری ہدایت ہدایت توفیق ومعاونت ہے جو صرف اللہ دیتا ہے حتیٰ نبی بھی نہیں دے سکتے ہیں قصص ۵۶ انک لاتھدی من احببت محمد ۱۷ اسراء ۹۷ لہذا یہ ہدایت مخصوص ہے ہدایت نہ چاہنے والوں کیلئے یہ ہدایت عام نہیں کافرین فاسقین کیلئے نہیں صف ۵۔ ۷ بقرہ ۲۶۴۔

ہدایت چاہنے والوں کے لیئے ایک ہی راستہ ہے سورہ انعام آیت ۱۵۳ ﴿وَ أَنَّ هذا صِراطي مُسْتَقيماً فَاتَّبِعُوهُ وَ لا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبيلِهِ ذلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ جبکہ ہدایت نہ چاہنے والوں کے لیئے ہزار راستے ہیں۔

ہدایت کے متعلق آیات:

ایمان لانے والوں کو فَمَنْ تَبِعَ هُدايَ فَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لا هُمْ يَحْزَنُونَ بقرہ ۳۸

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدایَ فَلا يَضِلُّ وَ لا يَشْقى طہ۱۲۳

کچھ لوگ ایسے ہیں اگر ان کو ھدایت کریں تو ھدایت نہیں اگر ضلالت کی طرف دعوت دیں تو جلدی سے قبول کرتے ہیں اعراف ۱۴۶

بعض کو اللہ ھدایت کرتے ہیں بعض پر ضلالت حتمی ہو گیا ہے نحل ۳۷۔

قوم ثمود کو اللہ نے حدایت کی لیکن انہوں نے قبول نہیں کی فصلت ۱۷

جو اللہ کی ھدایت کو قبول کرتے ہیں اللہ انہیں مزید ھدایت کرتے ہیں محمد ۱۷ القصص ۵۶، محمد ۱۷ انعام ۔۱۴۲

انسان مخلوق افضل ہے کائنات اس کے لیے مسخر ہے اس کی خلقت کا خاص حجمت ہے ورنہ فعل عبث ھوگا

۱۔وَ ما خَلَقْنَا السَّماءَ وَ الْأَرْضَ وَ ما بَيْنَهُما ص ۔۲۷

۲۔ خَلْقِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ رَبَّنا ما خَلَقْتَ هذا باطِلاً عمران ۱۹۱

۳۔أَ فَحَسِبْتُمْ أَنَّما خَلَقْناكُمْ عَبَثاً مومنون ۱۱۵

۴۔أَ فَمَنْ يَمْشي مُكِبًّا عَلى‏ وَجْهِهِ أَهْدى ملک ۲۲

حکمت خلق اور غایت خلق کے درمیان فاصلہ طے کرنے کو ہدایت کہتے ہیں۔غرض وغایت خلقت عبادت ہے جبکہ خود عبادت بمفھوم جامع وکامل خضوع کامل انقیاد نام ہے جس میں مراسم عبادی جہاد ب کفار انفاق مال اجتناب محرمات اطاعت واوامر وترک منہمات سب آتے ہیں۔

۱۔ ہدایت کی طرف کون کرتا ہے اللہ۔ عقل کے واسطے۔انبیاء۔علماء دانشمندان

۳۔ <u>نبی ہدایت نہیں کرتا ہے ھدایت توفیقی تو کونیات پر تصرف نہیں</u>

۴۔اللہ بھی ہدایت نہیں کرتا اگر سرکشی اپنائی ہو۔

۵۔اللہ سبحانہ مزید خاص خاص ھدایات عنایات کرتے ہیں

۶۔ھدایت مراتب ودرجات رکھتا ہے محمد ۱۷، عمران ۱۷۳، احزاب ۲۲

۷ اللہ جسے چاہتا ہے ھدایت کرتا ہے جسے چاھتا ہے گمراہ کرتا ہے

انواع اقسام ہدایت:

اللہ کی ہدایت حسب آیات قرآن کائنات کی تمام انواع واقسام موجودات جمادات نباتات حیوانات کو بطور غرائز حاصل ہے جبکہ انسانوں کو ہدایت عقل سے حاصل ہے جہاں انسان نفع نقصان ضرر وخسارہ میں تمیز کرتا ہے اسے ہدایت فطری بھی کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو دیگر مخلوقات سے افضل و بہتر سمجھتے ہیں جس میں مومنین وکافرو منافقین سب یکساں ہے۔انسان افضل از حیوانات ہے جب وہ خود کو افضل سمجھتے ہیں اپنے سے مادون اور کمتر یا مساوی کے سامنے خاضع نہیں ہونا چاہیئے بعض دیگر فضائل اقدار کو بھی اپنانا فطرت انسانی کا تقاضا ہے لہٰذا ہر انسان کو سب سے اعلیٰ موجود کی تلاش کرنا چاہے دنیا میں اللہ کی طرف حجت ہادی نہیں آئی لیکن کہیں سنا ہے اس کو تحقیق کرنی چاہیئے ،اس کو ہدایت باطنی اندرونی کہتے ہیں۔ایک ہدایت بیرونی ہے ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (الرعد۔۷) ہر قوم کا ایک ہادی ہے ولو غیر انبیاء کیوں نہ ہو لیکن انسان کو غیر انبیاء سے دلیل واستناد مانگنا چاہیئے۔

وہ ہدایت جو اللہ نے انزال کتب بعثت انبیاء کے ذریعے کی ہوتی ہے؟ اس میں بھی تمام انسان شامل ہیں لیکن اللہ کی ہدایت دو قسم کی ہے،ایک ہدایت دلالتی ارشادی ہے جو عمومی اور دوسری کو توفیقی کہتے ہیں یہ ہدایت مختص ذات باری تعالیٰ کے ہیں اسے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے، چنانچہ سورۃ قصص ۴۶ میں اللہ نے اسی ہدایت کو نبی کریم سے سلب ونفی کیا ہے کہ آپ ھدایت نہیں کر سکتے ہیں لہٰذا آپ نے نبی کریم سے چندین بار ابلاغ وانذار پر اکتفاء کرنے کا کہا ہے قبول نہ کرنے پر غم وغصہ کرنے سے منع فرمایا۔

آیات ہدایت :

۱۔ہدایت تمام انسانوں کو حاصل ہے جسے ہدایت تکوینی کہا جاتا ہے

آپ ہدایت نہیں کر سکتے ہیں اگر اللہ چاہے سب کو ہدایت کر سکتا ہے۔

۲۔اراء طریق کہتے ہیں جو جن وانسان دونوں کے لئے حاصل ہے

۴۔ جو ہماری ہدایت کو قبول کرتے ہیں ہم انہیں مزید ہدایت کرتے ہیں۔

۵۔ بعض کو اللہ گمراہی میں رکھتے ہیں۔

۶۔ بعض ہدایت کو مسترد کرتے ہیں، اعراف ۱۷۸، ۱۴۶، ۱۴۷، زمر ۲۳۔

لوگوں کی ہدایت کیوں نہیں ہوئی یہ سوال بہت پیچیدہ مبہم نا گفتہ بہ صورت حال اختیار کر چکے ہیں اس کے کیا اسباب و وجوہات ہو سکتے ہیں جواب

(یہاں سے صفحہ ۴۰۹ تک کا مضمون کہاں لگے گا)

۱۔ اس کے بہت سے اسباب و وجوہات بنتے ہیں خلفاء راشدین بنی امیہ عباس عثمانی نے فریضہ دینی کو اپنے کندھوں پر نہیں لیا تھا۔

۲۔ تعلیم حاصل کرنے والے ریا کار تھے، بعض نے اس کو اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔

۳۔ چنانچہ بعض کے نزدیک تعلیم دین سے شروع نہیں ہوتی لغت فلسفہ ریاض عبارت سازی حساب داری سے شروع ہوئی ان کا بنیادی مقاصد حصول روزگار رہا ہے اس سے ان کی روزگار رفتہ مدون نہیں تھے لوگ فقہی مسائل قواعد نحوی کے تحت دیتے تھے آج بھی اسی طرح جیسے دین کے نصاب مقصود علوم غربیہ کو دین کے نصاب سے پڑھتے ہوتی ہیں۔ محترم صحافین کا یہ بیان کہ ارباب اقتدار آپ لوگوں کہنے کے مطابق خوش قسمت ہیں کیونکہ آپ میں سے بعض حکومت کی پشت پر ہیں اور بعض کی پشت پر حزب مخالف ہیں آپ کسی بھی وقت بے سرپرست نہیں ہیں۔

۴۔ طبیعت انسان کی پہلی ترجیح اس کی روزمرہ کی زندگی کی ضروریات ہیں۔

اس کی آسان وضاحت کرنا مشکل ہو گیا ہے توضیحات سے پہلے ایک قصہ تاریخی پیش کرتے ہیں حکومت عثمانی کے آخری بادشاہ عبدالحمید اپنے چچا عبدالعزیز کے معیت میں یورپ کے دورے میں گئے، تمام معاملات مذاکرات وزیر اعظم انجام دیتے تھے اس وقت کے وزیر اعظم سے یورپ والوں نے پوچھا اس وقت دنیا میں سب پر حاوی طاقت و قدرت مند حکومت کونسی حکومت ہے۔ اس وقت

عثمانی حکومت رو بہ انحطاط وزوال کے دور سے گزر رہے تھے وزیر اعظم نے جواب میں کہا عثمانی حکومت ہے اس پر صحافیوں نے پوچھا یہ کیسے؟ کہا تمام مشنری سکولوں، کالجوں میں پڑھنے والے اور فارغ ہونے والے اکثر تارک الصلوۃ ہیں لیکن اس کے باوجود مسجد کے قریب مسجد بناتے ہیں دینی مدارس میں اسلام نہیں علوم شعوبی سیکھاتے ہیں اور اس کے نام سے جمع کر کے بے دینی سیکھاتے ہیں نوبت یہاں تک پہنچی ہے دینی مدارس کے مدیر بے دینی وزیروں کی نگرانی میں دے رہے ہیں آپ سب نے اتفاق کیا ہے اس حکومت کو گرانا ہے اس کے لیے باہر سے آپ سرگرم ہیں اندر سے اپنے لوگ اس کو گرانے کے لیے سرگرم ہیں لیکن اس تمام کے باوجود ابھی تک چل رہی ہے۔ قارئین دین اسلام کی بھی ایسی صورت حال ہے دنیا کفر سے وابستہ تمام حکومتیں اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے دام درمِ چندہ کر کے بجٹ بنا رہے ہیں اور اس بجٹ کو عالم اسلام میں تقسیم کرنے کے لئے عرب تاجروں کو انتخاب کیا ہے اور عرب تاجروں نے یہاں کے حلیہ دار ریش دار حاجی نمازی عالم دین کو انتخاب کیا انہوں نے اپنا کمشن نکال کر مسجد امام باڑہ اور مزار پر مزار بنائے ہیں تاکہ لوگ غلاضت خور بن جائیں پر اسلام کے خلاف مساجد ضرار بنا رہے ہیں اور وہاں دین فروشوں سے معاملہ کر رہے ہیں۔

۲۔ اسلام کو مٹانے کے لیے تمام ذرائع و وسائل بروئے کار لانے میں کوئی رکاوٹ یا ممانعت نہیں ہے ہر طرف ہر سو سے اس پر حملہ آور ہیں۔

۳۔ مبلغین اسلام چھوٹی مسجد کی امامت سے لے کر خطاب اور درسگاؤں میں تدریس سے لے کر مرجع عظام <u>تک قرآن کی منع کردہ عدم اخز اجرت لے کر وارث انبیاء بن کے کرنے والی دعوتوں کا کیا اثر ہوگا۔</u>

۴۔ اصل اسلام قرآن اور محمد ﷺ کا اسوہ ہے وہ نصاب کا معلم و مربی ہے عقائد و فروع میں اللہ کا شریک نہیں ہے اللہ کی طرف سے خبر دینے والا ہے شعوبین حامل عزائم و منویات کا تیار کردہ نصاب پڑھ کر خود کو نبی کریم کا وارث متعارف کرایا جا رہا ہے۔

۵۔ اسلام سے دفاع کی بجائے اپنے فرقوں سے دفاع کرتے ہیں۔

۶۔ قرآن اور اسوہ محمد ﷺ کو چھوڑ کر تبلیغ آل و اصحاب و مجتہدین کرتے ہیں۔

۷۔ قرآن اور اسوہ محمد ﷺ کے انداز تبلیغ سے انجان ہیں۔

۸۔ دنیا کفر و الحاد ہر آئے دن گھیراؤ میں اضافہ کرر رہا ہے۔ امت مسلمہ کا تصور ختم ہو رہا ہے ہر طرف فرقہ ضالۃ میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن اللہ کا معجزہ ہے انہی باطل فرقوں کی زبان سے نام محمد زندہ رکھا ہے۔

ھدایت توفیق میں اپنے لمحات حیات سے کچھ مثالیں معجزات کرامات کی طرف اشارہ سے گریز کرتے ہوئے حقائق پر مشتمل اپنے حق میں یا خلاف پیش کرتا ہوں۔

میں ذھین فریس انسان نہیں تھا لیکن کسی کو نمونہ بنا کر دیوانہ بھی نہیں ہوا تھا علم دین سیکھنے کا ذوق شوق اور جذبہ میرے اوپر سوار تھا چنانچہ باپ سے پوچھے بغیر سکول میں داخلہ لیا ساتھ ہی قرآن سیکھنا بھی شروع کیا۔ سکول کے کھیل کود میں حصہ لینے سے گریز کرتا تھا اعیاد میں تبراء میں تالیاں نہیں بجاتا تھا، قصیدہ مرثیہ کبھی نہیں پڑھا گھر میں بیٹھ کر تعلیم سیکھنا مشکل سمجھ کر سکردو آغا علی کے گھر آیا لیکن آغا صاحب تعلیم سے زیادہ گھر کے کام کرواتے تھے۔ وہاں سے لاہور آغا صاحب کے گھر سے پہلے قائم جامعہ المنتظر میں داخلہ لیا وہاں بھی آغا کے گھر کے کام کرتا تھا، تنخواہ وغیرہ نہیں لیتا تھا اور وہ خود بھی نہیں دیتے تھے۔ چھ مہینے کے بعد نجف جانے کی خواہش پر پاسپورٹ بنا کر کسی تاجر نے اپنے فائدہ سے حاصل کچھ کرائے میں دے کر نجف پہنچایا نجف چھوڑتے وقت اس نے کسی قسم کی معاونت خرچہ چھوڑے بغیر میرا پاسپورٹ لے کر واپس پاکستان آیا میں بغیر پاسپورٹ وہاں رہا ہے۔ اس دوران عراق میں کمیونسٹ انقلاب آیا دین اور اہل دین کی تذلیل تحقیر پکڑ دکڑ شروع ہوئی اس دوران پاکستان سے نیا سفیر سجاد حیدر آیا، نجف میں موجود بعض محترم طلباء نے سفیر سے ملاقات کی درخواست کی ماہ رمضان تھا سفیر نے پندرہ طلباء کو افطار کی دعوت دی ان علماء میں مولانا سید صادق علی شاہ بھی تھے انہوں نے سفیر سے طلباء کے لیے پکے پاسپورٹ کی درخواست کی جس میں سرفہرست میرا نام شامل تھا۔ جناب فاروق شاہ کے تصدیق پر مجھے پاسپورٹ ملا جس کی وجہ سے میرا ایک مقام بنا اگرچہ میرا

مذہب تو شیعہ ہی تھا لیکن اصول عقائد عقائد اسلام ہی کو سمجھتا تھا اور انہیں سیکھنے کا شوق رکھتا تھا میں نے دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی جمعرات جمعہ کی چھٹیوں میں عقائد سیکھنے تبلیغ دین کے لیے خود خطابت سیکھنے کی رغبت دلائی بولنا بہت سوں نے سیکھا یہ بات نہیں میں نے سیکھایا بلکہ مراد یہ تھی کہ خطابت کا رجحان شوق ضرورت کا احساس دلایا لیکن یہ بھی ایک حقیقت اور واقیعت رکھتا ہے جب درسگاہ میں دینی نصاب نہ ہو تو ان حوزات سے کیا حاصل ہوگا۔

دوسروں کی مثال دیتے کے بجائے اپنی ذات سے دیتا ہوں میں نے اجتماع میں علماء کے حضور میں خطاب کرنے کی جرات پیدا کی میں خطاب تو کرتا تھا لیکن ملفوظات تراکیب کلمات استعمال کرتا تھا جس طرح کھیلنے والے بچے گھر بناتے ہیں اور جاتے وقت گرا دیتے ہیں نصاب قرآن اسوۂ محمدی کا ذکر نہیں تھا یہاں تک ۱۹۶۸ میں ہمارے استاد بزرگ آقائی صادقی تہرانی بجرم حمایت از خمینی سزائے موت سے فرار ہو کر نجف پہنچے وہاں انہوں نے تفسیر قرآن شروع کی چنانچہ میں نے ان کے درس قرآن میں شرکت کی وہاں روزانہ تکرار ہونے والے کلمات یہ تھے کہ قرآن اصل ہے احادیث کو عرض بقرآن کریں اگر قرآن کے خلاف ہے وہ جھوٹ دروغ ہے، یہ سننے کے بعد میں نے اپنی خطابت میں چلتی پسندیدہ نکات پر خط سرخ کھینچی اور میں نے اپنے بعض احباب کو اس درس میں شرکت کی رغبت دلائی چند دن کے بعد چھوڑ دیا کیونکہ ان کے خلاف بہت مہم چلائی ابھی پتہ چلا ان کے درس پر اعتراض کم تھا عمدہ اعتراض قرآن کو کسی صورت میں نہیں اٹھانا ہے قرآن کو کنارے پر ہی لگانا ہے فرقے کی مصلحت نام صرف نام لینا ہے قرآن کو سمجھنے سمجھانے یا عمل کرنے کی تصویر خائن حتی سرسری پست تھی تلاوت کرنے سے گریز کرنا فرقوں کی بنیادی پالیسی تھی جو ابھی سمجھ میں آئی حدیث کساء جھوٹ ملعب کو قرآن کی جگہ تلاوت بنایا احادیث ضعیفہ مرسلات مقطوعات سے بھری بخاری کی ختم کی سنت ڈالی جو کہ کسی منطق تحت درست نہیں تھا یہ اعزاز کتاب اللہ تورات انجیل کو حاصل نہی ہوا اٹھانے پر تھا پورے حوزے میں کبھی بھی درس قرآن نامی کہیں بھی نہیں تھا صرف بازار بزرگ میں ایک مسجد میں ایک مولانا درس تفسیر صافی دیتے تھے پر آتے ہیں تحریف کی ہے وہاں بھی نام قرآن ہونے کی وجہ

سے شرکت نہیں کرتے تھے ورنہ وہ درس قرآن نہیں تھا بلکہ اس قرآن کے نام علی اللہی سیکھاتے تھے کیونکہ تفسیر صافی میں سورہ حمد کی آیت اھد نا اصراط مستقیم کا معنی یہ دیا ہے علی کہ صراط کو پکڑنا ہے چنانچہ بلتستان سے تعلق رکھنے والے ایک کفایہ خوان جو اس درس میں شرکت کرتے تھے بلتستانی تھے بلتستان جا کر اپنے خطاب میں کہا حضرت محمد و علی کے فضائل پہنچانے والے پیغام رساں تھے ۔آ قائے خوئی نے تفسیر لکھنے کی نسبت سے البیان فی تفسیر القرآن کا مقدمہ واقعاً شیعہ فرقہ تھا،اہلسنت کے ہاں قرآن کے بارے میں جاری عقائد تصورات کا جاڑو کیا تھا لیکن ان کو فوراً روک دیا مت لکھیں آ قائی سید محمد حسین طباطبائی المیز ان فی تفسیر القرآن میں تفسیر آیات بہ آیات کے دعویٰ میں لکھا لوگوں کو گوارا نہیں گرچہ آپ نے ابن شیعہ ہونے کا حق ادا کرنے میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑی لیکن بدنام ضرور کیا نام بلند ہونے نہیں دیا جیسا کہ آقائی بہشتی قاضی قضات انقلاب اسامی نے سر راہ بازار اپنے خطاب میں فرمایا۔

ھواتف :

یکے از مصطلحات عقائد ھواتف ہے یعنی بطور مستقیم اللہ کی آواز ملائکہ سے یا جن یا کسی اولیاء سے یا خضر سے حالت خواب میں یا بیداری میں سنی نداء آنا دلیل ہے کہ یہ فعل آپ کر سکتے ہیں

توفیقات سلبیات :

عبدالرحمٰن معاشرہ اگر شرکی ہے تو مشکل ہے کہ کوئی شخص شرک سے بچ جائیں کم سے کم مراتب شرک اسم گزاری نام ہی شرک انتخاب کرتے ہیں شیعہ وسنی دونوں کثیر تعداد میں اسم شرکی رکھتے ہیں جیسا کہ عبدالرسول ،عبدعلی ،عبدالحسین ،غلام علی ،غلام حسین ،غلام عباس بلتستان سے تعلق رکھنے والے کسی ادارے کا یک اعلیٰ عہدے پر فائز سے ماہ رمضان میں افطار کے دوران ہم نے ان کا نام پوچھا تو کہا غلام حسین تو میں میں نے کہا کہ آپ ایک پڑھا لکھا ہوتے ہوئے شرکی نام کیوں رکھا ان کو غصہ نہیں آیا کہا کہ الحمداللہ میں اس چیز کی طرف متوجہ نہیں تھا لیکن اپنے چار لڑکوں کا ایسا نام نہیں رکھا لیکن

پھر بھی ایک غیر موجود امام کے نام پر ایک کا نام رکھا تھا عرض دین اسلام میں شرک اوپر سے نیچے تک ہوتا ہے ان میں سے کسی کا زیادہ خاضع ہونا بڑھا چڑھا کر خاضع ہونا جیسا کہ بعض ایرانی لکھنوی کرتے ہیں اس سے بالاتر ہو کر امیدیں باندھ کر رکھنا بھی ایک قسم کا شرک ہے اپنی اولادوں سے اپنے مستقبل کیلئے امیدیں باندھ کر رکھنا شرک ہے اللہ سورہ زمر آیت نمبر ۲۹ میں فرماتے ہیں ﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً رَجُلاً فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَ رَجُلاً سَلَماً لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ﴾ ایک انسان کا بندہ ہونا بہتر ہے یا چند انسانوں کا بندہ ہونا۔ اس طرح انسان کو چاہیے کہ اپنی تمام تر توجہ اپنے مسائل مستقبل کی طرف رکھنے سے بہتر ہے کہ تمام تر توجہ اللہ کی اطاعت پر رکھیں امیر المومنین فرماتے ہیں اگر اللہ کا کام کریں گے اللہ رسول کا کا کام کریں لیکن یہاں بھی اسی نیت سے کہ اللہ میرا کام کرے گا۔ توفیقات دو قسم کی ہوتی ہیں ایک مثبت جو آپ چاہتے ہیں غیر متوقع طور پر فوراً میسر ہوتی ہیں انہیں مشیعت کہتے ہیں اس طرح کی کوئی توفیقات ہوئی وہ جانتے ہیں مجھے احساس نہیں ہوا کبھی توفیقات سلبی ہوتی ہیں بطور مثال میری کل درآمدات میری کتابیں تھی اور اس پر پابندی لگی میرا ادارہ بیس تیس سال سے بند ہے اور میں بلتستان میں موجود جائداد فروخت یا اجارہ سے انتہائی حد تک قناعت سے زندگی گذار رہا ہوں میں ایک ہزار ماہانہ درآمد نہی رکھتا ہوں لیکن کسی ایسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا کہ جس کا خرچہ زیادہ ہو۔ ہدایت میں کوئی دعویٰ منصب و مقام نہیں کر رہا ہوں عام انسان کیلئے معجزات و کرامات کا بھی قائل نہیں ہوں خود کو زیادہ متقی زاھد متدین بھی پیش نہیں کر رہا ہوں نہ اپنے لمحات حیات پیش کر رہا ہوں جو وعدہ اللہ نے موسیٰ کیلئے دیا ہے ہمیں بھی عنایت ہوا ہے وَ الَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ إِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ اللہ سبحانہ کی بعض بندوں کو توفیقات سلبی عنایت کرتے ہیں لیکن بندہ متوجہ نہیں ہوتا یا خاطر میں نہیں لاتا ہے شکر بھی نہیں کرتا ہے اور بہت دیر کے بعد متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ اس ناچیز کو بہت سی توفیقات سلبی عنایت کی تھی ورنہ کسی قسم کے انسان ہوتا ہے وہ ذات جانتے ہیں ان توفیقات سلبی میں چند کا ذکر کرتے ہیں۔

انعام سلبی:

سلب نعم یہ ہے کہ حدیث مشہور و معروف یا اقوال زریں میں آیا ہے ''من حفر بئر الاخیہ فقد وقع فیہ'' جس کسی نے کسی کو گرانے کے لئے کنواں کھودا وہ خود اس میں گر جائے گا۔ جس کسی نے کسی کو سکھایا یا اکسایا کہ باپ کو ایک بے اولاد بنا کر چھوڑ و لیکن وہ خود نعمت شریک حیات سے محروم ہو گئے نعمت اولاد سے محروم ہو گئے تاریخ میں ثبت ہو گئے وہ اپنے باپ کی نافرمانی طغیانی کرتے تھے۔ اس جرم میں ان کے معاونین حاجی صادق کو بھی تاریخ میں یاد رکھا جائے گا آغا روح اللہ نے بھی میری دشمنی و مخالفت کی ان کو زواج و اولاد سے محروم کیا، اس میں ان کا کردار بھی زیر بحث آئیں گے۔

بلتستان سے رہائی یا نجات:

بلتستان کی اکثریت غلات مردہ اسماعیلیہ خانیہ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے یہاں اصول و مبانی اسلام پر عمل پیرا ہونا ناممکن تھا، دین اسلام کے اصول و مبانی وعظ و نصیحت خوف قیامت اکل حرام سے منع کرنے کے مواقع نہیں دیتے تھے جیسے ضروریات اسلام بیان کرنے پر پابندی تھی، مجالس امام حسین میں صرف ذکر مصائب وہ بھی نعوذ باللہ سفید جھوٹ در جھوٹ کی کہانیاں ہوتی تھیں، فساق و فجار صرف سینہ زنی کے موقع پر مجلس کے اندر آتے تھے اس طرح اکل حرام ان کے لئے ایک معمول نسوار پانی سگریٹ جیسا تصور اختیار کر چکا تھا لہٰذا معمولی رشوت پر علماء اخوند حضرت حرام کی گیند مارتے تھے۔

۲۔ متعہ پر زور دے کر زنا کی راہ آسان بناتے ہیں۔

۳۔ سب و شتم خلفاء نعو باللہ فحش بہ ام المومنین عائشہ کی توہین اہانت جسارت ترویج دین فروغ دین بن چکے تھے

۴۔ اھل سنت والجماعت کو ایک عنصر مکروہ مردود تصور کرتے تھے۔ خوف قیامت نامی کوئی چیز کا ذکر ہی نہیں ہوتے تھے۔

۵۔ لوگوں میں ایسی بھی الفت و محبت کا فقدان تھا۔

۶۔ صف مقدم علماء اکابر ملاء آغا خانیوں کی سرپرستی میں مومنین نماؤں کا آغا خانیوں سے وابستگی جزء

دین گردانتے تھے اور ان کے مقابل حمایت کرنے والے ظالمین جابرین کے لیے دعاء خیر ان کے مقابل میں عام مسلمان سنیوں کو قہر وغضب کا نشانہ بناتے تھے۔

۷۔این جیوز سے پیسہ لے کر مساجد و مدارس بنانے کی مخالفت کرنے والے ان کی آنکھوں میں تیر سہ شعبہ بنتے تھے۔

۸۔ان کے درمیان دین اسلام کو نہیں اٹھا سکتے تھے۔بلتستان سے دین عزیز اسلام کو بنیاد سے سیکھنے کے لئے انقلاب اسلامی حکومت اسلام کی سرپرستی میں قائم کی جانے والی حوزہ میں نصاب ناخواندہ کو از سر نو شروع کرنے کے لئے صدا بلند ہوئی،حکومت اسلامی نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے لعاب دھان میں آیا ہم اسی عزم و ارادے سے ایران گئے دنیا بھر میں تشنگان معارف شیعہ، سنی، نوربخشیوں، صوفیوں کا رخ بھی ایران کی طرف ہوا تھا ہم انقلاب اسلامی کو اللہ کی نعمت سمجھتے تھے لیکن دو سال گزرنے کے بعد معلوم ہوا حوزہ اسی دین آباؤاجداد پر باقی ہے طلاب کو سوائے نصاب بوسیدہ وفرسودہ شعوبی کی تکرار کے سوا اور کچھ نہیں سکھا رہے ہیں۔حوزہ میں ملنے والی سہولیات عیاشیاں مفت خوری ہر اخوند ہر طلبہ دنیا سازی کی بچت بلند ہو رہی ہے،معیار دینی سیر نزولی اختیار کر چکے تھے دنیا میں سرمایہ سازی عروج پر تھی اس کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا گیا۔بیوی کے نشوز اور پاکستان آنے سے انکار کی وجہ سے میں چھوٹے بچوں کو لیکر ترک حوزہ کر کے بھوک ذلت اور خواری برداشت کر کے اسی ملک میں جتنا ممکن ہو سکتا دین اسلام عزیز کو اٹھانے کا عزم و ارادہ لے کر پاکستان آیا۔اس دوران ہمیں فرانس شارجہ میں بھی جانے کا موقع ملا تھا لیکن نہیں گیا اور یہاں دار الثقافۃ الاسلامیہ کی بنیاد ڈالی اور ترجیحات اسلام ہی کو نظر میں رکھا اللہ جانتا ہے مجھے اس نام سے محبت اور شغف تھا۔مذہب شیعہ پیروان امیر المومنین علی ابن ابی طالب حضرات حسنین کی سیرت کے خلاف ہیں لیکن ہم ان ہی ذوات کی پیروی میں اسلام کو سمجھتے تھے لہٰذا درست شناخت نہ ہونے کی وجہ سے ان کے مذہب کی ترویج بھی ذوق وشوق کے ساتھ کرتے تھے، کچھ بے بنیاد کتابیں بھی شہرت وشخصیت سے متاثر ہو کر چھاپی ہیں جیسے مذہب اہل بیت،شیعت کا آغاز خاص کر مذہب اہل بیت جو کہ شیعان تہران اور فاطمین کا گھ

جوڑ تھا لیکن ہمیں اس کا احساس ہونا شروع ہو گیا امور دینی میں رکاوٹ آنا شروع ہو گئی فرسودگیات، خرافات جعلی مزارات علی الھیات کی محافل زور وشور پکڑ گئی تھیں ان بڑھتی خرافات نے گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی مشرف نے نظام اتاترک لانے کا عندیہ دیا گھوڑے کے منہ سے نکلے گلاب جامن اور روٹی کو تبرک قرار دینے کو دیکھ کر ہم نے ایک کتاب بنام عقائد ورسومات شیعہ لکھی جس میں شیعہ اثناء عشری اور شیعان حیدر کرار میں فرق واضح کرنے کی کوشش کی جبکہ حقیقت میں دونوں میں کوئی فرق نہیں تھا، میرے وہم و خیال میں اثناء عشری مذہب معتدل مذہب تھا یہاں سے میری مخالفت میں شدت آنا شروع ہو گئی اور عام لوگ مجھ سے دور ہونا شروع ہو گئے اور اتاترک کی دھمکی نے مجھے صرف قرآن کو اٹھانے کی ضرورت پر متوجہ کیا اور میں نے اپنی باقی ماندہ عمر میں قرآن کو اٹھانے کا عہد کیا اور خود کو امور دینی میں عاجز اور قاصر دیکھنے کے بعد لوازم عالم دین سے مربوط نشان کو اتارنا شروع کیا اور آخر میں دنیا کو اپنے بارے میں غفلت اندھیرے میں نہ رکھنے کی خاطر افق گفتگو اور قرآن سے پوچھو لکھی۔

توفیقات سلبی:

کتاب افق گفتگو لکھتے وقت بھی اپنے جسم سے لباس عالم دین اتارنا ایک توفیق عنایت ربانی تھی، ورنہ حوزہ والے کتنے مجتہدین سے یہاں ان کے وکلاء کے ذریعے، ان کے جیالوں کے ذریعے میرے لباس جسدی اتار کر شور وشرابہ اور بدنام کرتے۔

۱۔اس وقت سے مجھے حالت غفلت غنودگی میں رکھنے یا میری ترجیحات معلوم کرنے کے لیے آنے والوں کا لفافہ خمس کو قبل از وقت مسترد کرنا بھی ایک توفیق سلبی تھا۔

۲۔اسماعیلیوں کے دائیں بازوں کا یکے بعد دیگر از خود الگ ہونا میرے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھی عام طور پر کوئی چاہنے والے دوست الگ ہو جانے سے پریشان ہو جاتا ہوں نا امیدی بڑھ جاتی ہے تنہائی محسوس ہوتی ہے لیکن مجھے ان کے الگ ہونے سے سر کے بال کاٹنے جیسا محسوس ہوتا گیا۔

۳۔اولادوں اور دامادوں کا الگ ہونا دور ہونا ہے ایک نعمت تھی ان کے دور ہونے میں میرا بھی

کردار رہا ہے، مجھے خوف تھا کہیں یہ لوگ یہ نہ کہیں ان کے عقائد فاسد ہونے کی وجہ سے ہم ان سے الگ ہو گئے ہیں بلکہ میں نے ان کو بے دین قرار دیکر الگ کیا کیونکہ یہ سادات تو ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں، کیونکہ مجھے احساس یا یقین ہو گیا کہ ان کی ہدایت ہونا ممکن نہیں ہے لہٰذا اپنی طرف سے بھی اعلان برئت کر کے سکون واطمینان قلبی حاصل کر لیا۔

۱۰۔ گھڑی کی سوئی میں خرابی محسوس کر رہے تھے چلتی نہیں اسلام کا شور شرابہ ہے عملا تطبیق نظر نہیں آتا ہے، خاص کر حوزہ میں کسی قسم کی آثار نشانیاں نظر نہیں آتے ہی سوائے اس کے علماء کو پروٹوکول مل رہا ٹی وی سکرین میں نظر آتے ہیں۔ یہاں اچھی کمائی کیلئے اچھے سکولوں کالجوں میں پڑھنے والے کالج چھوڑ کر وہاں پہنچے ان کی پزیرائی ہوئی لیکن نصاب قرآن تاریخ اسلام وسیرت محمد نامی کوئی چیز نظر نہیں آتی ، وہی بچوں کی عیاشی کے علاوہ اسلام کو درپیش عالمی سازشوں کے بارے میں کچھ بولنا انجان نظر آتے ہیں موقع ایرانی اور خارجی کا فرق واضح نظر آتا تھا لہٰذا یہاں اسلام سمجھنے کے مواقع تو نظر نہیں آتے فقر وفاقہ گرسنگی محرومی کے ساتھ ایک شہری کے حساب سے زندگی گذارنے کے لیے واپس آنے کا قطعی فیصلہ کیا اور واپس آئے یہ دوسری توفیق تھی جس کا میں نے سوچا نہیں تھا ہم یہاں پر ایرانیوں کے مزاج سلوک کے بارے میں اظہار نظر نہیں کر رہا، ان کا اپنا ملک ہے ہم جو بھی ہوں ان کے مہمان تھے یہاں سب کا مساوی برابر کا مطالبہ عقلانی نہیں تھا ہم وہاں صدا اسلامی سن کے گئے تھے ہر آئے دن اسلام دبنے اسلام کو دبانے والے فرقوں کی صدا زیادہ سننے میں آتے تھے، خاص کر یہاں گلوکاروں قوال وہاں سے یہاں موسیقار آنا تقریب مسلمین کے ساتھ تخریب مسلمین کے ادارے کا قیام قابل تحمل نہیں ہے۔

ہدف :

انسانوں سے سرزد حرکات سکنات لمحات تصورات کے بارے میں سوال ہوتا ہے کسی عمل کے سرانجام دینے اور نہ دینے کے بارے میں سوالات وارد ہوتے ہیں باز پرس ہوتی ہے سرزنش ملامت ہوتی ہے بعض اوقات سزا بھی دی جاتی ہے۔

۲۔نیز درست جواب سے بہت سے نتائج اخذ کرتے ہیں جبکہ حیوانات سے پرستش نہیں ہوتی ہے چونکہ اس حرکات سکنات طبق غریزہ طبیعی پر انجام دیتے ہیں وہ غریزہ کے خلاف حرکت نہیں کرتے ہیں۔

مقائیس ص۶۰۲''ھا،د،ف ، اصل واحد یدل علی انتصاب و ارتفاع ''ھدف کل شئی عظیم، ہدف کوغرض بھی کہتے ہیں۔

جب انسان سے پوچھا جاتا ہے یہ کام کیوں کیا تو یہ سوال بالذات خود ایک حقیقت سے نکلتا ہے ایک کام کرنے کا ہوتا ہے ایک نہ کرنے کا سوال ہوتا ہے،سوال ہمیشہ نہ کرنے کے کام پر ہوتا ہے جس کسی نے جواب دیا اس نے مقصد کی خاطر کیا چنانچہ اس انسان کو درست انسان تصور کرتے ہیں جس نے جواب دیا ویسے کیا اس کی ملامت سرزنش کی جاتی ہے یہاں سے سوالات کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے اگر کہیں ویسے ہی بغیر مقصد کیا ہے تو اس کا عمل عبث قرار پائے گا اور بے ہودہ انسان قرار پائے گا۔اگر انسان کے لئے ہدف کے اندر رہ کے کام کرنا ضروی ہے تو اس سے فرق پڑے گا اس انسان سے ہزار سوال ہو سکتے ہیں تم ادھر ادھر اوپر نیچے آمنے سامنے کیوں دیکھتے آنکھ کو بند کیوں نہیں رکھتے تو کہیں گے آنکھ دیکھنے کیلئے ہوتی ہے بات کیوں نہیں کرتے زبان بات کرنے کیلئے ہوتی ہے کیوں دوسروں کی بات سنتے ہو تو کہیں گے کان سننے کیلئے ہوتے ہیں،کھاتے کیوں ہو بھوک کی وجہ سے کھاتے ہیں بھوک کیا ہوتی ہے؟ پیٹ خالی ہونے سے ہوتی ہے یعنی پیٹ کھانا بھرنے کیلئے ہوتا ہے۔کائنات کی کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو جواب دے گا یہ خود انسان کس مقصد کے لئے پیدا ہوا ہے، ہر چیز کی قیمت قدر ارزش اس کی افادیت کی خاطر ہوتی ہے اس میں افادیت رکھنے والا اللہ سبحانہ ہے۔

۱۔انسان عاقل کوئی غرض وغایت نظر میں رکھے بغیر فعل انجام نہیں دیتا ہے۔اگر اس نے بغیر کسی اہداف وغایات کے تحت کام کیا تو اسے فعل عبث یا مہمل کہا جاتا ہے۔

۲۔اگر فعل گھٹیا بے ہودہ انجام پاتا ہے تو اسے لہو ولعب وقت گزارنے کیلئے انجام دیتے ہیں۔

۳۔غرض و غایت اعلیٰ وارفع نظر میں رکھ کر انجام دیتا ہے انسانوں کی تمام افعال اقوال حرکات سکنات چہرہ کی حالت ہاتھوں کی حرکات عقلاء کی ایکسرے سے گزارتے ہیں۔

کسی شخص کی عظمت بزرگی پختگی عقلمندی سبکی علمی اندازہ ان کے اعمال واقوال حرکات سے سے کیا جاتا ہے، خاص کر سیاست کے میدان میں ہر چیز کو نظر میں رکھا جاتا ہے، اس اصول مسلم کے تحت انسان ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں، ہمارا ہدف زندگی کیا ہے؟ آج کل نو جوان طبقہ خاص کر خواتین کا جواب ہے عیش ونوش اچھی زندگی اچھی کھانا اچھا لباس قیمتی زیورات سیر وسیاحت ہی غرض و غایت زندگی ہے جبکہ اس کے مقابل اعلیٰ فکر کے حامل انسانوں کا جواب ہوتا ہے کھانا زندہ رہنے کیلئے اور کھانے کیلئے میں فرق ہے، زندگی کھانے کیلئے ہے تو کھانے کے کم وکیف محدود نہیں کیا جاسکتا ہے اگر کھانا زندہ رہنے کی حد تک محدود ہوتا تو کتنے لقمات کھانا چاہییں کس نوع کی غذا سے زندہ رہ سکتا ہے محدود کرتا ہے کھانا انسان اور حیوانات حتیٰ نباتات میں مشترک چیز ہے لیکن کھانا کھانے کی غایت حیوان اور انسانوں میں فرق ہونا ضروری ہے ورنہ انسان انسان نہیں رہے گا حضرت علی نے اپنی نصیحت یا شکایت نامہ جو عثمان بن حنیف کو لکھا تھا فرمایا" ہم حیوانوں کی مانند تنہا کھانے کیلئے خلق نہیں ہوئے ہیں مکتوب ۴۵ دروس عقائد میں پہلا درس اسی سوال سے شروع ہوتا ہے، کائنات آسمان و زمین چاند دریا سورج حیوان انسان کس غرض وغایت کی خاطر خلق ہوئے ہیں یہ کائنات از روئے تصادف وجود میں آئی از روئے لہو ولعب وجود میں آئی یہ کسی اعلیٰ وارفع مقاصد اہداف کیلئے وجود میں آئی ہے کائنات کی تخلیق اور میری تخلیق دونوں ایک ہے یا کسی مختلف ہدف کی خاطر وجود میں آئی ہے۔

یہ کائنات کسی ہدف کی خاطر وجود میں آئی ہے یہ کہاں سے معلوم ہوگا کیسے پتہ چلے گا؟ اس کیلئے اہداف کو سامنے رکھنا ہوگا بطور مثال کسی نے شاہراہ پر ایک گھر عمارت بنائی ہے اس عمارت کے بارے میں چند احتمال ہو سکتے ہیں۔

۱۔ ہوٹل یا مسافر خانہ بنایا ہو۔

۲۔احتمال ہے فروخت کیلئے بنایا ہو۔

۳۔احتمال ہے خود رہنے کیلئے گھر بنایا ہو۔

اگر ان تینوں میں سے کوئی بھی احتمال نہیں ہے تو سمجھ لیں بطور عبث بنایا ہے۔

۲۔ باہدف چیزوں کے اجزاء ترکیبی ایک خاص تنظیم میں دکھائی دیں گے جبکہ بے ہدف چیزیں غیر منظّم نظر آئینگی۔اس اصول وموازین کے تحت انسان آسمان وزمین اوران دونوں کے درمیان مخلوقات سورج چاندکونظر کریں آیا یہ سورج جس نے اپنے ماتحت تمام بروبحر پر اپنی روشنائی وحرارت چھوڑی ہے، اگر یہ چند ہزار میل اپنی جگہ نیچے آجاتے تو کیا ہوتا؟ یہ زمین اسوقت فی گھنٹہ اتنی مسافت طے کرتی ہے اگر یہ سرعت کم کریں یا زیادہ کریں تو کیا اثر پڑے؟

۳۔آسمان اورزمین کے درمیان میں موجود چاند مجھے روشنائی دے رہا ہے،سورج روشنائی کے ساتھ حرارت بھی دے رہا ہے یہ پرندے پکڑ کر کھا رہے یہ سبزیاں ہم کھاتے ہیں یہ حیوانات ان کے کھال ہمارے لباس بن رہے، یہ سبزیاں ہمیں۔۔۔۔بھی دے رہی ہیں معلوم ہوتا ہے یہ ہمارے لئے ہی بنی ہیں کیونکہ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ایام خود اسکی مقصد کیلئے خلق کیں ہیں یہ معلوم نہیں پوچھنا چاہیئے۔

حرف واو

وجوداللہ

۔وجوداللہ کے بارے میں تین مفروضات میں سے ایک کو مانیں کسی بھی چیز کے وجوداورعدم کے بارے میں ان تین حالات سے ایک کوانتخاب کریں۔

۱۔اثبات کے لیے دلیل دیں

۲۔نفی کے لیے دلیل دیں

۳۔ یا توقف کریں اما جوخص کہتا ہے عدم پر دلیل نہیں عدم دریافت دلیل پر عدم نہیں ہوتا ہے عدم دلیل دلیل پرعدم نہیں ہے اما کوئی شخص تحقیق ہی نہ کریں وہ جاھل ہے۔

۴۔ کیونکہ ایسے ذوات لعابین ہونا وما کنا لاعبین وما کنا معذبین حتی نبعث رسول اللہ ہماری پہلے جلد

آیت قل انظروا ماذا کری فی اسوات

حرف ی

یحیی بن زکریا :

یحیی بن زکریا دانشانہ قرآن ۲۳۷۸، ید بیضا معجزہ حضرت موسی، یعقوب بن اسحاق، یوسف، یونس

یہودیت نام سے یک از قبائل بھی اسرائیل کے۔۔۔۔۔دامن سے ایک قرآن میں قوم موسیٰ کو ہر جگہ بنی اسرائیل کہا ہے، بنی اسرائیل یعنی فرزندان اسرائیل، اسر عبد کو کہتے ہیں ئیل اللہ کو کہتے ہیں یہ لقب یعقوب یعنی پدر یوسف صدیق ہے۔ بنی اسرائیل ۶ سال قبل از میلاد مسیح بابلین کی اسارت سے نجات مل کر واپس فلسطین آئے۔ آنے والے سب فرزندان یہود فرزند یعقوب تھے۔

اسرائیلیوں کا قوت وحشمت واقتدار کا دور بعد از موسیٰ بنی طالوت نکلے وسلیمان رہے ان کے بعد۔۔۔۔مصر نے فلسطین پر حملہ کیا اور پورے فلسطین کو اسارت میں لے کر بابل گیا، بابل پر ۔۔۔۔کا قبضہ ہوا تو انہوں نے۔۔۔۔۔۔۔

یوم الآخر:

یوم قرآن کریم میں جیسا کہ کتب وجوہ ونظائر میں آیا ہے یہ مصادیق میں آیا ہے ان میں سے ایک یوم قیامت ہے، یس ۵۴، بقرہ ۸،

۱۲۶، ۱۷۷، ۲۲۸، ۲۳۲، ۲۶۴، عمران ۱۱۴، نساء ۵۹، ۱۳۶، ۱۶۲، مائدہ ۶۹، توبہ ۱۸، ۱۹۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اصول ایمانیات میں اصل توحید کے بعد ایمان بیوم الآخرت بیان فرمایا جبکہ ایمانیات سے کھیلنے والوں نے ایمان بیوم آخر یا ایمان بیوم القیامۃ کی جگہ معاد کو عنوان بنایا ہے، یہ کلمہ اس صیغہ میں قرآن میں صرف ایک ہی جگہ قصص ۸۵ میں آیا ہے وہ عود اسی خصوصیات جسمانی کے تحت کیلئے آیا ہے کلمہ اپنی جگہ اس موضوع میں غیر مربوط ہونے کے باوجود ادنیٰ افراد سے لیکر اعلیٰ پایہ کے علماء کا یہ کلمہ استعمال کرنے سے فرقہ باطنی کی بو آتی ہے وہ قیامت کو مشکوک بنانا چاہتے ہیں۔

۱۱۔ یوم یبعثون اعراف ۱۴ ۱۲۔ یوم یاتی تاویلہ اعراف ۵۳

۱۳۔ یوم عظیم اعراف ۵۹، یونس ۱۵ ۱۴۔ یوم کبیر ہود ۳

۱۵۔ یوم الیم ہود ۲۶ ۱۶۔ یوم یقوم الحساب ابراہیم ۴۱

معاد یوم آخرت کیلئے اتنی واضح اور صریح غیر متشابہ نا قابل تشکک اسماء کے ہوتے ہوئے اس کلمہ کے استعمال پر ادنیٰ علم کے حامل افراد کے اعلیٰ پیمانہ علمی مقام ومنزلت رکھنے والے بھی اس مشکوک کلمہ پر اصرار باعث شکوک اور شبہات سے بنتے ہیں نیز اس کے علاوہ ان کے آخرت سے متعلق دیگر عقائد کو جوڑنے سے اس شک کی تائید ہوتی ہے۔

۱۔ ایمان بر جعت بحیات دنیا ۲۔ عقیدہ سوال منکر ونکیر در قبر

۳۔ عقیدہ شفاعت اولیاء ۴۔ عقیدہ تناسخ

۵۔ بحث معاد جسمانی وروحانی ۶۔ بحث شفاعت شہید

بحث باب اعتقاد جو بحوث خارج از بحث اصل اعتقاد تھی ختم کرتے ہیں، اب اصل بحث ایمانیات میں داخل ہوتے ہیں جہاں آئندہ آنے والے بحوث کا عناوین اس ترتیب سے ہوگا۔

۱۔ مکون کونیات فلاسفہ ومتکلمین کی نظر میں ۲۔ مکون کونیات عالم آفاقی، سماوی، ارضی

۳۔ بحث مکون نفوس کون ۴۔ مکون ثبات ۵۔ مکون حیات

ایمان بیوم الآخرت کی سند قرآن کریم ہے، قرآن کریم نے کثیر آیات میں ایمان بآخرت کی دعوت دی ہے۔ ایمان بروز آخرت مثل ایمان بہ نبوت محمدؐ ہے۔ دونوں کی سند قرآن ہے، قرآن نے فرمایا ہے ہمارے نبی پر ایمان لاؤ اگر تمھیں ان کی نبوت پر شک ہو تو اس جیسی کتاب لاؤ جو محمدؐ نے لائی ہے لیکن یقین کریں تم نہیں لاسکو گے چاہے جن وبشر تمھاری مدد کیوں نہ کریں، اگر اس جیسی کتاب نہیں لاسکے اور عذاب بھی نہیں لائیں گے تو تم ایک عذاب کیلئے آمادہ ہو جاؤ جہاں تمھیں جلانے کیلئے آگ روشن کریں گے جس کا ایندھن انسان اور معبودات پتھر ہوں گے۔ اگر کسی ملک کو کسی نے مخبری کی فلاں تاریخ کو آپ کے ملک پر حملہ ہونے والا ہے لیکن ظاہری حالات کوئی کہیں سے نظر نہیں آتا

ہے کہ اس طرف نقل و حرکت زیادہ نظر آتا ہوا ایسا کوئی نظر نہیں آتا ہے لیکن ایک شخص یہ یقینی دی کہ میں نے دیکھا ہے فلاں طرف پرندے زیادہ اڑ رہے ہیں۔

آخر مقابل اول:۔

مفردات راغب میں آیا ہے آخر مقابل اول آتا ہے، یہاں تعبیر۔۔۔آخرت نشاہ دوم کیلئے آیا ہے اس دار دنیا کے مقابل میں حیات دار آخرت حقیقی معنوں میں حیات آیا ہے۔عنکبوت ۴، کبھی کلمہ دار کو حذف کر کے صرف آخرت کو لایا جاتا ہے، ہود ۱۶۔کبھی آخرت صفت دار آخرت واقع ہوتی ہے کبھی آخرت صفت دار واقع ہوتی ہے، کبھی آخرت دار کی طرف اضافہ ہوتی ہے۔''**ولدار الاخرہ خیر** ''انعام ۳۲۔

تجسم الاعمال

وقودھا الناس والحجارہ بقرہ ۲۴،۱۱۰، ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتی وَقُودُهَا النَّاسُ وَ الْحِجارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكافِرين..۲۴﴾ ﴿وَ أَقيمُوا الصَّلاةَ وَ آتُوا الزَّكاةَ وَ ما تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّه..۱۱۰﴾

وما تقدموا انفسکم تجدہ بقرہ ۱۷۴۔ ﴿إِنَّ الَّذينَ يَكْتُمُونَ ما أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتابِ وَ يَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَناً قَليلاً أُولئِكَ ما يَأْكُلُونَ في بُطُونِهِمْ إِلاَّ النَّارَ ..۱۷۴﴾

ما یاکلون فی بطونہم۔ بقرہ ۲۸۸، ۱۷۴، ۱۲۷، ۲۵۔ ﴿وَ بَشِّرِ الَّذينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْري مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ كُلَّما رُزِقُوا مِنْها مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقاً قالُوا هذَا الَّذي رُزِقْنا مِنْ قَبْلُ وَ أُتُوا بِهِ مُتَشابِهاً وَ لَهُمْ فيها أَزْواجٌ مُطَهَّرَةٌ وَ هُمْ فيها خالِدُونَ..۲۵﴾ ﴿وَ إِذْ يَرْفَعُ إِبْراهيمُ الْقَواعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ إِسْماعيلُ رَبَّنا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّميعُ الْعَليمُ..۱۲۷﴾ ﴿إِنَّ الَّذينَ يَكْتُمُونَ ما أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتابِ وَ يَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَناً قَليلاً أُولئِكَ ما يَأْكُلُونَ في بُطُونِهِمْ إِلاَّ النَّارَ وَ لا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ وَ لا يُزَكِّيهِمْ وَ لَهُمْ عَذابٌ أَليمٌ ۱۷۴﴾

آل عمران۳۰، ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ ما عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَراً وَ ما عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَها وَ بَيْنَهُ أَمَداً بَعيداً وَ يُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَ اللَّهُ رَؤُفٌ بِالْعِبادِ.. ۳۰﴾

نساء۱۰، ﴿إِنَّ الَّذينَ يَأْكُلُونَ أَمْوالَ الْيَتامى ظُلْماً إِنَّما يَأْكُلُونَ في بُطُونِهِمْ ناراً وَ سَيَصْلَوْنَ سَعيراً.. ۱۰﴾

انعام۳۱، ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذينَ كَذَّبُوا بِلِقاءِ اللَّهِ حَتَّى إِذا جاءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قالُوا يا حَسْرَتَنا عَلى ما فَرَّطْنا فيها وَ هُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزارَهُمْ عَلى ظُهُورِهِمْ أَلا ساءَ ما يَزِرُونَ.. ۳۱﴾

اعراف۱۸۰، ۱۴۷، ﴿وَ الَّذينَ كَذَّبُوا بِآياتِنا وَ لِقاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا ما كانُوا يَعْمَلُونَ.. ۱۴۷﴾ ﴿وَ لِلَّهِ الْأَسْماءُ الْحُسْنى فَادْعُوهُ بِها وَ ذَرُوا الَّذينَ يُلْحِدُونَ في أَسْمائِهِ سَيُجْزَوْنَ ما كانُوا يَعْمَلُونَ.. ۱۸۰﴾

طور۱۶، ﴿اصْلَوْها فَاصْبِرُوا أَوْ لا تَصْبِرُوا سَواءٌ عَلَيْكُمْ إِنَّما تُجْزَوْنَ ما كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.. ۱۶﴾

نجم۴۰، ۴۱، ﴿وَ أَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرى.. ۴۰. ثُمَّ يُجْزاهُ الْجَزاءَ الْأَوْفى. ۴۱﴾

مزمل۲۰، ﴿وَ ما تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْراً وَ أَعْظَمَ أَجْراً وَ اسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحيمٌ.. ۲۰﴾

نباء۴۰، ﴿إِنَّا أَنْذَرْناكُمْ عَذاباً قَريباً يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ ما قَدَّمَتْ يَداهُ.. ۴۰﴾

تکویر۱۲، ۱۴، ﴿وَ إِذَا الْجَحيمُ سُعِّرَتْ.. ۱۲. عَلِمَتْ نَفْسٌ ما أَحْضَرَتْ.. ۱۴﴾

۱۔ حرف س: ۔ یکے از مصطلحات قیامت سوالات از اہل محشر ہے۔ قیامت کے دن پیش آمد حالات میں سے ایک سوال۔

حجر۹۲، ۹۳، ﴿فَوَ رَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ أَجْمَعينَ.. ۹۲. عَمَّا كانُوا يَعْمَلُونَ. ۹۳﴾

نحل۹۳، ﴿وَ لَوْ شاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً واحِدَةً وَ لكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشاءُ وَ يَهْدي مَنْ

يَشاءُ وَ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ..٩٣﴾

انبیاء۲۳،﴿لا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُونَ.٢٣﴾

اعراف۷،﴿فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَ ما كُنَّا غائِبِينَ.٧﴾

نحل٥٦،﴿ تَاللَّهِ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ..٥٦﴾

عنکبوت۱۳،﴿ وَ لَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيامَةِ عَمَّا كانُوا يَفْتَرُونَ..١٣﴾

اعضاء وجوارح سے سوال۔اسراء۳۶،۳۴﴿وَ أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كانَ مَسْؤُلاً ..(۳۴)وَ لا تَقْفُ ما لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤادَ كُلُّ أُولئِكَ كانَ عَنْهُ مَسْؤُلاً..٣٦﴾

احزب۱۰،۸،﴿لِيَسْئَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَ أَعَدَّ لِلْكافِرِينَ عَذاباً أَلِيماً..(٨) إِذْ جاؤُكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ إِذْ زاغَتِ الْأَبْصارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَناجِرَ وَ تَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا..١٠﴾

التکاثر۸﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ..٨﴾

۲۔ حرف ح۔حساب بقرہ۲۸۴،﴿لِلَّهِ ما فِي السَّماواتِ وَ ما فِي الْأَرْضِ وَ إِنْ تُبْدُوا ما فی أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشاءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَشاءُ وَ اللَّهُ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ..٢٨٤﴾

رعد۲۰،﴿الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَ لا يَنْقُضُونَ الْمِيثاقَ..٢٠﴾

اسراء۱۴،﴿اقْرَأْ كِتابَكَ كَفى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيباً.١٤﴾

انبیاء۱،﴿اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسابُهُمْ وَ هُمْ فی غَفْلَةٍ مُعْرِضُونَ.١﴾

مومنون۱۱۷،﴿وَ مَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلهاً آخَرَ لا بُرْهانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّما حِسابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لا يُفْلِحُ الْكافِرُونَ..١١٧﴾

نور۳۴،﴿وَ لَقَدْ أَنْزَلْنا إِلَيْكُمْ آياتٍ مُبَيِّناتٍ وَ مَثَلاً مِنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً

لِلْمُتَّقينَ.. ۳۴﴾

شعراء۱۱۳﴿إِنْ حِسابُهُمْ إِلَّا عَلى رَبِّى لَوْ تَشْعُرُونَ ﴾

ص۱۷،﴿اصْبِرْ عَلى ما يَقُولُونَ وَ اذْكُرْ عَبْدَنا داوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴾

غافر۲۷،﴿وَ قالَ مُوسى إِنِّى عُذْتُ بِرَبِّى وَ رَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسابِ ﴾

طلاق۸،﴿وَ كَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّها وَ رُسُلِهِ فَحاسَبْناها حِساباً شَديداً وَ عَذَّبْناها عَذاباً نُكْراً (۸)

نباء۲۷۔﴿إِنَّهُمْ كانُوا لا يَرْجُونَ حِساباً ﴾

۳۔ حرف و۔وزن الاعمال۔اعراف۹۸،﴿أَ وَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرى أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنا ضُحًى وَ هُمْ يَلْعَبُونَ ﴾

انبیاء۴۷،﴿وَ نَضَعُ الْمَوازينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيامَةِ فَلا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئاً وَ إِنْ كانَ مِثْقالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنا بِها وَ كَفى بِنا حاسِبينَ ﴾

مومنون۱۰۲،۱۰۳،﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوازينُهُ فَأُولئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ . وَ مَنْ خَفَّتْ مَوازينُهُ فَأُولئِكَ الَّذينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فى جَهَنَّمَ خالِدُونَ ﴾

قارعۃ۸،۹﴿وَ أَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوازينُهُ .فَأُمُّهُ هاوِيَةٌ ﴾

۴۔ حرف غ۔غنی کوئی انسان دوسرے کی نیازمندی رفع نہیں کرسکتا۔بقرہ۴۸،﴿وَ اتَّقُوا يَوْماً لا تَجْزى نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئاً وَ لا يُقْبَلُ مِنْها شَفاعَةٌ وَ لا يُؤْخَذُ مِنْها عَدْلٌ وَ لا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴾

لقمان۳۳۔﴿يا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا يَوْماً لا يَجْزى والِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَ لا مَوْلُودٌ هُوَ جازٍ عَنْ والِدِهِ شَيْئاً إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَياةُ الدُّنْيا وَ لا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴾

ممتحنہ۳، ﴿لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحامُكُمْ وَ لا أَوْلادُكُمْ يَوْمَ الْقِيامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَ اللَّهُ بِما تَعْمَلُونَ بَصيرٌ ﴾

انفطار۱۹ ﴿يَوْمَ لا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئاً وَ الْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴾

۵۔ حرف ف، بقرہ۴۸، ﴿وَ اتَّقُوا يَوْماً لا تَجْزي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئاً وَ لا يُقْبَلُ مِنْها شَفاعَةٌ وَ لا يُؤْخَذُ مِنْها عَدْلٌ وَ لا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴾

یونس۵۴ ﴿وَ قالَ الْمَلِكُ ائْتُوني بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنا مَكينٌ أَمينٌ ﴾

۶۔ حرف ت۔ تفریق وہ ایک دوسرے سے الگ ہونگے۔ روم۱۴، ﴿وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ﴾

سجدہ۲۴، ﴿وَ جَعَلْنا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنا لَمَّا صَبَرُوا وَ كانُوا بِآياتِنا يُوقِنُونَ ﴾

یسین ۵۹، ﴿وَ امْتازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴾

ممتحنہ۳ ﴿وَ امْتازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴾

۷۔ حرف ن۔ وہ دن ندامت پشیمانی کا دن ہوگا۔ یونس۵۴، ﴿وَ لَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ ما فِي الْأَرْضِ لاَفْتَدَتْ بِهِ وَ أَسَرُّوا النَّدامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذابَ ﴾

سباء۳۳ ﴿ وَ أَسَرُّوا النَّدامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذابَ وَ جَعَلْنَا الْأَغْلالَ في أَعْناقِ الَّذينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ إِلاَّ ما كانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

۸۔ حرف ح۔ حوارین کے درمیان۔۔۔۔

۹۔ حرف س۔ سابقون واقعہ۱۰،۱۱ ﴿وَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ .أُولئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴾

۱۰۔ حرف ی۔ یمین مصطلح یمین اسراء۷۹، ﴿وَ مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نافِلَةً لَكَ عَسى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقاماً مَحْمُوداً ﴾

واقعہ۔۸، ۲۷، ۲۸، ۹۰، ۹۱ ﴿فَأَصْحابُ الْمَيْمَنَةِ ما أَصْحابُ الْمَيْمَنَةِ .وَ أَصْحابُ الْيَمينِ

ما أَصْحابُ الْيَمينِ .فی سِدْرٍ مَخْضُودٍ .وَ أَمَّا إِنْ کانَ مِنْ أَصْحابِ الْيَمينِ .فَسَلامٌ لَکَ مِنْ أَصْحابِ الْيَمينِ ﴾

حاقہ ۔۱۹﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ کِتابَهُ بِيَمينِهِ فَيَقُولُ هاؤُمُ اقْرَؤُا کِتابِيَهْ ﴾

۱۱۔ حرف ش۔ مصطلح شام وشمال واقعہ ۹، ۴۱، ۴۲، ﴿وَ أَصْحابُ الْمَشْئَمَةِ ما أَصْحابُ الْمَشْئَمَةِ.وَ أَصْحابُ الشِّمالِ ما أَصْحابُ الشِّمالِ .فی سَمُومٍ وَ حَميمٍ ﴾

حاقہ ۔۲۵، ﴿وَ أَمَّا مَنْ أُوتِيَ کِتابَهُ بِشِمالِهِ فَيَقُولُ يا لَيْتَنی لَمْ أُوتَ کِتابِيَهْ ﴾

انشقاق ۱۰، ﴿وَ أَمَّا مَنْ أُوتِيَ کِتابَهُ وَراءَ ظَهْرِهِ ﴾

بلد ۱۹، ﴿وَ الَّذينَ کَفَرُوا بِآياتِنا هُمْ أَصْحابُ الْمَشْأَمَةِ ﴾

۱۲۔ حرف ش۔ شاھد وشھود، آل عمران ۹۸،

یونس ۴۱،۴۷، ﴿وَ إِنْ کَذَّبُوکَ فَقُلْ لی عَمَلی وَ لَکُمْ عَمَلُکُمْ أَنْتُمْ بَريئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَ أَنَا بَريءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ .وَ لِکُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذا جاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لا يُظْلَمُونَ ﴾

حج ۔۱۷

احزاب ۵۰، ﴿يا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنا لَکَ أَزْواجَکَ اللاَّتی آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَ ما مَلَکَتْ يَمينُکَ مِمَّا أَفاءَ اللَّهُ ﴾

مصطلح شہید قیامت کے دن لوگوں کے اعمال خیر وشر کے بارے میں شہادتیں ہوں گی، یہ اپنی انواع واصناف ہونگے۔

۱۔ انسان کے اعضاء وجوارح ہونگے۔ ۲۔ زمین جس پر اس نے یہ اعمال انجام دیئے ہیں وہ گواہی دیں گے۔ ۳۔ انبیاء ہونگے۔

نساء ۴۱، ۱۵۹، ﴿فَکَيْفَ إِذا جِئْنا مِنْ کُلِّ أُمَّةٍ بِشَهيدٍ وَ جِئْنا بِکَ عَلی هؤُلاءِ شَهيداً .وَ إِنْ مِنْ أَهْلِ الْکِتابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَ يَوْمَ الْقِيامَةِ يَکُونُ عَلَيْهِمْ شَهيداً ﴾

ھود۱۸، ﴿وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرى عَلَى اللَّهِ كَذِباً أُولئِكَ يُعْرَضُونَ على رَبِّهِمْ وَ يَقُولُ الْأَشْهادُ هؤُلاءِ الَّذينَ كَذَبُوا على رَبِّهِمْ أَلا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمينَ ﴾

نحل۸۴، ﴿وَ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهيداً ثُمَّ لا يُؤْذَنُ لِلَّذينَ كَفَرُوا وَ لا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴾

حج۷۸، ﴿وَ جاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهادِهِ هُوَ اجْتَباكُمْ وَ ما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبيكُمْ إِبْراهيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمينَ مِنْ قَبْلُ وَ في هذا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهيداً عَلَيْكُمْ وَ تَكُونُوا شُهَداءَ عَلَى النَّاسِ﴾

قصص۷۵،

ملائکہ۳،

زمر۶۹، ﴿﴾

غافر۵۱، ﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنا وَ الَّذينَ آمَنُوا فِي الْحَياةِ الدُّنْيا وَ يَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهادُ ﴾

ق۲۱۔ ﴿وَ جاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَها سائِقٌ وَ شَهيدٌ﴾

لوگ اپنے خلاف گواہی۔۔نور۲۴، ﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَ أَيْديهِمْ وَ أَرْجُلُهُمْ بِما كانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

یس۶۵، ﴿لا يَسْتَطيعُونَ نَصْرَهُمْ وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحْضَرُونَ ﴾

فصلت۲۰،۲۱،۲۲ ﴿حَتَّى إِذا ما جاؤُها شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ أَبْصارُهُمْ وَ جُلُودُهُمْ بِما كانُوا يَعْمَلُونَ

وَ قالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنا قالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَ هُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ .وَ ما كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لا أَبْصارُكُمْ وَ لا جُلُودُكُمْ وَ لكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لا يَعْلَمُ كَثيراً مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴾

یوم القیامۃ:۔

دنیا کے مقابل حیات یوم آخرت کے بعد زیادہ تکرار سے ذکر ہونے والے ناموں میں سے ایک نام یوم القیامۃ ہے، یہاں تک ایک سورہ قرآن مختص بنام قیامت ہے۔ مفردات ص ۴۶۵ پر آیا ہے حیات دائمی ابدی انسان کو یوم قیامت کہنے کی چند وجوہات ہیں۔

ا۔ قیام الساعۃ، روم ﴿وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ..١٢﴾ ﴿وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتفَرَّقُونَ..١۴﴾ ﴿وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ما لَبِثُوا غَيْرَ ساعَةٍ كَذلِكَ كانُوا يُؤْفَكُونَ ..۵۵﴾ غافر ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْها غُدُوًّا وَ عَشِيًّا وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذاب..۴٦﴾، جاثیہ ﴿وَ لِلَّهِ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ..٢٧﴾

٢۔ لوگ قبروں سے اٹھیں گے ﴿وَ ما أَظُنُّ السَّاعَةَ قائِمَةً وَ لَئِنْ رُدِدْتُ إِلى رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْراً مِنْها مُنْقَلَباً .. كهف .٣٦﴾ ﴿وَ لَئِنْ أَذَقْناهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هذا لي وَ ما أَظُنُّ السَّاعَةَ قائِمَةً وَ لَئِنْ رُجِعْتُ إِلى رَبِّي إِنَّ لي عِنْدَهُ لَلْحُسْنى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذينَ كَفَرُوا بِما عَمِلُوا وَ لَنُذيقَنَّهُمْ مِنْ عَذابٍ غَليظٍ ..فصلت.۵٠﴾ ﴿وَ أَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لا رَيْبَ فيها وَ أَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُور..حج.٧﴾

٣۔ قیام روح وملائکہ ۴۔ قیام اشہاد ۵۔ قیام ملائکہ

کلمہ قیام مادہ قوم سے لیا ہے۔ سورہ واقعہ اور حاقہ، انشقاق میں آیا ہے، قیامت کے دن اہل جہنم، اہل نفاق کو ان کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ سے دیں گے۔

مصطلح شمال یکے از مصطلح یوم قیامت شمال، مقائیس ج ا ص ٦٢٦ آیا ہے۔ ش۔م۔ل۔ سے مرکب اس کلمہ دو اصل جداگانہ مصدر قیاس ہے۔ ''اصل اول یدل علی دوران الشئی با الشئی'' کوئی چیز کسی اور چیز کے گرد دور کریں، وہ اس چیز پر احاطہ کریں یہیں سے کہتے ہیں ''شملهم الامر اذاعمهم'' شمال اس چادر کو کہتے ہیں اوڑھتے ہیں ''وجمع اللہ شملہ، اذا دعالہ بتالف

امورہ‘‘ والاصل الثانی یدل علی جانب الذی مخالف الیمین من ذلک، الید الشمال ومنہ الریح الشمال لانھا تاتی من ناحیۃ قبلۃ العراق‘‘ بیت اللہ کعبۃ الحرام کے چار زاویوں کو رکن کہتے ہیں، پھر ہر رکن کیلئے ایک الگ نام سے یاد کرتے ہیں، جس زاویے میں حجر اسود نصب ہے اس کو صرف رکن کہتے ہیں، اس کے حجر اسماعیل سے متصل رکن کو رکن عراق کہتے ہیں،، اس کے بعد رکن کو شامی کہتے ہیں اس کے بعد مقابل حجر اسود کو رکن یمانی کہتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے جسم کے بھی چار طرف ہے ایک طرف کو یمین کہتے ہیں جو مصافحہ کیلئے، کسی سے کوئی چیز وصول کرنے کیلئے کسی کو کوئی چیز دیے کیلئے استعمال ہوتا ہے اس ہاتھ کو یمین کہتے ہیں اس کے مقابل کو شمال بائیں کہتے ہیں۔ یہاں کفر دو طرح سے پھیل رہا ہے ایک خالص بے دینی پھیلاتے ہیں ان کو شمال کہتے ہیں۔۔۔